Secret
Arabic

Fyzee Collection

رحمتہ للعالمین جلد سوم 1933

وَمَا أَرْسَلْنٰكَ إِلَّا

# رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ

## سیرۃ النبی الامی صلی اللہ علیہ وآلہ وبارک وسلم

## جلد دوم

مصنفہ

قاضی محمد سلیمان صاحب سلمان منصورپوری

ناشر

شیخ غلام علی اینڈ سنز تاجران کتب وپبلشرز کشمیری بازار لاہور

قیمت بلا جلد

مجلد

# فہرست مضامین کتاب رحمۃ للعالمین جلد دوم

# وَتَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ صِدْقًا وَّعَدْلًا

## احقر راجی شفاعت وغفران قاضی محمد سلیمان سلمان منصورپوری

## سول جج صدر پٹیالہ ریاست پٹیالہ

## خلف مولوی حاجی قاضی احمد شاہ صاحب مرحوم

تعلیمی پرنٹنگ پریس بیرون شیرانوالہ گیٹ لاہور میں باہتمام ایم محمد فاضل منیجر
چھپوا کر شیخ نیاز احمد صاحب پبلشر نے کشمیری بازار لاہور سے شایع کیا۔

# تعداد ایام قیام نبوی بعالم دنیوی

گھنٹے ——— دن

۶ ۱؎ ——— ۲۲۳۳۰




ولادت مبارک عیسائیوں کے ایسٹر سے ۲۳ ویں دن اور یہودیوں کی عید الفصح سے ۲۵ ویں دن ہوئی تھی۔

## تعداد
## ایام تبلیغ رسالت و نبوت

۸۱۵۶ دن — اس میں یوم وفات بھی شامل ہے۔

۵۷۱ء میں ایسٹر کا اتوار ۱۶ صفر مطابق ۲۹/۳۱ مارچ ۵۷۱ء کو تھا۔
۱۳۳۱ء مطابق ۵۷۱ء میں یہود کی عید الفصح پنج شنبہ ۱۳ صفر مطابق ۲۶/۲۸ مارچ کو تھی۔

۱؎ گھنٹے ۲۲۳۳۱ ویں دن کے ہیں۔

# عرضِ ناشر

سیرت رسولؐ کے متعلق اب تک جتنی کتابیں لکھی گئی ہیں۔ ان میں "رحمۃ للعالمین" کو خاص امتیاز حاصل ہے۔ تاریخ نگاری کا بہترین اصول یہ ہے۔ کہ موضوع کے متعلق جتنی کتابیں جس قدر زبانوں میں مل سکیں سب کا بے لاگ مطالعہ کیا جائے۔ اور صرف وہی واقعات اخذ کئے جائیں۔ جو تحقیق کے معیار پر پورے اتریں۔ "رحمۃ للعالمین" میں یہی اصول پیشِ نظر رکھا گیا ہے۔ جہاں اس کے پڑھنے سے یہ معلوم ہوتا ہے۔ کہ مؤلف کو آنحضرت صلعم کے ساتھ انتہائی عقیدت و شیفتگی ہے۔ وہاں یہ حقیقت بھی الم نشرح ہو جاتی ہے۔ کہ دوران تحریر میں تحقیق و توثیق کے آئینے سے مصدقہ و مستند واقعات کی چہرہ کشائی میں نہایت احتیاط سے کام لیا گیا ہے۔ یہ اجتماع ضدین نہایت کامیاب و جاذب توجہ ہے۔

مؤلف نے بالغ نظری سے کام لیتے ہوئے اسلامی کتابوں کے علاوہ غیر مذاہب کی بہت سی معتبر و مقدس کتابوں سے بھی استفادہ کیا ہے مثلاً توریت۔ زبور۔ انجیل اور ہندوؤں کی مذہبی کتابوں سے بھی مضبوط دلائل بہم پہنچا کر آنحضرتؐ کی بے مثال فضیلت و عظمت پر مہرِ تصدیق ثبت کی گئی ہے۔ سیرت کے علاوہ دوسرے اہم مذہبی مسائل پر

بھی تیز روشنی ڈالی گئی ہے۔ قرآن کریم کا دوسرے آسمانی صحیفوں سے موازنہ اور غیر مسلموں کے اعتراضات کے جوابات وغیرہ کتاب کی افادی حیثیت میں معتدبہ اضافہ کر رہے ہیں۔

جگہ جگہ ناقابل تردید دلائل و واقعات کی بنا پر ثابت کیا گیا ہے۔ کہ آنحضرتؐ کی ذات اقدس تمام انبیائے کرام کے محاسن کی جامع تھی لیکن حضورؐ کے رحمتہً للعالمین ہونے کا وصف وہ وصف تھا جس میں کوئی نبی ان کے مقابلے میں نہیں ٹھہر سکتا۔ زبان سادہ و فصیح۔ انداز بیان شستہ و شگفتہ اور طرز استدلال عام فہم، دلچسپ اور متین ہے۔ باطنی محاسن کے ساتھ کتاب کی ظاہری خوبیاں اور دلاویزیاں بھی قابل ستائش ہیں۔ اور صرف تین جلدوں میں سیرت نبوی کے بحر بے پایاں کو بند کر کے صحیح معنی میں کتاب کو دریا در کوزہ کا مصداق بنا دیا گیا ہے۔ ان بے شمار اوصاف و فوائد کے باوجود قیمت بہت کم رکھی گئی ہے۔ تاکہ ہر خاص و عام اس سے مستفید ہو سکے۔ حق یہ ہے۔ کہ آج بازار میں اس موضوع پر ایسی جامع و مقبول عام کتاب دستیاب نہیں ہو سکتی۔

# بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین وسلام علی المرسلین والصلوٰۃ والسلام علی سیدنا ومولانا محمد النبی الامی الذی ارسلہ اللہ رحمۃ للعالمین وجعلہ خاتم النبیین وسید المرسلین اللّٰھم انی اسئلك یا اللہ یا رحمٰن یا رحیم یا جار المستجیرین یا امان الخائفین یا عماد من لا عماد لہ یا سند من لا سند لہ یا ذخر من لا ذخر لہ یا حرز الضعفا یا کنز الفقرا یا عظیم الرجا یا منقذ الھلکیٰ یا منجی الغرقی یا محسن یا مجمل یا منعم یا مفضل یا جبار یا منیر انت الذی سجد لك سواد اللیل وضوء النھار وشعاع الشمس ونور القمر وخفیق الشجر ودوی الماء یا اللہ انت اللہ لا شریك لك اسئلك ان تصلی علی محمد عبدك ورسولك فی الاولین والاخرین وفی الملاء الاعلیٰ الیٰ یوم الدین وعلی جمیع اخوانہ من النبیین وعلی الہ واصحابہ واتباعہ اجمعین۔ اٰمین

**امابعد۔** یہ کتاب رحمۃ للعالمین کی جلد دوم ہے۔ جلد اول کا پہلا

اڈیشن سنہ ۱۹۱۲ء میں شائع ہوا تھا۔ جلد دوم کے لئے جنگ عظیم (اگست سنہ ۱۴ء تا نومبر سنہ ۱۸ء) کے شروع ہو جانے کی وجہ سے عمدہ کاغذ دستیاب نہ ہوا۔ اور مسودہ پڑا ہی رہا۔ سنہ ۱۹۱۶ء میں جلد اوّل کا دوسرا اڈیشن ضرور نکلا تھا۔ لیکن اُس کا شائع کرنا اضطراراً تھا۔ کیونکہ جلد اوّل کو کئی اسلامی مدارس اور اسلامیہ ہائی سکولوں نے داخل نصاب کر لیا تھا۔ اور طالبان علم کا حرج کسی طرح گوارا نہ ہو سکتا تھا۔ اُس کے لئے بھی جو کاغذ لگایا گیا تھا۔ اگرچہ پچھلے کاغذ سے اُس کی قیمت ڈیوڑھی تھی۔ مگر پھر بھی وہ چکنائی اور سفیدی میں ویسا نہ تھا۔

جلد دوم کے لئے آج تک عمدہ کاغذ ہی کا انتظار ہوتا رہا۔ اور اب بالآخر جیسا کاغذ مل سکا۔ اسی پر کتاب کو شائع کیا جاتا ہے۔

اہل خبرت آگاہ ہیں۔ کہ سیرت نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا لکھنا کس قدر مشکل ہے۔ اگر ذرہ بیمقدار خورشید جہاں افروز کے نور گیتی آرا کا نکیال بن سکتا ہے۔ تو مجھ سا بے بضاعت کثیر الاشغال بھی جس کا اس راہ میں کوئی یار و مددگار نہیں۔ درست طور پر کچھ لکھ بھی سکتا ہے۔

لیکن ایک فرض کا احساس ہے۔ جو سکوت پر غالب آگیا ہے۔ اور درد محبت ہے۔ جس نے بیحس قلب کو تڑپا دیا ہے۔ توفیق الٰہی ہے۔ جو برابر اس کام پر مجھے لگائے رکھتی ہے۔ جذبۂ ربانی ہے جس کی کشش اس طریق حق پر لئے جاتی ہے۔ اِنْفِرُوْا خِفَافًا وَّ ثِقَالًا کی صفیر کان میں گونج رہی ہے۔ اور یَاْتُوْكَ رِجَالًا وَّ عَلٰى كُلِّ ضَامِرٍ کی اذان ہادئی راہ بن رہی ہے۔

مَیں سمجھتا ہوں۔ کہ ہر ایک شخص جو نبی پاکؐ کا کلمہ خواں ہے۔ ضرور

ہے۔ کہ اپنے علم و فہم کے موافق حضور کا ثنا گستر بھی ہو۔ تابشِ ذرہ اور ضوءِ قمر میں اگرچہ زمین و آسمان کا فرق ہے۔ مگر دونوں ایک ہی نور کے آئینہ دار ہوتے ہیں۔ اگر ایک کی فلک گیر۔ ٹھنڈی۔ صاف روشنی ابصار کو محو دیدار کرتی ہے۔ تو دوسرے کی خاک نشین چمک بھی راہ گیروں کے قدم لیتی ہوئی ان کی نگاہِ کرم کو کبھی کبھی اپنی جانب کھینچ ہی لیتی ہے لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا کا اعلان ہر با ایمان کا حوصلہ افزا ہے اور اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ کا ارشاد ہر ایک صحیح الوجدان کا خضرِ راہ اگر میرے لئے یہ سب اسناد و عمادُ نہ ہوتے تو کچھ شک نہیں۔ کہ ایک حرف لکھنے کی بھی جرأت نہ ہو سکتی ۔

گل چینِ سیرتِ مصطفوئی کے سامنے ایک گلشن خلد بہار ہوتا ہے۔ جس کے ہر ایک پھول کی رنگینی و شادابی دامانِ نگہ کو بھر دینے والی ہوتی ہے۔ یہ گلچین کا اپنا انتخاب اور مذاق ہے کہ کس پھول کو لیا۔ اور کسے چھوڑا مگر حقیقت یہ ہے۔ کہ جسے چھوڑا وہ اس سے کم نہ تھا۔ جسے چن لیا۔

جلد دوم میں ایسے ضروری مضامین ہیں۔ جن میں سے بعض کو علماء سیرت آغاز کتاب میں جگہ دیا کرتے ہیں۔ مگر میں نے حصۂ اوّل کو صرف ایسے مالا بدمنہ حالات مبارکہ پر اختصار کے ساتھ محتوی رکھا تھا۔ کہ اگر بقیہ جلدیں شائع بھی نہ ہو سکیں۔ تب بھی وہ نقش ناتمام کی صورت میں غیر مکمل نظر نہ آئے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ کہ آج جلد دوم کو روانہ مطبع کرتا ہوں۔ اور خدا وہ دن بھی کرے کہ جلد سوم کو بھی اسی طرح روانہ کر سکوں۔ اور اس وعدہ کے ایفا کے

بعد پھر ایک مفصل و اجمل کتاب قلم بند کر سکوں ؁

یارب ایں آرزوئے من چہ خوش ست    تو بدیں آرزو مرا برسان ۔

---

وَمَا ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ بِعَزِيزٍ

خـــــاکسار

محمد سلیمان سلمان منصور پوری

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

# باب اوّل

## النسب

## فصل اوّل

## شجرۂ طیّبہ

شجرۂ مبارکہ کو تین حصّوں میں پیش کیا جاتا ہے

### حصّۂ اوّل

نبی کریم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم سے عدنان تک ہے۔ اور اس کی بابت حافظ ابو عمر یوسف بن عبد اللہ المعروف با بن عبد البر النمری القرطبی (ولد سنۃ ثمان وستّین وثلاث مائۃ) نے کتاب الاستیعاب میں تحریر کیا ہے ھذا مالم یختلف فیہ احدٌ من النّاس (اس شجرے میں کسی ایک شخص کا بھی اختلاف نہیں)

آبائے الکرام کے ساتھ مَیں نے تلاش کی کہ امہات العظام کے مبارک

نام بھی مل جائیں تو بہتر ہے۔ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے۔ کہ حضرت عبد اللہ سے لے کر عدنان تک برابر سب کے نام مل گئے۔ اور مزید برآں یہ بھی ہوا کہ ان امہات کے آباء اور قبائل کا پتہ بھی لگ گیا۔ مثلاً نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی والدہ ماجدہ کا نام ملا تو سیدہ آمنہ کے والد کا نام بھی مع ان کے سلسلہ نسب کے اور اُن کی والدہ کا نام بھی مع ان کے سلسلہ نسب کے مل گیا۔ اس تمام سلسلے پر نظر ڈالو۔ شاید دنیا میں کسی بڑے سے بڑے شہنشاہ کا بھی سلسلہ خاندانی اس وضاحت کے ساتھ اوراق تاریخ میں دستیاب نہ ہو سکے گا۔ پھر ہر ایک سلسلہ میں نسب کی رفعتِ شان پر نظر ڈالو۔ کہ ددھیال اور ننھیال۔ اور ننھیال در ننھیال کی ددھیال میں بھی کسی ایک جگہ وہن یا خمود نہ ملے گا۔ یہ شرف صرف اسی کو حاصل ہو سکتا ہے۔ جسے ازل الآزال میں قدرتِ ربانیہ نے عالمین پر ممتاز فرمایا۔ اور آدمؑ سے لے کر ذات گرامی تک ہر ایک نسل کی حفاظت خود فرمائی ہو۔

امہاتہ العظام اور اُن کے ددھیال کے اسماء میں میرا ماخذ تاریخ کبیر طبری اور طبقات الکبیر ابن سعد اور کسی قدر تاریخ الکامل ابن اثیر ہیں۔

## حصۂ دوم

نسب نامہ گرامی کا حصۂ دوم وہ ہے جو معد بن عدنان سے اوپر آتا ہے محدثین رحمہم اللہ تعالیٰ اس حصہ کا اندراج اس تفصیل کے ساتھ جیسا کہ ہم تحت میں تحریر کریں گے اپنی کتابوں میں نہیں کرتے۔ کیونکہ ان اصول کے مطابق جو تصحیح روایات کے متعلق انہوں نے اختیار فرمائے ہیں۔ اس حصہ کا روایت کرنا دشوار ہے۔

اِن بزرگواروں کا یہ نہایت ورع وتقویٰ ہے۔ بااین ہمہ جملہ محدثین اس سلسلہ کے خاص خاص مشاہیر کے آٹھ نو نام لے کر اس طرح بیان کرتے ہیں۔ کہ نسب گرامی حضرت اسمٰعیل علیہ السلام تک منتہی ہو جاتا ہے۔ یہ طریق کہ سلسلۂ نسب میں خاص خاص مشاہیر کا نام لے کر اختصار سے کام لیا جائے۔ بنی اسرائیل میں بھی مروّج تھا انجیل متی کو دیکھو وہ لکھتے ہیں یسوع مسیح ابن داؤد ابن ابرہام کا نسب نامہ یہ ظاہر ہے۔ کہ متی نے مسیح اور داؤد کے درمیان ۲۶ پشتیں اور داؤد وابراہیم میں ۱۲ پشتیں دانستہ اختصار کے لئے چھوڑ دی ہیں *

حصۂ دوم کے شامل کتاب کرنے کی جرأت مجھے اس لئے ہوئی کہ کَذَبَ النَّسَابُوْنَ مَافَوْقَ الْعَدْنَانِ کا قطعی صحت تک پہنچ جانا مجھ پر مخفی رہا۔ اور میں نے دیکھا۔ کہ اکثر علماء نے جو تاریخ اور حدیث میں امام تسلیم ہوئے ہیں اس حصہ کو بیان کیا ہے *

سبائک الذہب للسویدی صفحہ ۱۹ میں ہے *

| | |
|---|---|
| قد اختلف فی کراھتہ رفع النسب مِنْ عدنان الی اٰدم فذھب ابن اسحاق وابن جریر وغیرھما الی جوازہ وعلیہ البخاریؒ وغیرہ من العلماء | عدنان سے اوپر آدمؑ تک نسب بیان کرنے کی کراہیت میں اختلاف ہے ابن اسحٰق اور ابن جریر کے نزدیک جائز ہے۔ اور بخاریؒ وغیرہ علماء کا مذہب بھی یہی ہے * |

کتاب رحلۃ الشافعی مصنفہ جلال الدین السیوطی میں امام شافعی اور ہارون الرشید کے مکالمہ کے ذکر میں ہے *

| | |
|---|---|
| فقال لی این لی عن نفسک قال الشافعی فالقیت حتی الحقت اٰدم علیہ السلام بالطّین۔ | ہارون رشید نے کہا تم اپنی بابت بتاؤ میں نے نسب بیان کرنا شروع کر دیا۔ حتی کہ آدمؑ کو مٹی سے جا ملایا۔ |

ان حوالجات کے بعد میں نے اس حصّہ کا لکھنا ترک کر دینے سے بہتر سمجھا*

مَیں نے اوّل اوّل یہ حصّہ ڈاکٹر سر سید احمد خان غفرلہ کی کتاب خطبات احمدیہ میں دیکھا تھا۔ سر سید نے اس جگہ کسی کا پتہ نہیں لکھا۔ انہوں نے ارمیا کاتب برخیا علیہ السلام اور الجبیرا کے نسب نامہ کا ذکر فرمایا تھا۔ مَیں نہ سمجھ سکا۔ کہ سر سید یہ سب باتیں کہاں سے لکھ رہے ہیں۔ من بعد مجھے تاریخ ابو الفدا میں ارمیا اور الجبیرا کا مذکور ملا۔ اور پھر امام طبری کی کتاب میں ایک روایت کلبی کی ملی جس کی بابت امام طبری نے لکھا ہے کہ یہ روایت ارمیا کے نسب نامے سے متوافق ہے صرف کہیں کہیں اختلاف السنہ کی وجہ سے اختلاف لہجہ کا فرق پڑ گیا ہے۔ دوسری روایت خود امام طبری کی ہے۔ جسے انہوں نے ایک عرب نسب دان سے لیا ہے*

پھر مجھے امام ابن سعد کی کتاب طبقات الکبیر میں بھی یہی حصّہ مل گیا۔ مجھے ان کتابوں سے مطابقت کرنے کے بعد سر سید کے نسب نامے میں لکھے ہوئے چند نام عدنان دوم۔ اُدد دوم۔ الیسع۔ ہمیسع دوم۔ سلامان دوم۔ ثابت۔ حمل۔ معد اوّل۔ نہیں ملے معلوم نہیں سر سید نے اُن کا کس کتاب کے حوالہ سے اضافہ فرمایا ہے۔ مَیں نے وہی لکھا ہے جو بالاتفاق متعدد روایات میں بیان ہوئے تھے*

## حصّہ سوم

(الف) نسب نامہ گرامی کا حصّہ سوم جو اسمٰعیل علیہ السّلام سے شروع اور ابو البشر آدم علیہ السّلام تک منتہی ہوتا ہے۔ توراۃ موجودہ سے لیا گیا ہے۔ اسماء کے اعراب عربی زبان کی توراۃ متشکل سے لئے گئے ہیں*

(ب) ہر ایک نام کے سامنے سنینِ عمر درج ہیں۔ یہ بھی توراۃ سے

لئے گئے ہیں۔ جو غالباً صحیح ہیں لیکن توراۃ میں یہ بھی ہے۔ کہ فلاں عمر میں فلاں شخص کے پسر پیدا ہؤا۔ اس میں کئی اشکال ہیں۔ مثلاً غور کرو مندرجۂ ذیل بیانات توراۃ پر:-

(۱) آدم ۱۳۰ برس کا تھا جب اس کے شیث پیدا ہؤا ۵/۳ پیدائش

(۲) شیث ۱۰۵ برس کا تھا۔ کہ اس سے انوس پیدا ہؤا ۵/۶ ایضاً

(۳) انوس ۹۰ برس کا تھا۔ کہ اس سے قینان پیدا ہؤا ۵/۹ ایضاً

(۴) قینان ۷۰ برس کا تھا۔ کہ اس سے محلل ایل پیدا ہؤا ۵/۱۲ ایضاً

(۵) محلل ایل ۶۵ برس کا تھا۔ کہ اس سے یارد پیدا ہؤا ۵/۱۵ ایضاً

(۶) یارد ۱۶۲ برس کا تھا۔ کہ اس سے حنوک پیدا ہؤا ۵/۱۸ ایضاً

(۷) حنوک ۶۵ برس کا تھا۔ کہ اس سے متوسلح پیدا ہؤا ۵/۲۱ ایضاً

(۸) متوسلح ۱۸۷ برس کا تھا۔ کہ اس سے لمک پیدا ہؤا ۵/۲۵ ایضاً

(۹) لمک ۱۸۲ برس کا تھا۔ کہ اس سے نوح پیدا ہؤا ۵/۲۸ ایضاً

(۱۰) نوح ۵۰۲ برس کا تھا۔ کہ اِس سے سِم پیدا ہؤا [1]

(۱۱) سِم ۱۰۰ برس کا تھا۔ کہ اِس سے طوفان سے ۲ برس بعد ارفکسد پیدا ہؤا

(۱۲) ارفکسد ۳۵ برس کا تھا کہ اس سے عِبر پیدا ہؤا:-

(۱۳) عِبر ۳۴ برس کا تھا۔ کہ اس سے فلج پیدا ہؤا:-

(۱۴) فلج ۳۰ برس کا تھا۔ کہ اس سے رعو پیدا ہؤا:-

---

[1] یہ عبارت کہ نوح ۵۰۲ سال کا تھا۔ کہ اِس سے سِم پیدا ہؤا کتاب پیدائش میں نہیں ہے۔ مگر کتاب پیدائش میں یہ ہے کہ نوح ۶۰۰ سال کا تھا جب طوفان آیا۔ نیز یہ فقرہ ہے۔ کہ سِم طوفان کے ۲ سال بعد ۱۰۰ برس کا تھا جب ارفکسد پیدا ہؤا۔ نتیجہ یہ ہے۔ کہ نوح ۵۰۲ سال کا تھا جب سِم پیدا ہؤا:-

(۱۵) رعو ۳۲ برس کا تھا۔ کہ اس سے سروج پیدا ہوا۔

(۱۶) سروج ۳۰ برس کا تھا۔ کہ اس سے نحور پیدا ہوا۔

(۱۷) نحور ۲۹ برس کا تھا۔ کہ اس سے تارہ پیدا ہوا۔

(۱۸) تارہ ۷۰ برس کا تھا۔ کہ اس سے ابرام پیدا ہوا۔

اگر ہم اس حساب کو صحیح قرار دیں تو لازم آتا ہے کہ حضرت شیثؑ نے حضرت نوحؑ کو دیکھا ہو۔ اور حضرت ابراہیمؑ کی عمر حضرت نوحؑ کی آنکھوں کے سامنے ۵۰ سال کی ہو گئی ہو اور حضرت نوحؑ کی زندگی میں حضرت اسمٰعیلؑ کی عمر دو سال کی ہو حساب کرو کہ حضرت نوحؑ طوفان کے بعد ساڑھے تین سو برس تک زندہ رہے ۹/۲ پیدائش۔ اور طوفان سے ابراہیمؑ کی پیدائش کا زمانہ ۲۶۲ + ۸۶ = ۳۴۸ برس کا ہے۔ اور حضرت اسمٰعیلؑ اپنے باپ کے ۸۶ سال کی عمر میں پیدا ہوئے تھے۔

حالانکہ ان امور کا کوئی عالم اہل کتاب قائل نہیں۔ اس لئے مجھے اس حساب کی صحت میں شک رہا۔ بعد ازاں مجھے کتاب تاریخ ابو الفداء میں سے اسی مقام کے پڑھنے کا اتفاق ہوا۔ مجھے تعجب آمیز مسرت ہوئی۔ کہ یہ فاضل مورخ بھی اس خیال میں میرے ساتھ متفق ہے۔ مزید اطمینان کا موجب یہ ہوا۔ کہ امام ابو محمد علی ابن احمد بن حزم الظاہری (المتوفی ۴۵۶ھ) نے بھی کتاب الفصل میں اسی خیال کا اظہار کیا ہے۔

الغرض حصہ سوم کے نام تو صحیح ہیں۔ البتہ دیگر معلومات بعض جگہ مشکوک ہیں۔

چونکہ نسب نامے میں صحت اسماء ہی زیادہ تر درکار ہوتی ہے۔ اس لئے میں کہہ سکتا ہوں۔ کہ نسب نامۂ گرامی کا یہ حصہ بھی بالکل صحیح ہے۔

ان ضروری تمہیدات کے بعد شجرۂ مبارکہ درج کیا جاتا ہے۔

# شَجَرَۃ طَیِّبَۃ اَصْلُھَا ثَابِتٌ وَّ فَرْعُھَا فِی السَّمَآءِ

# لِسَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ رَّسُوْلِ اللّٰہِ خَاتَمِ النَّبِیِّیْن صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ

## حِصّۂ اوّل

| نمبر شمار | آبائے الکرام | اُمّہات العظام | اُمّہات کے ددھیال اور ننھیال |
|---|---|---|---|
| | عبداللہ | آمنہ | اَب۔ وہب بن عبدمناف بن زہرہ بن کلاب۔ دیکھو سلسلہ ع۶ آباء نبوی۔<br>اُم۔ برّہ بنت عبدالعزّیٰ بن عثمان بن عبدالدار بن قصیٰ۔ دیکھو ع۵ سلسلہ آباء نبوی۔ |
| ۲ | عبدالمطلب | فاطمہ | اَب۔ عمر بن عائذ بن عمران بن مخزوم بن یقظہ بن مرہ دیکھو ع۷ سلسلہ آباء نبوی۔<br>اُم۔ صخرہ[1] بن عبد بن عمران بن مخزوم بن یقظہ بن مرہ دیکھو ع۷ سلسلہ آباء نبوی۔ |
| ۳ | ہاشم | سلمیٰ | اَب۔ عمرو بن زید بن لبید بن خداش بن عامر بن غنم بن عدی بن النجار تیم اللہ بن ثعلبہ اخزرجی۔<br>اُم۔ عمیرہ[2] بنت صخر بن حبیب ابن الحارث بن ثعلبہ بن مازن بن النجار ساکن مدینہ۔ |

ع۱ صخرہ کی ماں کا نام تخمر بنت عبد بن قصی۔ نانی کا نام سلمیٰ بنت عامرہ بن عمیرہ بن ودیعہ بن الحارث بن فہر۔ پرنانی کا نام عاتکہ بنت عبداللہ بن وائلہ بن ظرب تھا۔

ع۲ عمیرہ کی ماں کا نام سلمیٰ بنت عبد الاشہل۔ اور نانی کا نام اثیلہ بنت رعورا تھا۔

| نمبر شمار | آباءالکرام | امہات العظام | امہات کے ددھیال اور ننھیال |
| --- | --- | --- | --- |
| ۴ | عبد مناف | عاتکہ | آب۔ مرہ بن ہلال بن فالج بن ذکوان بن ثعلبہ بن بُہثہ بن سُلیم بن منصور (از نسل ع۱۷ سلسلہ آباء نبوی)<br>آم۔ ماویہ[1] (عرف صفیہ) بنت حوزہ بن عمرو بن صعصعہ بن معاویہ بن بکر بن ہوازن (از نسل ع۱۷ سلسلہ آباء نبوی) |
| ۵ | قصیّ | حُبّی | آب۔ حُلیل بن حُبشیّہ بن سلول بن کعب بن عمرو بن ربیعہ (وہو الخزاعی)<br>آم۔ ہند[2] بنت عامر بن النضر بن عمرو بن عامر (من الخزاعہ) |
| ۶ | کلاب | فاطمہ | آب۔ سعد بن سَیَل (خیر) بن حمالہ بن عوف بن عامر الجادر (وکان اول من نبی جدار الکعبہ فقیل لہ جادر) از دشنوہ۔<br>آم۔ ظریفہ[3] بنت قیس بن امیّہ ذی الراسین بن جشیم بن کنانہ بن عمرو بن القین بن فہم بن عمرو بن قیس بن عیلان بن الیاس دیکھو ع۱۷ نسب نبوی۔ |
| ۷ | مُرّہ | ہند | آب۔ سریر۔ بن ثعلبہ بن الحارث بن مالک۔ دیکھو ع۱۲ سلسلہ آباء<br>آم۔ امامہ[4] بن عبد مناۃ بن کنانہ۔ دیکھو ع۱۴ سلسلہ آباء |
| ۸ | کعب | مخشیہ | آب۔ شیبان بن محارب بن فہر۔ دیکھو ع۱۱ سلسلہ آباء<br>آم۔ وحشیہ[5] بنت وایل بن قاسط بن ہنب بن اقصیٰ بن دُعمی بن جدیلہ |

[1] ماویہ کی ماں کا نام رقاش بنت الاسحم اور نانی کا نام کبشہ بنت الرافقی تھا
[2] ہند کی ماں کا نام لیلیٰ بنت مازن (من خزاعہ تھا)
[3] ظریفہ کی ماں کا نام صخرہ بنت عامر تھا۔
[4] امامہ کی ماں کا نام ہند بنت دودان بن اسد خزیمہ ہے۔
[5] وحشیہ کی ماں کا نام ماویہ بنت ضُبَیعہ بن ربیعہ بن نزار ہے۔

| نمبر شمار | آبائہ الکرام | امہات العظام | امہات کے ددھیال اور ننھیال |
|---|---|---|---|
| ۹ | لُوَیؔ | ماویہ | اَب۔ کعب بن القین (ہو النعمان) بن جسر بن شیع اللہ بن اسد بن وبرہ بن تغلب بن حلوان بن عمران بن الحاف بن قضاعہ۔<br>اُم۔ عاتکہ بنت کاہل بن عذرہ۔ |
| ۱۰ | غالب | عاتکہ | اَب۔ یخلد بن النضر بن کنانہ۔ دیکھو ۱۳ سلسلہ آباء۔<br>اُم۔ انیسہ[1] بنت شیبان بن ثعلبہ بن عکابہ بن صعب بن علی بن بکر بن وائل۔ |
| ۱۱ | فہر الملقب بہ قریش | لیلیٰ | اَب۔ حارث بن تمیم بن سعد بن ہذیل بن مدرکہ دیکھو ۱۶ سلسلہ آباء<br>اُم۔ سلمیٰ[2] بنت طانجہ بن الیاس۔ دیکھو ۱۷ شجرہ ہذا |
| ۱۲ | مالک | جَندَلہ | اَب۔ عامر بن الحارث بن مُضاض بن زید بن مالک جرہمی۔<br>اُم۔ ہند بنت ظلیم بن مالک بن الحارث۔ (جرہمی) |
| ۱۳ | نَضر | عِکرِشہ | اَب۔ عدوان حارث ابن عمرو بن قیس بن عیلان بن مضر۔ دیکھو ۱۷ سلسلہ آباء<br>اُم |
| ۱۴ | کنانہ | برّہ | اَب۔ مُر بن اُد بن طانجہ (اخت تمیم بن مُر) (طانجہ برادر مدرکہ) ع ۱۶<br>اُم |
| ۱۵ | خزیمہ | عوانہ ہند | اَب۔ سعد بن قیس بن عیلان بن الیاس۔ دیکھو ۱۷ سلسلہ آباء<br>اُم۔ وَعد۔ بنت الیاس۔ دیکھو ۱۷ سلسلہ آباء |
| ۱۶ | مدرِکہ | سلمیٰ | اَب۔ اسلم بن الحاف بن قضاعہ۔<br>اُم |
| ۱۷ | الیاس | لیلیٰ (خِندِف) | اَب۔ حُلوان بن عمران بن الحاف بن قضاعہ۔<br>اُم۔ ضَرِیہ بنت ربیعہ بن نزار (دیکھو ۱۹ سلسلہ آباء) |

[1] انیسہ کی ماں کا نام تماخر بنت الحارث اور نانی کا نام رہم بنت کاہل ہے
[2] سلمہ کی ماں کا نام عاتکہ بنت الاسد اور نانی کا نام زینب بنت ربیعہ ہے۔

| نمبر شمار | آبائے الکرام | امہات العظام | امہات کے ددھیال اور ننھیال |
|---|---|---|---|
| ۱۸ | مضر | رباب | اب۔ حَیَدہ بن معد (سلسلہ آباء ع۲۰)<br>ام |
| ۱۹ | نزار | سودہ | اب۔ عکت بن الریث بن عدنان سلسلہ ع۲۱<br>ام |
| ۲۰ | مُعد | مُعانہ | اب۔ جوشم بن جلہمہ بن عمرو بن برہ بن جرہم۔<br>ام۔ سلمیٰ بنت الحارث بن مالک بن عنم۔ (من لخم) |
| ۲۱ | عدنان | مُہدد | اب۔ لہم بن جلحب بن جدیس بن جاثر بن ارم۔<br>ام |

## حصۂ دوم

# نسب نامہ تا حضرت اسمٰعیل علیہ السّلام

| نمبر شمار | بروایت کلبی مندرجہ طبری ع۱ | بروایت ابن سعد مندرجہ طبقات الکبیر | توضیحات جو امام طبری نے اپنے راوی سے یہ الفاظ لکھکر روایت کی ہیں |
|---|---|---|---|
| | | | واخبرنی بعض النساب انہ وجد لطائفۃ من العلماء العرب قد حفظت لمعد اربعین ابا بالعربیۃ الی اسماعیل واحتجت لقولهم ذلك باشعار العرب وانہ قابل بما قالوا من ذلك اهل الكتاب فوجد العدد متفقًا واللفظ مختلفًا واملی ذلك علی فكتبۃ عنہ۔ جلد ثانی ص ۱۹۳ |

ـــــــــ

۱ حدثنی الحارث قال حدثنا محمد بن سعد قال حدثنا هشام بن محمد قال وكان رجل من اهل تدمر یكنی ابا یعقوب من مسلمۃ بنی اسرائیل قد قرأ من كتبهم وعلم علمًا فذكر ان بروخا بن ناریا كاتب ارمیا اثبت نسب معد بن عدنان عندہ ووضعہ فی كتبہ وانہ معروف عند احبار اهل الكتاب مثبت فی اسفارهم وهو متقارب لهذہ الاسماء ما روی عن الكلبی محمد بن السائب اذكرہ من بعدہ ولعل خلاف ما بینهم من قبل الالسنۃ لان هذا الاسماء مترجمۃ من العبرانیۃ۔ طبری جلد ۲ صـ ۱۹۳ مطبوعہ حسینیہ المصری۔

| نمبر شمار | بروایت کلبی مندرجہ طبری | بروایت ابن سعد مندرجہ طبقات الکبیر | توضیحات جو امام طبری نے اپنے راوی سے روایت کی ہیں |
|---|---|---|---|
| ۲۲ | اود | اُدُد | |
| ۲۳ | ھمیسع | ھَمَیْسَعْ | |
| ۲۴ | سلامان | سلامان | ہمیسع اور نشاحب بھی اسی کو کہتے ہیں |
| ۲۵ | عوص | عوص | منیحر اور نبیت بھی اس کو کہتے ہیں. |
| ۲۶ | بوز | یوز | اسکو ثعلبہ بھی کہتے ہیں اور قبیلہ ثعلبہ اسی کی جانب منسوب ہے |
| ۲۷ | قموال | قموال | اِس کو یوزا اور عشر العشاء بھی کہتے ہیں رسم عشرہ عرب میں اِس نے نکالی۔ |
| ۲۸ | ابی | اُبیّ | اِس کو سعد رجب بھی کہتے ہیں رسم رجبیہ اسی نے نکالی |
| ۲۹ | عوام | عَوَّام | قموال اور برتح الناحب بھی اسے کہتے ہیں ۔کَانَ فی زمن سلیمان علیہ السّلام |
| ۳۰ | ناشد | ناشد | محلم ذوالعین اسی کا لقب ہے |
| ۳۱ | حزا | حزا | ہو العوام ۔ |
| ۳۲ | بلداس | بلداس | اِسے مختمل بھی کہتے ہیں |
| ۳۳ | یدلاف | تدلاف | رائمہ اُسی کا لقب ہے |
| ۳۴ | طابخ | طابخ | اِسی کو طاہب بھی کہتے ہیں عیقان اسی کا لقب ہے ۔ |
| ۳۵ | جاحم | جاحم | اِس کا لقب علّنہ ہے۔ |
| ۳۶ | ناحش | ناحش | اِس کا لقب الشحدود ہے |
| ۳۷ | ماخی | ماخیٰ | اِس کو اہل عرب النظریب خاطم النار کہا کرتے۔ |
| ۳۸ | عیفی | عیفیٰ | اِس کو عانی اور عبقر ابو الجن کہتے ہیں جنت عبقر اسی کی جانب منسوب ہے۔ |

| نمبر شمار | بروایت کلبی | بروایت ابن سعد | توضیحات متعلق روایت طبری از راوی |
|---|---|---|---|
| ۳۹ | عبقر | عبقر | اس کو ابراہیم جامع الشمل کہتے ہیں جامع الشمل لقب اس لئے ہوا کہ اس کے عہد میں امن کامل تھا۔ راستے بے خطر جاری تھے۔ |
| ۴۰ | عبید | عبید | اس کو اسمٰعیل ذوالمطابخ کہتے ہیں۔ ذوالمطابخ اس لئے کہتے ہیں کہ مسافرین کے لئے سارے ملک میں ضیافت خانے مقرر کئے تھے۔ |
| ۴۱ | الدعا | الدعا | اس کو یزن الطعان کہتے ہیں پہلا شخص ہے جس نے نیزہ کا جنگ میں استعمال کیا۔ |
| ۴۲ | حمدان | حمدان | اسی کو اسمٰعیل ذوالاعوج کہتے ہیں۔ اعوج اس کے گھوڑے کا نام تھا۔ اب اعوجیہ نسل اسپان، اسی کی جانب منسوب ہے۔ |
| ۴۳ | سنبر | سنبر | اسے یثمین اور مطعم فی المحل بھی کہتے ہیں۔ اس کے محل میں ہر شخص کے لئے کھانا تیار رہتا۔ |
| ۴۴ | یثربی | یثربی | یثرم اور ضمح بھی اسی کا لقب ہے۔ |
| ۴۵ | یحزن | یحزن | یحزن نام اور نسور لقب ہے۔ |
| ۴۶ | یلحن | یلحن | یلحن نام اور رعتہ ولقب ہے۔ |
| ۴۷ | ارعوے | ارعوے | رعوئے نام اور دمدع لقب ہے۔ |
| ۴۸ | عیضی | عیضی | عاقر لقب ہے۔ |
| ۴۹ | دیشان | دیشان | لقب اس کا النزایمہے |
| ۵۰ | عیصر | عیصر | اسی کو عاصر اور یند دان ذوالاندیہ کہتے ہیں، اسی کے عہد میں نبیت اور جادان فرزندان فادور میں باہم جنگ ہوئی۔ |
| ۵۱ | افناد | افناد | فناد نام ایا ہمہ لقب ہے۔ |

| نمبر شمار | بروایت کلبی | بروایت ابن سعد | توضیحات متعلق روایت طبری از راوی |
|---|---|---|---|
| ۵۲ | ایہام | ابہام | یہامی نام دوس القق اور اجمل الخلق لقب ہیں۔ |
| ۵۳ | مقصر | مقصی | متقاصری نام حصن اور نزال لقب ہیں۔ |
| ۵۴ | ناحث | ناحث | |
| ۵۵ | زارح | زارح | تمیر لقب ہے |
| ۵۶ | سمی | شمیؔ | سُمَّا نام المحشر لقب ہے۔ |
| ۵۷ | مزی | مزّیؔ | مرہز بھی اسی کو کہتے ہیں |
| ۵۸ | عوص | عوص | اس کا لقب ثمر اور صغی بھی ہے |
| ۵۹ | عرام | عَرَّام | |
| ۶۰ | قیدار | قیدہ[۱] | |

# حصہ سوم

| نمبر شمار | نام | عمر |
|---|---|---|
| ۶۱ | اسمٰعیلؑ[۲] علیہ السلام | ۱۳۷ سال کی عمر پائی۔ |
| ۶۲ | ابراہیم علیہ السلام | ۱۷۵ سال۔ |
| ۶۳ | تارہ (آذر) | ۲۰۵ سال۔ |
| ۶۴ | ناحور | ۱۵۹ سال۔ |
| ۶۵ | سروج | ۲۳۲ سال۔ |
| ۶۶ | رعو | ۲۳۹ سال |
| ۶۷ | فالج | ۲۳۹ سال |

[۱] قیدار کی بیوی کا نام عاضرہ تھا جو قبیلہ جرہم سے تھیں۔

[۲] سیدنا اسمٰعیل علیہ السلام کی والدہ ہاجرہ کا بیان آگے ملے گا۔

| نمبر شمار | نام | عمر |
|---|---|---|
| ۶۸ | عابر | ۴۶۰ سال |
| ۶۹ | ارفکشاد | ۴۳۸ سال |
| ۷۰ | سام | ۶۰۲ سال |
| ۷۱ | نوح علیہ السلام | ۹۵۰ سال |
| ۷۲ | لامک | ۷۷۷ سال |
| ۷۳ | متوشالح | ۹۶۹ سال |
| ۷۴ | اُخنوخ ادریس علیہ السلام | ۳۶۵ سال |
| ۷۵ | یارد | ۹۶۲ سال |
| ۷۶ | مہلل ایل | ۸۹۵ سال |
| ۷۷ | قینان | ۹۱۰ سال |
| ۷۸ | آنوش | ۹۰۵ سال |
| ۷۹ | شیث علیہ السلام | ۹۱۲ سال |
| ۸۰ | آدم علیہ السلام | ۹۳۰ سال |

# یسوع مسیحؑ کا نسب نامہ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نسب نامہ کے بعد ہم چاہتے ہیں۔ کہ اناجیل متی و لوقا میں جو نسب نامہ حضرت مسیحؑ کا درج کیا گیا ہے۔ اِسے بھی ناظرین کی وسعت معلومات کی غرض سے اس مقام پر تحریر کر دیں۔ آغاز نسب نامہ سے پیشتر یہ بات یاد رکھنی چاہئے۔ کہ اگرچہ عیسائی عُلماء حضرت مسیحؑ کے نسب کو حضرت داؤد علیہ السلام تک پہنچاتے ہیں۔ مگر انجیل یوحنا (۸) باب (۴۸) درس سے

ثابت ہے۔ کہ یہودیان ہم عصر حضرت مسیحؑ کے اس مسلّمہ شرف کا بھی انکار کیا کرتے اور آنجناب کو نسل سامری[1] سے بتایا کرتے تھے۔

اِس نسب نامہ کو بھی ہم تین حصّوں میں بیان کریں گے۔

## حصّہ اوّل

### از یوسف (شوہر مریم) تا زرّوبابل

| انجیل لوقا | انجیل متی |
|---|---|
| یوسف | یوسف |
| ہیلی | یعقوب |
| متھات | متھان |
| لیوی | • |
| ملخی | • |
| نیا | • |
| یوسف | • |
| متھایتاس | • |
| آموص | • |
| ناڈم | • |
| اسلی | • |

[1] سامری بھی بنی اسرائیل ہی ہیں۔ فرق صرف یہ ہے۔ کہ اِس سلسلہ میں حضرت داؤد کا نام نہیں آسکتا۔

[2] یہ انجیل کا لفظ ہے۔

| انجیل لوقا | انجیل متی |
|---|---|
| نگمیٰ | ۰ |
| ماحتہ | العزر |
| متھایتاس | الیود |
| سمعی | اخیم |
| یوسف | صدوق |
| یودا | عاذور |
| یوحنا | الیاقیم |
| ریصا | ابیود |
| زروبابل | زروبابل |
| میزان ۲۰ | میزان ۱۱ |

۱- لوقا نے یوسف سے زرد بابل تک ۲۰ نسلیں اور متی نے گیارہ نسلیں درج کی ہیں ؂

۲- یہ دونوں نسب نامے اتنے مختلف ہیں کہ لوقا اور متی کے بیان کردہ اسماء (یوسف اور زردبابل کے سوا) ذرا بھی مشابہت نہیں رکھتے۔

۳- ہم کو بعض عیسائی عالموں نے بتایا ہے۔ کہ لوقا میں مریم کا نسب نامہ ہے۔ اور متی میں یوسف کا یا متی میں مریم کا نسب نامہ ہے۔ اور لوقا میں یوسف کا۔ ہم خوش ہوتے۔ اگر ایسا بھی ہوتا۔ لیکن زن وشوہر کے نسب ناموں میں امتدادِ زمانہ کا اس قدر تفاوت کہ ایک کے نسب نامہ میں ۹ نسلیں کم ہوں اور ایک میں زیادہ بالضرور حیرت زا ہے ؂

۴۔ لوقا کا نسب نامہ ایصا بن زرو بابل پر۔ اور متی کا نسب نامہ ابیود بن زرو بابل پر ختم ہوتا ہے۔ اور از راہ قیاس ممکن ہے کہ یوسف و مریم زرو بابل کے دو فرزند ایصا اور ابیود کی نسل میں سے ہوں۔ لیکن اب یہ ضرور تحقیق طلب ہوگا۔ کہ زرو بابل کے فرزندوں میں سے ایصا اور ابیود نام کے فرزند تھے بھی۔ تواریخ باب $\frac{۳}{۱۹ و ۲۰}$ میں ہم کو زرو بابل کے فرزندوں اور دختر کے نام تو ملے مگر افسوس ہے۔ کہ ان میں سے ایصا اور ابیود کسی کا بھی نام نہیں ؛

۵۔ لوقا۔ اور متی نے بالاتفاق زرو بابل کو سیالتی ایل کا بیٹا لکھا ہے مگر تواریخ $\frac{۳}{۱۸ و ۱۹}$ سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ زرو بابل تو خدایاہ کا بیٹا۔ اور سیالتی ایل کا برادر زادہ تھا ؛

## حصہ دوم

سیالتی ایل سے داؤد علیہ السلام تک ہے۔ اور چونکہ سیالتی ایل کا نسب نامہ بائبل (توراۃ) میں بھی موجود ہے۔ اس لئے حصہ دوم میں بائبل کا ایک خانہ اور بڑھا دیا گیا ہے۔ اور اس اضافے سے یہ فائدہ ہوگا۔ کہ لوقا و انجیل کے علاوہ ایک تیسری الہامی کتاب (توراۃ) سے مطابقت کا حال بھی واضح ہو جائے گا ؛

| لوقا | متی | بائبل[1] |
|---|---|---|
| سلاتی ایل | سلت ایل | سیالتی ایل |
| نیری | یکونیاہ | یکونیاہ (یکنیا) |
| ملکی | | یہوی قیم |
| اُدِی | | |

[1] اتواریخ۔۳۔باب ؛

| لوقا | متی | بائبل |
|---|---|---|
| قوسام | یوسیاہ | یوسیاہ (یُوشیّاہ) |
| اَلمُودَام | آمون | امون |
| عیر | منسی | منسی |
| یوسس | خرقیاہ | خرقیاہ (خرقیّاہ) |
| العزر | آخز | آخز |
| یوریم | یوتام | |
| متتھات | عزیاہ | عزریاہ (عزّیاہ) |
| لیوی | ۰ | امصیاہ |
| سمعون | ۰ | یوآس |
| یہوداہ | ۰ | خزیاہ (اخزیاہ) |
| یوسف | یُورَام | یہورام |
| یونان | یہوسفط | یہوسفط (یہوشافاط) |
| ایلیاقیم | آسا | اسا |
| ملیا | ابیاہ | ابیاہ (ابیّاہ) |
| مینان | ۰ | ۰ |
| متتا | رحعام | رجعام |
| ناتن | سلیمان | سلیمان |
| داؤدؑ | داؤدؑ | داؤدؑ |
| میزان ۲۲ | میزان ۱۶ | میزان ۲۰ |

۱- از سلاتی ایل تا داؤدؑ لوقا نے بائیس ۲۲ نسلیں متی نے سولہ ۱۶ نسلیں، بائبل نے

بیس نسلیں شمار کی ہیں۔

۲۔ لوقا تو سلاتی ایل کو ناتن بن داؤد کی نسل سے بتاتا ہے۔ مگر متی اور بائبل۔ سلاتی ایل کو سلیمان بن داؤد کی نسل سے بتاتے ہیں۔ مجھے ایک عیسائی نے بتایا تھا۔ کہ سلیمان ہی کو ناتن کہتے ہیں۔ مگر اتواریخ ۳ باب کے پانچویں درس نے مجھے یہ جواب صحیح سمجھنے سے روک دیا۔ اس کے الفاظ یہ ہیں سمعا اور شوباب اور ناتن اور سلیمان یہ چار عمی ایل کی بیٹی بنت سوع سے پیدا ہوئے۔

۳۔ لوقا اور متی نے اس حصہ دوم میں بھی سلاتی ایل اور داؤد کے درمیان جتنے نام دئے ہیں وہ ایک دوسرے سے بالکل ہی مختلف ہیں۔ حصہ اوّل میں ایسا ہی اختلاف تھا۔ اور اُس وقت یہ توجیہہ گھڑلی گئی تھی۔ کہ ایک نسب نامہ کو مریمؑ کا اور ایک کو یوسف شوہر مریم کا نسب نامہ سمجھ لینا چاہئے۔ لیکن وہ دونوں نسب نامے زوبابل میں آکر جمع ہو گئے۔ اب سلاتی ایل شخص واحد کے نسب نامے کسی طرح بھی دو نہیں ہو سکتے یہ ناممکن ہے۔ کہ سلاتی ایل کو ناتن بن داؤد کی نسل سے بھی ٹھہرایا جائے۔ اور سلیمان بن داؤد کی نسل سے بھی۔ ہم اس فائدہ کو سمجھتے ہیں۔ کہ اگر سلاتی ایل کا نسب نامہ ناتن بن داؤد سے۔ درست ہو جائے تو مسیح کے اجداد بیت المقدس کے امام سمجھے جا سکیں گے اور اگر سلاتی ایل کا نسب نامہ سلیمان بن داؤد سے درست ہو جائے تو مسیح کے اجداد شاہان تخت نشین ثابت ہو جائیں گے۔ لیکن افسوس یہ ہے کہ دونوں نسب نامے تو کسی طرح بھی درست نہیں ہو سکتے۔

۴۔ ہم اس جگہ متی کے نسب نامہ کو لوقا کے نسب نامہ پر ترجیح دیتے ہیں۔ اور وجہ ترجیح یہ ہے کہ متی کے نسب نامہ کی تصدیق بائبل کی کتاب اوّل تواریخ ۳ باب سے

ہوتی ہے۔ مگر لوقا کے نسب نامہ کی ذرا بھی تائید نہیں ہوتی۔ اگرچہ لوقا ہی نے تحریر کیا ہے۔ کہ اُس نے سب واقعات صحیح طور پر دریافت کر کے لکھے ہیں۔ لوقا ۱/۳

۵۔ یہ نہایت خوشی کی بات ہے۔ کہ متی اور بائبل کا اتفاق بہت سے ناموں کے بارہ میں پایا جاتا ہے۔ مگر افسوس ہے۔ کہ ان دونوں کی مطابقت بھی پوری نہیں ہوتی۔

ذرا نسب نامہ پر غور فرمایئے۔ کہ متی نے یوسیاہ اور یکونیاہ کے درمیان کوئی نام نہیں لکھا۔ لیکن بائبل کی دوم تواریخ ۳۶/۵ میں ایک نام موجود ہے۔ اور اس باب کے پڑھنے سے صاف معلوم ہوتا ہے۔ کہ یوسیاہ کے بعد الیاقیم بن یوسیاہ تخت نشین ہوا تھا اور الیاقیم کا شاہی نام یہویقیم تھا۔ اس کے بعد آپ کو اول تواریخ ۳/۱۶ سے پتہ لگ جائے گا۔ کہ یکونیاہ یہویقیم کا فرزند تھا۔ نہ کہ یوسیاہ کا۔ جیسا کہ متی نے ظاہر کیا ہے۔

۶۔ متی۔ (۱) باب (۹) درس میں ہے۔ "اور عزیاہ سے یوتام پیدا ہوا۔ ان الفاظ سے یہی ثابت ہوتا ہے۔ کہ یوتام عزیاہ کا صلبی فرزند تھا۔ جیسا کہ اسی نسب نامے کے تمام نام اسی طرح بیان کئے گئے ہیں۔ اور ان سب میں باپ بیٹے ہی کا رشتہ ہے۔ لیکن بائبل کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ

یورام۔ یا یہورام سے خزیاہ پیدا ہوا
خزیاہ سے یوآس پیدا ہوا
یوآس سے امصیاہ پیدا ہوا
امصیاہ سے عزریاہ پیدا ہوا

بائبل کی اس صراحت نے یقین دلا دیا۔ کہ یہاں بھی سینٹ متی کے قلم سے تین

نسلوں کے نام رہ گئے ہیں ❖

۷۔ بعض عیسائی عالم بیان کرتے ہیں۔ کہ سنیٹ متی نے دیدہ و دانستہ خزیاہ اور یوآس اور امصیاہ کے نام ترک کر دئے تھے۔ کیونکہ ہر سہ اشخاص کے افعال ایسے برے تھے کہ ان کو ایسے پاک نسب نامے میں جگہ نہ دینی چاہئے۔ یہ عذر صحیح ہو سکتا ہے۔ اور ہم نے کئی اور نسب ناموں میں بھی ایسا طریق دیکھا ہے۔ لیکن غور طلب یہ ہے۔ کہ کیا فی الواقع حضرت متی نے اسی اصول پر عمل کیا ہے۔ تواریخ میں ہر ایک بادشاہ کی زندگی پر مختصر نوٹ موجود ہیں۔ مثلاً ان ہر سہ کے متعلق ذیل کی عبارات ہیں ❖

خزیاہ۔ وہ بھی اخی اب کے گھرانوں کی راہوں (ناپسندیدہ) پر چلتا تھا۔ ۲۔ تواریخ ۲۲/۳ ❖

یوآس۔ خداوند اپنے خدا کے گھر کو چھوڑ کر بتوں کی پرستش کرنے لگا۔ ۲۔ تواریخ ۲۴/۱۸ ❖

امصیاہ جو خدا کی نظر میں درست ہے سو اس نے کیا۔ پر تمام دل سے نہیں۔ ۲۔ تواریخ ۲۵/۲ ❖

اگر ہم جرائم کے اعتبار سے ترتیب قائم کریں۔ تو یوآس سخت مجرم ہے کہ بت پرستی کی۔ خزیاہ اس سے کم اس کے اعمال اچھے نہ تھے۔ امصیاہ اس سے کم جس کے اعمال اچھے ہیں۔ مگر خلوص نہیں ہے۔ اب ہم کو دیکھنا یہ ہے۔ کہ ان تینوں کے سوا کسی اور کی بابت بھی ایسے ریمارک یا اس سے سخت تر ریمارک موجود ہیں؟ آخز کا نام متی کے نسب نامے میں موجود ہے۔ اور بائبل اس کی بابت بتاتی ہے۔" اس نے بعلیم کے ڈھالے ہوئے بت بھی بنائے۔ ۲۔ تواریخ ۲۸/۲

اموّن کی بابت ہے۔ جو خدا کی نظر میں بُرا ہے سو اُس نے کیا۔ ۲۔ تواریخ ۳۳/۲۲
منسّی کی بابت ہے۔ جو خداوند کی نظر میں بُرا ہے سو اس نے کیا۔ ان قوموں کے نفرتی کام کئے۔ ۲۔ تواریخ ۳۳/۲
رجعام کی بابت ہے۔ اس نے اور اس کے ساتھ سارے بنی اسرائیل نے خداوند کی شریعت کو ترک کیا"۔

یہ تمام سندات بتاتی ہیں۔ کہ ان تین اشخاص جیسے جرائم اوروں کے بھی ہیں۔ جن کے نام حضرت متی نے لکھے ہیں۔ اور اس سے ثابت ہے۔ کہ انہوں نے اس اصول پر عمل نہیں کیا۔ جو ہم کو آج ہمارے دوست بتاتے ہیں۔ اور اس لئے یہی نتیجہ نکلتا ہے۔ کہ حصہ دوم میں متی کا نسب نامہ بھی بائیبل سے مطابق نہیں۔

## حصۂ سوم

حضرت داؤد علیہ السلام سے اوپر حضرت آدمؑ تک جو نسب نامہ ہے وہ حضرت مسیحؑ کے نسب نامہ کا حصۂ سوم ہو سکتا ہے لیکن یہ ظاہر ہے کہ ابن داؤد کا نسب نامہ تو اسی قدر ہے جہاں تک داؤد علیہ السلام کے ساتھ آکر سلسلہ مل جائے۔ اور اس سے آگے جو سلسلہ ہوگا وہ داؤد علیہ السلام کا نسب نامہ ہوگا۔ اور داؤد علیہ السلام کے نسب نامہ مندرجہ بائبل میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔ جیسا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نسب نامہ کے حصۂ سوم میں قیدار بن اسمٰعیل بن ابراہیم علیہ السلام سے لے کر آدم علیہ السلام تک اہل کتاب میں بھی کوئی اختلاف نہیں۔ تاہم حضرت داؤد علیہ السلام سے حضرت ابراہیم علیہ السلام تک نسب نامہ مزید تیمّن و تبرک کے طور پر درج کیا جاتا ہے۔

| نام | کیفیت |
|---|---|
| داؤد علیہ السلام | ۳۰ سال کی عمر میں سلطنت پائی۔ ۴۰ سال سلطنت کے بعد قریبًا ۱۰۱۵ قبل مسیح رہ گرائے عالم بقا ہوئے اس حساب سے انکی ولادت قبل مسیح ۱۰۴۵ سال میں تھی۔ |
| یسّی | |
| عُوبید | |
| بُوعز | انکی زوجہ کا نام رُوت ہے جس کے نام کی کتاب رُوت بائبل میں شامل ہے |
| سلمون | ہمراہیان موسیٰ علیہ السلام میں سے حضرت یوشع علیہ السلام کے ساتھ یہی داخل ارض مقدس ہوئے انکی زوجہ کا نام راحب تھا۔ |
| نحسون | نحسون بنی اسرائیل کے اُن سرداروں میں سے ہے جو ہزاروں کے سردار تھے۔ اسی نے حضرت موسیٰ کے حکم سے بیابان سینا میں بنی یہودہ کی مردم شماری مصر سے نکلنے سے ۱۴ ماہ بعد کی تھی۔ اس وقت اس فرقہ کے جنگجو اشخاص کی تعداد جو بیس سال سے اوپر تھے چوہتر ہزار چھ سو تھی۔ کتاب گنتی باب اور ۱ تا ۲۷۔ یہ واقعہ ۱۴۹۰ قبل مسیح تھا۔ |
| عمیداب | عربی تلفظ (عِمّینَادَاب) ہے |
| آرام | ״ آرام |
| حصروم | ״ حَصْرُوْن |
| پھارس | ״ فارص۔ والدہ کا نام تمر ہے جس کا قصہ کتاب پیدائش میں موجود ہے۔ |
| یہوداہ | ״ (یہودا) |
| یعقوب علیہ السلام | |
| اسحاق علیہ السلام | |
| ابراہیم علیہ السلام | ان کا ذکر مبارک نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے شجرہ میں ہے۔ |

# فصل دوم

# شجرہ عالیہ نبویہ سے چند اشہر المشاہیر کے مختصر حالات

## لَقَدْ كَانَ فِي قَصَصِهِمْ عِبْرَةٌ لِأُولِي الْأَلْبَابِ

## آدم علیہ السلام

نوع بشر کے والد بزرگوار۔ اور پہلے انسان ہیں۔ جن کو اللہ تعالیٰ نے خلافت الارض کے لئے پیدا کیا۔ انہوں نے (۹۳۰) کی عمر پائی شیث ایست علیہ السلام جب اُن کے گھر میں پیدا ہوئے۔ تب حضرت آدمؑ کی عمر (۱۳۰) سال کی تھی[۱]۔

قرآن مجید میں حضرت آدمؑ کو پیدائش کے بعد جنّت میں ٹھہرانے کا ذکر ہے اِس جنّت کے تعیّن کرنے میں ہمارے علماء کا اختلاف ہے۔ امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ابوالقاسم بلخی و ابن قتیبہ و ابومسلم اصفہانی کا قول ہے۔ کہ یہ زمین ہی پر ایک مقام تھا۔ دیگر مفسّرین نے اسے آسمان پر بتایا ہے۔ ان میں سے بھی بعض کا قول ہے کہ یہ جنّت جنّت خلد سے الگ تھی بعض نے اُسے جنّت خلد ہی بتایا ہے[۲]۔

اسلام نے حضرت آدم علیہ السلام کی بابت جو حقائق عالیہ بیان کئے ہیں۔ اُس کا ذکر آپ کو اِسی کتاب کے باب افضلیت سیّد المرسلین اور باب اساطیر الاوّلین میں ملے گا۔

---

[۱] پیدائش ۵ ۶۔

[۲] ملخصاً از ہدایۃ السائل نواب صدیق حسن خاں مرحوم۔

# نوح علیہ السلام

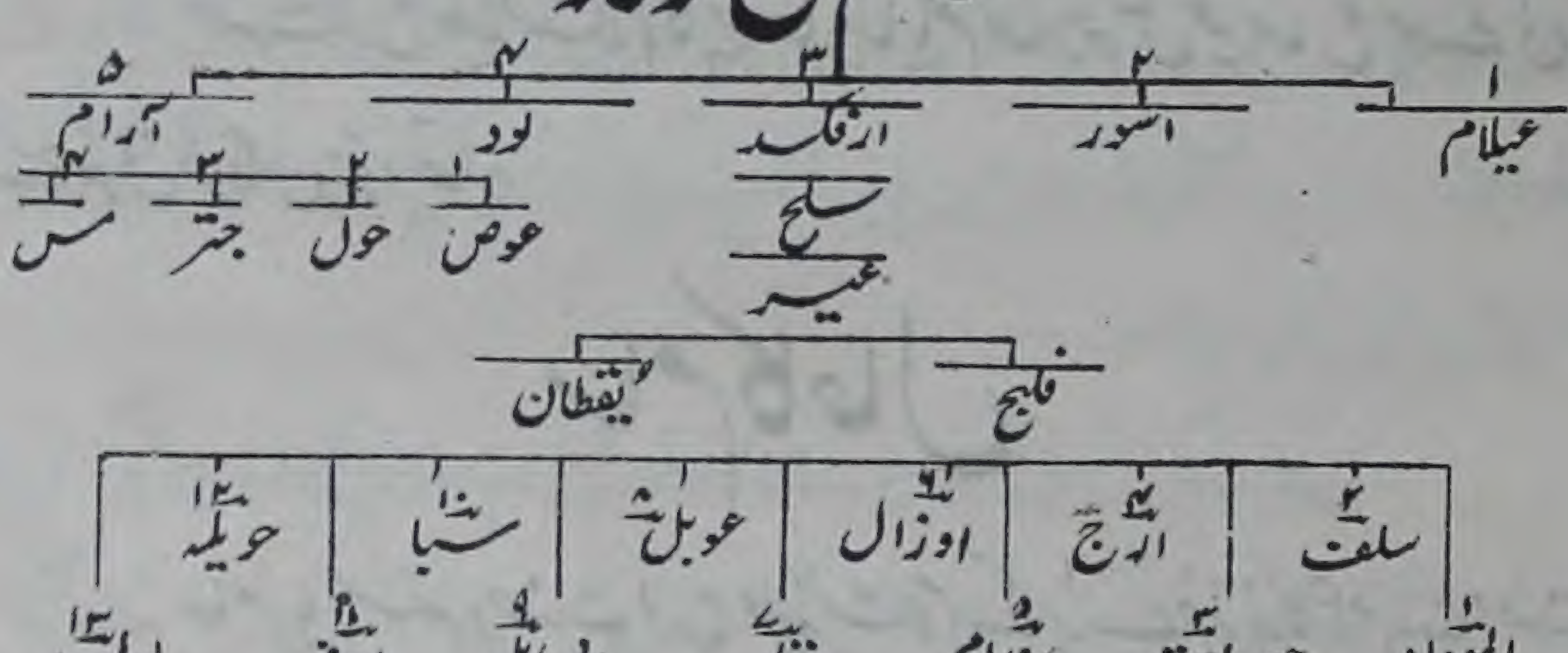
رب العالمین کے پہلے رسول ہیں۔ بائبل کا بیان ہے کہ حضرت نوحؑ کی عمر (۶۰۰) سال کی تھی جب طوفان آیا۔ یعنی عمر نوحؑ سے ۶۰۰ سنہ کے دوسرے مہینے کی ۱۷ تاریخ کو طوفان شروع ہوا۔ چالیس دن چالیس رات تک برابر آسمان سے پانی برستا۔ اور سمندروں کے چشموں سے پانی اچھلتا رہا۔ جو کشتی حضرت نوحؑ نے بنائی تھی اُس کا طول (۳۰۰) ہاتھ۔ عرض (۵۰) ہاتھ۔ بلندی (۳۰) ہاتھ تھی۔ اور اُس کے اندر تین طبقے تھے (۱۵۰) دن کے بعد پانی زمین سے کم ہونا شروع ہوا۔ اور ۶۰۱ سنہ عمر نوحی سے دوسرے مہینے کی ۲۷ تاریخ کو حضرت نوحؑ نے زمین پر قدم رکھا۔ اور بعد طوفان (۳۵۰) سال تک زندہ رہے[1]۔

تاریخ اسلام میں حضرت نوحؑ کو آدم ثانی بھی کہتے ہیں۔ دیکھو قرآن مجید میں ہے

وَجَعَلْنَا ذُرِّيَّتَهُ هُمُ الْبَاقِينَ | ہم نے نوحؑ ہی کی نسل کو دنیا میں باقی رہنے والا بنایا[2]۔

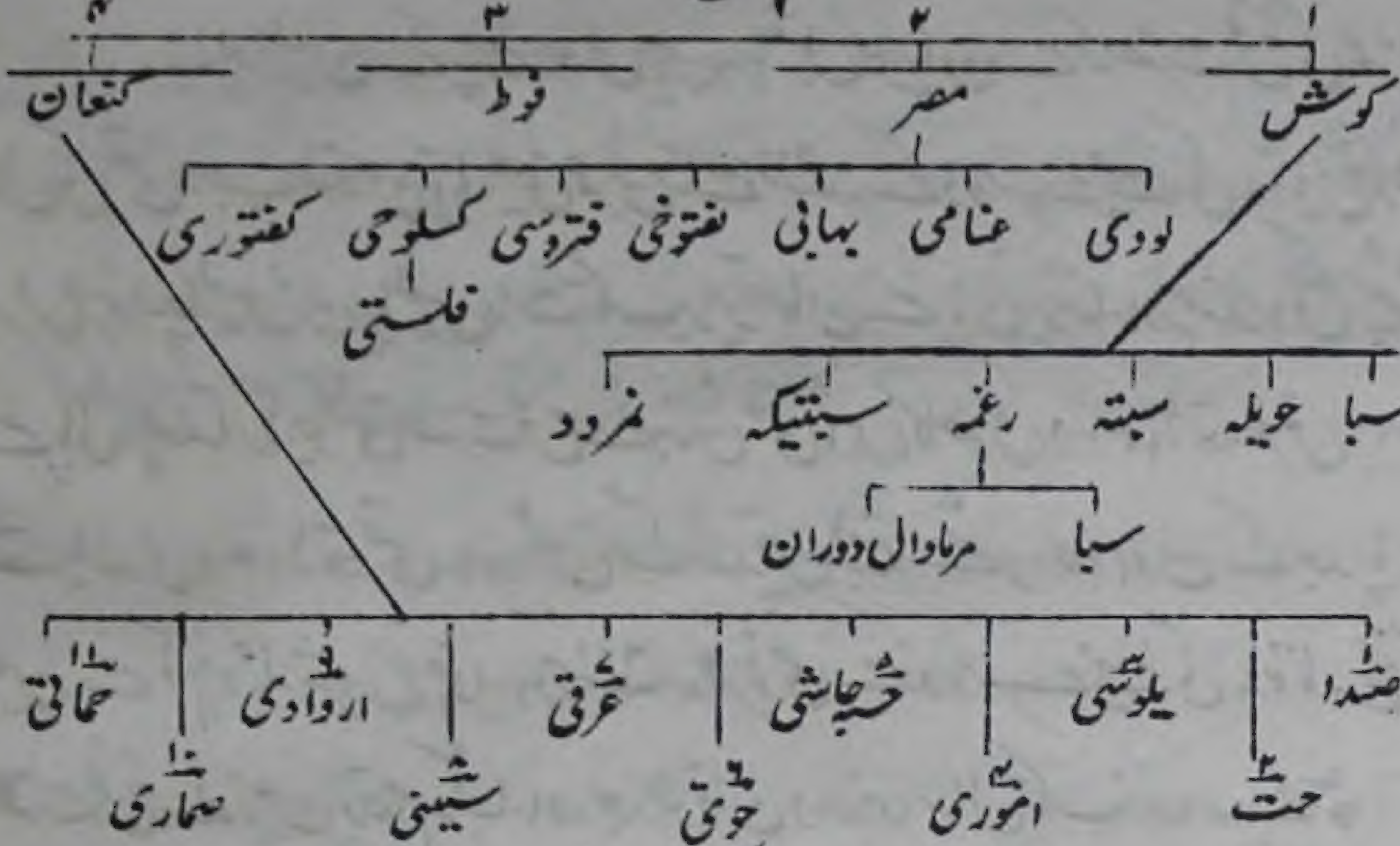
حضرت نوحؑ کے تین فرزند تھے جن کی نسل تمام معمورۂ دنیا کی آبادی و رونق بن رہی ہے

## سام کی اولاد[3]

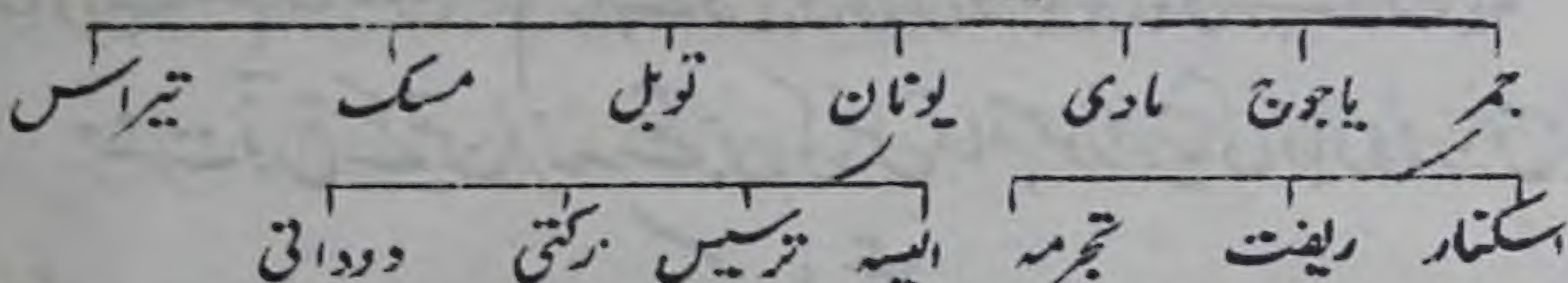



[1] از کتاب پیدائش ملخصًا۔ [2] سورہ والصافات۔ رکوع ۳۔ پارہ ۲۳۔
[3] سام و حام یافث کی اولاد کے سب نام کتاب پیدائش سے لئے گئے ہیں۔

# حام کی اولاد




# یافث کی اولاد




حضرت نوح علیہ السلام کا چوتھا بیٹا یام تھا۔ جو عمل غیر صالح ہونے کی وجہ سے غرق طوفان ہوا تھا۔

# سام کا حال

سام یا سم، حضرت نوح علیہ السلام کے بڑے فرزند کا نام ہے حضرت نوحؑ کی (۵۰۲) سال کی عمر تھی۔ جب اُن کے مشکوئے نبوت میں یہ اوّلین فرزند پیدا ہوئے۔

حضرت سام اُن تمام اقوام کے پدر اور اُن جملہ اَلسِنہ کے معلم نخستین ہیں جن کا نام یورپین مورخین نے (ساموٹیک) رکھ دیا ہے ؎

تفحص سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ سامی زبان کا وجود ایشیا اور افریقہ کے اندر برابر پایا جاتا ہے۔ فونی شین۔ ارمیک۔ اسیرین۔ انتھی اوپک زبانیں سام ہی سے نکلی ہیں اور یہ تو مسلمات میں سے ہے۔ کہ عبرانی اور عربی زبانیں جملہ سامی السنہ کے اندر زیادہ شاندار اور خزائن علمی سے مالامال ہیں ؎

مشہور قدیم مورخ سپرینجر اور سکریدرا اپنے قدما کے اتباع میں اس امر کا اعتراف کرتے ہیں کہ سام کی اولاد کا اصلی وطن عرب ہے۔ قرآن مجید نے آیت لِتُنْذِرَ اُمَّ الْقُرٰی وَمَنْ حَوْلَهَا میں مکہ کو اُمّ القریٰ یعنی بستیوں کی ماں بتایا ہے۔ اور یہ ارشاد اُن مورخین کی اس محققانہ جدوجہد کی تصدیق فرماتا ہے ؎

یہ بات تاریخ سے ثابت ہو گئی ہے کہ قدیم تر زمانہ میں کچھ قومیں ریگستان عرب سے نکل کر اُس کے گردونواح کی قابل کاشت اراضی پر آباد ہوتی تھیں۔ اِس کا ثبوت اس طرح حاصل ہوا ہے کہ عرب ہی وہ لوگ ہیں جن میں سیمی ٹک کیرکٹر (سامی عادات واطوار) اصلی حالت میں پایا جاتا ہے۔ کیونکہ اُن کی سادہ زندگی ہمیشہ یکساں طریق پر چلی آئی ہے ؎

اہل عرب کی زبان ہی ہمیشہ سے محفوظ رہی ہے۔ عبرانی زبان بھی کسی قدیم زمانہ میں محفوظ تھی۔ جس کی یادگار اس وقت اہل علم کے ہاتھ میں میشا کے کتبے یا سلوآم کا کتبہ باقی رہ گیا ہے ؎

سلطنت یہود کا زوال۔ اور اشدودیوں کے ساتھ یہودیوں کی مناکحت

بنی اسرائیل کی اسیری۔ بیت المقدس کی بربادی۔ یہودیوں کا مختلف ممالک میں منتشر ہو جانا یہ ایسے قدرتی اسباب تھے کہ عبرانی زبان اپنی اصلی حالت میں باقی نہ رہی۔ اور ان اسباب سے اس قدر انقلاب عظیم ہوا۔ کہ آخر یہود کی اصلی زبان بجائے عبرانی کے آرمیک بن گئی۔

جب عبرانی کا یہ حال ہے تو دیگر سامی السنہ کا ذکر فضول ہے۔

فونی شین زبان کی واقفیت اہل علم کو صرف ان کتبات سے ہوئی۔ جو چار صدی قبل از مسیح کے دستیاب ہوئے ہیں لیکن یہ زبان اس قدر حجاب نسیان میں آچکی ہے کہ ان کتبات کے پڑھنے والوں کو بھی خود وثوق نہیں کہ جو پڑھا وہی ٹھیک ہے۔

آرمیک زبان کبھی تمام کنعانیوں کی زبان تھی جہاں جہاں کنعانی قومیں عمدہ عمدہ چراگاہوں کی تلاش میں کنعان سے چینی ترکستان تک پہنچتی رہیں۔ یہ زبان بھی وہاں گئی۔ خیال ہے کہ لفظ آرم جو قرآن میں بکسر اول و فتح ثانی اور توراۃ میں بفتحتین مستعمل ہوا ہے اسی قوم کی یادگار ہے۔ اب یہ زبان بھی نقاب نیستی کے پردہ میں پنہاں ہے۔

سامریا کی زبان میں ایک کتاب پنڈلی لوک کا نشان دیا جاتا ہے۔ اس کی زبان پر غور کرنے والوں نے اعتراف کیا ہے۔ کہ وہ عربی و عبرانی اور ارمیک زبانوں سے بنائی گئی ہے۔ اسی لئے اول تو وہ پہلے ہی سے کوئی مستقل زبان نہ تھی دوسرے اب اس زبان کا تلفظ یا لغت بتانے سے کل دنیا گونگی ہے۔

سریک یا اڈیسن زبان اُن عیسائی آرمینیا والوں کی زبان تھی۔ جن کا دارالسلطنت پانچویں چھٹی صدی مسیحی میں اُڈیسہ تھا مگر اس نوزائیدہ بچہ کو زیادہ عمر نصیب نہ ہوئی۔

## المختصر

عربی ہی ایک ایسی واحد اور وحید زبان رہ جاتی ہے جو سام علیہ السلام کی تعلیم کردہ زبانوں میں سے زندہ و توانا موجود ہے۔ عرب اور شام اور عراق و مصر و فلسطین اور مراکو اور ٹیونس اب تک اُس کے زیر نگین ہیں اور راوکسفورڈ سے برازیل تک اُس کی سیر گاہیں ہیں ۔

## سامی زبانیں

جو مماثلت اور مشابہت اور تعلق باہمی اپنے اندر رکھتی ہیں وہ یہ ہیں:۔

الف۔ سہ حرفی مصادر کا پایا جانا ۔

ب ۔ اسم اور فعل کے قاعدوں میں مشابہت ۔

ج ۔ اسما ضمائر اور فعل کے درمیان باہمی تعلقات ۔

د ۔ تراکیب نحوی میں مشابہت ۔

ہ ۔ فعل لازم و متعدی کے استعمال کے طریقے ۔

اب جو کوئی شخص عربیت میں مہارت رکھتا۔ صرف و نحو عربی کو بخوبی جانتا۔ اور علم ادب کا دانا ہے اُسے بخوبی معلوم ہے۔ کہ ان جملہ اُمور میں زبان عربی کیسی مکمل۔ متقن اور ہمہ گیر ہے۔ اور یہی صفات ظاہر کرتے ہیں کہ زبان عربی ہی ان تمام اُلسنہ کی ماں ہے۔ جو طوفان کے بعد کسی متمدن حصۂ عالم پر کبھی پائی گئی تھیں۔ جیسا کہ حضرت سام اُن ممالک کے جملہ باشندۂ اقوام کے پدر بزرگوار ہیں ۔[1]

---

[1] مصنف ؒ نے اس مضمون کے مکمل دلائل اپنی کتاب الجمال والکمال میں درج کئے ہیں ۔

# سیّدنا ابراہیم علیہ الصّلوٰۃ والسّلام

۷۵ سال کے تھے جب خدا کے حکم سے اپنی زاد بوم اور باپ کے وطن سے نکلے اور کنعان بن حام کے علاقہ میں پہنچے سرّی زوجہ۔ اور لوطؑ برادرزادہ ساتھ تھے۔ خدا نے وعدہ کیا۔ کہ یہی ملک اُنکی اولاد کو دیا جائے گا۔ پھر وہ مصر گئے۔ فرعون نے سیّدہ سرّی کو حسین سمجھکر اپنے لئے لے لیا۔ اور خدا کا قہر اُس پر ظاہر ہوا۔ فرعون نے سیّدہ سرّی کو واپس کر دیا۔ حضرت ابراہیمؑ پھر کنعان میں واپس آئے۔ تب لوطؑ ان سے جدا ہو کر دریائے یرّون کی ترائی کی طرف چلے گئے۔ وہ شہر صدّوم میں آباد ہوئے۔ کچھ عرصہ کے بعد کدرلاعمر شاہ عیلام نے اپنے تین اتّحادی بادشاہوں کے ساتھ پادشاہ صدوم اور اُس کے چار اتّحادی بادشاہوں سے جنگ کی اور جنگ میں فتحیاب ہو کر حضرت لوطؑ کو بھی مع اُن کے مال و متاع کے اسیر کر کے لے گیا۔ حضرت ابراہیمؑ کو یہ اطلاع ہوئی تو انہوں نے حوبہ تک جو دمشق کے بائیں ہاتھ ہے اُن کا تعاقب کیا۔ اور لوط علیہ السّلام کو مع سب اسیروں کے چھڑا لیا۔ اور مال غنیمت حاصل کیا۔

ان کی واپسی پر صدّوم کا بادشاہ اور سالم کا بادشاہ ملک صدقؑ جو خدا کا کاہن تھا حضرت ابراہیم کو ملے۔ حضرت ابراہیمؑ نے غنیمت کا دسواں حصّہ ملک صدق کو دیا۔ اور باقی سب مال بادشاہ صدوم کو واپس کر دیا۔ خود مال غنیمت سے کچھ نہ لیا۔ البتّہ اقوام

---

ؑ ملک صدق کے متعلّق عیسائیوں کا عجیب اعتقاد ہے۔ پولوس عبرانیوں کا خط باب ۷ میں لکھتا ہے یہ بے باپ بے ماں بے نسب نامہ۔ جس کے نہ دنوں کا شروع نہ زندگی کا اخیر۔ ہمیشہ کاہن رہتا ہے۔ عیسائی اسے ازلی و ابدی اور بے نسب نامہ ہونے میں خدا کے مشابہ بتاتے ہیں۔

آنیر۔ واسکال۔ اور ہمری کے جو جنگ جو لوگ ساتھ تھے اُن کو حصّہ عطا کیا۔

حضرت اسمٰعیلؑ جب پیدا ہوئے۔ اُس وقت حضرت ابراہیمؑ کی عمر (۸۶)[1] سال کی تھی جب حضرت ابراہیمؑ کی عمر (۹۹) سال کی ہوئی تب خدا نے اُن سے رویا میں فرمایا کہ وہ ہر ایک بچّہ کا جب وہ (۸) دن کا ہو ختنہ کیا کریں اور یہ ابدی نشان خدا کے عہد کا اُس کی نسل میں ہوگا[2]۔

حضرت ابراہیمؑ (۹۹) سال کے تھے اور حضرت اسمٰعیلؑ ۱۳ سال کے جب اُن کا ختنہ ہوا۔ یہاں سے حضرت ابراہیمؑ قادس اور سور میں ٹھہرے اور جرار میں قیام کیا۔ جرار کے بادشاہ۔ ابی ملک نے حضرت سارہ کو اپنے قبضہ میں کیا۔ مگر خدائے عزّوجل کی طرف سے آگاہ ہو کر اُس نے سارہ کو پھیر دیا۔ اور حضرت ابراہیمؑ کی عزت کی۔

حضرت ابراہیمؑ ایک سو سال کے تھے جب حضرت اسحاق پیدا ہوئے۔ پھر ابی ملک شاہ جرار نے حضرت ابراہیمؑ سے معاہدہ اتّحاد کیا اور حضرت ابراہیمؑ دیر تک فلسطیون کے ملک میں رہے۔

پھر حضرت ابراہیمؑ نے حضرت اسحٰقؑ کی شادی ربقہ سے کی جو انکے بھائی نخور کی پوتی تھی۔

حضرت ابراہیمؑ نے (۱۷۵) سال کے بعد انتقال فرمایا[3]۔

حضرت ابراہیمؑ کی کنیت ابو محمد بھی ہے اور ابو الانبیاء بھی۔ کیونکہ حضرت ابراہیمؑ کے بعد انہی کی نسل پاک سے نبی ہوتے رہے۔ اُن کی ذرّیت سے باہر پھر کوئی نبی نہیں

---

[1] صحیح بخاری میں (۸۰) سال۔ [2] پیدائش ۱۷/۹ تا ۱۷/۱۵۔

[3] ۱۳۔س ۲۵/۸ وہ مکفیلہ کے مغارہ میں جو ممرے کے آگے ہے۔ دفن کئے گئے۔

ہُوا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَجَعَلْنَا فِی ذُرِّیَّتِہِ النُّبُوَّۃَ وَ الْکِتَابَ (عنکبوت۔ ع ۳) ہم نے نبوت اور کتاب کو ابراہیم علیہ السلام ہی کی ذریت میں کر دیا۔

اس لئے حضرت ابراہیمؑ کا لقب عمود عالم اور آدم ثالث بھی ہے۔ ان کے احوال مبارکہ آئندہ ابواب میں مذکور ہیں۔ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وبارک وسلم۔

# اُمّ المسلمینؑ ہاجرہ علیہا السلام

سیدہ ہاجرہ بڑے درجہ کی خاتون ہیں۔

۱۔ کبیرۂ مصر۔

۲۔ زوجِ خلیل الرحمٰن ابراہیم صلوٰۃ اللہ علیہما والسلام۔

۳۔ محدثہ ملائکؑ۔

۴۔ والدۂ اسمٰعیل علیہما السلام۔

۵۔ اُم العرب المستعربہ۔

۶۔ بانیہ بلدۃ الامین مکہ معظمہ۔

۷۔ جدۃ النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔

ان کا نام عبرانی میں (ہاغار) ہے۔ اور جب فرعون مصر نے سیدہ سارہؓ کی کرامت

---

[1] سورہ حج۔ ع ۱۰ میں ہے۔ ملۃ ابیکم ابراھیم ھو سمّٰکم المسلمین۔ اس آیت سے اُم المسلمین کا لقب حضرت ہاجرہ کے لئے استنباط کیا گیا ہے۔

[2] محدث بفتح دال اُسے کہتے ہیں جس سے فرشتے باتیں کریں حضرت ہاجرہؑ کے پاس ملائک کا آنا باتیں کرنا توراۃ اور احادیث صحیحہ سے ثابت ہے اس لئے انکو محدثہ لکھا گیا ہے۔

کو دیکھ کر ہاجرہ کو سارہ کے ساتھ کر دیا تھا تب ان کا نام آجر ٹھہرا یعنی یہ اس مصیبت کا اجر ہیں۔ جو سارہ اور حضرت ابراہیم کو بادشاہ کے ظلم سے اٹھانی پڑی۔ پھر جب انہوں نے ہجرت الی اللہ کی اور آکر مکہ میں اس لئے آباد ہوئیں کہ انکی اولاد بیت اللہ الحرام کی آبادی اور توحید کی منادی کرے تب ان کا نام ہاجرہ ٹھہرا[۱]۔

سیدہ ہاجرہ کو خود سیدہ سارہ نے حضرت ابراہیم کی زوجیت میں دیا تھا[۲]۔ وہ نکاح سے پہلے ہی سال میں باردار ہوئیں۔ یہ مولود مسعود شکم مادر ہی میں تھا۔ کہ اللہ تعالٰے کے فرشتے نے سامنے آکر سیدہ ہاجرہ کو بشارت دی کہ وہ بیٹا جنے گی اور اس کا نام اسمٰعیل رکھنا۔ نیز بتا دیا۔ کہ اُن کی اولاد کثرت سے گنی نہ جائیگی[۳]۔

رب العالمین کو منظور یہ تھا۔ کہ بنو اسمٰعیل کو ایک مستقل شاندار قوم بنائے اُس کی تقریب یہ ہوگئی کہ ہاجرہ کے حاملہ ہوتے ہی سارہ کی محبت اُس سے جاتی رہی۔ اور یہ سمجھ کر کہ اب ہاجرہ اُسے حقیر سمجھتی ہے۔ خود اُس کی تحقیر کرنے لگی اور زور دیا کہ ہاجرہ کو علیحدہ کر دیا جائے۔ اللہ تعالٰی کو بنو اسمٰعیل سے اپنے گھر کی خدمت کا لینا منظور تھا۔ یہ مصلحت ابراہیم کو وحی ربانی نے سمجھا دی اور انہوں نے خوشی خوشی پہلوٹے بیٹے اور پیاری بیوی کو اُس سنسان بیابان میں آباد کیا جہاں اب مکہ معظمہ ہے۔ قرآن مجید میں ہے

| | |
|---|---|
| رَبَّنَآ اِنِّیْٓ اَسْکَنْتُ مِنْ ذُرِّیَّتِیْ بِوَادٍ غَیْرِ ذِیْ زَرْعٍ عِنْدَ بَیْتِکَ الْمُحَرَّمِ رَبَّنَا لِیُقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ (ابراہیم - ع ۵) | اے رب میں اپنے کنبہ کا ایک حصہ اس وادی میں جہاں کوئی روئیدگی نہیں آباد کرتا ہوں کہ یہ تیرے حرمت والے گھر کے پاس ہیں اور دنیا کیلئے نماز کو قائم کریں۔ |

[۱] یسعیاہ نبی کی کتاب ۵۴ باب کے درس اول میں حضرت ہاجرہ کی بابت یہ الفاظ ہیں۔ "بے کس چھوڑی ہوئی کی اولا خصم والی کی اولاد سے زیادہ ہے" الفاظ بیکس چھوڑی ہوئی ترجمہ ہے لفظ ہاجرہ کا۔ اور اس درس میں ہاجرہ و سارہ کا مذکور ہے [۲] پیدائش - ۱۶ - ۴ - [۳] پیدائش ۱۶ - ۱۰ - ۱۱۔

صحیح بخاری میں ہے لَیْسَ یَوْمَئِذٍ بِمَکَّۃَ اَحَدٌ وَّلَیْسَ بِھَا مَاءٌ[1] مکہ میں اُس وقت نہ کوئی جاندار تھا اور نہ پانی تھا۔جب حضرت ابراہیمؑ حضرت ہاجرہؑ کو یہاں چھوڑ کر واپس جانے لگے تو بیوی اور شوہر میں یوں باتیں ہوئیں اِلٰی مَن تَترُکنا۔قال الی اللّٰہ قالت رَضِیتُ اللّٰہ[2] ہاجرہ۔ہم کو کس کے پاس چھوڑ چلے؟ حضرت ابراہیمؑ خدا کے۔ حضرت ہاجرہ میں خدا پر راضی ہوں؀

توراۃ کی کتاب پیدائش میں ہے کہ جب ہاجرہ کے پاس پانی ختم ہو گیا۔اور اسمٰعیلؑ پیاس سے مرنے کے قریب ہو گئے۔تب خدا کا فرشتہ پھر ہاجرہ خاتون سے ہمکلام ہوا اور انکو اسمٰعیلؑ کی نسل کی کثرت و عظمت کی بشارت سنائی۔اور اُنکے لئے ایک کنواں بھی ظاہر ہو گیا[3]؀

صحیح بخاری میں ہے فاذا ھی بصوت فقالت اَغِث ان کان عندک خیر فاذا جبریل وغمز عقبہ علی الارض فانبثق الماء۔ہاجرہؑ نے ایک آواز سنی تو انہوں نے کہا کہ اگر تجھ سے کچھ فائدہ ہو سکتا ہے۔تو سامنے آ۔جبریل علیہ السلام آ گئے۔انہوں نے زمین پر ایڑی کو مارا۔اور زمین سے پانی پھوٹ پڑا۔صحیح بخاری اور توراۃ کی ان روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ ہاجرہ علیہا السلام کا درجہ اللہ تعالیٰ کے ہاں کس قدر بلند تھا۔کہ کبھی فرشتہ سامنے آکر اُن سے بات کرتا۔اور کبھی آسمان سے پکار کر انکو خطاب کرتا۔نیز ان کی کرامت کے لئے کنواں غیب سے ظاہر کیا گیا تھا؀

افسوس ہے کہ اہل کتاب ان فضائل سے آنکھیں بند کر لیتے۔اور سیدہ ہاجرہؑ

---

[1] عن ابن عباس کتاب الانبیاء؀ [2] صحیح بخاری عن ابن عباس کتاب الانبیاء

[3] ۲۱ باب ۱۵ تا ۱۹ درس کتاب پیدائش؀

کے درجہ کو گھٹانے کے لئے کہ دیا کرتے ہیں۔ کہ وہ لونڈی تھیں ؎

مسلمان یہودیوں اور عیسائیوں کے ساتھ اس امر میں متفق ہیں کہ فرعون مصر نے حضرت ہاجرہ کو حضرت سارہؑ کی خدمت کے لئے دیا تھا ؎

صحیح بخاری کتاب الھبہ میں ہے عن ابی ھریرۃ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال ھاجر ابراھیم بسارۃ فاعطوھا اٰجر فرجعت فقالت اشعرت ان اللہ عزوجل کبت الکافر واخدم ولیدۃ۔ ابوہریرہؓ کہتے ہیں رسول اللہ صلعم نے فرمایا ابراہیمؑ و سارہ ہجرت کر کے گئے تھے۔ وہاں سارہ کو ہاجرہ ہبہ میں ملی۔ اور سارہ نے حضرت ابراہیمؑ سے آکر کہا۔ آپ کو خبر ہے کہ خدا نے کافر کو ذلیل کیا۔ اور ہم کو ایک لڑکی خدمت کے لئے دی وقال ابن سیرین عن ابی ھریرۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم فاخدمھا ھاجر[1] ابن سیرین نے ابوہریرہؓ سے انہوں نے نبی صلعم سے روایت کیا ہے کہ شاہ مصر نے ہاجرہ کو خدمت کے لئے دیا تھا[2] ؎

مسلمانوں کی اس روایت یا بیان سے یہ سمجھنا کہ حضرت ہاجرہ لونڈی تھیں بالکل ہی بعید ہے۔ اہل کتاب کے مزید اطمینان کے لئے ہم کچھ اور زیادہ تحریر کرتے ہیں ؎

یہودیوں کے زبردست مفسر توراہ ربی شلوملو اسحٰق نے باب ۱۶ کتاب پیدائش کی تفسیر میں حضرت ہاجرہ کی بابت مندرجہ ذیل الفاظ تحریر کئے ہیں ایث برعہ ھاینا کشر النسیم شنعسو اسارہ امر موطاب شتھا بتی شفحہ بیت زہ ولو کبیرہ بیت اخیر[3] وہ فرعون کی بیٹی تھی۔ جب اس نے کرامات کو دیکھا جو بوجہ سارہ واقع ہوئی تھی

---

[1] حدیث شریف کا لفظ فاخدمھا عبرانی لفظ شفحہ کا مترادف ہے۔ یہ لفظ ہاجرہ خاتون کے والد نے استعمال کیا تھا شفحہ کا ترجمہ خادمہ ہے۔ [2] صحیح بخاری عن ابن عباس کتاب الانبیاء [3] براہین باہرہ فی حریۃ ہاجرہ۔ مولوی غلام رسول چڑیا کوٹی ؎

تو کہا کہ میری بیٹی کا اُس کے گھر میں خادمہ ہو کر رہنا دوسرے گھر میں ملکہ ہو کر رہنے سے بہتر ہے ؂

اس شہادت سے صاف ثابت ہو گیا۔ کہ (۱) ہاجرہ شاہِ مصر کی دختر تھیں اور (۲) شاہِ مصر پر حضرت سارہ کی عظمت اس قدر طاری ہو گئی تھی کہ اُس نے اپنی بیٹی کو بطور خادمہ اُن کے ساتھ کر دینا اپنے اور اپنے خاندان کے لئے فخر و عزت کا موجب سمجھا؂

مبارک ہے سارہ خاتون جس کی خدمت کو بادشاہ کی بیٹی نے اپنی عزت جانا مبارک ہے ہاجرہ خاتون جسکی تربیت ابتدائے عمر ہی سے خلیل الرحمٰن علیہ الصلوٰۃ والسلام کے گھر میں ہوئی ؂

ربی شلومو مفسر توراۃ کی مندرجۂ بالا شہادت کے بعد کسی تفصیل کی ضرورت باقی نہیں رہتی۔لیکن اِس شہادت کی توثیق میں ہم اس قدر ظاہر کر دینا ضروری سمجھتے ہیں کہ عبرانی زبان میں لونڈی غلام کی مختلف حالتوں کے لئے مختلف الفاظ موجود ہیں ؂

(۱) وہ لونڈی غلام جو جنگ میں بطور غنیمت حاصل ہوتے ہیں اُنکو شیبوث حریب بولا جاتا ہے

(۲) وہ لونڈی غلام جو روپیہ سے خرید کئے جاتے ہیں اُنکو مقنت کسف بولا جاتا ہے ؂

(۳) ایسے بچے جو لونڈی یا غلام سے پیدا ہوئے ہوں انکو بلید بائیث بولا جاتا ہے ؂

اب تمام توراۃ کو دیکھ جاؤ کہ ہر سہ الفاظ بالا میں سے کوئی لفظ بھی حضرت ہاجرہ کے متعلق ساری عبرانی کتاب میں مستعمل نہیں ہوا ؂

ہم اقرار کرتے ہیں کہ توراۃ میں حضرت ہاجرہ کو حضرت سارہ نے (امہ) کہا ہے اور یہ عبرانی لفظ عربی لفظ امتہ کا ہم معنے ہے۔جس کا ترجمہ لونڈی بھی ہو سکتا ہے۔لیکن یہ بالکل ہی کم فہمی ہو گی۔کہ ایک سوت نے اپنی سوت کو جو کچھ رنج اور غصہ میں کہہ دیا

ہو اُسے حقیقی معنی میں صحیح بھی تصور کر لیا جائے ؛

ہم لکھ چکے ہیں کہ فرعون مصر نے حضرت ہاجرہ کو حضرت سارہؑ کی خدمت کے لئے دیا تھا۔ ممکن ہے کہ ہمارے دوست اسی اقرار کو حضرت ہاجرہؑ کے لونڈی ہونے کی قطعی دلیل بتائیں۔ لہٰذا مناسب ہے کہ وہ اول کتاب پیدائش کے ۳۰ باب کو پڑھ جائیں ؛

(۱) حضرت یعقوب کی بیوی مسماۃ لیاہ کی لونڈی کا نام زلفہ ہے اور مسماۃ زلفہ حضرت یعقوبؑ کے فرزندان مسمیٰ جد و مسمیٰ آشر کی والدہ ہے ؛

(۲) حضرت یعقوبؑ کی بیوی مسماۃ راخیل کی لونڈی کا نام بلہہ ہے اور مسماۃ بلہہ حضرت یعقوبؑ کے فرزندان مسمیٰ دان و مسمیٰ نفتالی کی والدہ ہے ؛

یہ چاروں فرزند یعنی جد و آشر و دان و نفتالی۔ اسرائیل کے اُن بارہ فرزندوں میں سے ہیں۔ جن کو یعقوب و موسیٰ و داؤد و عیسیٰ علیہم السلام نے وقتاً فوقتاً برکتیں دی ہیں۔ اور توراۃ کی کسی ایک جگہ میں بھی ان چاروں کو باقی آٹھ کے مقابلہ میں کمتر نہیں بتایا گیا۔ یا لونڈی بچہ نہیں کہا گیا ؛

زلفہ اور بلہہ کے ذکر کو جانے دو۔ خود لیاہ اور راخل کی بابت غور کرو۔ جو حضرت یعقوبؑ کے ماموں کی لڑکیاں اور بقول توراۃ حضرت یعقوبؑ کی جورو ئیں ہیں۔ یہ دونوں اپنے لونڈی ہونے کا اقرار اس طرح کرتی ہیں ؛

راخل اور لیاہ نے جواب میں اُسے کہا۔ کہ ہنوز ہمارے باپ کے گھر میں کچھ ہمارا حصہ ہے یا میراث ہے کیا ہم اُس کے آگے بیگانہ نہیں ٹھیریں کہ اُس نے تو ہمیں بیچ ڈالا۔ اور ہمارا مال بھی کھا بیٹھا[۱] ؛

---

[۱] کتاب پیدائش ۳۱ باب ۱۴-۱۵- درس ؛

راخل اور لیاہ وہی خاتونیں ہیں جن کے فرزند موسیٰ۔ داؤد۔ وعیسیٰ علیہم السلام ہیں۔ اور یہ دونوں خود اپنی زبان سے زر خریدہ ہونے کا اقرار کرتی ہیں۔ کیا اس کے بعد بھی اہل کتاب کو کوئی حق حضرت ہاجرہ کی شان میں زبان کھولنے کا رہ جاتا ہے۔ حالانکہ اُن کے متعلق ایسا کوئی لفظ توراۃ میں موجود نہیں ⁂

اہل کتاب یہ بھی غور کریں کہ انہوں نے مصر کی شہزادی کو تو صرف اس لئے لونڈی بنایا۔ کہ اُس کے باپ نے اُسے خاندان نبوت کی خدمت کے لئے چھوڑ دیا تھا لیکن یوسفؑ کی بابت کیا کہیں گے۔ جن کو مصر میں مدیانیوں نے فوطیفار کے ہاتھ بیچا تھا[1]۔ اس کے بعد ہی کتاب پیدائش کے (۳۹) باب کا (۷) درس پڑھو۔ اُس کے بعد یوں ہُوا کہ اُس کے آقا کی جورو کی آنکھ یوسف پر لگی۔ پھر باب بالا کے ۱۹/۲ درس کو پڑھو۔ جب اُس کے آقا نے ایسی باتیں جو اُس کی جورو نے کہیں کہ تیرے غلام نے مجھ سے یوں کیا۔ سنیں تو اُس کا غضب اُس پر بھڑکا۔ اور یوسفؑ کے آقا نے اُس کو پکڑا ⁂

ان ہر سہ حوالجات میں فوطیفار کو یوسف کا آقا بتایا گیا ہے۔ اور درس ۹ میں ہے کہ فوطیفار کی عورت نے یوسف کو غلام کہا تھا۔ کہ ان الفاظ کے استعمال سے فی الواقع یوسف علیہ السلام غلام بھی بن گئے تھے۔ اگر یہ صحیح ہے کہ فوطیفار کے خرید لینے سے حضرت یوسف علیہ السلام فی الواقع غلام نہیں ٹھہرے تو یہ بھی صحیح ہے۔ کہ سارہ کے ساتھ آنے سے ہاجرہ فی الواقع لونڈی نہیں بن گئی تھیں۔ اور یہ بھی صحیح ہے کہ سارہ کے کہہ دینے سے بھی ہاجرہ فی الواقع لونڈی نہیں ٹھیری تھیں۔ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰی ذٰلِكَ

جو لوگ عربی روایات کو پڑھتے ہیں۔ انہیں یاد رکھنا چاہئے۔ کہ عربی زبان میں

[1] پیدائش ۳۷-۳۶ ⁂

ولید۔ جاریہ۔ امت کے الفاظ دختر کے لئے بھی مستعمل ہوتے ہیں۔ اور لونڈی کے لئے بھی۔ اور اس کی اصلیت یہ ہے کہ اسلام لونڈیوں کو انہیں الفاظ سے مخاطب کرتا ہے جو لڑکیوں اور دختروں کے لئے اصل لغت میں وضع ہوئے ہیں۔ اس لئے کسی ایسے لفظ کو اگر ہاجرہ خاتونؑ کے لئے مستعمل شدہ دیکھیں تو یہ نہیں خیال کر لینا چاہئے۔ کہ اس سے حضرت ہاجرہؑ کا فی الواقع لونڈی ہونا ثابت ہوتا ہے بلکہ انکو صحیح بخاری کے الفاظ جو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی زبان مبارک کے الفاظ ہیں یاد رکھنے چاہئیں۔ اور وہ الفاظ فَاَخْدَمَھَا ہیں خدمت کرنے سے کوئی کسی کا غلام نہیں ہو جاتا حضرت انس بن مالک انصاری رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے دس سال تک نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی خدمت کی تھی لیکن کوئی شخص بھی اُن کو غلام نہیں کہتا۔

نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے دادا کا اصلی نام شیبہ تھا لیکن وہ مدت العمر تک اپنے محسن چچا مطلب کی شکر گذاری میں اپنے آپ کو عبد المطلب کہلاتے رہے حتیٰ کہ یہی لقب اُن کے اصلی نام پر غالب آگیا تھا لیکن کوئی مورخ بھی انکو مطلب کا غلام نہیں جانتا۔

یعقوب علیہ السلام نے ننھیال سے واپس آکر جب اپنے بھائی عیسو کے لئے[1] کچھ تحفے بھیجے تھے۔ تو اپنے ملازمین کو سکھا دیا تھا کہ عیسو سے ان الفاظ میں گفتگو کریں تیرے غلام یعقوب نے یہ تحفے بھیجے ہیں۔ تیرا غلام یعقوب خود بھی پیچھے آرہا ہے غور کرو کہ ان الفاظ کے بعد بھی کوئی عیسائی یعقوبؑ کو عیسو کا غلام و چاکر نہیں سمجھتا۔

دہلی کے شریف گھرانوں میں بچی کو لونڈیا کہہ کر بلاتے ہیں لیکن اس سے کوئی

[1] پیدائش باب ۳۲۔ درس ۱۸۔۲۰

بھی نہیں سمجھتا کہ وہ لڑکی بیٹی نہیں لونڈی ہے۔ ان اشارات کے بعد امید ہے کہ کوئی اشکال باقی نہیں رہے گا۔

# سیّدنا اسمٰعیل علیہ السّلام

خلیل الرحمٰن ابراہیم علیہ السّلام کے پہلوٹے فرزند ہیں۔ جو ہاجرہ خاتون کے بطن اطہر سے پیدا ہوئے۔ باپ نے اُنکا نام اسمٰعیل رکھا[1] جو سمیع اللہ کا ہم معنی ہے۔ یہ معنی توراۃ کی کتاب پیدائش میں بھی اسی طرح بیان کئے گئے ہیں۔ اس لڑکے کی آواز جہاں وہ پڑا ہے خدا نے سُنی[2]۔ اُن کا ختنہ اُسی روز کیا گیا جس روز حضرت ابراہیمؑ نے اپنا ختنہ بھی کیا تھا۔ کیونکہ اُسی روز یہ حکم ہُوا تھا۔ کہ خدا نے ابرہام سے کہا کہ تو اور تیرے بعد تیری نسل پشت در پشت میرے عہد کو نگاہ رکھیں۔ اور میرا عہد جو میرے اور تمہارے درمیان اور تیرے بعد تیری نسل کے درمیان ہے جسے تم یاد رکھو سو یہ ہے۔ کہ تم میں سے ہر ایک فرزند نرینہ کا ختنہ کیا جائے[3]۔ پس اسمٰعیل علیہ السّلام وہ فرزند ہیں جو عہد کا حکم نازل ہونے کے بعد پہلے ہی روز خدائے برتر کے عہد میں داخل ہوئے اور فرزند عہد ٹھہرے۔

افسوس ہے کہ عیسائی ایسے مبارک مولود کی اس فضیلت پر غور نہیں کرتے۔

حضرت اسمٰعیل علیہ السّلام اور اُنکی والدہ کو حضرت ابراہیم علیہ السّلام نے اس جگہ آباد کیا تھا۔ جہاں اب شہر مکّہ بستا ہے۔ پھر حضرت ابراہیم و اسمٰعیل علیہما السّلام ہی نے خانہ کعبہ کی عمارت تیار کی تھی۔ قرآن مجید میں ہے وَاِذْ يَرْفَعُ اِبْرٰهٖمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَيْتِ وَاِسْمٰعِيْلُ (جب ابراہیمؑ و اسمٰعیلؑ بیت اللہ کی بنیادوں کو بلند کر رہے تھے) حضرت اسمٰعیلؑ

---

[1] پیدائش ۱۶-۱۵-۱۶۔ [2] پیدائش ۲۱-۱۷۔ [3] پیدائش ۱۷-۱۰۔

علیہ السلام کی شادی قبیلہ بنوجرہم[1] کے سردار مسمّی مضاض کی بیٹی سے ہوئی تھی۔ بنوجرہم عرب کا قدیم حکمران قبیلہ تھا اور مضاض اپنے علاقہ کا واحد فرمانروا تھا۔ ایسے اعلیٰ خاندان کی بیٹی کا رشتہ مل جانے کی وجہ سیدہ ہاجرہ کی ذاتی کرامت اور خاندانی فضیلت تھی جو عرب جیسی تجارت پیشہ قوم سے جو ہر سال موسم سرما میں مصر جایا کرتے تھے مخفی نہیں رہ سکتی تھی[2]۔

توراۃ میں ہے کہ حضرت ہاجرہؑ نے حضرت اسمٰعیلؑ کی شادی مصر میں کی تھی۔ ممکن ہے کہ کوئی مصری عورت بھی ہو۔ مگر یہ متحقق ہے کہ اولاد جرہمی عربیہ ہی سے ہوئی حضرت اسمٰعیلؑ ہی وہ بزرگ ہیں۔ جن کو ذبیح اللہ کا لقب حاصل ہوا۔ اہل کتاب کا دعویٰ ہے کہ ذبیح حضرت اسحٰق علیہ السلام ہیں اور جمہور مسلمانوں کا اعتقاد ہے کہ ذبیح حضرت اسمٰعیلؑ ہیں۔ مسلمانوں کا حضرت اسحٰقؑ کے ذبیح ہونے سے انکار معاذ اللہ اُس بنیاد پر نہیں جس بنیاد پر اہل کتاب کا ہے۔ اہل کتاب اسمٰعیل علیہ السلام کی ہر ایک فضیلت سے انکار کرنے کو لازمۂ مذہب سمجھتے ہیں لیکن مسلمانوں کے لئے حضرت اسمٰعیل و حضرت اسحٰق علیہما السلام دونوں برابر ہیں۔ چچا کو صِنوِ اَب حدیث ہی میں فرمایا گیا ہے۔ اس سے بھی عام تر یہ ہے کہ ہم ہر ایک نبی پر ایمان لانا ایسا ہی ضروری سمجھتے ہیں جیسا کہ خود اپنے نبی صلعم پر۔ اس لئے یہ کسی مسلمان سے کیونکر ہو سکتا ہے۔ کہ کسی نبی اللہ کی فضیلت کا انکار محض حسد و عناد سے کرے۔ نعوذ باللہ من ذٰلک۔

چنانچہ جن معدودے چند مسلمان عالموں کے نزدیک حضرت اسحٰقؑ کا ذبیح ہونا ثابت ہوتا تھا انہوں نے آزادی سے اپنے مذہب کا اظہار کیا ہے اور متاخرین نے

---

[1] صحیح بخاری کے الفاظ ہیں فمر ناسؔ من جرہم فنکح فیہم امراۃ کتاب الانبیاء۔
[2] حضرت یوسفؑ کو عرب ہی کا ایک قافلہ مصر لے گیا تھا۔

وَبَشَّرْنٰهُ بِاِسْحٰقَ نَبِيًّا مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ ۝ کامل الاعتقاد ہیں اور ہم نے ابراہیمؑ کو اسحٰقؑ کی بشارت دی جو صالح نبیوں میں سے ہے۔

(سورہ والصّٰفّٰت۔ ۳۷۔ ع۔ ۳)

ان آیات سے وجہ استدلال (۱) یہ ہے۔ کہ ان میں دو فرزندوں کی بشارتوں کا دو دفعہ ذکر کیا گیا ہے۔ اوّل ایک بردبار لڑکے کی بشارت کا ذکر فرمایا اور اسی ذکر کے ساتھ قربانی کا تمام واقعہ بیان کر دیا۔ اُس کے ختم ہو جانے کے بعد پھر اسحٰقؑ کی بشارت کا ذکر فرمایا۔ اب اگر غلام حلیم وہی اسحٰقؑ ہیں۔ تو بَشَّرْنٰہُ بِاِسْحٰق فرمانا اس سارے قصہ کے بعد کسی طرح بھی صحیح نہیں رہ سکتا۔ اس کی تائید سورہ حجر اور سورہ ذاریات کے آیات سے بھی ہوتی ہے۔ جن میں حضرت اسحٰقؑ کی بشارت کی خبر ہے۔ اور اُن میں حضرت اسحٰقؑ کی صفت بغلام علیم فرمائی گئی ہے۔ گویا اسمٰعیلؑ غلام حلیم تھے۔ اور اسحٰقؑ غلام علیم تھے اس استدلال کے خاتمہ سے پہلے یہ بھی کہہ دینا ضروری ہے کہ کتاب پیدائش میں جہاں قربانی فرزند کا حکم ہے۔ وہاں یہ بھی ہے کہ اپنے اکلوتے بیٹے کو قربان کر۔ یہ امر توراۃ سے بھی ثابت ہے۔ کہ حضرت اسحٰقؑ کی پیدائش حضرت اسمٰعیلؑ سے ۱۳ سال بعد ہوئی تھی۔ اس لئے یہ ظاہر ہے۔ کہ حضرت اسحٰقؑ کو اکلوتا نہیں کہہ سکتے۔ جب ان سے بڑا بھائی موجود تھا۔ قرآن مجید میں واقعہ قربانی کے بعد الفاظ (وَبَشَّرْنٰہُ بِاِسْحٰقَ) وارد ہوئے ہیں اور ان سے مستنبط ہوتا ہے کہ یہ واقعۂ قربانی قبل از ولادت حضرت اسحٰقؑ وقوع میں آچکا تھا۔ چونکہ اس وقت اسمٰعیلؑ ہی۔ واحد پسر اپنے باپ کے تھے۔ اس لئے اکلوتے کی صفت اُن ہی پر صادق آتی ہے۔

دوسری وجہ استدلال یہ ہے۔ کہ والصافات کی آیات بالا نے ایک اندرونی شہادت کو بھی پیش کیا ہے۔ یعنی قربانی عظیم کو پچھلی نسلوں میں ہمیشہ کے لئے جاری رکھا

انکے اقوال نقل کئے ہیں اور با ایں ہمہ ایسے علماء کی ذات پر کسی نے بھی کسی فرومایہ لفظ کا استعمال نہیں کیا۔

بات یہ ہے کہ جمہور مسلمانوں کے نزدیک یہی امر زیادہ صحیح اور زیادہ قوی ہے کہ ذبیح اللہ حضرت اسمٰعیلؑ تھے۔ سب سے بڑی اور سب سے زیادہ سچی شہادت قرآن مجید کی ہے :-

وَقَالَ اِنِّیْ ذَاهِبٌ اِلٰی رَبِّیْ سَیَهْدِیْنِ رَبِّ هَبْ لِیْ مِنَ الصّٰلِحِیْنَ فَبَشَّرْنٰهُ بِغُلٰمٍ حَلِیْمٍ ۝ فَلَمَّا بَلَغَ مَعَهُ السَّعْیَ قَالَ یٰبُنَیَّ اِنِّیْ اَرٰی فِی الْمَنَامِ اَنِّیْ اَذْبَحُكَ فَانْظُرْ مَاذَا تَرٰی قَالَ یٰاَبَتِ افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ سَتَجِدُنِیْ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ مِنَ الصّٰبِرِیْنَ فَلَمَّآ اَسْلَمَا وَتَلَّهٗ لِلْجَبِیْنِ ۝ وَنَادَیْنٰهُ اَنْ یّٰاِبْرٰهِیْمُ قَدْ صَدَّقْتَ الرُّءْیَا اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِی الْمُحْسِنِیْنَ ۝ اِنَّ هٰذَا لَهُوَ الْبَلٰٓؤُا الْمُبِیْنُ ۝ وَفَدَیْنٰهُ بِذِبْحٍ عَظِیْمٍ ۝ وَتَرَكْنَا عَلَیْهِ فِی الْاٰخِرِیْنَ ۝ سَلٰمٌ عَلٰٓی اِبْرٰهِیْمَ كَذٰلِكَ نَجْزِی الْمُحْسِنِیْنَ ۝ اِنَّهٗ مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِیْنَ ۝

ابراہیمؑ نے کہا میں اپنے خدا کی طرف جاتا ہوں وہی میری رہنمائی کریگا اے خدا مجھے نیک بیٹا عطا کر تب ہم نے اُسے ایک بُردبار لڑکے کی بشارت دی پھر ایسا ہُوا کہ ابراہیم اس لڑکے کو لیکر مقام سعی پر پہنچا اور اُسے سنایا کہ بیٹا! میں نے خواب دیکھا کہ میں تجھے ذبح کر رہا ہوں تو غور کر تیری اس میں کیا رائے ہے بیٹا بولا اے باپ کر گذر جو تجھے حکم ملا ہے۔ انشاء اللہ تو مجھے صابر پائیگا جب دونوں نے حکم کے سامنے گردن جھکالی اور بیٹے کو پیشانی پر گرایا۔ تو ہم نے کہہ دیا کہ اے ابراہیم تو نے اپنا خواب پورا کر دیا۔ ہم اس طرح احسانات والوں کو بدلہ دیا کرتے ہیں۔ بیشک یہ ایک کھلا کھلا امتحان تھا۔ پھر ہم نے بڑی قربانی کو اس کا فدیہ بنایا۔ اور اس قربانی کو پچھلی نسلوں میں باقی رکھا۔ ابراہیمؑ پر سلام ہم احسانات والوں کو اسی طرح بدلہ دیا کرتے ہیں۔ ابراہیمؑ ہمارے اُن بندوں میں سے ہے جو

جانا ہی فدیۂ ذبیح بنایا گیا تھا۔ اب بنو اسمٰعیلؑ کی قوموں کے حالات اور بنو اسحٰق کی قوموں کے حالات دنیا کے سامنے موجود ہیں۔ ہر ایک شخص دیکھ سکتا ہے کہ کس قوم میں ذبیح کی یادگار پانچہزار سال سے زائد عرصہ سے لگاتار چلی آتی ہے اور کس قوم میں اس یادگار کا کوئی نام و نشان بھی کبھی نہیں پایا گیا ہے۔ ہم اس کے ثبوت میں توراۃ ہی کا ایک مقام پیش کرتے ہیں۔ یسعیاہ نبی کی کتاب میں ہے ؛

۶۔ اونٹنیاں کثرت سے تجھے آکے چھپا لیں گی مدیان اور عیفا کے اونٹ۔ وہ سب جو سبا کے ہیں آئیں گے۔ وہ سونا اور لوبان لائیں گے۔ اور خداوند کی بشارت سنائیں گے۔

۷۔ قیدار کی ساری بھیڑیں تیرے پاس جمع ہوں گی۔ نبیت کے مینڈھے تیری خدمت میں حاضر ہوں گے۔ وہ میری منظوری کے واسطے میرے مذبح پر چڑھائے جائیں گے اور میں اپنے شوکت کے گھر کو بزرگی دوں گا۔ ۶۰ باب ۶۔ ۷ درس ؛

مدیان اور عیفا اور سبا بنو قطورہ ہیں۔ یعنی اسمٰعیل علیہ السلام کے برادرزادے جو یمن میں آباد ہوئے (یہ بنو اسرائیل نہیں ہیں) قیدار اور نبیت خاص اسمٰعیلؑ کے فرزند ہیں۔ ان سب قوموں کا ایک مذبح پر قربانیاں لانا۔ اُس مذبح کو خدا کا اپنے کلام میں اپنا مذبح کہنا اور اس جگہ ایک شوکت کے گھر کا جو لفظ بیت الحرام کا ترجمہ ہے۔ موجود ہونا۔ ایک روشن دلیل اس امر کی ہے کہ یہ قربانی کا مقام خاص مکّہ میں تھا۔ جو اسمٰعیل علیہ السلام کی جائے سکونت ہے اور جس کے گرداگرد اُن کی اولاد نبیت اور قیدار کی نسلیں آباد ہوتی ہیں۔ اس روشن دلیل کا انکار بدیہیات کا انکار ہے ؛

حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کو اللہ تعالےٰ نے عرب۔ حجاز و یمن و حضرموت کے لئے نبی مبعوث فرمایا تھا۔ اور ان کا وجود باجود مختلف قوموں اور ملکوں کے اتحاد کا ذریعہ

تھا۔ ذرا غور کرو۔ وہ ابراہیمؑ علیہ السلام کے پہلوٹے فرزند ہیں۔ جو عراق میں پیدا ہوئے اور شام میں سکونت فرمائی۔ وہ سیدہ ہاجرہ کے اکلوتے پسر ہیں۔ جو مصر میں پیدا ہوئیں اور شوہر کے ساتھ سالہا سال تک فلسطین اور شام میں رہ کر عرب میں آباد ہوئیں۔ وہ بنو جرہم کے داماد ہیں۔ جو عرب کا حکمران قبیلہ تھا۔ اسمٰعیل علیہ السلام کا مسکن ایسی جگہ ہے۔ جس کے ایک طرف مصر ہے۔ جہاں اُنکی ننھیال ہے۔ ایک طرف عراق ہے۔ جہاں اُنکی ددھیال ہے۔ ایک طرف شام ہے جہاں اُنکا بھائی اسحٰقؑ رونق افروز ہے۔ ایک طرف اُن کے یمن ہے جہاں اُن کے بھائی ابنائے قطورہ پھیلے ہوئے ہیں۔ عیسو بن اسحٰق اُن کا داماد ہے جو اٹلی کے کنارے تک اپنی کثیر نسل کے ساتھ قابض ہے۔ اب یہ بھی غور کرو۔ کہ اسمٰعیل علیہ السلام کی مادری زبان قبطی ہے اور پدری زبان عبرانی ہے۔ اُن کے سسرال خالص عربی زبان کے مالک ہیں۔ انہی سے حضرت اسمٰعیلؑ نے عربی میں کمال پیدا کر لیا تھا[1]۔

ان سب ملکوں میں اِن سب زبانوں کے اندر تبلیغ دین اور اشاعت توحید کے جو مواقع قدرت ربانیہ نے اُنکو عطا کئے تھے۔ یہ بتا رہے ہیں۔ کہ یہی وہ بزرگ ہیں جن کا نام بردار فرزند کل عالم کی ہدایت کے لئے چُنا جائے اور خدا کے کلام اور پھر انسان کی زبان سے اس کا لقب رحمۃً للعالمین مُسلّم ہو۔

اللّٰھمّ صلّ علیٰ محمّد وعلیٰ اٰلِ محمّد کما صلّیت علیٰ ابراھیم وعلیٰ اٰلِ ابراھیم انّک حمیدٌ مجیدٌ۔ اللّٰھمّ بارِک علیٰ محمّد وعلیٰ اٰلِ محمّد کما بارکت علیٰ ابراھیم وعلیٰ اٰل ابراھیم انّک حمیدٌ مجیدٌ۔

اہل کتاب عموماً حضرت اسمٰعیلؑ کو صرف جسمانی بیٹا حضرت ابراہیمؑ کا تسلیم کرتے ہیں۔ اور اُنکے روحانی مدارج سے انکار ہے۔

---

[1] بخاری میں ہے تعلّم العربیۃ منھم کتاب الانبیاء۔

میں سمجھتا ہوں کہ توراۃ پر غور نہ کرنے سے یا توراۃ کا فیصلہ نہ ماننے سے وہ اس حد تک پہنچ گئے ہیں۔

اب ہم اہل کتاب اور اہل ایمان کی واقفیت کے لئے توراۃ سے اقتباس کرتے ہیں جس سے معلوم ہو سکے گا کہ اسمٰعیل علیہ السلام ہر ایک اس فضیلت کے مالک ہیں جو اسحٰق علیہ السلام میں پائی جاتی ہے۔

| | | | |
|---|---|---|---|
| (الف) خدا نے درد و غم کو سنا | ہاجرہ کے ... ... | ۱۱-۱۶ | کتاب پیدائش |
| | سارہ کے ... ... | ۱۴-۱۸ | ” |
| (ب) خدا نے نام رکھا | ہاجرہ کے فرزند اسمٰعیل کا | ۱۱-۱۶ | ” |
| | سارہ کے فرزند اسحق کا | ۱۹-۱۷ | ” |
| (ج) خدا نے برکت دی | ہاجرہ کے فرزند اسمٰعیل کو | ۲۰-۱۷ | ” |
| | سارہ کے فرزند اسحٰق کو | ۱۹ ۱۷ | ” |
| (د) خدا ساتھ تھا | اسمٰعیلؑ کے ... ... | ۲۰-۲۱ | ” |
| | اسحٰقؑ کے ... ... | ۲۴-۲۶ | ” |
| (ہ) قوموں اور بادشاہوں کا باپ ہوگا | اسمٰعیلؑ ... ... | ۱۶-۲۵ | ” |
| | اسحٰقؑ ... ... | ۶-۱۷ | ” |

## (وَکَفٰی بِمَا شَھِدَ کِتَابُ اللہِ التَّوْرٰیۃ)

توراۃ اور حدیث میں ہے۔ کہ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام تیر انداز تھے۔ بخاری کی حدیث میں ہے کہ حضرت ابراہیمؑ بیت اللہ بنانے کے ارادہ سے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کے پاس مکہ میں پہنچے تو وہ اس وقت تیر کی نبل یعنی لوہے کی ٹکھیا بنا رہے تھے۔ جس سے ظاہر ہے کہ حضرت اسمٰعیلؑ صنعت حدادی کے بھی ماہر تھے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اُن کی بہو زوجہ اسمٰعیلؑ نے بتایا تھا۔ طَعَامُنَا اللَّحْمُ وَشَرَابُنَا الْمَآءُ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اسمٰعیلؑ نے اپنی تمام زیست کو صرف گوشت اور پانی پر پورا کر دیا تھا۔

قرآن مجید پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی

اس طرح فرمائی گئی ہے:-

| | |
|---|---|
| وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ اِسْمٰعِيْلَ اِنَّهٗ كَانَ صَادِقَ الْوَعْدِ وَكَانَ رَسُوْلًا نَّبِيًّا وَكَانَ يَاْمُرُ اَهْلَهٗ بِالصَّلٰوةِ وَالزَّكٰوةِ وَكَانَ عِنْدَ رَبِّهٖ مَرْضِيًّا (سورہ مریم - ع ۴) | ذکر کر کتاب میں اسمٰعیل کا وہ وعدہ کا سچا تھا اور رسول و نبی تھا۔ وہ اپنے لوگوں کو نماز اور زکوٰۃ (صدقہ یا پاکیزگی) کا حکم دیا کرتا تھا۔ اور وہ اپنے رب کا پسندیدہ تھا۔ |

آیت بالا میں اسمٰعیل کو وعدہ کا سچا بتلایا گیا ہے۔ ہم کو دوسری آیت سے اُس وعدہ کا پتہ لگتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-

| | |
|---|---|
| وَعَهِدْنَآ اِلٰٓى اِبْرٰهٖمَ وَاِسْمٰعِيْلَ اَنْ طَهِّرَا بَيْتِيَ لِلطَّآئِفِيْنَ وَالْعٰكِفِيْنَ وَالرُّكَّعِ السُّجُوْدِ (سورہ بقرہ - ع ۱۵) | ہم نے ابراہیم و اسمٰعیل سے عہد کر لیا تھا کہ میرے گھر کو طواف کرنے والوں اعتکاف کرنے والوں رکوع و سجود کرنے والوں کے لئے پاک کرو۔ |

پس دونوں آیتوں سے یہ حاصل ہو گیا۔ کہ اللہ تعالیٰ نے جو عہد اسمٰعیل سے لیا تھا اُسے اُنہوں نے پورا کیا اور عبادت الٰہی کرنے والوں کو اعتقادِ صحیح اعمال صالح ارکان محکم شرع روشن اور ہدیٰ واضح کی تعلیم فرمائی اور امثال و تفہیم و تبلیغ کے ایسے ایسے نمونے قائم کئے اور باقی چھوڑے جو اُنہی کی شان عالیہ کے شایاں تھے۔

توراۃ کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ گو حضرت اسحٰق کی سکونت شام میں تھی اور حضرت اسمٰعیلؑ کی سکونت عرب میں تھی تاہم دونوں بھائی اکثر ایک ہی جگہ رہکر شریک رنج و راحت یک دیگر رہا کرتے تھے۔ چنانچہ ابراہیم علیہ السلام کا جب انتقال ہوا تو اُن کو اِن ہی دونوں بھائیوں نے دفن کیا تھا[۱]۔

---

[۱] پیدائش ۲۵-۹۔

حضرت اسمٰعیل و حضرت اسحٰق علیہما السلام کی اولاد کے اندر ایک اور عجیب مماثلت پائی جاتی ہے۔ یعنی حضرت اسمٰعیلؑ کے فرزند دوم قیدار کی نسل میں نور نبوت کا ظہور ہوا۔ جیسا کہ حضرت اسحٰقؑ کے بھی فرزند دوم یعقوبؑ کی نسل میں یہ سلسلہ پایا گیا حضرت اسمٰعیلؑ کے فرزند اوّل نبیت اور حضرت اسحٰقؑ کے فرزند اوّل عیسو اس شرف سے معرا رہے۔

توراۃ میں ہے۔ کہ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام نے ۱۳۷ سال کی عمر پائی اور تاریخ مکہ میں ہے کہ حضرت اسمٰعیلؑ اپنی والدہ کے پہلو میں مطاف کعبہ کے اندر مدفون ہوئے اللّٰہُ اَکبَر۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا رَبَّنَآ اِنِّیۡۤ اَسۡکَنۡتُ مِنۡ ذُرِّیَّتِیۡ بِوَادٍ غَیۡرِ ذِیۡ زَرۡعٍ عِنۡدَ بَیۡتِکَ الۡمُحَرَّمِ (اے خدا میں نے اپنے کنبہ کو تیرے عزت والے گھر کے پاس بسایا ہے) کی تاثیر کہاں تک پہنچی ہے کہ مر کر بھی ان نفوس قدسیہ نے جوار بیت رب العالمین یعنی ہمسایگی خانہ خدا کو ترک نہیں کیا۔

توراۃ سے ثابت ہے کہ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کے ۱۲ بارہ فرزند ہوئے۔ جن کے نام یہ ہیں ۱۔ نبیت۔ ۲ قیدار۔ ۳ ادبئیل۔ ۴ مبسام۔ ۵ سمعا۔ ۶ دومہ۔ ۷ مشا۔ ۸ حدر۔ ۹ تیمہ۔ ۱۰ اطور۔ ۱۱ نفیس۔ ۱۲ قدمہ [۳]

توراۃ میں ہے۔ کہ وے اپنی اپنی اُمتوں کے ۱۲ بارہ رئیس تھے یہ بھی ہے کہ اُنکی بستیوں اور قلعوں کے نام بھی اُن ہی کے نام پر ہیں [۴]۔ ہم یقین کرتے ہیں۔ کہ جب توراۃ میں یہ الفاظ لکھے گئے تھے اُس وقت ابنائے اسمٰعیلؑ کی بستیاں اور قلعے اُن ہی کے نام سے بہت زیادہ مشہور اور زبان زد تھے۔ مگر آج اُن سب کا نشان صحیح طور پر نہیں ملتا البتہ جن جن کا نشان ملتا ہے۔ وہ سب عرب ہی کے اندر واقع ہیں۔ اور اس طرح

[۱] پیدائش ۲۵-۱۷ [۲] پیدائش ۲۵-۱۳ [۳] پیدائش ۲۵ ۱۵ [۴] پیدائش ۲۵-۱۶

توراۃ کے اس فقرہ سے کہ اسمٰعیلؑ فاراؔن کے بیابان میں رہا[1]۔ اُن کے مقامات کی بھی صحت ہو جاتی ہے اور یہ بھی ثابت ہو جاتا ہے کہ یہ فاراؔن عرب میں واقع ہے اور مکہ ہی کا نام فاراؔن ہے ؕ

ینبوع کے متّصل ایک آبادی ملتی ہے۔ جس کا نام نبیتؔ ہے یقین ہے کہ یہ نبیتؔ[1] ہی کی آبادی ہے اس آبادی سے تھوڑے ہی فاصلہ پر شہر الحضیر ہے جس کا تلفظ دال کے مشابہ ہے اس لئے باور کیا جا سکتا ہے کہ اس کا ابتدائی نام القید[2] رتھا ؕ

مبسام[4] کے نشانات نجد میں ملتے ہیں ؕ

دومہ[5] شام اور مدینہ کے درمیان موجود ہے اور عرب کے اندر واقع ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے عہد میں یہاں عیسائیوں کی ریاست تھی اور دومۃؔ الجندل کے نام سے یہ شہر مشہور تھا ؕ

مسا[6]۔ غالباً یمن میں گیا۔ وہاں موسے نام کی بستیاں موجود ہیں ؕ

حدؔو[8]۔ کے نام پر شہر حدیدہ جنوبی عرب میں موجود ہے۔ اور بنو حدؔ دبڑا قبیلہ ہے ؕ

تیما[9]۔ اِس نام کی بستی اب تک موجود ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے عہد میں انہوں نے اہل فدکؔ کے ساتھ اطاعت اسلام قبول کی تھی۔ یہ مقام فدکؔ کے متّصل ہے اور براہ خیبر کے قریب واقع ہے ؕ

قیدماہ[12]۔ غالباً یمن میں تھا مسعودی نے قوم قدمان کا ذکر کر کے انکو بنی اسمٰعیلؑ بتایا ہے ؕ

باقی بستیوں کا صحیح پتہ معلوم نہیں ہُوا[2]۔ لیکن اس مضمون پر بحث کرنا ہمارے موضوع سے

---

[1] پیدائش ۲۱-۲۱ ؕ [2] ملخصاً از خطبات احمدیہ ؕ

محض بعیدی تعلق رکھتا ہے اور جہاں تک اسمٰعیل ؑ کی زندگی پاک کے مختصر حالات اندراج کے لئے ضروری تھے وہ درج ہو چکے ہیں۔ والحمد للہ ؏

# عدنان

یہ نبی صلعم کے اجداد میں اکیسویں پشت میں ہیں۔ انکا منجانب اللہ محترم ہونا اس طرح ثابت ہے کہ بخت نصر نے جب عربؔ پہلا حملہ کیا تب آرمیا و برخیا علیہما السلام نے بخت نصر کو بتا دیا تھا کہ وہ عدنان پر حملہ نہ کرے دیگر قبائل پر حملہ کرنے کی اُسے منجانب اللہ اجازت ہے بخت نصر نے عدنان کو چھوڑ کر دیگر قبائل پر حملہ کیا نیز انکو اسیر کر کے لے گیا۔ اور وادی فرات میں لیجا کر آباد کیا۔ انہیں لوگوں نے عرب کی سلطنت قدیم ابنار کی بنیاد قائم کی تھی[1]

عدنان کے دو بیٹے تھے:۔

(۱) معد۔ جن کا نام عمود نسب نبوی میں آتا ہے۔

(۲) عک۔ انہوں نے حجاز سے اٹھ کر یمن میں اپنی سلطنت قائم کر لی تھی ؏

اِس امر کا ثبوت ان کتبات سے ملا ہے جو ایسٹ انڈیا کمپنی کو ۱۸۳۴ء میں حصن الغراب سے ملے تھے[2]

# مُعد

بخت نصر نے جب عرب پر حملہ دوم کیا تو بنو عدنان یمن چلے گئے تھے۔ مگر حضرت معد کو حضرت یرمیاہ اپنے ساتھ شام کو لے گئے تھے جب عرب سے بخت نصر کا دباؤ اٹھ گیا تب معد بھی عرب میں واپس آگئے۔ انہوں نے بنو جرہم کے خاندان کی تلاش کی تو معلوم ہوا کہ صرف جرہم بن جلہمہ باقی ہے تب انہوں نے اسکی دختر سے شادی کر لی جس سے نزار پیدا ہوا ؏

---

[1] تاریخ العرب پروفیسر سیڈیو ص ۲۳ ؏ [2] خطبات احمدیہ ؏

فاضل عیسائیوں کی تحقیقات میں حضرت یرمیاہ (ارمیا) علیہ السلام کا زمانہ ۵۸۸ سال قبل مسیح ہے۔ چونکہ معد بن عدنان حضرت یرمیاہ کے معاصر دوست ہیں اس لئے ثابت ہوتا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور عدنان کے درمیان (۱۱۵۸) سال کا زمانہ ہے۔

نبی صلعم سے عدنان تک ۲۱ پشتیں ہیں۔ پس ہر ایک پشت کا اوسط ۵۵ سال نکلا۔ چونکہ یہ شجرہ نہایت صحیح ہے اور حضرت ارمیا کے زمانہ کا تعین بھی صحیح ہے اس لئے اس اوسط کی صحت میں شک نہیں۔

سر سید نے خطبات احمدیہ میں ہر جگہ ہر پشت کے لئے ۳۳ سال کا اوسط لیا ہے اور اسی لئے وہ شجرہ کے حصہ دوم میں چند اسماء کے مکرر تسلیم کرنے پر مجبور ہوئے ہیں۔ لیکن جو اوسط اس حصہ اول میں نکلتا ہے۔ وہ اس شک کو مٹا دیتا ہے۔

## معد کی اولاد کا شجرہ یہ ہے[1]

معد

نزار[2]　　　　قنص
　　　　　　اولاد قنصی کہلائی

## نزار

انکی کنیت ابو ایاد ہے۔ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کا سلسلہ نسب ان سے ملتا ہے

اولاد کا شجرہ یہ ہے

نزار

مُضَر　　ایاد　　ربیعہ　　انمار

نزار نے اپنی وفات سے پیشتر مُضَر کو اونٹ اور سُرخ خیمہ۔ اور ربیعہ کو اسپ و

---

[1] ابن سعد نے معد کے فرزند یہ بھی بتائے ہیں۔ قناصہ۔ سنام۔ عرف۔ عوف۔ شک۔ حیدان۔ حیدہ۔ عبید الرماح۔ جنید۔ جنادہ۔ قحم۔

[2] عمود نسب نبوی میں جو نام آتا ہے۔ اسے سب سے پہلے لکھا گیا ہے اور ہلالی شکل بنا دی گئی ہے۔ اس سلسلہ میں یہی طریق سردار عبد اللہ تک ملے گا۔

سلاح- اور ایاد کو بھیڑ بکری اور انمار کو حمار تقسیم کر دئے تھے۔

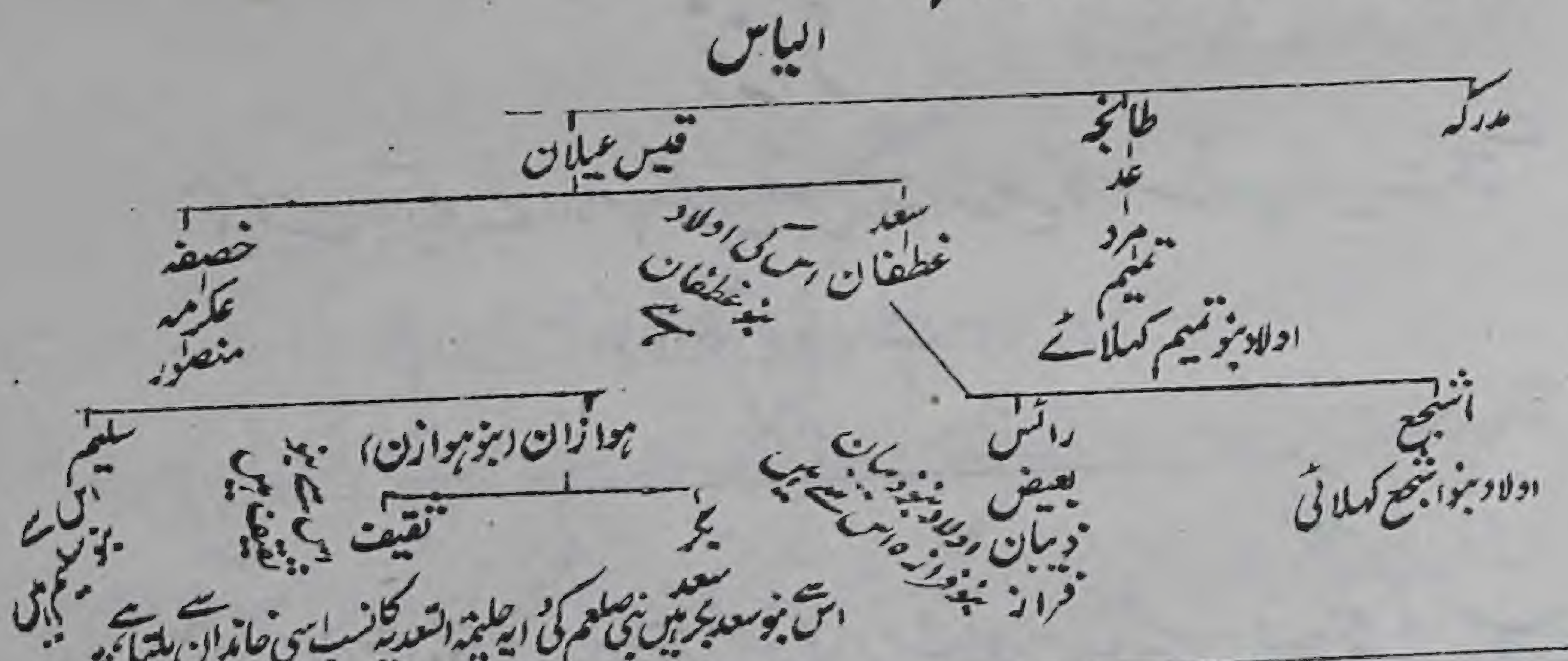
مُضر و ربیعہ کی نسل وسط عرب میں- انمار کی اولاد نجد اور اطراف حجاز میں- اور ایاد کی اولاد ثغور و اطراف میں پائی جاتی ہے[1]۔

## مُضَر

اونٹوں کے لئے حدیٰ انہی کی ایجاد ہے- بنو عدنان میں سے حجاز میں یہی سب سے بڑھکر صاحب دولت و ثروت تھے چونکہ باپ نے تقسیم میں تمام سرخ رنگ کی چیزیں (سُرخ اونٹ سرخ خیمہ دینار وغیرہ) انکی تقسیم میں دی تھیں- اس لئے تاریخ میں ان کا نام مضر الحمرا مشہور ہے- مضر دین حنیف پر تھا۔

## الیاس

ان کی کنیت ابو عمرو تھی جب یہ مر گئے تو ان کی بیوی نے اتنا غم کیا کہ پھر مدت العمر سائے میں نہ بیٹھی- الیاس کو بہ کسر اوّل بھی پڑھا گیا ہے اور بفتح اوّل بھی- ان کا لقب کبیر قوم تھا- انکی اولاد کا شجرہ یہ ہے۔




[1] مضر اور ایاد کی والدہ سودہ بنت عک ہے اور ربیعہ و انمار کی والدہ خدالہ بنت وعلان جرہمی ہے کتاب بکر و تغلب محمد بن اسحٰق مطبوعہ نخبۃ الاخبار مصر ۱۳۰۵ھ

# مُدرکہ

مُدرکہ کا نام عمرو تھا۔ اور کنیت ابوہذیل۔ یہ اور ان کے بھائی جنگل میں اونٹوں کی حفاظت پر تھے۔ اونٹ بھاگ گئے عمرو تعاقب میں دور تک گئے اور اونٹوں کو جا لیا۔ چھوٹے بھائی نے اس کی واپسی تک کھانا تیار کر رکھا۔ باپ نے ان کو مدرکہ اور چھوٹے کو طانجہ کا خطاب دیا۔ خطاب اصل نام پر غالب آگیا۔

اولاد کا شجرہ یہ ہے

مدرکہ
- خزیمہ
- ہذیل (اولاد ہذلی کہلائی)
  عبداللہ بن مسعود (صاحب النعلین والوسادہ) رضی اللہ عنہ ہذلی ہیں۔ ان کا نسب گیارہ واسطے سے ہذیل تک پہنچ جاتا ہے

# خُزَیمہ

ان کی کنیت ابوالاسد تھی۔ اولاد کا شجرہ یہ ہے

خزیمہ
- کنانہ
- ہون (اولاد بنو ہون کہلائی)
  - قارہ
    - دیش
    - عضل
    (اولاد دیشی اور عضلی کہلائی)
- اسد (اولاد بنو اسد کہلائی)
  - حلمہ (انکی اولاد حلمی)
  - کاہل (کاہلی)
  - عمرو (عمروی)
  - دودان (دودانی کہلائی)
    ام المومنین زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا دودانی تھیں

# کنانہ

ان کی کنیت ابوالنضر تھی

صحیح مسلم کی روایت واثلہ بن الاسقع میں ہے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا

ان اللہ اصطفیٰ من ولد ابراھیم اسمٰعیل واصطفیٰ من ولد اسمٰعیل بنی کنانۃ واصطفیٰ من بنی کنانۃ قریشا واصطفیٰ من قریش بنی ھاشم واصطفانی من بنی ھاشم۔

اللہ تعالےٰ نے ابراہیم علیہ السلام کی اولاد میں سے اسمٰعیل علیہ السلام کو برگزیدہ کیا اسمٰعیل کی اولاد میں سے بنو کنانہ کو برگزیدہ کیا بنو کنانہ میں سے قریش کو برگزیدہ کیا قریش میں سے بنو ہاشم کو برگزیدہ کیا بنو ہاشم سے مجھے ممتاز فرمایا۔

شجرہ اولاد یہ ہے

کنانہ

- نضر (اولاد بنو نضر کہلاتی)
- مالک (اولاد بنو کنانہ کہلاتی)
- عبد مناۃ
  - جزیمہ یا مصطلق (بنو مصطلق اس کی اولاد ہے)
- عمر (اولاد عمریون کہلاتی)
- احابش
  - (الاحابیش انکی اولاد ہے)
- عامر (اولاد عامریون کہلاتی)

## نضر

نضر کا نام تو قیس تھا مگر خوبی حسن و جمال کی وجہ سے عرب ان کو نضر کہتے تھے ان کی کنیت ابو یخلد تھی۔

نضر

مالک بنو مالک کہلائے

## مالک بن نضر

ان کی کنیت ابو الحارث تھی۔ مالک کا سلسلہ نسل یہ ہے۔

مالک

- فہر یا قریش
- حرث (اولاد طیبین کہلائی)

# فہر

اِن کے وقت میں حسّان حاکم یمن ایک فوج لے کر مکۂ معظمہ پر حملہ آور ہوا تھا اس کا مقصد یہ تھا کہ خانہ کعبہ کو گرا کر اس کا ملبہ یمن لے جائے اور وہاں کعبہ تعمیر کرے فہر نے مع برادران خود اِس فوج سے مقابلہ کیا حسّان کو شکست ہوئی اور گرفتار کیا گیا۔ تین سال تک قید رہا۔ پھر فہر نے آزاد کر دیا۔ وہ یمن کو واپس جا رہا تھا۔ کہ راستہ ہی میں مر گیا[۱]

اِس فتح سے فہر کی عظمت و شوکت کا سکّہ عرب میں قائم ہو گیا تھا

فہر ہی کا لقب قریش ہے قریش لغت حجاز میں وہیل مچھلی کو کہتے ہیں جو سمندر میں سب سے بڑا جانور ہے۔ فہر اور اولاد فہر کو اس لئے قریش کہنے لگے۔ کہ وہ بھی عرب بھر میں جملہ قبائل سے طاقتور اور عظیم الشان تھے۔ اشعار ذیل ملاحظہ ہوں:۔

| | |
|---|---|
| وقریش التی یسکن البحر | بھا سمیت قریش قریشا |
| سلطت بالعلو فی لجتہ البحر | علیٰ ساکنی البحور جیوشا |
| یاکل الغث والسمین لایترک | فیھا لذی الجناحین ریشا |
| ھکذا فی الانام حی قریش | یاکلون الانام کشیشا[۲] |

سلسلہ اولاد یہ ہے

فہر

| غالب | محارب |
|---|---|
| | اسکی اولاد بنو محارب کہلائی |

[۱] تاریخ کامل ابن اثیر [۲] تاریخ الانساب

# غالب

ان کی کنیت ابوتیم تھی۔ ان کا سلسلہ نسل یہ ہے

غالب

- لُوی
- تیم — انکی اولاد بنوتیم یا بنوالادرم کہلائی

# لُوی

ان کی کنیت ابوکعب تھی۔ ان کی اولاد کا شجرہ یہ ہے

لُوی

- کعب
- عوف (انکی اولاد بنوعوف کہلائی)
- عامر (بنوعامر)
- حرث (اولاد بنوحرث کہلائی)

# کعب

کعب اپنے اسم کے موافق علوشان اور بلندی جاہ میں مسلّم تھا۔ عرب میں ان کا سنہ پیدائش جاری ہوگیا تھا۔ یہ سنہ واقعہ فیل تک (تقریباً چار صدیوں تک) جاری رہا۔ ان کی کنیت ابوہصیص تھی۔ اولاد کا شجرہ یہ ہے۔

کعب

- مرّہ
- ہصیص (اولاد بنوہصیص کہلائی)
- سہم (اولاد بنوسہم کہلائی)
- جمح (اولاد بنوجمح کہلائی)
- عدی (اولاد بنوعدی کہلائی)
  - جراح — امین الامّۃ ابوعبیدہ رضؓ کا سلسلہ نسب انسے ملتاہے
  - رزاح — عمر فاروق رضؓ کا نسب ان سے ملتا ہے

# مُرّہ

اِن کی کنیت ابو یقظہ ہے۔ یہ ابو بکرؓ صدیق کے چھٹی پشت میں دادا لگتے ہیں۔

اولاد کا شجرہ یہ ہے:۔

مُرّہ

- کلاب — اولاد بنو کلاب کہلائی
- تیم — اولاد بنو تیم کہلائی
- مخزوم — اولاد بنو مخزوم کہلائی خالد بن ولید سیف اللہ رضی اللہ عنہ اسی شاخ سے ملتے ہیں

# کلاب

ان کا نام حکیم تھا۔ اور کنیت ابو زہرہ۔ شکاری کتے بہت پال رکھے تھے۔ اس لئے کلاب لقب ہوگیا تھا۔ ایک شاعر انکی مدح میں کہتا ہے:۔

حکیم بن مرہ ساد الوری ببذل النوال وکف الاذی

اباح العشیرہ افضالہ وجنبھا طارقات الردی

اولاد کا شجرہ یہ ہے

کلاب

- قصی — اولاد بنو قصی کہلائی
- زہرہ / اولاد بنو زہرہ و زہری کہلائی
  - عبد مناف
    - اہیب
      - ابو وقاص مالکؓ
        - سعدؓ از عشرہ مبشرہ
    - وہب
      - سیدہ آمنہؓ مادر رسول اللہ صلعم
  - حارث
    - عبد
      - عوف
        - عبد الرحمٰنؓ از عشرہ مبشرہ

# قُصَیؒ

ان کا اصلی نام زید ہے۔ یہ ابھی ماں کی گود میں تھے کہ والد کا انتقال ہو گیا اور ماں نے دوسرا نکاح ربیعہ بن حرام العذری سے کر لیا۔ اس کا قبیلہ شام کی سرحد پر سکونت پذیر تھا۔ قصی نے ماں کے پاس وہیں پرورش پائی جب جوان ہوئے تو مکہ میں واپس آ گئے۔

زہرہ ان کے بڑے بھائی تھے۔ اُن کی آنکھیں جاتی رہی تھیں۔ قُصی کی آواز کو باپ کی آواز سے مشابہ پا کر اُنہوں نے قُصَیؒ کو اپنا بھائی تسلیم کر لیا۔ اور جائداد تقسیم کر دی۔

ان دنوں مکہ پر بنو خزاعہ کی حکومت تھی۔ حُلیل سردار مکہ نے اپنی بیٹی المسماۃ حُبّی قُصَیؒ سے بیاہ دی اور جہیز میں تولیت بیت اللہ کا حق بیٹی کو عطا کیا۔ اور ابو غبشان کو بیٹی کا وکیل مقرر کر دیا۔ حلیل کے مرجانے کے بعد ابو غبشان نے حق وکالت قُصیؒ کے پاس شراب کے ایک مشکیزے کے بدلے فروخت کر دیا۔ اور اس طرح قُصَیؒ کا قبضہ بیت اللہ پر ہوا۔

بنو خزاعہ نے اس فروخت کو صحیح تسلیم نہ کیا۔ اور قُصَیؒ کے ساتھ جنگ چھڑ گئی۔ دونوں جانب سے لوگ ضائع ہوئے۔ آخر یعمر بن عوف کو فریقین نے اپنا منصف مان لیا۔ یعمر نے فیصلہ کیا۔ کہ (۱) بنو خزاعہ کے جتنے آدمی مارے گئے ہیں۔ قُصیؒ اُن سب کا خون بہا ادا کرے (۲) بنو خزاعہ شہر کی حکومت چھوڑ کر مکہ سے باہر چلے جائیں۔ آئندہ حکومت قُصَیؒ کرے۔ اس فیصلہ پر عمل ہوا[۱]۔ شہر پر حکومت ہو جانے کے بعد قُصَیؒ نے

---

[۱] حضرت اسمٰعیلؑ کے بعد بیت اللہ پر بنو جرہم کا قبضہ ہو گیا تھا۔ بنو جرہم حضرت اسمٰعیلؑ کے سسرال تھے صدیوں تک ان ہی کی حکومت مکہ پر اور قبضہ بیت اللہ پر رہا۔ پھر عمالقہ کا قبضہ ہوا۔ مکرر بنو جرہم نے قبضہ لے لیا۔ جب وہ ظلم کرنے لگے تو عمرو بن لحی خزاعی نے جو بنو جرہم کا ہمشیرہ زاد تھا (باقی صفحہ ۶۳ پر دیکھو)

اولادِ فہر کو جا بجا سے طلب کیا اور مکّہ میں آباد ہونے کی ترغیب دی۔ اُس وقت اولادِ فہر کی ۱۲ شاخیں ہو گئی تھیں قُصیّ کی کوشش سے وہ سب مکّہ میں آبسے اور قریش (اولادِ فہر) کی عزت سارے ملک میں مسلّم ہو گئی۔

قُصیّ کو قُصیّ اس لئے کہتے ہیں۔ کہ وہ طفولیت میں اپنے وطن سے دور جا پڑے تھے۔ اُن کو مُجمع اس لئے کہتے ہیں کہ انھوں نے قبائل قریش کو پھر مکّہ میں جمع اور فراہم کر لیا تھا۔ شاعرِ قدیم حُذافہ بن غانم کا شعر ہے[1]:۔

قُصیٌّ لعمری کان یدعی مجمعًا　　بہ جَمَّعَ اللہُ القبائلَ من فِہرِ

یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ غیر مسلم مورّخ قُصیّ کی کامیابی کو بہت بڑھا چڑھا کر بیان کیا کرتے ہیں اور لکھا کرتے ہیں کہ اسی نے حکومت کو جمہوریّت کے اصول پر قائم کیا تھا۔ ان کا مطلب درپردہ یہ ہوتا ہے کہ نبی صلعم کی تعلیمات کو ان ہی اصول کی شرح ٹھہرائیں۔

لیکن جو شخص غور کریگا کہ قُصیّ نے تقسیم ترکہ کے متعلق اپنی اولاد میں کیسے غیر منصفانہ طریق کو اختیار کیا تھا اور اپنے ایک فرزند عبدالدار کو بڑھاتے ہوئے دوسرے فرزندوں کو اس کی غلامی کے لئے چھوڑ دیا تھا۔ اور اسی وجہ سے اس کی اولاد کے اندر وہ مشہور مخالفتیں ہوئی تھیں جو تاریخ میں مذکور ہیں تو اُسے جلد معلوم ہو جائیگا کہ قُصیّ ہنوز جمہوریّت یا ایثار سے بہت دور تھا۔

(بقیہ صفحہ ۶۲) انکو مکّہ سے نکال دیا۔ جراہمہ کا ظلم تو جاتا رہا۔ مگر ابن لحی نے ۲۰۷ء میں بت پرستی کو رواج کر دیا۔ اس نے مصر و شام میں عمالقہ کو بت پرستی کرتے دیکھا تھا۔ اور سنا تھا۔ کہ ان بتوں کی طفیل سے ان کی مرادیں پوری ہوتی ہیں۔ اس لئے وہاں سے ایک بت بھی اُٹھا لایا تھا۔ اس کا نام ہُبل تھا۔ اس بت کو خانہ کعبہ کے اوپر نصب کر دیا تھا۔ اللہ تعالےٰ نے اولادِ اسمٰعیلؑ پر نظرِ التفات فرمائی۔ تو قُصیّ کے وقت میں خانہ کعبہ کی تولیّت قریباً ۴۴۰ء میں انکو عطا فرمائی اور محمّد رسول اللہ کے مبارک ترین عہد میں بیت اللہ کو قبلہ ہونے کا درجہ ملا۔ اور سب بُت توڑ پھوڑ کر پھینک دئے گئے۔ محمد سلیمان۔

[1] ابن غانم نے یہ قصیدہ عبدالمطلب کی مدح میں لکھا تھا۔ قصیدہ کی ابتدا اس شعر سے ہوتی ہے:۔

بنو شیبۃ الحمد الذی کان وجہہ　　یضیٔ ظلام اللیل کالقمر البدر

قُصَی کی اولاد کا شجرہ حسب ذیل ہے :-

- **قُصَی**
  - عبد مناف
  - عبد الدار — عثمان بن طلحہ کا سلسلہ نسب عبد الدار سے جا ملتا ہے اسی خاندان میں کلید کعبہ چلی آتی ہے عثمان کے فرزند کا نام شیبہ تھا۔ اس لئے یہ لوگ بنو شیبہ کہلاتے ہیں۔
  - عبد العزّےٰ
    - اسد (انکی اولاد اسدی کہلائی)
      - خویلد
        - عوام
          - زبیرؓ — یکی از عشرہ مبشرہ
        - خدیجہ طاہرہؓ — ام المومنین
        - نوفل
          - ورقہ — مومن نبوت محمدیہ

تَخمُر۔ اور بَرّہ قُصَی کی بیٹیاں ہیں۔ یہ سب بہن بھائی ایک ہی والدہ مُسماۃ حُبّیٰ کے بطن سے ہیں۔

# عبد مناف

اِن کا اصلی نام مغیرہ تھا۔ ماں نے پہلے پہل مناۃ بت پر (جسے مناف بھی کہتے تھے) بھیجا تھا۔ اس لئے عرف عام میں عبد مناف مشہور ہو گئے۔ حُسن و جمال میں ایسے فائق تھے۔ کہ ان کا لقب قمر البطحا پڑ گیا تھا۔ اپنی سرداری کے عہد میں قریش کو خدا ترسی و حق شناسی کی نصیحت فرمایا کرتے تھے۔

ایک بار ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نبی صلعم کے حضور میں کسی شاعر کے اشعار ذیل پڑھکر سنائے تھے آنکو سُنکر حضور متبسّم و مسرور ہوئے تھے۔

| | | |
|---|---|---|
| یا ایھا الرّجل المحول رحلہ | اِلّا نزلت بآل عبد مناف | او گٹھڑی اُٹھا کر جانیوالے تو عبد مناف والوں کے ہاں کیوں نہ جا اترا۔ اگر وہاں چلا جاتا تو وہ ناداری و تنگدستی کو دور کر دیتے۔ وہ تو امیر اور غریب سے یکساں سلوک کرتے ہیں اور فقیر کو مستغنی بنا دیتے ہیں۔ |
| ھبلتك امك لو نزلت بر حلھم | منعوك من عدم و من اقراف | |
| الخالطین غنیھم بفقیرھم | حتّیٰ یعود فقیرھم کالکاف | |

# عبد مناف کی اولاد کا شجرہ

| نام اہلیہ | پسران | دختران |
|---|---|---|
| عاتکہ الکبریٰ بنت مرہ بن ہلال | مطّلب۔ ہاشم۔ عبد شمس | تماضر۔ برّہ۔ حنّہ۔ ہالہ۔ قلابہ |
| واقد بنت عامر بن عبد | نوفل۔ ابو عمرو۔ ابو عبیدہ | ۔ |
| ثقفیہ | ۔ | رَیطہ |

مطّلب باپ کے پہلوٹے بیٹے تھے۔ انکی اولاد مطّلبی کہلاتی ہے۔ حارث بن مطّلب کے تین بیٹے صحابی ہیں۔ عبیدہ ابو الحارث جو جنگ بدر میں شہید ہوئے تھے طفیلؓ اور حصینؓ ہر دو کی وفات ۳۲ھ میں ہوئی۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ جو یکے از ائمہ اربعہ ہیں۔ انکا نسب مُطّلبُ سے ملتا ہے۔

ہاشم کا ذکر آگے آئے گا۔

عبد الشمس کا بیٹا امیہ ہے جس کی اولاد بنو امیہ کہلائی حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسی خاندان سے ہیں۔

نوفل۔ انکی اولاد نوفلیون کہلائی۔ حضرت جُبیر بن مطعم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نسب ان سے ملتا ہے۔ نوفل کے قومی احسانات میں سے یہ ہے کہ اُس نے ملک عراق میں کھلی تجارت کا فرمان قیصر ہرقل سے قوم کے لئے حاصل کیا تھا۔

ابو عمرو ابو عبیدہ کے حالات سے تاریخ ساکت ہے۔ حتیٰ کہ اکثر مورخین نے انکا نام بھی بیان نہیں کیا۔ صحیح بخاری کی روایت عن جبیر بن مطعم میں ہے۔ کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے خمس خیبر کی تقسیم فرماتے وقت سہم ذی القربیٰ میں سے بنو ہاشم اور بنو مطّلب ہی کو حصہ دیا تھا۔ امام شافعی کی روایت بھی اسی کے

ہم معنی ہے[1]۔

ابوداؤد و نسائی کی روایت میں ہے کہ بنو نوفل اور بنو امیہ نے بھی اس حصہ میں سے ملنے کی درخواست اس بنیاد پر کی کہ جب بنو مطلب کو شامل کر لیا گیا ہے۔ تو ہم کو بھی (کہ ویسا ہی استحقاق رکھتے ہیں) شامل کیا جائے۔ اس وقت نبی صلعم نے فرمایا تھا۔

| | |
|---|---|
| انما بنوھاشم وبنوالمطلب شیٔ واحد ھکذا وشبّك بین اصابعہ۔ | بنو ہاشم اور بنو مطلب تو ایک ہی چیز ہیں۔ پھر ایک پنجہ کی انگلیوں کو دوسرے پنجہ میں ڈال کر فرمایا۔ اس طرح |

واضح ہو کہ امرت اسلام میں تین قسم کی آمدنی تھی[2]۔

اوّل۔ زکوٰۃ جنکی نسبت س توبہ ع ۸ میں مدات ذیل کے آٹھ مصارف بتائے گئے ہیں

اِنَّمَا الصَّدَقٰتُ لِلْفُقَرَآءِ وَالْمَسٰكِيْنِ وَالْعٰمِلِيْنَ عَلَيْهَا وَالْمُؤَلَّفَةِ قُلُوْبُهُمْ وَفِي الرِّقَابِ وَالْغٰرِمِيْنَ وَفِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَابْنِ السَّبِيْلِ۔

دوم۔ غنیمت س انفال۔ ع ۵ میں اس کے مصارف ذیل بتائے گئے ہیں۔

وَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِّنْ شَيْءٍ فَاَنَّ لِلّٰهِ خُمُسَهٗ وَلِلرَّسُوْلِ وَلِذِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَابْنِ السَّبِيْلِ۔ اس آیت میں چار حصّے غانمین کو دے کر پانچویں حصّہ کو اللہ تعالےٰ نے اپنی مملکیت میں لے لیا۔ فرمایا لِلّٰهِ خُمُسَهٗ

---

[1] کتاب الام جلد ۴ صـ۷۱ مطبوعہ مطبعۃ الکبریٰ الامیریہ ببولاق مصر و اصول کافی صـ۳۵۳ مطبوعہ نول کشور ۱۳۰۲ء میں بنو عبد المطلب کو ذوی القربیٰ تحریر کیا گیا ہے۔

[2] چونکہ حقوق ذوی القربیٰ کے مستحق و غیر مستحق کی بحث اور تفریق اولاد عبد مناف سے پائی جاتی ہے۔ اس لئے اس کی بحث اسی مقام پر موزوں ہے ۱۲ محدثین نے شیٔ کو سیّ پڑھا ہے جس کے معنی مساوی ہونے کے ہیں ۱۲ ہاشم اور عبد الشمس میں بھی جھگڑے ہوئے اور نوفل و عبد المطلب میں بھی جھگڑے ہوئے۔ مگر ہاشم اور مطلب میں کبھی کوئی جھگڑا نہ ہوا مطلب سب سے بڑا تھا ہاشم اُن سے چھوٹا عبد المطلب کی تربیت مطلب نے کی تھی۔ جب شعیب ابیطالب میں نبی صلعم محصور ہوئے تب بھی مطلبی ساتھ تھے۔

پھر اپنی ملکیت میں ان پانچوں کو حق تصرف عطا فرمایا۔ رسولؐ۔ ذی القربیٰ۔ یتامیٰ۔ مساکین مسافر۔ ان پانچ میں۔ ذی القربیٰ بھی ایک ہیں اور اسی سے خمس الخمس (پانچویں حصہ کا پانچواں حصہ) کا لفظ نکلا ہے۔ ابوداؤد کی حدیث میں حضرت علی مرتضیٰؓ سے روایت ہے کہ تقسیم خمس الخمس کا اہتمام نبی صلعم نے حضرت علیؓ کے سپرد فرما دیا تھا۔ صدیقؓ اور فاروقؓ کے عہد میں بھی یہ اہتمام حضرت علی مرتضیٰؓ ہی کے سپرد رہا۔ کتاب الخراج امام ابو یوسفؒ میں ہے

حدثنی محمد بن عبد الرحمٰن بن ابی لیلی عن ابیہ قال سمعت علیا رضی اللہ تعالیٰ عنہ یقول قلت یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان رأیت ان تولنی حقنا من الخمس فاقسم فی حیاتك کیلا ینازعنا احد بعدك فافعل ففعل قال فولانیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقسمتہ حیاتہ ثم ولانیہ ابوبکر الصدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ فقسمتہ حیاتہ ثم ولانیہ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فقسمتہ حیاتہ،

ابی لیلی کہتے ہیں۔ میں نے علی مرتضیٰؓ سے خود سنا ہے۔ کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ اگر حضور کی رائے ہو تو خمس میں جو حصہ ہم ذی القربیٰ کا ہے۔ حضور اپنی زندگی میں مجھے اس کا متولی بنا دیجئے۔ کہ میں تقسیم کرتا رہوں تاکہ کوئی شخص حضور کے بعد اس میں نزاع نہ کرے۔ آپ نے مان لیا۔ چنانچہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے اس کا متولی ٹھیرایا۔ اور میں حضور کی زندگی میں تقسیم کرتا رہا۔ پھر ابوبکر صدیقؓ نے بھی مجھے ہی متولی ٹھیرایا۔ اور میں انکے عہد میں تقسیم کرتا رہا۔ پھر عمر فاروقؓ نے مجھے اس کا متولی بنایا۔ اور میں انکی زندگی میں تقسیم کرتا رہا۔

نبی صلعم اپنے حصہ منجملہ غنیمت میں سے ایک سال کا کنبہ کا خرچ بقدر گذران رکھ لیتے اور باقی مصالح المسلمین کے لئے عطا فرمایا کرتے تھے۔

ذی القربا کا حصہ بوجہ قرابت[1] تھا نہ بوجہ غربت اس لئے امیر اور غریب سب کو یکساں تقسیم کیا جاتا تھا۔ باقی تین حصص یتامٰی۔ مساکین۔ ابن السبیل کے تھے۔ یہ حصص جو اللہ تعالٰی نے مقرر فرمادئے تھے۔ ان میں ایک کا حصہ دوسرے کو نہیں دیا جاتا تھا۔

سوم۔ فے۔ فے کی تعریف قرآن مجید کی سورۂ حشر ع (۱) میں ہے اور اسی رکوع میں اس کی تقسیم بھی بیان فرمادی گئی ہے۔ فے کی تعریف میں فرمایا

| | |
|---|---|
| فَمَآ اَوْجَفْتُمْ عَلَیْہِ مِنْ خَیْلٍ وَّلَا رِکَابٍ وَّلٰکِنَّ اللّٰہَ یُسَلِّطُ رُسُلَہٗ عَلٰی مَنْ یَّشَآءُ | وہ علاقہ جس پر کوئی فوجی سوار یا شتر سوار نہ گیا ہو۔ بلکہ خدا تعالٰے نے اپنے رسولوں کو جس پر چاہا تسلط دے دیا ہو۔ |

(سورہ حشر کی آیت کے الفاظ یہ ہیں)

| | |
|---|---|
| مَآ اَفَآءَ اللّٰہُ عَلٰی رَسُوْلِہٖ مِنْ اَھْلِ الْقُرٰی فَلِلّٰہِ وَلِلرَّسُوْلِ وَلِذِی الْقُرْبٰی وَالْیَتٰمٰی وَالْمَسٰکِیْنِ وَابْنِ السَّبِیْلِ | جو کچھ اللہ تعالٰے نے اپنے رسولؐ کو ان بستی والوں سے فے میں دیا وہ اللہ کا اور رسولؐ کا اور قرابت والوں کا اور یتیموں اور مسکینوں اور مسافروں کا ہے۔ |

پھر اس تقسیم کے متعلق یہ اصول بیان فرمایا ہے۔

| | |
|---|---|
| کَیْ لَا یَکُوْنَ دُوْلَۃً بَیْنَ الْاَغْنِیَآءِ مِنْکُمْ۔ | کہ اغنیاء کے اندر متداول نہ ہوگا۔ |

میں چاہتا ہوں۔ کہ ہر سہ آیات میں بیان شدہ حصص کو ایک نقشہ کی شکل میں ظاہر کر دیا جائے۔ صفحہ ۶۹ ملاحظہ فرمائیں۔

---

[1] عام طور پر شریعت میں حق قرابت بعد وفات اُس قریبی کے ملتا ہے اس حق کا نام وراثت ہوتا ہے۔ یہ نبی صلعم کا اختصاص خاص ہے کہ حضورؐ کے قرابت والوں کو حضورؐ کی حیات ہی سے ان کا حق دیا جاتا تھا۔

# نقشہ احکام تقسیم صدقات و غنیمت و فے مع آیات قرآن مجید

| حوالہ جات | ۱ | ۲ | ۳ | ۴ | ۵ | ۶ | ۷ | ۸ | ۹ | ۱۰ | ۱۱ | ۱۲ | ۱۳ | ۱۴ | ۱۵ | ۱۶ | ترجمہ آیات |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| آیت متعلق زکوٰۃ و صدقات سورہ توبہ ع ۸ | انما الصدقات للفقراء | . | . | . | . | . | والمساکین | والعاملین علیہا | والمؤلفۃ قلوبہم | وفی الرقاب | والغارمین | وفی سبیل اللہ | وابن السبیل | . | . | . | **صدقات** فقیروں مسکینوں عمال۔ تالیف قلوب آزادگی غلاماں۔ قرضداراں براہ خدا اور مسافرین کے لیے ہیں۔ |
| آیت متعلق غنیمت سورہ انفال ع ۵ | . | واعلموا انما غنمتم من شیء | فان للہ خمسہ | وللرسول | ولذی القربیٰ | والیتمیٰ | والمساکین | . | . | . | . | . | وابن السبیل | . | . | . | **غنیمت** ۵/ اللہ کا ہے۔ اور رسولؐ۔ اور قرابت والوں۔ اور یتامیٰ۔ اور مسکینوں اور مسافروں کا ہے |
| آیت متعلق فے سورہ حشر تمام رکوع ۱ | . | ما افاء اللہ علی رسولہ من اہل القریٰ | فللہ | وللرسول | ولذی القربیٰ | والیتمیٰ | والمساکین | . | . | . | . | . | وابن السبیل | للفقراء المہاجرین | والذین تبوؤ الدار والایمان | والذین جاءو من بعدہم | **فے** اللہ اور رسولؐ اور قرابت والوں یتامیٰ مساکین مسافروں مہاجرین اور انصار کے فقراء اور اسکے بعد آنیوالی نسلوں کے لیے ہے |

اس نقشے کے ساتھ یہ حدیث بھی جو مشکوٰۃ المصابیح کی کتاب الفے میں ہے پڑھ لینی چاہئے۔ عن مالک ابن اوس بن الحدثان قال قرء عمر بن الخطاب رض انما الصدقات للفقراء والمساکین حتی بلغ علیم حکیم۔ فقال ھذہ لھؤلاء ثم قرء واعلموا انما غنمتم من شیء حتی بلغ وابن السبیل ثم قال ھذہ لھؤلاء ثم قرء ما افاء اللہ علی رسولہ حتی بلغ للفقراء ثم قرء والذین جاءو من بعدھم ثم قال ھذہ استوعبت المسلمین الخ یعنے حضرت عمر فاروقؓ نے انما الصدقات کی آیت علیم حکیم تک پڑھی۔ اور فرمایا کہ یہ آیت انہی لوگوں کے لئے ہے جن کے نام آیت میں آ گئے۔ پھر انہوں نے آیت واعلموا انما غنمتم کو ابن السبیل تک پڑھا۔ اور فرمایا کہ یہ غنیمت ان ہی لوگوں کے لئے ہے جن کے نام آیت میں آ گئے ہیں۔ پھر انہوں نے آیت ما افاء اللہ کو والذین جاءو من بعدھم تک پڑھا۔ اور فرمایا کہ اس کے اندر تو سب ہی مسلمان آ گئے۔

نقشہ پر غور کرنے سے معلوم ہو جاتا ہے۔ کہ

(صدقات) کو آٹھ مساوی مدّات پر تقسیم فرمایا گیا۔ ان آٹھ میں دو (مساکین و ابن السبیل) تو ایسے ہیں۔ جو غنیمت اور فَے میں بھی حصہ دار ہیں۔ باقی چھ وہ ہیں۔ جن کا حصہ صدقات ہی میں ہے۔ غنیمت و فَے میں نہیں۔ وہ چھ یہ ہیں۔ فقرا۔ تحصیل داران صدقات۔ تالیف قلوب کے مستحقین۔ آزادی غلامان۔ ادائے قرض مدیونان۔ فی سبیل اللہ دیگر امور۔

(غنیمت) کو پہلی دو قسموں میں تقسیم کیا گیا ہے۔ اول لشکر کو ۴/۵ کل غنیمت سے دیا دوسرا حصہ جو ۱/۵ تھا۔ اُسے اللہ تعالیٰ نے اوّل اپنی ملک بنایا۔ اور پھر اس کو پانچ پر مساوی تقسیم فرمایا۔ ان پانچ میں مساکین و ابن السبیل تو مشترک ہیں۔ جو صدقات میں بھی تھے باقی تین سہام یہ ہیں۔ رسول۔ اقربائے رسول۔ یتامیٰ۔

(فَے) کو اوّل خدا تعالےٰ نے اپنی ملکیت بنایا۔ اور پھر اس کی تقسیم مدّات مساوی پر فرمائی۔ ان میں پانچ تو وہی ہیں جو آیت غنیمت میں ۱/۵ سہم کی تقسیم میں حصہ دار تھے۔ باقی تین جن کے سہام اس میں ہیں۔ وہ یہ ہیں۔ فقرائے مہاجرین۔ فقرائے انصار اور ان کے بعد آنے والی نسلیں۔

فَے میں بمقابلہ غنیمت یہ شرط بھی زیادہ ہے۔ کہ وہ اغنیاء کو نہ ملے گا (کی لا یکون دولۃ بین الاغنیاء منکم (سورہ حشر۔ ع ۱)

یہ یاد رکھنا چاہئے۔

کہ اسلامی فرقوں میں وراثت رسولؐ کی بابت جو اختلافات ہیں وہ فَے ہی کے متعلق ہیں۔ خدا کرے کہ قرآن مجید کا تدبر اس باہمی اختلاف کے رفع کا سبب بن جائے۔

صحیح بخاری کی حدیث سے یہ بھی ثابت ہے۔ کہ تقسیم فَے کا اہتمام حضرت عمرؓ نے اپنی خلافت میں حضرت علیؓ و حضرت عباسؓ کے سپرد فرما دیا تھا۔ جیسا کہ خمس الخمس کی تقسیم کا اہتمام عہد نبوی و صدیقی و فاروقی میں حضرت علی مرتضیٰؓ ہی کے متعلق رہا تھا۔

# ہاشم

ان کا نام عمرو ہے اور عمرو العلاء کے لقب سے مشہور تھے۔ مطلب اور نوفل اور عبد شمس ان کے بھائی تھے۔ اپنے باپ عبد مناف کے بعد ہاشم قوم کے سردار ہوئے ان کے برادر زادہ اُمیہ بن عبد شمس نے انکی سرداری کے تسلیم کرنے سے انکار کیا۔ عسقلان کا ایک کاہن منصف ٹھیرایا گیا۔ اس نے ہاشم کے حق میں فیصلہ دیا۔
ہاشم لقب پڑنے کی یہ وجہ ہوئی۔ کہ انہوں نے ایک بار سُنا۔ کہ مکہ میں آٹا کمیاب ہو رہا ہے۔ اس وقت یہ مال تجارت لے کر شام میں گئے ہوئے تھے۔ شام سے لوٹتے ہوئے سب اونٹوں پر روٹیاں اور آٹا لادلائے۔ اور مکہ پہنچ کر دعوت عام کر دی۔ گوشت اور شوربے میں روٹیاں توڑ کر ڈال دی گئیں۔ ہشم ٹکڑے ٹکڑے کرنے کو کہتے ہیں۔ اس سے ہاشم نام ہؤا۔ اِس وقت کے بعد ہر سال موسم حج میں وہ زوّار کعبہ کو عام دعوت دیا کرتے اور یہی کھانا جسے لغت عرب میں ثرید بھی کہتے ہیں۔ کھلایا کرتے تھے۔ سردار ہاشم کی زیرکی دُحزم کا اِس واقعہ سے پتہ لگتا ہے۔ کہ انہوں نے قیصر سے یہ فرمان حاصل کر لیا تھا۔ کہ قریش کا مال تجارت ملک شام میں بغیر کسی ٹیکس کے داخل ہوتا رہے[۱]۔

[۱] طبقات ابن سعد۔ ج ۱ صہ ۴۵۔

آمیہ کو اپنے چچا ہاشم سے جو اختلاف شروع میں ہوگیا تھا۔ وہ آئندہ نسلوں میں بھی منتقل ہُوا۔ ہاشم اور مطلب کی اولاد ایک جانب اور نوفل اور عبد شمس کی اولاد ایک جانب رہا کرتی بیسیوں واقعات ان ہر دو کی منافرۃ اور عداوت کے مشہور ہیں۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وجود باجود کی یہ برکت تھی کہ نسلوں کی عداوتیں جاتی رہی تھیں۔ اور کنتم بنعمتہ اخوانًا کا مصداق سب پر صحیح عائد ہوگیا تھا حضور صلعم کے بعد ۱۳۳ھ تک بنو امیہ اور بنو عباس میں محاربے ہوتے رہے۔ ہاشم کی اولاد کا نقشہ درج ذیل ہے۔

## ہاشم کی اولاد کا نقشہ

| نام اہلیہ | پسران | دختران |
|---|---|---|
| سلمٰی بنت عمرو بن زید بخاری | شیبہ یعنی عبد المطلب | رقیہ۔ بچپن میں فوت ہوئی |
| ہند بنت عمرو بن ثعلبہ الخزرجی | ابا صیفی (صیفا) | ۰ |
| قیلہ الملقب بہ جزور بنت عامر بن مالک بن جزء | اسد | ۰ |
| امیمہ بنت عدی بن عبد اللہ بن دینار (من قضاعہ) | نضلہ | شفاء |
| واقدہ بنت ابی عدی (از بنو مازن) | ۰ | ضعیفہ۔ خالدہ |
| عدی بنت حبیب (از بنو ثقیف) | ۰ | حنہ |

تاریخ میں ابا صیفی اسد اور نضلہ کے حالات کم ملتے ہیں۔ بنو خزاعہ کے معاہدہ با عبد المطلب کے تذکرہ میں اس قدر پایا جاتا ہے۔ کہ نضلہ کا فرزند ارقم۔ اور ابی صیفی کے فرزندان ضحاک اور عمرو بھی چچا کے ساتھ اس معاہدہ میں شریک تھے۔ رُقیقہ بنتِ ابی صیفی بن ہاشم کے اشعار نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کی مدح میں ہیں؁

مَنًّا من اللّٰہ بالمیمون طائرہ وَخیر من بُشِّرت به مُضَرُ

مبارك الامر یَسْتَسْقَی الغمامُ به مَا فی الانام له عِدْلٌ ولاخطرُ

## عبد المطّلب

ان کا نام عامر اور لقب شیبہ ہے۔ شیبہ کا ترجمہ زال یا بوڑھا ہے۔ کہتے ہیں کہ یہ لقب صرف تفاول کے لئے تھا۔ کہ عمر دراز پائی۔ اور زیادہ صحیح یہ ہے کہ جب یہ پیدا ہوئے تو اس وقت انکی چندیا میں چند بال سفید موجود تھے؁

جب اِن کے والد "ہاشم" کا انتقال ہوا یہ اپنے ننھیال (یثرب) میں تھے۔ اِن کا چچا مطّلب ان کو یثرب سے جا کر لے آیا۔ اور بیٹوں سے بڑھ کر ناز و نعم سے اِن کی پرورش و تربیت کی۔ اس احسان مندی کی قبولیت و اظہار میں یہ بھی تمام عمر "عبد المطّلب" (مطّلب کا غلام) کہلاتے رہے۔ اصلی نام اور لقب پر یہ آخری لقب اس قدر غالب آگیا تھا۔ کہ عبد المطّلب ہی اصلی نام سمجھا جاتا ہے۔ ان کو شیبۃ الحمد اور فیّاض اور معظم طیر السماء بھی کہا کرتے تھے نیز سیّد قریش اور شریف قریش کے نام سے عام طور پر ملک میں نامزد تھے۔ قریش میں سے بھی کوئی شخص اِن کے اس خطاب کا منکر نہ تھا۔ نبی صلعم کا اسم مبارک "محمد" (صلعم) ان ہی نے تجویز کیا تھا۔ اور حضور کی تربیت تا ہشت سال کا شرف بھی اِن ہی کو حاصل ہوا۔ ان ہی کی سرداری کے عہد میں واقعۂ فیل کا ظہور ہوا تھا[۱]؁

عبد المطّلب کی عام نصیحت یہ ہوتی تھی "ظلم و بغاوت نہ کرو اور مکارم اخلاق حاصل کرو"

[۱] دیکھو رحمۃ للعالمین جلد اوّل صفحہ ۱۳۰؁

عبد المطلب کے فضائل میں سے یہ بھی ہے کہ چاہ زمزم جسے عمرو بن حرث جرہمی نے بند کر دیا تھا۔ اور امتداد زمانہ سے کسی کو یاد بھی نہ رہا تھا۔ کہ یہ کنواں کہاں تھا عبد المطلب ہی نے نکالا۔ کہتے ہیں کہ عبد المطلب تین شب متواتر یہ خواب دیکھتے رہے۔ کہ کنواں نکالو پھر خواب ہی میں انکو چاہ زمزم کی جگہ بھی دکھائی گئی۔ عبد المطلب اور انکے فرزند اکبر "حارث" نے اس جگہ کو کھودا۔ تین دن کی کھدائی کے بعد اُن کو بنو جرہم کی مدفونہ اشیاء ملنے لگیں۔ تلواریں۔ زرہیں اور شاخہائے آہو وغیرہ ۔ قریش کے لوگ اب تک تو عبد المطلب کے فعل کو لغو ہی سمجھتے تھے۔ لیکن مدفونہ اشیا کی برآمدگی نے انکو بھی باور کرا دیا۔ اور تب وہ درخواست کرنے لگے کہ اس شرف میں انکو بھی شامل کر لیا جائے۔ مگر عبد المطلب نے کسی کو اپنے ساتھ شامل کرنا پسند نہ کیا۔

یہ چشمہ جس سے اب لاکھوں زوّار اور صادر و وارد سیراب ہو رہے ہیں۔ اور جسے اللہ تعاظم و تعالےٰ نے سیدنا اسمٰعیل علیہ السلام کے لئے ظاہر فرمایا تھا عبد المطلب کی بھی یادگار ہے۔

اللہ تعالیٰ نے عبد المطلب کو کثیر الاولاد کیا تھا۔ ذیل میں ان کی اولاد کو ایک نقشے کے اندر تحریر کیا جاتا ہے:۔

## نقشہ اولاد عبد المطلب بن ہاشم

| نام اہلیہ عبد المطلب | بیٹے | بیٹیاں |
|---|---|---|
| ۱ صفیہ بنت جنیدب بن حجیر بن زباب بن سواۃ بن عامر بن صعصعہ از نسل نضر۔ دیکھو ع ۱۳ شجرہ نسب نبوی | حارث | |

| نام اہلیہ عبد المطلب | بیٹے | بیٹیاں |
|---|---|---|
| ۲. فاطمہ بنت عمرو بن عایذ بن عمران بن مخزوم بن یقظہ بن مرّہ دیکھو ۷ شجرہ نبوی ۵ | زبیر۔ ابوطالب۔ عبد الکعبہ عبد اللہ | ام حکیم۔ بیضا۔ امیمہ۔ اروی برہ۔ عاتکہ |
| ۳. لُبنی بنت ہاجر (از بطن خزاعہ) | ابولہب (عبد العزیٰ) | ۔ |
| ۴. ہالہ بنت وہیب بن عبد مناف بن زہرہ بن کلاب دیکھو ۶ (شجرہ نسب[1]) | مقوم۔ حجل مغیرہ۔ حمزہ | صفیہ |
| ۵. نتیلہ بنت خباب بن کلیب (از نسل ربیعہ بن نزار دیکھو ۱۹ شجرہ نسب) | ضرار۔ قثم عباس | ۔ |
| ۶. منعمہ بنت عمرو بن مالک (از بطن خزاعہ) | غیداق مصعب | ۔ |
| میزان ازواج (۶) | پسران (۱۳) | دختران (۶) |

مندرجہ بالا نقشے سے معلوم ہوتا ہے کہ عبد المطلب ۱۳ بیٹوں اور ۶ بیٹیوں کا والد تھا۔ مگر بعض مورخین نے بیان کیا ہے کہ غیداق وہی ہے۔ جس کا نام حجل ہے۔ اور عبد الکعبہ وہی ہے جس کا نام مقوّم ہے۔ اور قثم کوئی بھی نہ تھا۔ اندریں صورت عبد المطلب کے نرینہ فرزندوں کی تعداد دس ہوئی اور آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچا ۹ ہوئے۔ زیادہ صحیح یہی ہے کہ ابناء عبد المطلب ۱۲ تھے۔ ان میں سے ہم کو ۱۰ کے حالات ملے ہیں۔ اور ۷ کے حالات کا اسلامی تاریخ سے بھی تعلق ہے آٹھویں ضرار۔ فتیان قریش میں سے تھے۔ اور جود و جمال میں مشہور۔ آغاز بعثت ہی میں انتقال کیا۔ اولاد نہ تھی ۵

[1] ہالہ کی ماں عبلہ بنت مطلب ہے ۵

(۹) مقوم اولاد صلبی تھی۔ مگر نسل جاری نہ ہوئی۔ ہند بنت المقوم کے پسر عبدالرحمٰن بن ابی عمرو کا ذکر علامہ ذہبی نے کیا ہے۔

(۱۰) حجل کے فرزند قسرہ کے اشعار طبقات الکبیر میں موجود ہیں۔ جس میں اُس نے اپنے دوازدہ اعمام کے نام شمار کئے ہیں۔ غیداق۔ قثم۔ عبدالکعبہ کے حالات سے کتب تواریخ خاموش ہیں۔ ممکن ہے کہ مقوم ہی کا نام عبدالکعبہ ہو۔

عبدالمطلب نے ۸۲ سال کی عمر پائی۔ ان کا سال ولادت ۴۹۷ء اور سال وفات ۵۷۹ء اندازہ کیا گیا ہے[۱]۔

چونکہ عبدالمطلب کی اولاد آن حضرت صلعم کے اعمام و عمات ہیں اس لئے انکے مختصر حالات مع ان کی اولاد کے (جہاں تک کہ عہد نبوی سے انکا قریبی تعلق ہے) تحریر کئے جاتے ہیں۔ تاکہ ناظرین اہلبیت نبوی کے احوال سے بے خبر نہ رہیں۔

## حارث۔ عم النبی صلی اللہ علیہ وسلم

عبدالمطلب کے سب سے بڑے بیٹے ہیں۔ ان ہی کے نام پر عبدالمطلب کی کنیت ابوالحارث تھی۔ یہ اپنے والد کی حیات ہی میں مرگئے تھے[۲]۔ مگر ان کے چار فرزند نوفلؓ و عبداللہؓ۔ ربیعہؓ و ابوسفیانؓ مغیرہ جو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچازاد بھائی ہیں مسلمان ہوئے۔ ہر ایک کا مختصر حال درج کیا جاتا ہے۔

### (الف) نوفل بن حارث

جنگ بدر میں کفار کی جانب تھے۔ پھر جنگ خندق یا فتح مکہ میں مسلمان ہوئے جنگ حنین میں تین ہزار نیزے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں اعانت لشکر

---

[۱] تاریخ العرب فرنچ پروفیسر سیڈیو۔ [۲] طبقات ابن سعد۔

اسلام کے لئے پیش کئے تھے۔ اس وقت یہ ہاشمی مسلمانوں میں سب سے زیادہ عمر کے تھے۔ ۲۵ھ میں مدینہ میں وفات پائی[1]

انکے تینوں فرزند مغیرہ[1]، عبداللہ[2]، حارث[3] بھی صحابی ہیں۔

مغیرہ[1] بن نوفل حضرت عثمانؓ کے عہد میں قاضی مدینہ تھے۔ ابن ملجم شقی نے جب سیدنا علیؓ کو زخمی کیا۔ تو خود بھاگ چلا تھا۔ مغیرہ ہی نے اسے گرفتار کیا تھا۔ اور سیدہ امامہ بنت زینب بنت رسولؐ کا نکاح بھی بعد انتقال حضرت علیؓ ان ہی کے ساتھ حسب وصیت مرتضوی ہوا تھا۔ جن سے یحییٰ بن مغیرہ پیدا ہوئے تھے۔

عبداللہ[2] بن نوفل کو حضرت عمرؓ نے حاکم کوفہ کیا تھا۔ ان کا چہرہ کسی قدر نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مشابہت رکھتا تھا۔

حارث[3] بن نوفل کو عمر فاروقؓ نے حاکم مکہ کر دیا تھا۔ آخر میں یہ بصرہ جا رہے تھے۔ یزید پلید کی وفات کے بعد اہل بصرہ انکو امیر بنانا چاہتے تھے ۶۳ھ میں انتقال ہوا۔ ان کا فرزند عبداللہ المعروف ببّہ بھی صحابی ہے۔

## (ب) عبداللہ بن حارث

حیات نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں انتقال فرمایا۔ آنحضرت صلعم نے انکو خطاب "سعید" سے مشرف فرمایا تھا۔

## (ج) ربیعہ بن حارث

ابو اروے کنیت کرتے تھے۔ ان ہی کا نام نبی صلعم نے فتح مکہ کے خطبہ میں لیا تھا۔ اور فرمایا تھا۔

---

[1] الاستیعاب ص۲۳

واِنّ اوّل دمٍ اضعہٗ دمّ ربیعۃ بن الحارث۔

پہلا مطالبہ خون کا جسے میں ملیامیٹ کرتا ہوں وہ ربیعہ بن الحارث کا مطالبہ ہے۔ اس کی شرح یہ ہے کہ ربیعہ کا ایک فرزندِ شیر خوار دشمنوں نے مار ڈالا تھا۔ نبی صلعم نے پچھلے جھگڑوں کا خاتمہ کرنے کے لئے اِس مطالبہ کو ملیامیٹ کر دیا۔ اور اس کا خونبہا نہ دلایا۔ اِن کا انتقال ۲۳ھ میں ہُوا ؞

انکے دو فرزند عبد المطّلب اور مطّلب بھی صحابی ہیں ؞

عبد المطّلب نے دمشق میں بعہد حکومت یزید وفات پائی ؞

مطّلب حیات نبوی میں بالغ نہ ہوئے تھے ؞

## (د) ابوسفیان مغیرہ بن الحارث

یہ آنحضرت صلعم کے برادر رضاعی بھی ہیں۔ کیونکہ انہوں نے بھی حلیمۃ السّعدیہ کا دودھ پیا تھا۔ عرب کے مشہور شعراء فصحاء میں سے ہیں ؞

ابتدائے اسلام میں نبی کریم صلعم اور مسلمانوں کے مخالف بنے رہے مگر فتح مکّہ سے چند یوم پیشتر جذبہ توفیق ربّانی سے خدمت اقدس میں حاضر ہو گئے ؞

جنگ حنین میں جو صحابہ ثابت قدم رہے تھے۔ ان میں ابوسفیانؓ کو بھی امتیاز حاصل ہے۔ یہ تو رکاب نبوی سے علیحدہ ہی نہیں ہوئے تھے ؞

قبولیت اسلام کے بعد جو اشعار انہوں نے تصنیف کئے وہ رحمۃ للعالمین کی جلد اوّل میں صفحہ ۱۲۱ پر درج کئے جا چکے ہیں ؞

وفات حسرت آیات نبوی صلعم کے بعد اشعار میں اکثر درد دل کا اظہار کیا کرتے تھے ؞

ارقت فبات لیلی لا یزول
ولیل اخی المصیبة فیه طول

میں جاگ رہا ہوں اور رات ختم ہی ہونے میں نہیں آتی
ہاں مصیبت زدہ کی رات لمبی ہی ہوا کرتی ہے

فاسعدنی البکاء وذاک فی ما
اصیب المسلمون به قلیل

میں بے اختیار رو رہا ہوں اور یہ تو
اس مصیبت کے مقابلہ میں جو مسلمانوں پر آئی بہت کم ہے

لقد عظمت مصیبتنا وجلّت
عشیة قیل قد قبض الرّسول

اس روز ہماری مصیبتوں کی کچھ انتہا نہ رہ گئی
جب لوگ یہ کہنے لگے کہ رسول اللہ بلائے گئے

واضحت ارضنا مما عراها
تکاد بنا جوانبها تمیل

معلوم ہوتا ہے کہ زمین پر بھونچال آگیا ہے
اور زمین دھنس جائے گی

فقدنا الوحی والتنزیل فینا
یروح به ویغدو جبریل

جس وحی کو لیکر صبح وشام جبریل ہم میں آیا کرتے تھے
آج ہم اُس سے محروم ہو بیٹھے

وذاک احق ما سالت عیه
نفوس النّاس او کادت بسیل

یہ وہ مصیبت ہے کہ لوگوں کا مرجانا
یا قریب مرگ ہو جانا بالکل ٹھیک ہے

نبیٌّ کان یجلو الشکّ عنا
بما اوحی علیه وما یقول

نبی صلعم اس شان کے تھے کہ دل سے شک کو صاف کر دیتے تھے
کبھی بذریعہ کلام وحی اور کبھی بذریعہ ارشادات خود

ویهدینا فلا نخشی ضلالاً
علینا والرّسول لنا دلیل

وہ ہماری رہنمائی فرمایا کرتے اور ہم لوگ کبھی بھی بھٹک جانیکا ڈر نہ ہوتا
کیونکہ ہم جانتے تھے کہ اللہ کا رسولؐ ہمارا راہ نما ہے

افاطم ان جزعت فذاک عذرٌ
وان لم تجزعی ذاک السّبیل

اے فاطمہ اگر تو روئے گی تو ہم تجھے معذور سمجھیں گے
اور اگر تو صبر کریگی تو بہتر ہے کیونکہ یہی بہتر طریق ہے

فقبر ابیک سید کل قبر
وفیه سید النّاس الرسول

تیرے باپ کی قبر ہر ایک قبر کی سید ہے
اور اس قبر کے اندر نوع انسان کا سردار خدا کا رسولؐ آسودہ ہے

نبی صلعم کو بھی اِن سے بہت محبت تھی۔ ایک حدیث میں ہے

| | |
|---|---|
| ابوسفیان بن الحارث من شباب اهل الجنة | ابوسفیان بہشتی جوانوں میں سے ہے۔ |
| یا سید فتیان اهل الجنة۔ | یا بہادران بہشتی کا سردار ہے۔ |

ایک حدیث میں ہے :۔

| | |
|---|---|
| ابوسفیان خیر اهلی | ابوسفیان میرے اہل میں اچھا ہے۔ |
| یا من خیر اهلی | یا میرے اچھے اہل میں سے ہے۔ |

علماء کا قول ہے کہ کُلّ الصَّید فی جوفِ الفراء کی مثل بھی نبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے اِن ہی کی شان میں فرمائی تھی[1]۔ ۲۰ سنہ ہجری میں وفات پائی[2]۔

ان کے فرزند عبداللہ اور جعفر دونوں صحابی ہیں۔ جعفر بن ابوسفیان غزوہ حنین میں بھی شامل تھے۔ اور عہد سلطنت امیر معاویہ میں وفات پائی۔

## ابوطالب۔ عمّ النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

ان کا اصلی نام عبد مناف ہے۔ مگر کنیت نام پر غالب آگئی تھی۔

ان کو نبی صلعم کے ساتھ کمال محبت تھی۔ اور تادم زیست (۱۰ سنہ نبوت) یہ

---

[1] فراء کے اندر سارے ہی شکار آجاتے ہیں۔ اردو میں مثل ہے۔ ہاتھی کے پاؤں میں سب کا پاؤں
الاستیعاب ص۶۰۹۔

[2] صحیح بخاری میں بروایت ترمذی ہے کہ ابوطالب کا ورثہ طالب اور عقیل نے سنبھالا تھا۔ باب غزوۃ الفتح۔

آنحضرت صلعم کے ناصر و فدائی رہے ؛

ان کے چار بیٹے اور دو بیٹیاں ہیں۔ اور باستثناء طالب سب صحابی ہیں۔ طالب باپ کے بعد اور قبل از ایمان مرگیا تھا۔ اس کی جائے وفات کا بھی پتہ نہیں لگا ؛

## (الف) عقیل بن ابی طالب

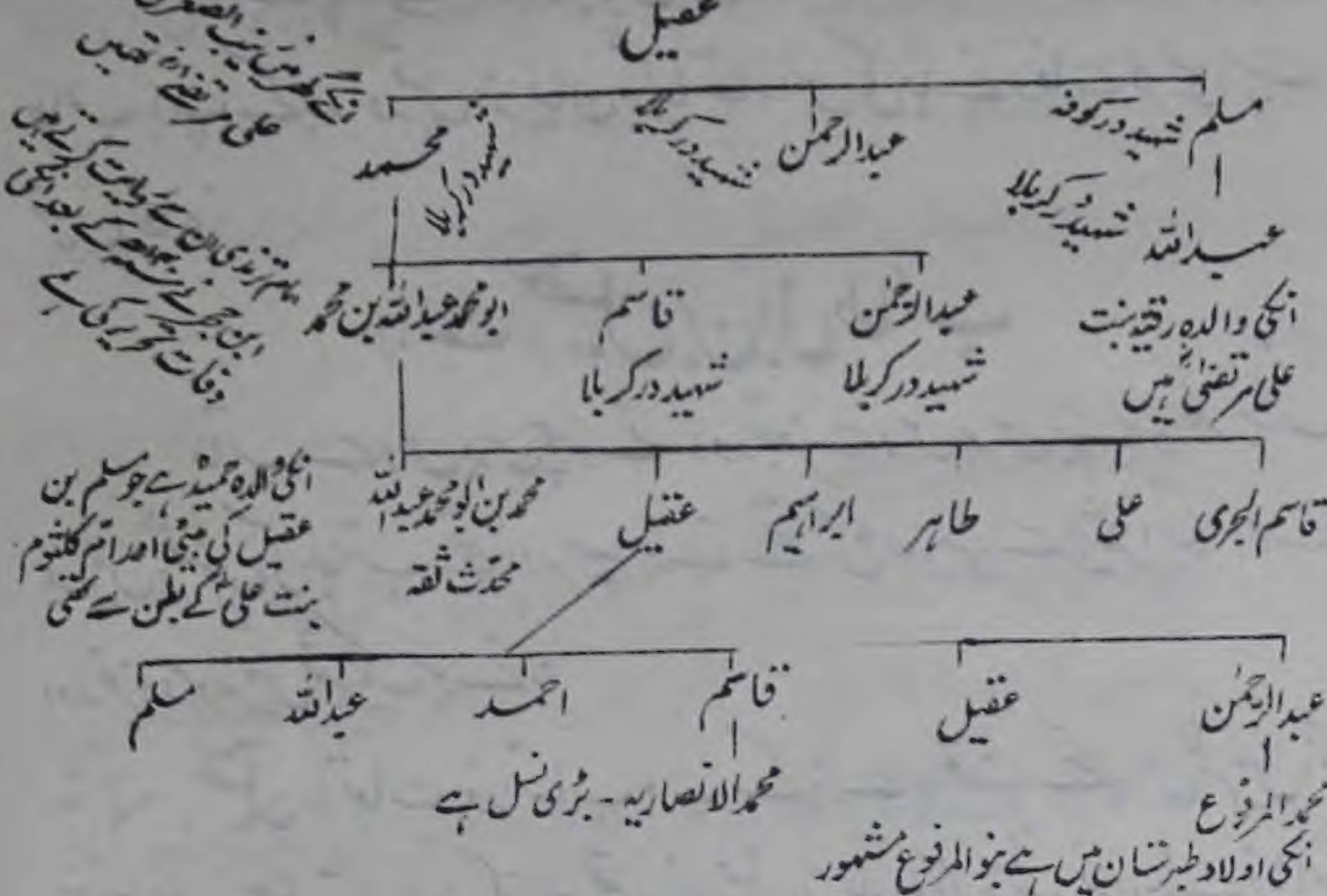
طالب سے دس برس چھوٹے۔ اور جعفر سے دس برس بڑے تھے۔ جنگ بدر میں دشمنوں کی جانب تھے اور اسیر ہوئے تھے۔ صلح حدیبیہ سے پیشتر اسلام لائے اور غزوہ موتہ میں شریک ہوئے ؛

عقیل واقعات اور انساب عرب کے بڑے واقف تھے۔ اس علم میں انکو امتیاز خاص حاصل تھا۔ ابویزید کنیت تھی۔ نبی صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے ان سے فرمایا تھا

| | |
|---|---|
| یا ابا یزید انی احبك حُبَّین | مَیں تم سے دو گونہ محبت رکھتا ہوں |
| حبًّا لقرابتك وحُبًّا لما کُنتُ اَعلم | ایک تو محبت قرابت۔ دوم اس لئے کہ مجھے |
| مِن حبّ عمّی ایّاك۔ | علم ہے کہ میرے چچا کو تم سے محبت تھی ؛ |

ان کا انتقال سلطنت امیر معاویہ میں ہُوا تھا مسلم بن عقیل جو امام حسین علیہ السلام کے نائب ہو کر کوفہ گئے تھے۔ اور بروز پنجشنبہ ۳ ذی الحجہ ۵۹ھ کو شہید ہوئے ان ہی کے فرزند ہیں۔ عقیل کے دو فرزند محمد و عبدالرحمن ایک پوتا عبداللہ بن مسلم بھی کربلا میں شہید ہوئے تھے ؛

## اولادعقیل ابن ابی طالب




## (ب) جعفر (طیار) بن ابیطالب رضی اللہ عنہ

علی مرتضیٰؓ کے حقیقی بھائی اُن سے دس سال بڑے قدیم الاسلام تھے۔ اوّل ہجرت حبشہ کی۔ اور وہاں جملہ مہاجرین حبشہ کے سردار رہے۔ اس ملک میں ان کے ہاتھ پر خوب اشاعت اسلام ہوئی۔ اسلام پر جو تقریر انہوں نے بادشاہ حبشہ کے دربار میں فرمائی تھی۔ وہ رحمۃ للعالمین جلد اوّل صفحہ ۵۴ پر درج ہے۔ ۷ھ میں حبش سے مدینہ تشریف لائے۔ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم غزوۂ خیبر کو تشریف لے گئے تھے۔ حضرت جعفر بھی خیبر ہی میں جا ملے۔ نبی صلعم نے فرمایا میں نہیں کہہ سکتا کہ مجھے فتح خیبر کی خوشی زیادہ ہے یا قدوم جعفر کی[1]۔

---

[1] صحیح بخاری باب غزوہ موتہ بروایت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

۸ھ میں جنگ موتہ میں شہید ہوئے۔ تلوار اور نیزے کے نوّے سے زیادہ زخم انکے سامنے کی جانب موجود تھے۔ دونوں بازو جڑ سے کٹ گئے تھے۔

نبی صلعم نے ان کی منقبت میں فرمایا تھا۔

اَشْبَهْتَ خَلْقِي وَخُلُقِي　　جعفر تم صورت اور سیرت میں مجھ سے مشابہت رکھتے ہو

عمر مبارک بوقت شہادت ۴۱ سال کی تھی۔ ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے۔ کہ مسکین کے حق میں جعفر طیار سب سے بہتر تھے وہ اہل صفہ کی خبر رکھا کرتے تھے اور انہیں کھلایا کرتے تھے۔ جو کچھ بھی ان کے گھر میں ہوتا کبھی کبھی وہ ہمارے پاس عکہ ہی لے آتے جس میں اور کچھ نہ ہوتا۔ ہم اس میں سے علق کر جاتے[۱]

انکے چار فرزند تھے:۔

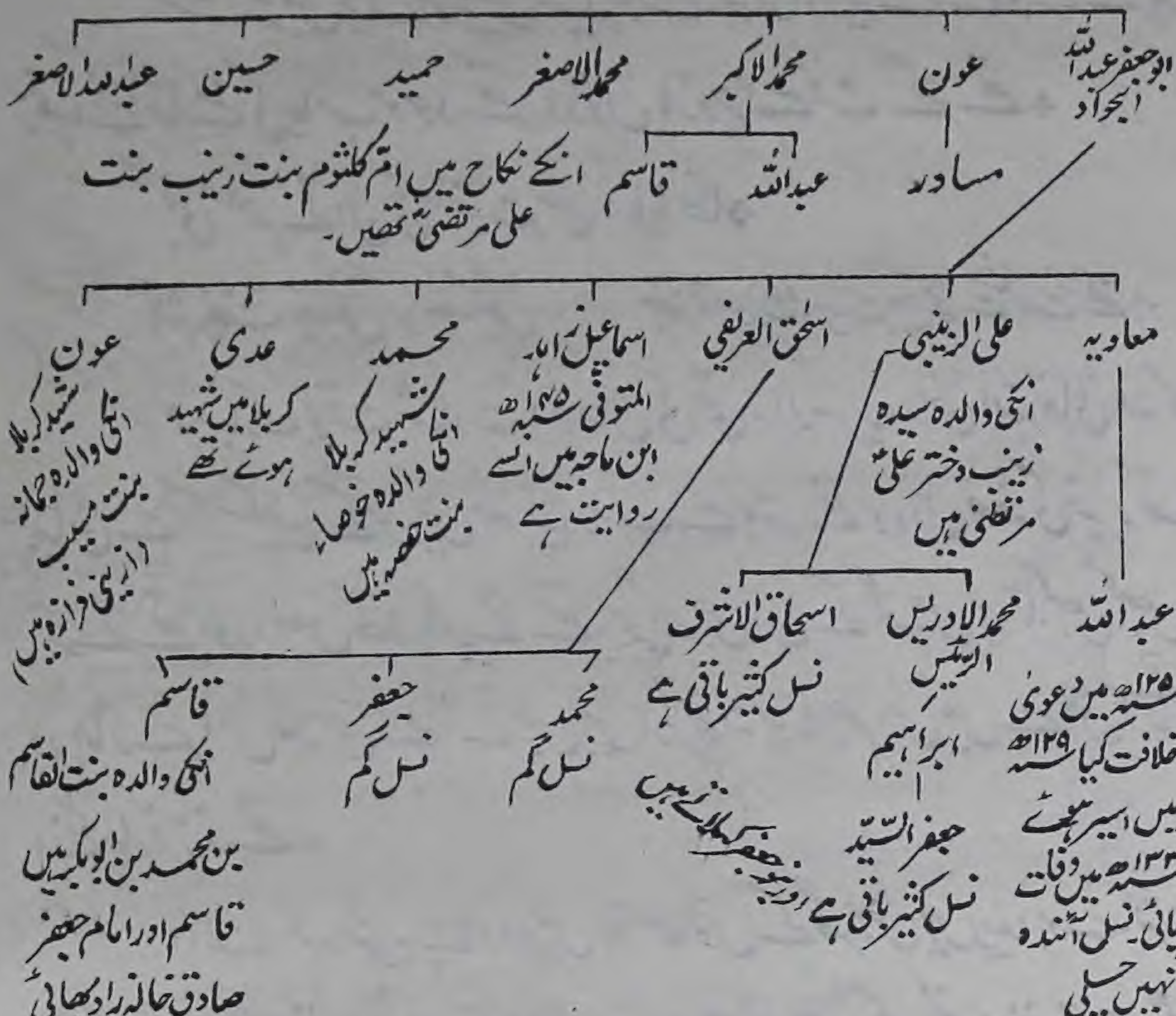
(الف) عبداللہ یہ پہلے مولود ہیں۔ جو مسلمانوں کے گھر حبش میں پیدا ہوئے۔ کثرت سخاو کرم سے ان کا لقب بحر الجود تھا۔ عبادت گذار بھی حد درجہ کے تھے۔ ۸۰ھ میں بعمر ۹۰ سال مدینہ منورہ میں وفات پائی۔ علی مرتضیٰؓ کی دختر سیدہ زینبؓ کبریٰ ان ہی کے گھر میں تھیں۔ عدی بن عبداللہ بن جعفر کربلا میں شہید ہوئے۔ ابن نہشل تیمی نے انکو شہید کیا تھا۔

(ب) عون بن جعفر
(ج) محمد بن جعفر　} یہ دونوں تستر میں شہید ہوئے تھے۔

---

[۱] صحیح بخاری باب مناقب جعفر۔

### اولاد جعفر ابن ابی طالب




## (ج) سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالےٰ عنہ

اس امام۔ ہادی انام ابو الائمۃ العظام کے محاسن و فضائل کے لئے دفتر درکار ہیں اگر حیات مستعار باقی ہے۔ توانشاء اللہ تعالیٰ ان کی سیرت پر ایک علیحدہ جلد لکھوں گا۔

ابن عباس اور سلمان پارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا مذہب ہے۔ کہ خدیجۃ الکبریٰ کے بعد سب سے پہلے حضرت علی مرتضیٰؓ ایمان لائے تھے۔ اس وقت عمر مبارک ۸ سال کی تھی۔

حضور کے شاندار کارنامے شب ہجرت۔ بدر۔ احد۔ خندق۔ صلح حدیبیہ۔ خیبر۔ حنین کے واقعات میں نہایت مشہور ہیں۔ شجاعت اور فصل قضایا میں۔ بین الاماثل

ممتاز تھے۔ سیدۃ النساء فاطمہ زہراء علیہا السلام کے زوج اور حسن و حسین علیہما السلام کے والد بزرگوار تھے۔ ابو الحسن کنیت فرماتے تھے۔ اور ابو تراب کنیت پر جو عطیۂ نبی صلعم ہے۔ نہایت شادمان ہوتے تھے۔ عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کے بعد بماہ ذی الحجہ ۳۵ھ خلیفہ ہوئے۔ اور بامداد جمعہ ۱۷ رمضان المبارک ۴۰ھ کو۔ اشقی الناس ابن ملجم کے ہاتھ سے مسجد کوفہ میں زخمی ہو کر واصل بحق ہوئے۔

امام حسنؑ و امام حسینؑ کے علاوہ دیگر ازواج سے انکے سولہ فرزند تھے۔

زخم کو جب شہادت ہوئی۔ کثیر بن عمرو السکونی نے جو شاہان ایران کا طبیب خاص رہ چکا تھا۔ دیکھا تھا۔ اس نے بتایا کہ زخم۔ ام دماغ تک پہنچ گیا ہے اور اب صحت محال ہے۔

بکر بن حماد التاہرتی نے ہائلہ شہادت پر اشعار کہے ہیں:-

قل لابن ملجم والاقدار غالبة — هدمت ويلك للاسلام اركانا

ابن ملجم سے کہنا اگو میں جانتا ہوں، کہ تقدیر سب پر غالب ہے — کہ کم بخت تو نے اسلام کے ارکان کو ڈھا دیا

قَتَلْتَ اَفْضَلَ مَنْ يَمْشِيْ على قدمٍ — واوّل النّاس اسلامًا و ايمانا

وہ شخص جو زمین پر چلنے والوں میں سب سے افضل تھا — اور اسلام اور ایمان میں سب سے اوّل۔

واعلم النّاس بالقرآن ثمّ بما — سنّ رسولنا شرعًا و تبيانا

اور قرآن اور سنّت کے جاننے میں سب سے اعلم — تھا تو نے اُسے قتل کیا ہے

صِهرِ النبي ومَوْلاهُ وناصِرُهُ — اَضْحَتْ مناقبه نورًا و برهانا

وہ داماد نبی اور ان کا دوست اور ناصر تھا — جس کے مناقب کے نور اور برہان روشن ہیں

وكان منه على رغم الحسود له — ما كان هارون من موسى بن عمرانا

جو علی رغم حسود نبی صلعم کے لئے ایسا تھا — جیسے موسےٰ علیہ السلام کے لئے ہارون علیہ السلام

وکان فی الحرب سیفا صا ماذکرا
جو لڑائی میں شمشیر برندہ اور دلیر شیر تھا

ذکرت قاتلہ والدمع منحدر ا
میں اس کے قاتل کا خیال کرتا ہوں اور روتا روتا کہتا ہوں

انی لاحسبہ ما کان من بشر
میں تو اس کے قاتل کی بات کہونگا کہ یہ وہ بشر نہیں

اشقی مراد اذا عدت قبائلھا
اپنے قبیلہ مراد میں سب سے زیادہ بدبخت

کعاقر الناقۃ الاولی التی جلبت
وہ تو عاقر ناقہ جیسا تھا جس نے صالح کے ناقہ کو مارا

کانہ لم یرو قصدا بضربتہ
معلوم ہوتا ہے کہ حضرت علیؑ پر وار کرنے سے

لیثا اذا لقی اقران اقرانا
جب خوب گھمسان کا رن پڑ جاتا ہو

فقلت سبحان رب الناس سبحانا
اے خدا تو پاک ہے تیری قدرت عجیب ہے

یخشی المعاد ولکن کان شیطانا
جو قیامت سے ڈرتا ہو بلکہ وہ تو شیطان ہے

واخسر الناس عند اللہ میزانا
اور میزان اعمال میں سب سے زیادہ زیاں کار

علی ثمود بارض الحجر خسرانا
اور قوم ثمود پر ملک حجر میں تباہی لانے کا سبب ٹھیرا

الا لیصلی عذاب الخلد نیرانا
اس کا مقصد یہی ہوگا کہ وہ خود جہنم کی آگ کا ایندھن بن سکے

حضرت علی و جعفر و عقیل رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی والدہ کا نام فاطمہ بنت اسد بن ہاشم ہے جو اسلام لا کر ہجرت سے مشرف ہوئیں۔ مدینہ منورہ میں انتقال کیا۔

نبی صلعم نے انکے کفن میں اپنا کرتا عطا فرمایا۔ اور جب انکو لحد میں اتارا گیا تو آنحضرتؐ بھی لحد میں ان کے ساتھ لیٹ گئے۔ فرمایا۔

میں نے قمیص اس لئے دیا۔ کہ اللہ تعالیٰ انکو حلۂ جنت پہنائے۔ اور ساتھ اس لئے لیٹا کہ قبر کی وحشت جاتی رہے۔

نبی صلعم ان کے حق میں فرمایا کرتے۔ کہ ابو طالب کے بعد ان سے بڑھ کر

میرے ساتھ اچھا سلوک کرنے والا۔ اور کوئی نہ تھا۔

حضرت علی مرتضیٰؓ کی اولاد کے متعلق مورخین نے چند اقوال نقل کئے ہیں:۔

(۱) ۱۸ بیٹے اور ۱۸ بیٹیاں تھیں۔

(۲) ۱۹ بیٹے تھے جن میں سے چھ والد کے سامنے گذر گئے تھے۔ باقی ۱۳ میں سے چھ کربلا میں شہید ہوئے تھے۔ دنیا میں اس وقت صرف ۵ بیٹوں امام حسنؓ امام حسینؓ محمد حنفیہ۔ عباسؓ۔ عمر اطرف کی نسل موجود ہے۔

(۳) ذیل میں ایک نقشہ مع اسماء زوجات درج کیا جاتا ہے۔

| نام اہلیہ | بیٹے | بیٹیاں |
|---|---|---|
| ۱۔ سیدۃ النساء العالمین فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا | حسن و حسینؓ | زینب ۔ کلثوم |
| ۲۔ ام البنین بنت خرام بن خالد (از بنی ہوازن) | عمر ۔ عباس ۔ جعفر عبید اللہ ۔ عثمان | ۔ |
| ۳۔ لیلیٰ بنت مسعود (از بنی تمیم) | عبید اللہ ۔ ابوبکر | ۔ |
| ۴۔ اسماء بنت عمیس الخثعمیہ) | عون ۔ یحییٰ | ۔ |
| ۵۔ امامہ بنت ابو العاص (از بطن سیدہ زینب) | محمد ۔ اوسط | ۔ |
| ۶۔ خولہ بنت جعفر بن قیس | محمد بن حنفیہ یا محمد (اکبر) | ۔ |
| ۷۔ ام سعید بنت عروہ بن مسعود ثقفی | ۔ | ام الحسن ۔ رملتہ الکبریٰ |
| ۸۔ ام حبیبہ بنت ربیعۃ التغلبیہ | عمر | رقیہ |
| ۹۔ مسیاۃ بنت امراء القیس الکلبی | ۔ | حارثہ |

ن ۱؎ عمدۃ المطالب فی نسل ابی طالب۔ ۲؎ ایک تیسرے فرزند محسنؑ کا نام کتب لاربعہ فی اسماء صحابہ میں سے صرف ابوموسیٰ نے لکھا ہے۔ علامہ ذہبی کہتے ہیں۔ تفرد بذکرہ ابو اسحاق عن ہانی بن ہانی عن علی۔

دختران جواری ہیں { امّ ہانی میمونہ - زینب الصغریٰ - رملہ الصغریٰ - فاطمہ - امامہ - خدیجہ
امّ الکرام - امّ سلمہ - جمانہ - نفیسہ - امّ جعفر ؎

سیدہ فاطمہ علیہا السلام کی اولاد کا ذکر اہلبیت نبوی میں کیا گیا ہے - اولاد علی مرتضیٰ رض کا ذکر اس جگہ کیا جاتا ہے ؎

# عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن علی مرتضیٰ رض

میدان کربلا میں علمبردار امام ہمام تھے - انکا خطاب سقائے اہلبیت بھی ہے ۳۴ سال کی عمر میں شہید ہوئے تھے ۲؎ - اولاد یہ ہے :-

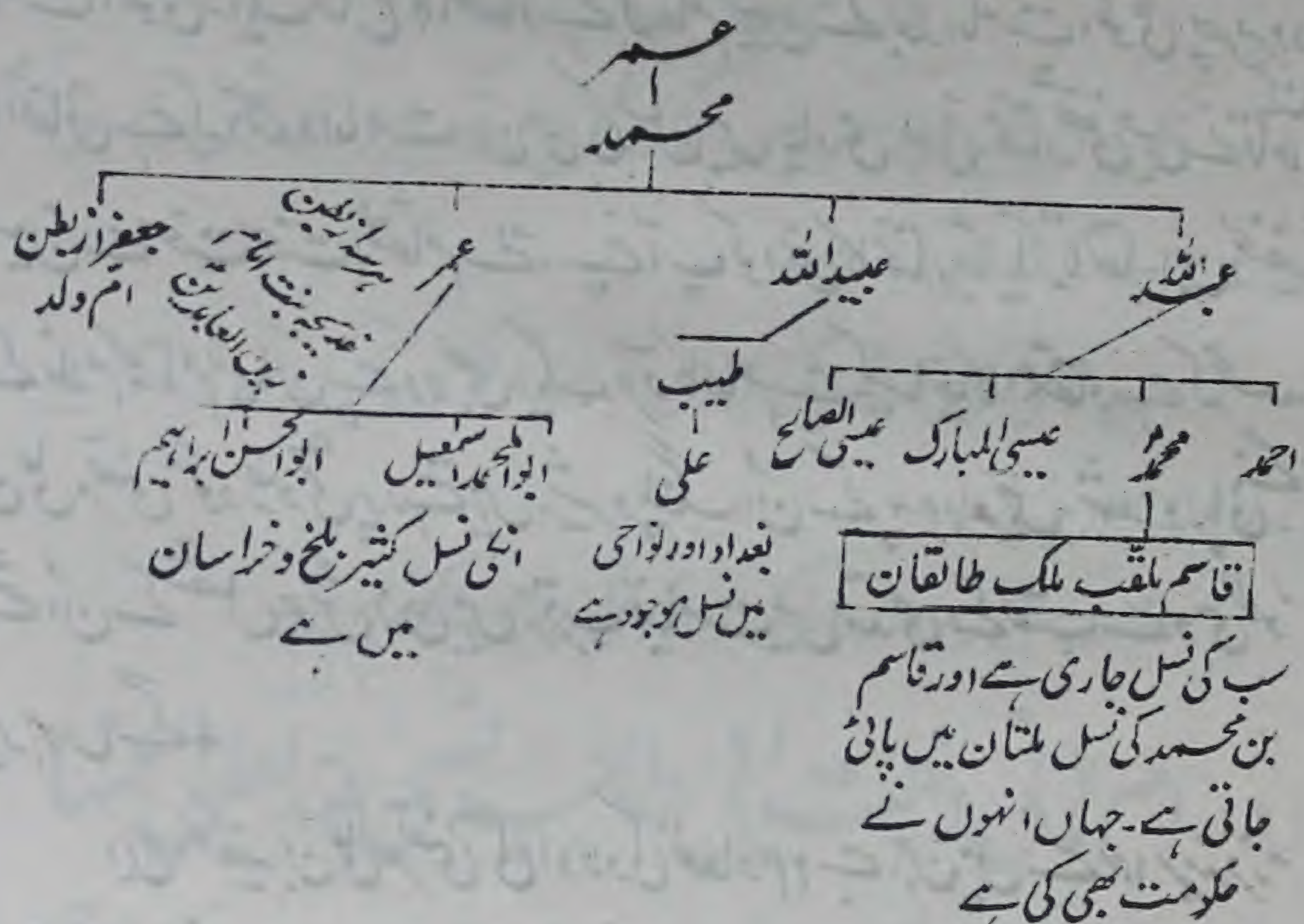
عباس علمبردار
عبداللہ
حسن

- عبیداللہ قاضی الحرمین
  - عبداللہ
    - ہارون: اولاد بنو ہارون کے نام سے مشہور اور دنیا میں پائی جاتی ہے
    - داؤد الاکبر: ان کی اولاد بنو داؤد کے نام سے مشہور اور یمن میں پائی جاتی ہے
- عباس الفصیح: شاعر اور ہارون رشید کا مقرب تھا - چار بیویوں سے نسل جاری ہے - بعض نسابین نے لکھا ہے کہ صرف عبداللہ بن عباس الفصیح کی نسل سمرقند میں رہ گئی ہے
- حمزۃ الاکبر: ابو القاسم - ان کا چہرہ حضرت علیؓ سے مشابہ تھا - مامون نے ایک لاکھ روپیہ دیا
  - علی
    - محمد: نسل جاری ہے
- ابراہیم جردقہ: زاہد فقیہ و امام تھے
  - علی
  - محمد
  - حسن
  ہر سہ کی اولاد مصر میں ہے
- فضل
  - جعفر
    - فضل: نسل جاری ہے
  - عباس الاکبر: چار فرزندوں سے نسل جاری ہے
  - محمد
    - ابو الفضل الشاعر: نسل جاری ہے

۱؎ جزء السادس للکتاب الطبری صفحہ ۸۹ وغیرہ ؎
۲؎ قاتلوں کے نام زید بن رقاد الجنبی اور حکیم بن الطفیل سنبسی ہیں فقط

# عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ الاطرف ابن علی مرتضیٰ

عباس علم بردار کے برادر حقیقی ہیں۔ اختلاف یہ ہے۔ کہ ان میں سے بڑا کون تھا۔ ۷۷ سال کی عمر میں وفات پائی۔ بعض کا بیان ہے۔ کہ مصعب بن زبیرؓ کی طرف سے مختار ثقفی کے ساتھ جنگ کرتے ہوئے شہید ہوئے۔ انکی نسل کا سلسلہ یہ ہے:۔




حضرت عباس علمدار کے باقی تینؔ بھائی جعفرؔ۔ عبیداللہ۔ عثمانؔ کربلا میں شہید ہوئے تھے۔

# ابوالقاسم محمد بن علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ان کی والدہ خولہ ملقب حنفیہ قبیلہ حنفیہ بن لُجَیم سے ہیں۔ اس قبیلہ نے عہد صدیقی میں ارتداد کیا تھا۔ یہ جنگ میں اسیر ہو کر آئیں اور علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے حصہ میں

محمد بن علی ۱۶ھ خلافت فاروقی میں پیدا ہوئے اور یکم محرم ۸۱ھ کو انتقال فرمایا۔ ان کے زہد و ریاضت اور زور و قوت کی حکایات بہت سی مشہور ہیں بلکہ مرتضوی کے علم دار یہی ہوا کرتے تھے۔ کسی نے ان سے کہا کیا وجہ ہے کہ تمہارے والد حسنؓ و حسینؓ کو جنگ میں نہیں بھیجتے اور تم کو ہر ایک سخت کام پر مامور کیا کرتے ہیں۔ فرمایا۔ وہ علیؓ کی آنکھیں ہیں۔ اور میں علی کا ہاتھ ہوں۔ شیعہ کے ایک فرقہ کا اعتقاد ہے۔ کہ حضرت علیؓ کے بعد امامت انکو ملی۔ ایک شاخ کا اعتقاد ہے کہ امام حسینؓ کے بعد امامت انکو ملی پھر ہر دو کا اتفاق ہے کہ آئندہ امامت ان ہی کی نسل میں جاری ہوئی۔ مختار ثقفی جس نے قاتلان حسینؓ سے سخت سخت انتقام لئے۔ اپنے آپ کو انہی کا مختار بتایا کرتا تھا۔ ابن الحنفیہ کے غلام کا نام کیسان ہے وہ بھی ایک فرقہ کا امام ہے۔ کیسانیہ کا اعتقاد ہے کہ محمد بن علی مرتضیٰؓ کوہ رضوی[1] پر رہتے ہیں۔ شیر و پلنگ اُن کے پہرہ دار ہیں۔ شہد اور پانی کے چشمے اُن کے متصل جوش زن ہیں۔ قرب قیامت میں مہدی کے لقب سے وہی ظہور پذیر ہوں گے۔

ابن الحنفیہ بن علی مرتضیٰؓ کی اولاد کی تعداد ۲۴ ہے۔ جن میں سے ۱۴ نرینہ فرزند تھے۔ تینؔ سے نسل جاری ہے۔ اولاد کا شجرہ یہ ہے۔

محمد بن علی مرتضیٰؓ

- ابو ہاشم
  - عبد اللہ — بزرگ تابعین سے ہیں
- جعفر — یہ بمقام حرہ شہید ہوئے تھے — انکی اولاد کثیر موجود ہے
- علی — نسل کثیر موجود ہے
  - ابو محمد حسن — کے بیٹے ابراہیم
  - علی ابن محمد بن ابراہیم — نسل کثیر باقی ہے

[1] بندرگاہ ینبوع سے کوہ رضوی کی چوٹیاں نظر آتی ہیں ۱۲

# محمد بن علی مرتضیٰ رضؓ

انکی والدہ سیدہ امامہ بنت سیدہ زینب بنت النبی صلعم ہیں۔ کربلا میں ایک شخص قبیلہ بنی ابان بن دارم کے تیر سے شہید ہوئے۔ سلسلہ نسل گم ہے ❊

# ابوبکر بن علی مرتضیٰ رضؓ

انکی والدہ لیلیٰ بنت مسعود ہیں۔ جنگ کربلا میں شہید ہوئے۔ بعض نے ان کی شہادت میں اختلاف بھی کیا ہے ❊

سیدنا علی مرتضیٰؓ کے دیگر فرزندوں عبداللہ و عون و یحییٰ و عمر (فرزند حبیبہ) کے حالات نہیں ملے ❊

حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ کی اولاد کو علوی بھی کہتے ہیں ❊

# (۵) ام ہانی دختِ ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہا

یہ حضرت علی مرتضیٰؓ کی حقیقی بہن ہیں۔ ابوطالب کی سب اولاد۔ طالب۔ عقیل۔ جعفر۔ علی۔ ہند۔ جمانہ ایک ہی والدہ فاطمہ اسدیہ سے ہے ❊

ام ہانی نام ہند تھا۔ بعض نے فاختہ بھی لکھا ہے۔ انکا نکاح ہبیرہ بن ابی وہب بن عمرو بن عایذ بن عمران بن مخزوم سے ہوا تھا۔ ام ہانی کے بطن سے ہانی عمرو۔ یوسف اور جعدہ دختر پیدا ہوئے تھے۔ ام ہانی عام الفتح کو اسلام لائی تھیں۔ ہبیرہ نجران کو بھاگ گیا تھا۔ اس کی واپسی از نجران اور قبولیت اسلام کی کوئی روایت

نہیں ملی۔ ہبیرہ نے اپنے فرار کے متعلق مندرجہ ذیل اشعار لکھ بھیجے تھے :-

لَعَمْرُكَ مَا وَلَّيْتُ ظهری مُحَمَّدًا واصحابه جبنا ولا خيفة القتل

ولكننی قلبت امری فلم اجد لسيفی غناء ان ضربت ولا نبل

وقفت فلما خفت ضيعة موقفی رَجَعْتُ لعود كالهزبر الى الشبل

**ترجمہ**۔ سچ سمجھو تو میں نے محمدؐ اور اصحاب محمدؐ کے سامنے سے بوجہ نامردی یا خوف قتل پیٹھ نہیں دی۔ بلکہ میں نے دیکھا کہ میرا کام اُلٹ گیا۔ اور میری تلوار میرا نیزہ اب کچھ کام نہیں بنا سکتے۔ پہلے تو میں ٹھہرا لیکن جب دیکھا کہ موقف بھی گل رہا ہے تب لوٹ کر چلا آیا جیسا کہ شیر اپنے بچوں کی طرف واپس آیا کرتا ہے۔

## (۵) جمانہ دخت ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہا

اولاد ابی طالب میں جمانہ کا نام ملتا ہے۔ مگر ان کے حالات سے کوئی آگاہی نہیں ملتی۔ ابن اسحٰق امام اہل السیر نے لکھا ہے کہ نبی صلعم نے پیداوار خیبر میں سے تیس وسق خرما جمانہ دخت ابی طالب کے لئے مقرر فرمائے تھے :-

اس فقرہ سے یہ بھی معلوم ہوا کہ وہ خلعت اسلام سے مشرف تھیں اور یہ بھی ظاہر ہوا۔ کہ فتح خیبر تک وہ حیات تھیں :-

## حمزہ عم النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

امیر المومنین اور اسد اللہ و رسولہٗ ان کے خطاب ہیں ۶ سنہ نبوت میں اسلام لائے اور پھر ہمیشہ ناصر اسلام رہے۔ یہ نبی صلعم کے برادر رضاعی بھی تھے یعنی ہر دو نے ثویبہ کا دودھ پیا تھا۔ ابو عمارہ ابو یعلی کنیت فرمایا کرتے تھے۔ جنگ بدر میں نہایت شجاعت اور

مردانگی کے کرشمے دکھائے اور جنگ احد میں دشمنوں کے بڑے بڑے بہادروں کو خاک میں ملا کر وحشی کے ہاتھ سے جس نے پتھر کے پیچھے چھپ کر بزدلانہ حملہ کیا تھا شہید ہوئے۔ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سید الشہداء کا خطاب عطا فرمایا۔ انکی لاش پر کھڑے ہو کر نبی صلعم نے فرمایا تھا:

| | |
|---|---|
| رحمك الله ای عم فلقد كنت | چچا۔ خدا تم پر رحم کرے۔ تم قرابت کا حق خوب |
| وصولا للرحم فعولا للخيرات | ادا کرنے والے اور بکثرت نیکی کرنیوالے تھے۔ |

دشمنوں نے انکا جگر نکالا۔ کان کاٹے۔ چہرہ بگاڑا۔ پیٹ چاک کر ڈالا تھا۔ نبی صلعم لاش کی حالت کو دیکھ کر اس قدر غمزدہ اور اندوہگین ہوئے تھے۔ کہ اتنا رنج آپ نے کبھی بھی نہ مانا تھا:

کعب بن شرف (یا عبداللہ بن رواحہ) نے اس شہادت پر مندرجہ ذیل اشعار کہے ہیں:۔

| | |
|---|---|
| بكت عينی وحق بها بكاء | وما يغنی البكاء ولا العويل |
| میری آنکھ روتی ہے یہ رونا ٹھیک بھی ہے | گو رونے اور چلّانے کا نتیجہ کچھ بھی نہیں |
| علی اسد الاله غداة قالوا | لحمزة ذاكم الرجل القتيل |
| رونا اس شیر خدا پر ہے جب یہ آواز نکلی | کہ حمزہ مرے پڑے ہیں |
| اصيب المسلمون به جميعا | هناك وقد اصيب به الرسول |
| سب ہی مسلمانوں نے ان کے واقعہ کو مصیبت سمجھا | حتی کہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی |
| ابا يعلی لك الاركان هدت | وانت الماجد البر الوصول |
| ابو یعلی حمزہ گو مر گئے مگر شک نہیں وہ بڑی عزت والے | اور لوگوں سے بھلائی کرنیوالے اور قرابتیوں سے احسان کرنیوالے تھے |

علیك سلام ربك فی جنان
حمزہ پر خدا کی سلامتی ہو وہ ان بہشتوں

یخالطها نعیم لا یزول
میں ہیں جہاں کی نعمتوں کو زوال نہیں

الا یا هاشم الاخیار صبرا
آل ہاشم کے سرداروں سے عرض ہے کہ صبر کریں

فکل فعالکم حسن جمیل
ان کے کام تو سبھی اچھے ہُوا کرتے ہیں

رسول الله مصطبر کریم
برگزیدہ رسول خدا سراپا صبر ہیں

بامر الله ینطق اذ یقول
وہ جب بولتے ہیں تو حکم خدا سے بولتے ہیں

الا من مبلغ عنی لوٴیا
کوئی ہے جو قریش سے جا کر کہہ دے

فبعد الیوم دائمۃ تدول
کہ آج کے بعد تمہارا زمانہ ہمیشہ کے لئے گیا

وقبل الیوم ما عرفوا اذ اقوا
ہاں آج سے پہلے ہمنے تمکو وہ وہ مزے چکھائے ہیں

وقایعنا بها یشفی الخلیل
جن کو سنکر دوست کو اطمینان ہو جاتا ہے

نسیتم ضربنا بقلیب بدر
وہ بدر کا کنواں وہ مار

غداة اتاکم الموت العجیل
وہ ناگہانی موت تم آج بھول گئے

غداة ثوی ابوجهل صریعًا
جب ابوجہل چاروں شانے چت گرا پڑا تھا

علیہ الطیر حائمۃ تجول
گدھ اس کی بوٹیاں نوچ رہے تھے

وعتبۃ وابنہ خیرا جمیعًا
اسی طرح عتبہ بھی اس کا بیٹا بھی

وشیبۃ عضہ السیف الصقیل
اسی طرح شیبہ بھی تلوار نے انکی بکا بوٹی کر دی تھی

انکے دو فرزند تھے۔ عمارہ اور یعلیٰ عمارہ کا فرزند حمزہ ہُوا۔ اور یعلیٰ کے پانچ فرزند ہوئے۔ مگر پھر انکی نسل آگے نہ چلی۔ دو لڑکیاں تھیں۔ اُمّ الفضل اور اَمامہ۔ اُمّ الفضل دختر حمزہ سے ایک حدیث عبداللہ بن شدّاد نے روایت کی ہے۔ وہ فرماتی ہیں ہمارا ایک

آزاد کردہ غلام مرگیا تھا۔ اس کے ایک بیٹی ایک بہن تھی۔ نبی صلعم نے دونوں کو نصفا نصف ورثہ دلایا تھا۔

امامہ وہی ہے۔ جن کے حق حضانت کی بابت حضرت زید اور جعفر طیار اور علی مرتضیٰ رض نے نبی صلعم کی حضور میں اپنے دلائل پیش کئے تھے۔

حضرت زید کہتے تھے حمزہ مواخات میں میرے بھائی تھے۔ اس لئے لڑکی پرورش کے لئے مجھے ملنی چاہئے۔

حضرت علی رض کہتے تھے لڑکی میرے چچا کی لڑکی ہے۔ اور اُس نے مکہ سے مدینہ تک ہودج فاطمہ رض میں سفر کیا ہے۔

حضرت جعفر طیار کہتے تھے لڑکی میرے چچا کی لڑکی ہے اور اُس کی خالہ میری بیوی ہے۔

نبی صلعم نے حضرت جعفر کے حق میں فیصلہ فرمایا تھا۔ یہ واقعہ سنہ ۶ھ کا ہے اور صحاح میں تفصیل سے مذکور ہے۔ امامہ کا نکاح امّ المومنین امّ سلمہ کے فرزند سلمہ کیساتھ ہوا تھا

## ابولہب بن عبد المطّلب

نبی صلعم سے توحید کی وجہ سے عداوت رکھتا تھا۔ جب نبی صلعم بازاروں میں وعظ فرمایا کرتے تب ابولہب قریب ہی کھڑے ہو کر چلّایا کرتا۔ لوگو اس کی نہ سنو دیوانہ ہے۔

ابولہب جنگ بدر سے ۸ دن بعد طاعون سے ہلاک ہُوا۔ تین دن تک اس کا جثّہ سڑتا رہا۔ لیکن جب سڑاندھ سے سارا محلّہ تکلیف پانے لگا۔ تب اس کے اقارب نے اُس کی لاش کو لمبی لمبی بلّیوں سے چارپائی سے نیچے گرا دیا۔ اور دیوار کے اوپر چڑھ

کرا تنے پتھر اس ناپاک جُثہ پر پھینکے۔ کہ وہ پتھروں کے ڈھیر میں چھپ گیا۔ اَلنَّاسُ وَالْحِجَارَۃُ دونوں کا لقمہ ایک ہی وقت میں نار کو مل گیا۔

اس کے چار بیٹے تھے۔ دو بحالتِ کفر بُری طرح تباہ ہوئے اور دو عقبہ اور معتّب عام الفتح کو مسلمان ہو کر جنگِ حنین میں ہمرکاب نبوی صلعم حاضر ہوئے۔ اس جنگ میں معتّب کی ایک آنکھ بھی جاتی رہی تھی۔ دونوں بھائی مکہ ہی میں رہے۔

درّہ بنت ابی لہب بھی مسلمان ہوئی۔ یہ حارث بن نوفل بن حارث بن عبد المطلب کے نکاح میں آئی۔ عتبہ اور ولید اور ابو مسلم درہ ہی کے بطن سے ہیں۔ درہ نے یہ حدیث رسول اللہ صلعم سے روایت کی ہے۔

| | |
|---|---|
| انہ سئل ای النّاس خیرٌ فقال اتقاھم اللہ و امرھم بالمعروف وانھاھم عن المنکر واوصلھم لرحمہ | لوگوں میں بہتر کون ہے نبی صلعم نے اس سوال کے جواب میں فرمایا۔ وہ جسے خدا کا تقویٰ زیادہ ہو۔ جو لوگوں کو نیک کاموں کا حکم کرتا۔ بُرے کاموں سے روکتا۔ اور قرابت مندوں سے سلوک کرتا ہو۔ |

یہ حدیث بھی درہ بنت ابی لہب سے مروی ہے۔

لَا یُؤذی حیٌّ بمیت | کسی مردہ کے افعال کے بدلے کسی زندہ کو اذیت نہیں دی جا سکتی۔

## عبّاس بن عبد المطّلب عمّ النّبی صلّی اللہ علیہ وسلم

نبی صلعم سے عمر میں دو سال بڑے تھے۔ انکی والدہ کا نام نتیلہ بنت جناب تھا۔ یہ پہلی عربی خاتون تھیں جنہوں نے بیت الحرام کو حریر اور دیباج کا لباس پہنایا۔

حضرت عبّاس قبل از اسلام بھی رئیس قریش تھے۔ عمارۃ المسجد الحرام اور سقایہ

ان ہی سے متعلق تھی۔ سقایہ کے معنیٰ تو مشہور ہی ہیں (پیاؤ لگوانا) مگر عمارت سے مطلب یہ ہے۔ کہ بیت الحرام کے اندر کسی شخص کو گالی گفتار نہ ہونے دیتے تھے۔ اور کوئی شخص خانہ کعبہ کے اندر بیہودہ بات زبان پر نہ لاسکتا تھا۔

جنگِ بدر میں یہ قریش کی جانب تھے اور پکڑے گئے تھے۔ انکی مشک بندی زور سے کردی گئی تھی جس کی تکلیف سے وہ ہائے ہائے کرتے تھے۔

یہ آواز نبی صلعم کے سمع مبارک تک آتی تھی۔ اور آپ اِدھر سے اُدھر کروٹیں بدلتے تھے۔ کسی نے عرض کیا کہ حضورؐ آرام کیوں نہیں فرماتے۔ فرمایا۔ عباس کے کراہنے سے مجھے نیند نہیں آتی۔ تھوڑی دیر ہو چکی تو یہ آواز حضورؐ نے نہ سُنی۔ فرمایا عباس کا کیا حال ہے۔ اِس نے عرض کیا۔ کہ مَیں نے انکی مشک بندی کھول دی ہے۔ فرمایا جاؤ سب اسیروں کے ساتھ یہی برتاؤ کرو۔

حجاج بن علاط کی حدیث سے ثابت ہے کہ حضرت عباسؓ قدیم الاسلام تھے لیکن انہوں نے اپنا اسلام چھپا رکھا تھا۔ اور حکم نبوی صلعم سے مکہ میں ٹھیرے ہوئے تھے اخبار کفار حضورؐ تک پہنچایا کرتے۔ اور غریب مسلمانان مکہ کی امداد فرمایا کرتے۔ اظہار اسلام کے بعد حنین۔ طائف اور تبوک کے غزوات میں شامل ہوئے۔

اظہار اسلام سے پیشتر بیعت عقبہ ثانیہ میں نبی صلعم کی معیت میں حاضر تھے بدر میں عقیل اور نوفل برادرزادوں اور حارث برادر خود کا فدیہ انہوں نے خود ادا کیا تھا جنگِ حنین میں حضرت عباسؓ برابر ملتزم رکاب نبوی رہے۔

اسلام کے بعد نبی صلعم انکی نہایت حرمت و عزت فرمایا کرتے اور ارشاد فرماتے ھذا عمی وصنو ابی (یہ میرے چچا ہیں اور میرے باپ کے برابر ہیں)۔

حضرت عباسؓ جواد و مُطعِم۔ اہل قرابت سے سلوک کرنے والے صاحب رائے و تدبیر اور صاحب دعا مستجاب تھے۔

انہوں نے ۱۲ رجب (یا رمضان) ۳۲ھ میں بعمر ۸۸ سال وفات پائی۔ حضرت عثمان غنیؓ نے نماز جنازہ ادا کی اور جنۃ البقیع میں مدفون ہوئے۔

ان کے فرزند یہ ہیں:۔

فضل[۱]۔ عبداللہ[۲]۔ عبیداللہ[۳]۔ معبد[۴]۔ قثم[۵]۔ عبدالرحمٰن[۶] ام حبیب[۷] دختر۔ یہ سب تو ام الفضل کے بطن سے ہیں۔ اور عونؓ بن عباس ایک دوسری ماں سے۔ اور تمام[۹] و کثیر[۱۰] ایک اور ماں سے۔ اور حارث[۱۱] ایک اور ماں سے ہیں۔

(۱) فضل بن عباس سب سے بڑے ہیں۔ باپ کی کنیت ابو الفضل اور ان کی ماں (لبابۃ الصغریٰ) کی کنیت ام الفضل انہی کے نام پر ہے۔ یہ غزوہ حنین میں شریک اور حجۃ الوداع میں حاضر ہوئے اور غسل نبوی صلعم میں شامل تھے اور علی مرتضیٰؓ کے ہاتھ پر پانی ڈالتے تھے۔

۱۳ھ یا ۱۸ھ میں شہید ہوئے۔ ایک لڑکی ام کلثوم باقی چھوڑی۔ اس کا نکاح اوّل امام حسنؑ کے ساتھ پھر ابو موسے اشعری کے ساتھ ہوا تھا۔ عبداللہ بن عباسؓ اور ابوہریرہؓ نے ان سے روایت کی ہے۔

(۲) عبداللہ بن عباسؓ حضرت عباسؓ کے فرزندوں میں سب سے زیادہ مشہور حبرالامت اور ربانی امت کے لقب سے ملقب ہیں ۶۸ھ میں ستر سال کی عمر میں طائف میں وفات پائی۔

نبی صلعم نے فرمایا تھا اللھم علّمہ الحکمۃ وتاویل القرآن ایک حدیث میں

الفاظ دعاء نبوی صلعم یہ ہیں۔ اللھم بارك فیہ وانشر منہ واجعلہ من عبادك الصالحین

مسروق کہتے ہیں ابن عباسؓ کو دیکھ کر میں کہتا تھا کہ یہ سب سے زیادہ حسین ہیں۔ گفتگو سنکر یقین ہوتا تھا کہ یہ سب سے زیادہ فصیح ہیں۔ اور انکی روایات سنکر معلوم ہوتا تھا۔ کہ یہ سب سے بڑھ کر عالم ہیں۔

حضرت علی مرتضیٰؓ نے انکو حاکم بصرہ مقرر کیا تھا۔ جنگ جمل و صفین و نہروان میں یہ حضرت علی مرتضیٰؓ کی خدمت میں مع اپنے فرزندان حسنؓ و حسینؓ اور محمد کے حاضر رہے تھے۔ آخر عمر میں انکی آنکھیں جاتی رہی تھیں۔ اس پر انکے اشعار ہیں:۔

ان یاخذ اللہ من عینیَّ نورُ ھُمَا     ففی لسانی وقلبی منھما نور

قلبی ذکیٌّ وعقلی غیر ذی دخل     وفی فمی صارم کالسیف ماثور

علوم شعر و انساب اور ایام عرب اور وقائع عرب اور علم حدیث و فقہ و تفسیر میں امام تھے۔ خلفاء عباسیہ ان ہی کی اولاد ہیں۔ ابن عباسؓ نے ڈیڑھ ہزار سے کچھ زائد احادیث کی روایت کی ہے[1]۔ خلفاء بغداد جن کی حکومت ۱۳۲ھ سے ۶۵۶ھ تک رہی انہی کی نسل تھی۔ عالیجناب والا دودمان نواب صاحب بہاول پور اسی نژاد عالی سے ہیں۔

(۳) عبید اللہ بن عباس! یہ اپنے بھائی عبد اللہ سے ایک سال چھوٹے تھے علی مرتضیٰؓ نے انکو اپنے عہد خلافت میں حاکم یمن بنایا تھا۔ اور ۳۶ھ و ۳۷ھ میں یعنی دو سال تک حضرت علی مرتضیٰؓ کے حکم سے امیر الحاج بھی بنے رہے۔ ۵۸ھ میں وفات پائی۔ اجود النّاس مشہور تھے۔

(۴) معبد! عہد نبوی میں پیدا ہوئے۔ اور ۳۵ھ میں بعہد خلافت عثمان غنیؓ ملک افریقہ میں جہاد کرتے ہوئے شہید ہوئے۔ ان سے کوئی حدیث مروی نہیں۔

[1] کتاب الفصل جلد ۴ لابن حزم صفحہ ۱۳۸۔

(۵) قثم بن عباس! عبداللہ بن جعفر سے روایت ہے کہ میں اور عبید اللہ اور قثم کھیل رہے تھے۔ نبی صلعم وہاں سے گذرے مجھے آگے اور قثم کو اپنے پیچھے سوار کر لیا اور ہمارے لیئے دعا بھی فرمائی۔

حضرت علی مرتضیٰ نے ان کو اپنے عہد خلافت میں حاکم مکہ کر دیا تھا اور شہادت مرتضوی تک یہ اسی جگہ مامور رہے۔ قثم سعید بن عثمان غنیؓ کے ساتھ سمرقند کے جہاد کو گئے تھے۔ وہیں شہید ہوئے۔

ایک شاعر ان کی مدح میں لکھتا ہے :-

كم صارخ بك مكروب وصارخة يدعوك يا قثم الخيرات يا قثم

بہت سے مصیبت زدہ مرد اور عورتیں قثم۔ سخی قثم کو پکارا کرتے ہیں

سب سے آخر میں نبی صلعم سے یہی الگ ہوئے تھے۔ یعنی لحد مبارک میں حضور صلعم کو لٹانے کے بعد سب سے آخر میں یہی باہر نکلے تھے۔

(۳) کثیر۔ وفات نبوی سے چند ماہ پیشتر ۱۰ھ میں پیدا ہوئے تھے۔ فقیہ ذکی و فاضل تھے۔ انکی ماں رومیہ (یورپین) تھی۔

(۴) تمام۔ کثیر کے مادرزاد بھائی۔ اولاد عباسؓ میں سب سے چھوٹے ہیں۔ بڑے بہادر حملہ آور تھے۔ حضرت علیؓ کی جانب سے حاکم مدینہ بھی رہے۔ ان کی اولاد باقی ہے۔

(۶) عبدالرحمٰن عہد نبوی میں پیدا ہوئے۔ اور اپنے بھائی معبد کے ساتھ افریقہ میں شہید ہوئے۔

(۷) ام حبیب۔ دختِ عباسؓ کا نکاح اسود بن سفیان بن عبدالاسد مخزومی سے ہوا تھا۔ سفیان ام المومنین ام سلمہؓ کا حقیقی برادر ہے۔

# زبیر عم النبی صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم

آنحضرت صلعم ۱۴ سال کے تھے۔ جب ان کا انتقال ہوا[1]۔ حلف الفضول[2] کے قیام میں انہوں نے بہت سعی کی تھی۔ اس سے انکی نیکی اور رحم دلی کا حال معلوم ہوتا ہے۔ زبیر شاعر فصیح البیان تھے۔ اپنے والد کے وصی تھے[3]۔ ان کا ایک فرزند عبداللہ اور دو لڑکیاں ضباعہ اور اُم حکیم صحابی ہیں[4]:

## عبداللہ ابن زبیر عم النبی صلعم

جنگ اجنادین میں جو بعہد خلافت صدیق ہوئی شہید ہوئے تھے۔ انکی لاش کے گرد دشمنوں کی لاشوں کا ڈھیر لگا ہوا تھا۔ جس سے واضح تھا کہ کیسی شجاعت کے بعد انہوں نے جان بجان آفرین دی تھی۔ نبی صلعم ان کو (ابن عمّی وحبتی) میرے چچا کا بیٹا اور میرا پیارا) فرمایا کرتے تھے:

# عمات النبی صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم

## اُم حکیم بیضاء عمۃ النبی صلعم

حضرت عبداللہ و ابوطالب و زبیر کی حقیقی بہن ہیں:

ان کا نکاح کُرَیز بن ربیعہ بن حبیب بن عبد شمس بن عبد مناف سے ہوا تھا۔ ان کے فرزند کا نام عامر تھا۔ جو فتح مکّہ کے دن مسلمان ہوئے تھے۔ انکا بیٹا عبداللہ بن عامر

---

[1] انسان العیون جلد اوّل صفحہ ۱۳۵ ⁂ [2] حلف الفضول دیکھو کتاب رحمۃ للعالمین جلد اوّل صفحہ ۲۴

[3] طبقات کبیر ابن سعد جلد اوّل ⁂ [4] الاستیعاب ⁂

بھی صحابی ہے۔ جسے حضرت عثمان غنیؓ نے والی خراسان بنایا تھا۔

امِ حکیم کی دختر اروی ہیں جو عثمان ذوالنورین کی والدہ ہیں[1]۔

## امیمہؓ عمۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم

ان کا نکاح جحش بن رباب سے ہوا تھا۔ امّ المومنین زینبؓ اور امّ حبیبہؓ اور حمنہؓ دختران اور عبداللہؓ بن جحش انکے پسر ہیں۔

امّ حبیبہ اہلیہ عبدالرحمن بن عوف ہیں۔

حمنہ کا پہلا نکاح مصعب بن عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے۔ دوسرا نکاح حضرت طلحہ بن عبداللہ سے ہوا۔ اس نکاح سے محمد اور عمران دو فرزند ہوئے جو اپنی ماں سے روایت کرتے ہیں۔

عبداللہ بن جحشؓ یوم اُحد کو شہید ہوئے اور اپنے ماموں حمزہؓ کیساتھ مدفون ہوئے۔

## عاتکہ عمۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم

انہوں نے جنگ بدر سے چند یوم پہلے ایک خواب دیکھا تھا۔ کافروں نے یہ خواب سنا تو خوب کھلی اُڑائی۔ کہ اب تو ہاشم کی لڑکیاں بھی نبوت کرنے لگیں لیکن نتیجہ وہی نکلا۔ جیسا کہ خواب میں انکو دکھایا گیا۔ خواب یہ تھا۔ کہ ایک سوار ہے اس نے کوہ بوقبیس سے ایک پتھر اُٹھایا ہے۔ اور رکن کعبہ پر کھینچ مارا ہے۔ اس پتھر کے ذرّا ذرّا ریزے ہوگئے۔ ہر ایک ریزہ قریش کے ہر ایک گھر میں جا پہنچا۔ البتہ بنو زہرہ بچے رہے[2]۔ عاتکہ بمعنی طاہرہ ہے۔

---

[1] زرقانی والاستیعاب۔

[2] الاستیعاب صفحہ ۷۴۳۔ بنو زہرہ جنگ بدر میں شامل نہ ہوئے تھے۔

## صفیہ عمۃ النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کی حقیقی بہن ہیں :۔

انکا پہلا نکاح حارث بن حرب بن امیہ سے ہُوا تھا۔ وہ مر گیا تو نکاح ثانی عوام بن خویلد بن اسد سے ہُوا۔ عوام حضرت خدیجۃ الکبریٰ کے برادر حقیقی تھے۔ اس نکاح سے حضرت زبیر پیدا ہوئے۔ جو عشرہ مبشرہ میں سے ہیں۔ یعنی حضرت زبیرؓ حضرت خدیجہؓ کے بھتیجے اور نبی صلعم کے پھپیرے بھائی ہیں ⁂

سائب بن العوام بھی انکے فرزند ہیں جو غزواۃ بدر و خندق اور جنگ یمامہ میں نبرد آزما ہوئے تھے۔ انہوں نے جنگ خندق میں اپنی شجاعت کا اظہار کیا۔ اور ایک یہودی کو قتل کیا تھا۔ نبی صلعم نے ان کو مال غنیمت میں سے حصہ عطا فرمایا تھا ⁂

انہوں نے اپنی قوت ایمانیہ کے کمال کا ثبوت جنگِ اُحد میں دیا تھا۔ حمزہؓ جیسے بھائی کو خاک و خون میں دیکھا۔ انکی لاش کو بے حرمت شدہ پایا۔ پھر بھی نہ روئیں نہ چلّائیں۔ بلکہ دعا کر کے چلی آئیں ⁂

## برہ عمۃ النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

انکا نکاح عبد الاسد بن ہلال بن عبد اللہ بن عمرو بن مخزوم القرشی سے ہُوا تھا۔ ابو سلمہ عبد اللہ ان ہی کے فرزند ہیں۔ جو اُمّ المومنین اُمّ سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے شوہر اول ہیں۔ ابو سلمہ کا حال اُمّ المومنین امّ سلمہؓ کے احوال میں ہے ⁂

## اروی عمۃ النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

نبی صلعم کے والد کی حقیقی بہن ہیں۔ ابن سعد اور ابن القیم نے انکے اسلام کی تصدیق کی ہے اور واقدی نے روایت کی ہے کہ جب انکے فرزند طُلَیب نے ماں کو اپنے

اسلام کی خبر سنائی تو اروی خاتون نے کہا:

| | |
|---|---|
| آن احق من وازرت و عضدت ابن خالك لو كنّا نقدر على مايقدر عليه الرّجال لمنعناه وذبّبناه عنه | تیرے لئے تیرے ماموں کا بیٹا سب سے بڑھکر خدمت و مدد کا حقدار ہے۔ بخدا اگر ہم عورتوں کو بھی مردوں جیسی طاقت ہوتی تو ہم اُس کا بچاؤ کیا کرتیں اور اُس کے دشمنوں کو جواب دیا کرتیں[1] |

اروی نے نبی صلعم کی وفات پر مندرجۂ ذیل اشعار کہے تھے:۔

| | |
|---|---|
| الا یا رسول الله کنت رجائنا | وکنت بنا برّا ولم تك جافیا |
| کانّ علی قلبی لذکر محمّد | وماجمعت من النبی المحاویا[1] |

اروی کا نکاح عمیر بن وہیب بن عبد بن قصی سے ہؤا تھا۔ ان کے فرزند طُلَیب قدیم الاسلام تھے۔ ان کا شمار مہاجرین اولین میں ہے۔ انھوں نے اول ہجرت حبشہ کی اور پھر ہجرت مدینہ۔ بعض کے نزدیک طُلَیب پہلے شخص تھے۔ جنہوں نے راہِ خدا میں خون بہایا (بعض کے نزدیک سعد بن ابی وقاص ہیں) جنگ بدر میں حاضر ہوئے واقعہ اجنادین میں شہید ہوئے۔ اولاد نہیں چھوڑی:

## عبداللہ والد النبی صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم

باپ کے لاڈلے فرزند تھے۔ عبد المطلب نے منّت مانی تھی کہ اگر خدا تعالےٰ اُسے دس فرزند عطا فرمائیگا۔ تو وہ ایک کو تقرب الٰہی کے لئے ذبح کرے گا:

جب عبد المطلب کے گھر دس فرزند پیدا ہو چکے۔ تب انھوں نے اپنی منّت

[1] سیرت مصنفہ مولوی کرامت علی دہلوی:

کو پورا کرنے کا ارادہ کیا۔ قرعہ ڈالا گیا۔ تو عبد اللہ کے نام کا قرعہ نکلا۔ عبد اللہ نے باپ کی خوشنودی اور مرضاۃِ الٰہی کے لئے قربان ہونا منظور کر لیا۔ لیکن ابوطالب نے اپنے برادر شفیق کے بچاؤ کے لئے مزاحمت کی اور اشعار ذیل میں اپنا مدعا باپ سے بیان کیا:

| | |
|---|---|
| کلا ورب البیت ذی الانصاب | ما ذبح عبد اللہ بالتلعاب |
| یا شیب ان الریح ذو عقاب | ان لنا جرہ فی الخطاب |

اَخوال صدق کاَسُوُدِ الغاب[۱]

حضرت عبد اللہ کے ننھیال بھی اس مزاحمت میں شامل ہو گئے۔ مغیرہ بن عبد اللہ بن عمرو بن مخزوم نے کہا:

| | |
|---|---|
| یا عجبًا من فعل عبد المطلب | و ذبحہ ابنا کتمثال الذھب |
| کلا و بیت اللہ مستور الحجب | ما ذبح عبد اللہ فینا باللعب[۱] |

آخر فیصلہ ہُوا۔ کہ ایک مشہور کاہنہ جو کچھ کہہ دے۔ اس کے مطابق عمل کیا جائے کاہنہ نے کہا کہ قرعہ اونٹوں پر ڈالنا چاہیئے۔ اور جب عبد اللہ کو چھوڑ کر اونٹوں کا قرعہ نکلے اتنے اونٹ قربانی کر دینے چاہیئیں۔

قرعہ کا آغاز دس اونٹوں سے کیا گیا۔ پھر بیس ۲۰ تیس ۳۰۔ چالیس ۴۰۔ پچاس ۵۰۔ ساٹھ ۶۰۔ ستر ۷۰۔ اسّی ۸۰۔ نوّے ۹۰ تک بڑھاتے گئے۔ ہر دفعہ عبد اللہ کا نام نکلا۔ لیکن جب اونٹوں کی تعداد ایک سَو ۱۰۰ کر دی گئی۔ تب قرعہ اونٹوں کا نکل آیا۔ اور عبد المطلب نے بیٹے کے فدیہ اور اپنی منّت کے بدلے میں سَو ۱۰۰ اونٹ قربانی کر دیئے۔

اس میں شک نہیں۔ کہ انسانی قربانی ایک وحشیانہ رسم ہے لیکن یہ رسم اس

[۱] سیرت مولوی کرامت علی دہلوی۔

زمانہ تک ہر ایک ملک میں پائی جاتی تھی - اور ہند - یونان - مصر و ایران چین و افریقہ کے ممالک میں برابر جاری تھی[1]۔

عبدالمطلب کے اس فعل میں اگر کوئی ندرت ہے تو یہ ہے کہ اس نے یہ منت خالص خدائے پاک کے لئے مانی تھی کسی دیوتا یا بت کے لئے نہیں۔ جیسا کہ اس رسم کے پابند لوگ کلیتاً غیر اللہ ہی کے لئے کیا کرتے ہیں۔ ممکن ہے کہ سردار عبدالمطلب کے دل میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے اتباع کا شوق پیدا ہوا ہو۔ اور اس شوق میں مامور و غیر مامور کے فرق کو نہ سمجھ کر انہوں نے یہ باور کر لیا ہو۔ کہ ہر ایک باپ کو قربانی فرزند کا حق حاصل ہے۔

اللہ عزوجل نے احسان فرمایا کہ عبدالمطلب کو بھی ایفاء نذر سے سرخرو کیا۔ اور عبداللہ کو بھی بچایا۔

اس واقعہ سے پیشتر عرب میں انسانی دیت (خون بہا) کے لئے دس اونٹ مقرر تھے۔ لیکن اس واقعہ کے بعد دیت کی مقدار عام طور پر سو اونٹ ہو گئی۔ گویا عبدالمطلب کے خلوص اور سردار عبداللہ کی اطاعتِ پدری کا یہ نتیجہ نکلا کہ سارے ملک میں انسان کی قدر و قیمت بڑھ گئی۔ اور یہ ظاہر ہے کہ دیت کی مقدار میں دہ چند ترقی ہو جانے سے واردات قتل کے شمار میں ضرور نمایاں کمی ہو گئی ہو گی۔ اور اس طرح یہ واقعہ تمام ملک اور بنی نوع انسان کے لئے یمن و برکت بن گیا۔

بیشک! جس گرامی سردار کے فرزند کو رحمۃ للعالمین بننا تھا۔ اس کے آباء کرام کا بھی بنی نوع انسان کے لئے ایسا ہی محسن ہونا ضروری تھا۔

---

[1] نیپال و برہما کی وحشی اقوام میں اب تک جاری ہے - اندرون افریقہ میں بھی غالباً موجود ہے (مصنف)

سردار عبداللہ کی عفتِ نفس کا ایک واقعہ ابو نعیم و خرائطی و ابن عساکر نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے بیان کیا ہے کہ فاطمہ بنت مر الخثعمیہ نے اِن سے اظہار محبت کیا اور اپنی جانب متوجہ کرنے کے لئے سَو اونٹوں کا عطیہ بھی انکو دینا چاہا۔ لیکن انہوں نے اِس درخواست کے جواب میں یہ قطعہ پڑھ کر سنا دیا:

| | |
|---|---|
| اما الحرام فالممات دونه | وَالحِلُّ لَا حِلَّ فاستبينهٗ |
| فكيف الى الامر الذی تبغينه | يحمی الكريم عرضه ودينه[۱] |

سردار عبداللہ کا نکاح سیدہ آمنہؓ سے ہوا تھا۔ اس نکاح کے بعد وہ ملک شام کو تجارت کے لئے چلے گئے تھے۔ اور واپسی کے وقت مدینے میں اس لئے ٹھہر گئے تھے کہ اپنے باپ کے حکم کے موافق وہاں سے کھجوروں کا سودا کریں۔ وہیں بیمار ہوئے اور عالم آخرت کو سدھار گئے۔

نبی صلعم کے والدین کے اسماء پر نظر کرو۔ اُس زمانہ کی تاریخ پر نظر ڈالتے ہوئے ہر ایک مورخ تعجب کریگا کہ ایسے پاک نام کیونکر رکھے گئے تھے حقیقت تو یہ ہے۔ کہ یہ بھی ارہاصِ نبوت تھا۔ جس بچے کو باپ کے خون سے عبودیتِ الٰہی اور ماں کے دودھ سے امنِ عامہ کی گھٹی ملی ہو کچھ تعجب نہ کرنا چاہیئے۔ کہ وہ محمود الافعال حمید الصفات ہو اور تمام دنیا کی زبان سے **محمد** کہلائے۔ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

سردار عبداللہ کا انتقال ۲۵ سال کی عمر میں ہوا تھا۔ جب نبی صلعم ہنوز شکم مادر ہی میں تھے۔

---

[۱] خصائص الکبریٰ جلد ۱ صفحہ ۴۶ ترجمہ فعل حرام کے ارتکاب کرنے سے تو مر جانا ہی اچھا ہے۔ حلال کو بیشک میں پسند کرتا ہوں۔ مگر اس کے لئے اعلان ضروری ہے۔ تم مجھے بہکاتی اور پھسلاتی ہو۔ مگر شریف انسان کو لازم ہے کہ اپنی عزت اور دین کی حفاظت کرے۔

# سیدہ آمنہ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی والدہ ہیں۔ انکے والد وہب بنو زہرہ کے سردار اور قریش میں نہایت محترم تھے۔ سیدہ آمنہ نے اپنے چچا وہیب کی حضانت میں پرورش پائی تھی۔ وہیب بھی اپنے بھائی کی طرح قوم کا سید اور مطاع تھا۔

سیدہ آمنہ کا سلسلہ نسب یہ ہے

| آبائہا | امّہاتہا | |
|---|---|---|
| وہب | برّہ | اَب۔ عبدالعزیٰ بن عثمان بن عبدالدار بن قصی۔ سلسلہ آبائے نبوی ع۵<br>اُم۔ اُم حبیب[1] بنت اسد بن عبدالعزیٰ بن قصی ایضاً |
| عبد مناف | قیلہ | اَب۔ دخیر[2] بن غالب بن حارث (من الخزاعہ)<br>اُم۔ سلمیٰ[3] بنت لوئی بن غالب۔ سلسلہ آبائے نبوی ع۱ |
| زہرہ | جُمل | اَب۔ مالک بن قصیّہ بن سعد بن ملیح (من الخزاعہ)<br>اُم۔ . . . . . . . . . . |
| کلاب | فاطمہ | اَب۔ سعد بن سیل۔ (من الاُزد)<br>اُم۔ ظریفہ بنت قیس |

اس سلسلہ سے واضح ہوگا۔ کہ زہرہ اور قصی بن کلاب دونوں برادر شقیق تھے۔

سیدہ آمنہ نکاح کے پہلے ہی ہفتہ میں امانت دار نور محمدی بن گئی تھیں۔ ان کا بیان ہے کہ مجھے بوڑھی عورتوں نے کہا۔ کہ حمل کے دنوں میں کچھ لوہا گردن میں لٹکا لو۔ اور

[1] ام حبیب کی ماں برّہ بنت عوف نانی قلابہ بنت الحارث پرنانی آمیمہ بنت مالک پرنانی کی ماں دُبّ بنت ثعلبہ پرنانی کی نانی عاتکہ بنت غاضرہ پرنانی کی پڑنانی لیلیٰ بنت عوف بن قصی ہے۔ ابن سعد۔

[2] دخیر کی ماں سلامہ بنت واہب نانی امینہ بنت قیس بن ربیعہ پرنانی نجعہ بنت عبید ہے۔

[3] سلمیٰ کی ماں مادیہ بنت کعبہ بن القین ہے۔

کچھ بازوؤں پر باندھ لو۔ میں نے ایسا ہی کر لیا۔ مگر چند روز کے بعد دیکھا کہ وہ لوہے کی چیزیں کہیں گر پڑی تھیں۔ پھر میں نے کچھ بھی نہ باندھا[1]۔

سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا کو خواب میں بتایا گیا تھا۔ کہ پیٹ کے بچے کا نام احمد رکھنا۔ چنانچہ ماں نے آنحضرت صلعم کا نام احمد رکھا اور دادا نے محمد تجویز کیا۔ پس محمد و احمد[2] دونوں مبارک نام حضور کے ذاتی نام ہیں۔

اس خواب کے بعد ہی سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا کو یقین ہو گیا تھا۔ کہ ان کا مولود نہایت مبارک و مسعود ہو گا۔ چنانچہ جب حلیمہ نے آں حضرت صلعم کو گود لینے میں اس لئے تامل کیا۔ کہ حضور یتیم بچے ہیں تو سیدہ نے فرمایا تھا۔

| | |
|---|---|
| یا ظئر سلی عن ابنك فانہ سیکون لہ شان۔ | اے دایہ اس بچے سے مطمئن رہو۔ اس کی بڑی شان ہونے والی ہے۔ |

حلیمہ بچے کو لے کر چلیں۔ تو سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا نے یہ اشعار کہے:۔

اعیذہ باللہ ذی الجلال | من شر ما مر علی الجبال

حتی اراہ حامل الحلال | ولیفعل العرف الی الموالی

وغیرھم من حشوۃ الرجال[3]

دو سال کے بعد جب آں حضرت صلعم کا دودھ چھڑایا گیا۔ تو مائی حلیمہ حضور کو مکہ میں لائیں۔ اس وقت مکہ میں وبائی بیماری تھی۔ دانشمند والدہ نے حضور کو پھر واپس بھیج دیا۔

---

[1] ابن سعد۔ [2] ابن سعد نے بروایت محمد بن علی یعنی ابن الحنفیہ روایت کی ہے کہ انہوں نے اپنے والد علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے سنا۔ کہ انہوں نے نبی صلعم سے سنا۔ کہ حضور فرماتے تھے "سُمّیتُ احمد" یہ روایت مرفوع ہے۔

[3] ترجمہ میں اپنے بچے کو خدائے ذوالجلال کی پناہ میں دیتی ہوں۔ اس شر سے جو پہاڑوں پر چلتا ہے۔ یہاں تک کہ میں اُسے شتر پر سوار دیکھوں اور دیکھ لوں کہ وہ غلاموں کے ساتھ اور درماندہ لوگوں کے ساتھ سلوک و احسان کرنے والا ہے۔

پانچ سال کی عمر کے بعد مائی حلیمہ نبی صلعم کو پھر واپس لائیں اس وقت ماں نے اس آنکھوں کے نور کو جس نے تمام دنیا کے سامنے نورحقہ روشن فرمایا۔ اپنے پاس رکھ لیا اور پھر انکو ساتھ لے کر یثرب گئیں۔ ننھیال کے ملنے کا بہانہ تھا۔ اور غالباً بے وطن متوفی شوہر کی مٹی دیکھنے کا شوق دل میں پیدا ہوا تھا۔

وہاں ایک مہینہ تک دار النابغہ میں قیام کیا۔ اس سفر میں دو اونٹ سواری کے لئے اور ام ایمن[1] لونڈی بھی ساتھ تھی۔ نبی صلعم جب ۴۷ سال کے بعد مدینہ میں ہجرت فرما کر تشریف لے گئے۔ تو بچپن کی سب باتوں کو یاد کر کے ان کا ذکر فرمایا کرتے تھے کہ یہاں ایک لڑکی انیسہ ہوتی تھی جو ہمارے ساتھ کھیلا کرتی تھی۔ اس قلعہ کے اوپر پرندہ آبیٹھا کرتا تھا۔ بچے اُسے اُڑایا کرتے تھے۔ اِس گھر میں میری ماں یہاں بیٹھا کرتی تھی۔ اور اس گھر میں میرے والد کی قبر اس جگہ بنائی ہوئی تھی۔ اور بنو عدی بن النجار کی باولی میں مَیں خوب تیرنا سیکھ گیا تھا۔

سیدہ آمنہ ایک ماہ قیام یثرب کے بعد مکہ کو واپس ہوئیں تو مقام ابواء پہنچ کر انکا انتقال ہو گیا۔ غالباً پیارے شوہر کی مفارقت کا وہ اندوہ جو قبر کے دیکھنے سے بڑھ گیا۔ اور قلب پر چھا گیا تھا۔ اپنا کام کر گیا۔ اور یہ پیکر محبت پھر زیادہ دیر تک زندہ

---

لہ ام ایمن برکتہ بن ثعلبہ بن عمرو بن حصن بن مالک بن سلمہ بن عمر بن النعمان سردار عبداللہ کی لونڈی خادمہ تھیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ورثہ میں ملیں۔ نبی صلعم انکی بہت عزت کیا کرتے اور فرمایا کرتے امی بعد امی اور انکے مکان پر جایا کرتے تھے۔ ان کا پہلا نکاح عبید الحبشی سے ہوا تھا جس سے ایمن پیدا ہوا۔ دوسرا نکاح زید بن حارثہ سے ہوا جس سے اسامہ پیدا ہوئے۔ ابوبکر صدیق اور عمر فاروق بھی اپنی خلافت کے ایام میں ام ایمن کی زیارت کو انکے گھر جایا کرتے تھے۔ ایمن غزوہ حنین میں شہید ہوئے تھے۔ حضرت عباس بن عبدالمطلب نے اپنے قصیدہ میں ان کی اس روز کی ثبات و جرأت کی تعریف کی ہے۔ اُسامہ بن زید سے نبی صلعم بہت محبت کیا کرتے تھے انہوں نے ۵۴ھ میں وفات پائی۔

رہ سکی اور اللہ تعالیٰ کی وہ حکمت کاملہ پوری ہوئی کہ نبی صلعم اپنی تربیت میں پدر و مادر (ہردو)
کے بارِ منت سے سبکدوش رہے ۞

سیدہ آمنہ رضی کے اشعار اپنے شوہر کی وفات پر درج ذیل ہیں ۞

عفا جانب البطحاء من ابن ھاشم ۔۔۔ وجاور لحداً خارجا فی الغماغم
دعتہ المنایا دعوۃ فاجابھا ۔۔۔ وما ترکت فی الناس مثل ابن ھاشم
عشیۃ راحوا یحملون سریرہ ۔۔۔ تعاورہ اصحابہ فی التراحم
فان یک غالتہ المنایا وریبھا ۔۔۔ فقد کان معطاءً کثیر التراحم[۱]

# فصل ۲

## آل النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرزندان نرینہ تین[۳] اور دختران طاہرہ چار[۴] ہیں
ہر ایک کا جداگانہ مختصر حال تحریر کیا جاتا ہے ۞

---

[۱] طبقات ابن سعد جلد اول۔ ترجمہ۔ ہاشم کا ایک فرزند بطحا کی جانب جا کر چھپ گیا۔ وہ لحد میں بہادروں کی بانگ و خروش کے ساتھ جا سویا۔ موت نے اُسے پکارا اور وہ چلا گیا۔ افسوس موت نے اُس کا نظیر بھی دنیا میں کوئی نہ چھوڑا۔ اس کے دوست شام کے وقت اس کی لاش اٹھائے چلے اور از راہ محبت وہ نوبت بنوبت کاندھا بدلتے اور اُس کے اوصاف باری باری بیان کرتے تھے۔ خواہ موت نے اُسے ہم سے دور ہی کر دیا۔ مگر اس میں تو شک نہیں کہ وہ بہت زیادہ سخی اور غریبوں کا بہت زیادہ ہمدرد تھا ۞

# (الف) ابناء النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

## (۱) قاسم

پہلے مولود ہیں۔ جو نبی صلعم کے گھر میں خدیجہ طاہرہؓ سے پیدا ہوئے۔ پاؤں پر چلنا سیکھ گئے تھے۔ کہ رہ گرائے عالم جاودانی ہوئے۔

نبی صلعم کی کنیت "ابو القاسم" ان ہی کے نام پر ہے۔ احادیث صحیحہ میں ہے کہ نبی صلعم منع فرمایا کرتے تھے کہ کوئی شخص حضورؐ کے نام اور کنیت کو اپنے لئے جمع کرے اور ابو القاسم محمد کہلائے۔

بعض نے اس نہی کو زمان نبوی سے مختص قرار دیا ہے۔

## (۲) عبد اللہ علیہ السلام

انہی کا لقب طیّب و طاہر[۵] ہے۔ مکہ معظمہ میں بعثت نبوۃ کے بعد پیدا ہوئے تھے۔ مکہ معظمہ ہی میں وفات پائی۔

انہی کی وفات پر سورہ کوثر کا نزول ہوا تھا کفار سمجھتے تھے کہ فرزند نرینہ کے نہ بچنے سے اب کوئی محمدؐ کا نام لیوا نہیں رہا۔ اُنکو معلوم نہ تھا کہ زبور ۴۵۔ ۱۷ حضورؐ ہی کی ثنا میں ہے۔ "میں ساری پشتوں کو تیرا نام یاد دلاؤں گا۔ پس سارے لوگ ابدالآباد تیری ستائش کریں گے"۔ زبور ۷۲۔ ۱۷۔ بھی حضورؐ ہی کی شان میں ہے۔ "اُس کا نام ابد تک باقی رہے گا۔ جب تک آفتاب رہیگا اُس کے نام کا رواج رہیگا لوگ اس کے باعث اپنے تئیں مبارک کہیں گے۔ ساری قومیں اسے مبارکباد دینگی"

---

[۵] میرا ذاتی خیال ہے کہ اس مولود مسعود کا لقب "طیّب" نبی صلعم کی جانب سے تھا اور لقب "طاہر" سیدہ خدیجہؓ کی جانب سے۔

زبور ۷۲-۱۵ بھی حضور ہی کی شان میں ہے۔ "اُس کے حق میں سدا دعا ہوگی۔ ہر روز اس کی مبارکباد کہی جاوے گی"۔

انہی بشارات صحف سابقہ اور اعلان قرآن مبین کا اثر ہے کہ اُن کافروں کا نام بھی آج کوئی نہیں لیتا۔ جن کو اپنی کثرت اولاد کا غرور تھا۔ بلکہ انکی نسل کا کوئی بچہ بھی اپنی نسبت وہاں تک نہیں پہنچاتا۔ لیکن حضورؐ کا ذکر خیر اور اسم ہمایوں اذان و تکبیر، تشہد و صلوٰۃ۔ درود و کلمہ طیب میں زبانوں پر جاری اور دلوں پر حاوی ہے۔

## (۴) ابراہیم علیہ السلام

مدینہ منورہ میں پیدا ہوئے۔ ولادت کی اطلاع ابو رافع[1] نے جو سلمیٰ[2] دایہ کا شوہر تھا۔ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حضور میں پہنچائی تھی۔ حضورؐ نے اسے ایک غلام عطا فرمایا اور بچہ کا نام اپنے جد بزرگوار خلیل الرحمٰن کے نام پر "ابراہیم" رکھا۔ امّ بردہ بنت المنذر بن زید الانصاری نے جو براء بن اوس انصاری کی زوجہ ہیں۔ انکو دودھ پلایا۔ نبی صلعم نے امّ بردہ کو ایک قطعہ نخلستان عطا فرمایا تھا۔

سیدنا ابراہیمؑ کے ابھی ایام رضاعت باقی تھے۔ کہ حوریان فردوس کی چھاتیوں کا شیر پینے کو خلد بریں جا سدھارے۔

نبی صلعم نے جب آخری وقت میں انکو دیکھا تو وہ سانس چھوڑ رہے تھے۔ حضورؐ نے انکو گود میں اٹھایا اور زبان سے فرمایا۔

---

[1] نبی صلعم کے آزاد کردہ غلام تھے۔

[2] سلمیٰ سیدہ صفیہ مادر زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی آزاد کردہ لونڈی ہیں۔ سیدہ فاطمہ بتول کے تمام بچوں کی قابلہ بھی یہی ہیں۔ سیدہ بتول کے غسل میں بھی مع اسماء بنت عمیس یہی شامل تھیں۔ غزوۂ خیبر میں بھی شریک ہوئیں۔

يَا اِبراهيم لا نغنى عنك من الله شيئًا۔

ابراہیم۔ حکم الٰہی کے سامنے ہم تیرے کس کام آ سکتے ہیں۔

پھر ارشاد فرمایا:۔

لَوْلَا انہ اَمْرٌ حق وَوَعْدٌ صدق واَنَّ اٰخرنا سَيَلْحَق اَوَّلَنا لحَزنا عليك حُزنا هُوَ اشدّ من هذا واِنّا بك يا ابراهيم لَمحزُونُونَ تَبكِي الْعَينُ وَيحزنُ القلب ولا نقول ما يُسخطُ الربّ۔

ہم جانتے ہیں کہ موت تو امر حق اور وعدہ صدق ہے۔ ہم جانتے ہیں کہ پیچھے رہ جانے والے بھی پہلے جانیوالوں کے ساتھ جا ملیں گے اگر ایسا نہ ہوتا۔ تب ہم ابراہیمؑ کا الم اس سے بھی زیادہ کرتے آنکھ میں نم ہے۔ دل میں غم ہے۔ مگر ہم کوئی بات ایسی نہ کہیں گے جو رب کو ناپسند ہو۔

اتفاق یہ ہوا۔ کہ جس روز سیدنا ابراہیمؑ کا انتقال ہوا۔ اسی روز سورج گرہن بھی ہوا[۱]۔ قدیم عرب کا اعتقاد تھا۔ کہ کسوف و خسوف کسی بڑے آدمی کی موت سے ہوا کرتا ہے۔ اب اس واقعہ پر کچھ کچھ مسلمان بھی کہنے لگے۔ کہ سورج ابراہیمؑ ہی کی موت سے گہنایا گیا۔ نبی صلعم نے یہ سنا۔ تو یہ خطبہ دیا۔

اِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ لَا يَنْخَسِفَانِ لِمَوْتِ اَحَدٍ مِنَ النَّاسِ وَلٰكِنَّهُمَا آيَتَانِ مِنْ اٰيَاتِ اللهِ فَاِذَا رَاَيْتُمُوْهَا فَصَلُّوْا[۲]۔

سورج۔ چاند۔ کسی بھی انسان کی موت سے نہیں گہناتے۔ وہ تو اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے دو نشانیاں ہیں۔ جب تم گہن دیکھو۔ تو نماز پڑھا کرو۔

انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں۔

---

[۱] بخاری عن مغیرہ کتاب الکسوف۔ [۲] صحیح بخاری عن ابن مسعود کتاب الکسوف۔

قَدْ كَانَ مَلَاءَ مَهْدَهٗ وَلَوْ بَقِيَ لَكَانَ نَبِيًّا وَّلٰكِنْ لَّمْ يَكُنْ يَبْقٰى لِاَنَّ نَبِيَّكُمْ اٰخِرُ الْاَنْبِيَآءِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ابراہیمؑ سے پنگورا بھرا بھر انظر آتا تھا اگر وہ زندہ رہتا تو نبی ہوتا۔ مگر زندہ کیسے رہتا۔ ہمارے نبی محمد رسول اللہ صلعم تو آخرین نبی ہیں ؞

ابن ابی اوفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے الفاظ ہیں

مَاتَ وَهُوَ صَغِيْرٌ وَّلَوْ قُدِّرَ اَنْ يَّكُوْنَ بَعْدَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَبِيٌّ لَّعَاشَ۔ وَلٰكِنَّهٗ لَا نَبِيَّ بَعْدَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ؞

وہ بچپن ہی میں مرگیا۔ اگر تقدیر الٰہی میں یہ ہوتا کہ محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے بعد بھی کوئی نبی ہو۔ تو وہ زندہ ضرور رہتا۔ لیکن حضور صلعم کے بعد تو کوئی بھی نبی نہیں ؞

سیدنا ابراہیمؑ کی والدہ ماریہ خاتون ہیں جو قبطی نسل سے ہیں۔ جس طرح حضرت ابراہیم صلعم کے ہم عصر شاہ مصر نے ہاجرہ خاتون کو پیش کیا تھا۔ اسی طرح نبی صلعم کے ہم عصر شاہ مصر نے ماریہ خاتون کو خدمت نبویؐ میں بھیجا۔ اس مثال میں فرق ہے۔ تو اس قدر کہ حضرت ابراہیمؑ کا ہم عہد بُت پرست و جبار تھا۔ اور نبی صلعم کا ہم عصر ایک پابند مذہب عیسائی باشندگان مصر بھی اُن دنوں میں عیسائیت کی تحقیقات میں بہت منہمک تھے۔ اس واقعہ سے وہ پیشینگوئی پوری ہوئی۔ جو داؤد علیہ السلام کی معرفت دی گئی تھی۔" بادشاہوں کی بیٹیاں تیری عزت والیوں میں ہیں۔ ملکہ اوفیر کی سونے سے آراستہ ہو کے تیرے داہنے ہاتھ[1] کھڑی ہے"۔ زبور ۴۵-۹- نیز یہ

---

[1] داہنے ہاتھ کے الفاظ پر غور کرنا چاہئے۔ یہ ملک یمین کا ترجمہ ہے" سب مورخین ماریہ خاتون کو ملک یمین بتاتے ہیں۔ پیشینگوئی بالا میں پہلے سے بتایا گیا ہے۔ کہ وہ شہزادی ہوں گی۔ اور اُن کا آنا ملک یمین کی شان میں ہوگا؞

بشارت پوری ہوئی "ترسیس[1] اور جزیروں کے سلاطین نذریں لاویں گے اور سبا اور سیبا کے بادشاہ ہدیے گذرانیں گے"۔ زبور ۷۲-۱۰۔

یہ یاد رکھنا چاہئے۔ کہ واقدی اور ابن سعد نے ولادت ابراہیمؑ ۸ھ اور وفات ۱۰ ربیع الاول ۱۰ھ تحریر کی ہے۔ اس پر انکا بھی اتفاق ہے کہ یوم وفات کو سورج گرہن تھا

ان روایات میں ولادت کا ماہ وسال اور علی ہٰذا وفات کی تاریخ اور مہینہ سب غلط ہیں۔ صحیح صرف اس قدر ہے کہ ۱۰ھ میں وفات پائی۔ اور اس روز کسوف شمس تھا مواہب لدنیہ میں ۱۰ھ کے ساتھ تاریخ ۲۸ یا ۲۹ غالبًا بتائی گئی ہے۔ مگر مہینہ کا تعین پھر غلط کیا گیا۔ نبی صلعم نے کسوف کو اٰیَۃٌ مِّنَ الْاٰیَاتِ فرمایا ہے۔ پس مورخ کے لئے بھی یہ واقعہ ازبرائے تصحیح تاریخ ایک آیت ہے حساب لگایا گیا تو ۱۰ھ کا سورج گرہن ۲۹ شوال۔ بروز دوشنبہ مطابق ۲۷/۳۰ جنوری ۶۳۲ء ثابت ہوا۔ انڈین کرونالج اور انڈین اِیرا کننگھم اور انڈین کلینڈر رابرٹ سیول نے بھی یہی تاریخ اس گرہن کی تسلیم کی ہے۔ ہندوستان میں اس روز ۲۸ شوال تھی۔ عرب کے حساب سے ۲۹ ہو سکتی ہے اور اسی کو محمود پاشا فلکی نے اپنے رسالہ نتائج الافہام مطبوعہ مصر ۱۳۰۵ھ کے صفحہ ۱ پر اختیار کیا ہے۔

اب کہ تاریخ وفات ۲۹ شوال ۱۰ھ متحقق ہو گئی تو امام بخاریؒ کی روایت عن عائشہ صدیقہؓ اور مسند امام احمدؒ کی روایت عن جابرؓ پر بھی غور کر لینا چاہئے۔ صحیح بخاری میں عمر ۱۷ یا ۱۸ ماہ اور مسند میں پورے ۱۸ ماہ بیان کی گئی ہے۔ پس ان روایات

[1] ترسیس صوبہ حلب کے قدیم شہر کا نام ہے۔ سبا سے ملک یمن کی آباد قومیں اور سیبا سے ملک مصر کی آباد قومیں مراد ہیں۔ غور کرو۔ ان سب کا اجتماع نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی پر ہوتا ہے۔

صحیحہ سے زمانہ ولادت متعین کر لینا چاہئے۔ ۱۰ ماہ پہلے کے شہور کو شمار کر جاؤ۔ جمادی الاوّل ۹ھ سنہ آئے گا۔ یہی مہینہ ولادت سیدنا ابراہیمؑ کا ہُوا۔ اس تحقیقات سے دیگر سب مختلف روایتوں کا ضعف نمایاں ہوجاتا ہے۔ جو سیدنا ابراہیمؑ کی عمر اور تاریخ ولادت اور تاریخ وفات کے متعلق ہیں ؛

صحیح مسلم کی حدیث عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں ہے کہ سورۂ کوثر[1] کا نزول انکے سامنے ہُوا تھا۔ اس حدیث کو مدنظر رکھتے ہوئے یہ کہا جا سکتا ہے کہ سورۂ کوثر کا نزول مکہ و مدینہ طیبہ میں بھی ہُوا۔ اور اُس کا وقت غالباً وفات سیدنا ابراہیمؑ کا زمانہ ہی ہو سکتا ہے ؛

ابراہیمؑ کی وفات پر منصب نبوۃ کی شان کو بھی دیکھو۔ سانس چھوڑتے بچہ کو گود میں اٹھایا تو لا نغنی عنك شیئًا[2] کی کیسی زبردست تعلیم توحید دی ہے ؛

موت پر صبر کے لئے کیسی عجیب دلائل۔ امر صدق۔ وعدہ حق اور الحاق آخر باول ظاہر فرمائی ہیں۔ پھر دلی رنج اور رضائے الٰہی کا ذکر فرما کر انسان کی کمزوری اور ایمان کی طاقت و قوت کا بیان فرمایا ہے ؛

ذرا غور کرو کہ اصلاح عقیدۂ مردم کا فرض کس قدر جلد غم فرزند پر غالب آجاتا ہے۔ اور نبی صلعم کیسی سرعت و آمادگی سے وعظ و نصیحت میں مصروف ہوجاتے ہیں۔ جب عام طور پر ایسی سوانح و مصائب میں لوگ اپنے آپ کو غمزدہ تصور کر کے بصورت ماتم بیٹھ

---

[1] لفظ کوثر پر خیال کرو۔ وفات عبداللہ اور وفات ابراہیمؑ کے درمیانی زمانہ کو بھی دیکھو اور اندازہ کرو۔ کہ اس زمانہ میں اسلام کو کس قدر وسعت۔ ترقی۔ عروج اور اشاعت ہوئی۔ یہ بھی غور کرو۔ کہ زمانہ مابعد میں بھی اس کا ظہور کیسا اتم و اکمل ہُوا۔ انشاء اللہ تعالیٰ عالم آخرۃ میں اس کی تکمیل اور بھی زیادہ ہو گی

[2] اے ابراہیم ہم تیرے کچھ بھی کام نہیں آ سکتے ؛

جایا کرتے ہیں (وللہ الحجۃ البالغہ)*

اس بیان کے خاتمہ پر ہم ایک جدول بھی شامل کرتے ہیں۔ جس سے ۲۳ سالہ کسوف شمس کی تاریخیں معلوم ہو سکیں گی اور ناظرین پر واضح ہو جائیگا۔ کہ عہد نبوۃ میں کس کس تاریخ کو کسوف واقع ہوُا۔ اِس جدول سے علماء کو اُن احادیث کے سمجھنے میں بھی مدد ملے گی جن میں صلوٰۃ کسوف کی مختلف و متعدد ہیئت بیان کی گئی ہیں*

## جدول[1] کسوفِ شمس بست و سہ ۲۰ ۳ سالہ عہد نبوۃ محمدیہ صلعم

| نمبر شمار | تاریخ | ماہ | سنہ عیسوی | تاریخ | ماہ | سنہ اسلامی |
|---|---|---|---|---|---|---|
| ۱ | ۹ | ۴ | ۶۰۹ | ۲۸ | ۴ | ۴۰ میلاد نبوی |
| ۲ | ۲۳ | ۷ | ۶۱۳ | ۲۹ | ۹ | ۴۴ میلاد |
| ۳ | ۲۱ | ۵ | ۶۱۶ | ۲۸ | ۸ | ۴۷ میلاد |
| ۴ | ۱۴ | ۱۱ | ۶۱۶ | ۲۸ | ۲ | ۴۸ 〃 |
| ۵ | ۴ | ۱۱ | ۶۱۷ | ۲۸ | ۲ | ۴۹ 〃 |
| ۶ | ۳۱ | ۳ | ۶۱۸ | ۲۸ | ۷ | ۴۹ 〃 |
| ۷ | ۲۴ | ۱۰ | ۶۱۸ | ۲۸ | ۲ | ۵۰ 〃 |
| ۸ | ۹ | ۳ | ۶۲۰ | ۲۸ | ۷ | ۵۱ 〃 |
| ۹ | ۲ | ۹ | ۶۲۰ | ۲۸ | ۱ | ۵۲ 〃 |
| ۱۰ | ۲۷ | ۱۲ | ۶۲۳ | ۲۸ | ۶ | ۲ ھ |
| ۱۱ | ۱۵ | ۱۲ | ۶۲۴ | ۲۸ | ۶ | ۳ ھ |
| ۱۲ | ۲۶ | ۱۰ | ۶۲۶ | ۲۹ | ۵ | ۵ ھ |
| ۱۳ | ۲۱ | ۴ | ۶۲۷ | ۲۸ | ۱۱ | ۵ ھ |
| ۱۴ | ۱۵ | ۱۰ | ۶۲۷ | ۲۸ | ۵ | ۶ ھ |
| ۱۵ | ۹ | ۴ | ۶۲۸ | ۲۸ | ۱۱ | ۶ ھ |
| ۱۶ | ۳ | ۱۰ | ۶۲۸ | ۲۸ | ۵ | ۷ ھ |
| ۱۷ | ۱۳ | ۸ | ۶۳۰ | ۲۸ | ۴ | ۹ ھ |
| ۱۸ | ۷ | ۲ | ۶۳۱ | ۲۹ | ۱۰ | ۹ ھ |
| ۱۹[2] | ۲۷ | ۱ | ۶۳۲ | ۲۸ | ۱۰ | ۱۰ ھ یوم مات ابراہیم |

[1] یہ جدول برادر بجان برابر قاضی عبد الرحمن صاحب سلمہ المنّان نے تیار کی ہے بتقنیحات واقعات عظیمہ۔ و ابتدائے سنین و شہور (جو آخر کتاب میں ہیں) کی تصحیح بھی انہوں نے کی ہے جزاہ اللہ فی الدارین خیراً۔ برادر موصوف قریباً ۲۵ سال سے ہر سال نقشہ افطار صوم و اختتام سحری مرتّب کر کے چھپوا کر مفت تقسیم کیا کرتے ہیں۔ اور ہندوستان کے مشہور بلاد کے اوقات اُس میں درج کرتے ہیں۔ یہ نقشہ سب سے زیادہ صحیح ہوتا ہے*

[2] ۲۸ شوال سنہ ۱۰ھ کے بعد کوئی کسوف بحیات نبوی صلعم واقع نہیں ہوُا*

## (ب) بنات النبی صلی اللہ علیہ وسلم

نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیٹیاں چار ہیں۔ چاروں خدیجۃ الکبریٰ ؓ کے بطن طاہر سے ہیں[۱]۔ اور سب کی ولادت مکہ معظمہ میں ہوئی ٭

(۱) زینب ؓ۔ جو قاسم سے چھوٹی۔ اور دیگر اولاد النبی سے بڑی ہیں ٭

(۲) رقیہ ؓ۔ جو زینب سے چھوٹی ہیں ٭

(۳) ام کلثوم ؓ۔ جو رقیہ سے چھوٹی ہیں ٭

(۴) فاطمہ ؓ۔ جو ام کلثوم سے چھوٹی ہیں ٭

یہ امر قرآن مجید ہی سے ثابت ہے۔ کہ نبی صلعم کی بیٹیاں ۳ یا ۳ سے زیادہ ہیں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یَا اَیُّھَا النَّبِیُّ قُلْ لِاَزْوَاجِكَ وَبَنَاتِكَ وَنِسَآءِ الْمُؤْمِنِیْنَ (احزاب۔ ع ۸) آیت بالا نے عہد نبوی کی مومنات کو تین اقسام پر منقسم فرمایا ہے (۱) ازواج النبی (۲) بنات النبی (۳) نساء المومنین۔ یہ مسلمہ ہے کہ لفظ بنات جمع بنت کی ہے اور عربی زبان میں صیغہ جمع دو سے اوپر کے لئے ہے ٭

اب یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ نے اسی سورہ احزاب میں پھر یہ بھی فرمان دیا ہے ٭

| | |
|---|---|
| اُدْعُوْھُمْ لِاٰبَآءِھِمْ ھُوَ اَقْسَطُ عِنْدَ اللہِ ٭ | اُن کو اُن کے باپوں کی نسبت سے پکارا کرو۔ یہی بات اللہ کے نزدیک سچ اور انصاف کی ہے |

لوگوں کی عادت قبل از اسلام یہ تھی۔ کہ جو کوئی یتیم بچوں یا بچیوں کی پرورش کیا کرتا۔ اُسی کو اُن یتامیٰ کا باپ کہہ دیا کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو اس عادت

[۱] اصول کافی ص ۲۷۸ چھاپہ نول کشور للشیخ ابی جعفر محمد بن یعقوب الکلینی الرازی (المتوفی شعبان ۳۲۹ھ)

سے منع فرمایا۔

درحقیقت یہ امر سچ اور انصاف سے بعید ہوتا۔ کہ اللہ عزوجل نے خود ہی تو احزاب ع ا میں یہ حکم دیا کہ ہر ایک کو اُس کے اصلی باپ کے نام سے بلایا کرو۔ اور پھر خود اللہ تعالیٰ ہی جو اصدق الصادقین ہے اسی سورۂ قرآنی کے آٹھویں رکوع میں ایسی لڑکیوں کو نبی صلعم کی بیٹیاں بتاتا۔ جو دراصل حضور کے خون سے نہ ہوتیں۔ حالانکہ قرآن مجید کے کلام الٰہی ہونے کی دلیل و برہان یہ فرمائی گئی ہے۔ کہ اُس میں اختلاف نہیں پایا جاتا۔ اس کلام محکم پر یہ قیاس نہیں چل سکتا۔ کہ شاید بیویوں کی بیٹیوں کو مجازاً بنات کہہ دیا گیا ہو۔ کیونکہ حقیقت کے سامنے مجاز کی کیا وقعت ہے اور منطوق الٰہی کے سامنے قیاس انسانی کی کیا منزلت۔

معہذا عربی زبان ایسی وسیع ہے کہ بیویوں کی بیٹیوں کے لئے الگ لغت موجود ہے۔ خود قرآن پاک نے ایسی لڑکیوں کے لئے لفظ ربائب[1] استعمال کیا ہے۔ لفظِ بنات نہیں۔ الغرض کلام اللہ کے لفظ بناتک نے علماء نسب کی تحقیقات کی تصدیق فرمادی ہے۔

---

[1] نبی صلعم کے ربائب میں اُمّ المومنین اُمّ سلمہ کی لڑکیاں دُرّہ۔ زینب۔ اُمّ کلثوم۔ اور اُمّ المومنین اُمّ حبیبہ کی دختر حبیبہ ہیں۔ دیگر ازواج النبی میں سے کسی کے پہلے شوہر سے کوئی لڑکی نہ تھی۔ اب یہ بھی یاد رکھو کہ اُمّ المومنین اُمّ سلمہ کا نکاح نبی صلعم سے ۴ھ میں ہوا۔ اور اُمّ المومنین اُمّ حبیبہ کا نکاح ۶ھ میں۔ اس لئے مندرجہ بالا لڑکیوں کو ربائب النبی ہونے کا درجہ ۴ھ سے پیشتر حاصل نہ تھا اور سیدہ زینب بنت النبیؐ کا مذکور جنگ بدر کے (جو ۲ھ میں ہوئی) فدیہ اسیران میں آتا ہے۔ کہ انھوں نے اپنی والدہ خدیجۃ الکبریٰؓ کا ہار اپنے شوہر کی رہائی کے لئے بھیجا تھا۔ اور اُمّ کلثوم و رقیہ بنات النبیؐ کا ذکر واقعات قبل از ہجرت میں ابولہب کے خاسرانہ افعال میں آتا ہے۔ پھر ان ہر سہ بنات النبیؐ کا انتقال بحیات نبویؐ ہوا۔ مگر مذکورہ بالا ربائب ارتحال نبویؐ سے بعد دیر تک اپنے اپنے گھروں میں آباد تھیں۔ جس کی تفصیل اُنکے حالات سے ملتی ہے۔ فقط۔

آب ہم ہر ایک بنت النبیؐ کا جداگانہ ذکر کرتے ہیں ۔

# (۱) سیدہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا

جب سیدہ زینبؓ پیدا ہوئیں۔ تو اس وقت نبی صلعم کی عمر مبارک ۳۰ سال کی تھی۔ انکا نکاح مکہ ہی میں ابو العاص بن ربیع بن عبد شمس بن عبد مناف بن قصی سے ہؤا تھا ابو العاص کی والدہ ہالہ بنت خویلد حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ کی سگی بہن ہیں۔ یہ نکاح حضرت خدیجہؓ کے سامنے ہؤا تھا ۔

سیدہ زینبؓ اپنی والدہ کے ساتھ ہی داخل اسلام ہو گئی تھیں۔ مگر ابو العاص کا اسلام متاخر تھا۔ جنگ بدر میں ابو العاص قریش کی جانب تھے۔ انکو عبد اللہ بن جبیر بن نعمان انصاری نے اسیر کیا تھا۔ سیدہ زینبؓ نے ان کے فدیہ میں اپنا وہ ہار بھیجا تھا۔ جو خدیجۃ الکبریٰؓ نے بیٹی کو جہیز میں دیا تھا ۔

ابتدائے ایام نبوت میں کافران مکہ نے ابو العاص کو بہت اکسایا کہ وہ زینبؓ کو طلاق دیدے۔ مگر اُس نے ہمیشہ انکار ہی کیا۔ ایک موقع پر نبی صلعم نے ابو العاص کے اس فعل کی توصیف شکر گذاری کے ساتھ فرمائی تھی ۔

ابو العاص نے اسیری بدر سے رہائی پاتے وقت نبی صلعم سے وعدہ کر لیا تھا کہ سیدہ زینبؓ کو ہجرت کی اجازت دیدیگا۔ چنانچہ سیدہ اپنے والد کریم کی خدمت اقدس میں پہنچ گئیں۔ سفر ہجرت میں سیدہ زینبؓ کی مزاحمت ہبار[۱] بن الاسود نے کی تھی۔ نیزہ کے صدمہ سے اُنکا حمل ساقط ہو گیا تھا۔ نبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے اُنکی منقبت میں فرمایا ہے ۔

---

[۱] ہبار بن الاسود فتح مکہ کے بعد مسلمان ہو گئے تھے اور نبی صلعم نے اُنکا مندرجہ بالا جرم معاف فرما دیا تھا۔

هِیَ اَفۡضَلُ بَنَاتِیۡ اُصِیۡبَتۡ فِیَّ[۱] | وہ میری بیٹیوں میں افضل ہے میرے لئے اُسے مصیبت پہنچی ٭

ابو العاص کو سیدہ زینبؓ سے بہت محبت تھی اُنکی مدح میں ابو العاص کے یہ دو شعر ہیں:-

ذکرت زینب لما رکبت ارما[۲] | فقلت سقیا لشخص یسکن الحرما
بنت الامین جزاها اللہ صالحۃ | وکُلُّ بعل سیثنی بالذی علما

ابو العاص ۶ھ میں تجارت کے لئے شام گئے تھے۔ اُس وقت قبیلہ قریش مسلمانوں کا فریق جنگ تھا۔ اس لئے ابو بصیر[۳] و ابو جندل[۴] کے ہمراہی مسلمانوں نے جو اسلام لانے کے جرم میں قریش کی قید میں رہ چکے تھے اور اب سرحدِ شام پر ایک پہاڑ پر جاگزین تھے۔ اس قافلہ کا تمام سامان ضبط کر لیا۔ مگر ابو العاص کو گرفتار نہ کیا۔ ابو العاص وہاں سے سیدھا مدینہ طیبہ پہنچا۔ نماز صبح کے وقت مسجد میں سیدہ زینبؓ کی یہ آواز مسلمانوں کے کان میں پڑی ٭

اِنِّیۡ قَدۡ اَجَرۡتُ اَبَا الۡعَاصِ بۡنِ الرَّبِیۡعِ | مَیں ابو العاص بن ربیع کو پناہ دیتی ہوں ٭

یہ آواز اُس وقت سُنی گئی۔ جب مسلمان نماز میں داخل ہو چکے تھے۔ نماز سے فارغ ہوئے۔ تو نبی صلعم نے فرمایا۔ لوگو! تم نے بھی کچھ سُنا۔ جو مَیں نے سُنا ہے۔ سب نے عرض کی۔ ہاں۔ فرمایا٭

---

[۱] زرقانی جلد ۳ صفحہ ۱۹۵ بروایت طحاوی و حاکم فقط ٭

[۲] مجھے زینبؓ یاد آئی تو میں نے کہا کہ حرم کا ہر ایک باشندہ سرسبز و شاداب رہے۔ زینب تو امین کی بیٹی ہے۔ صالحہ ہے۔ اور ہر ایک شوہر اپنی ایسی بیوی کی تعریف ہی کریگا۔ جیسے اوصاف کہ مجھے اُس کے معلوم ہیں ٭

[۳] ابو بصیر۔ قرشی تھے۔ اسلام لائے۔ قریش نے نبی صلعم سے زیر معاہدہ حدیبیہ انکی واپسی کا مطالبہ کیا۔ نبی صلعم نے اِنکو حوالہ کر دیا۔ یہ راہ میں سے بھاگ گئے۔ اور ابو جندل کے پاس جا ٹھیرے۔ جب ابو جندل کے پاس نبی صلعم کا فرمان بابت واپسی سامان ابو العاص پہنچا۔ تب یہ بستر مرگ پر تھے۔ نامہ نبوی ہاتھ میں لیا اسے دیکھتے دیکھتے آنکھیں بند کر گئے۔ اسی پہاڑی پر مدفون ہوئے ٭

[۴] ابو جندل کا حال رحمۃ للعالمین ج اول صفحہ ۲۴۲ پر ملاحظہ کرو۔ عہد فاروقی میں وہ غازیان شام میں شامل تھے ٭

اَمَا وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ ہ مَا عَلِمْتُ بِشَیْءٍ کَانَ حَتّٰی سَمِعْتُ مِنْہُ مَا سَمِعْتُمْ۔ اِنَّہٗ یُجِیْرُ عَلَے الْمُسْلِمِیْنَ اَدْنَاھُمْ۔

بخدا مجھے اس سے پہلے کچھ بھی علم نہ تھا میں نے یہ آواز تمہارے ساتھ ہی سُنی ہے اور پناہ دینے کا حق تو ہر ادنےٰ مسلمان کو بھی حاصل ہے ؛

پھر نبی صلعم گھر میں بیٹی کے پاس گئے۔ اور اُسے فرمایا ؛

اَیْ بُنَیَّۃَ اَکْرِمِیْ مَثْوَاہُ وَلَا یَخْلِصَنَّ اِلَیْکِ فَاِنَّکِ لَا تَحِلِّیْنَ لَہٗ۔

بیٹی ابو العاص کو عزت سے ٹھہراؤ خود اس سے الگ رہو۔ تو اسے حلال نہیں ؛

سیدہ زینبؓ نے عرض کیا کہ وہ تو مال قافلہ واپس لینے کو آیا ہے۔ تب نبی صلعم نے لوگوں میں یہ تقریر فرمائی :-

اِنَّ ھٰذَا الرَّجُلَ مِنَّا بِحَیْثُ عَلِمْتُمْ وَقَدْ اَصَبْتُمْ لَہٗ مَالًا وَھُوَ مِمَّا اَفَاءَ اللّٰہُ عَزَّوَجَلَّ عَلَیْکُمْ وَاَنَا اُحِبُّ اَنْ تُحْسِنُوْا وَتَرُدُّوْا اِلَیْہِ مَالَہُ الَّذِیْ لَہٗ۔ وَاِنْ اَبَیْتُمْ فَاَنْتُمْ اَحَقُّ بِہٖ ؛

اس شخص کا جو تعلق ہم سے ہے - وہ تم جانتے ہی ہو۔ تم کو اس کا مال ہاتھ لگ گیا ہے اور وہ داد الٰہی ہے۔ مگر میں پسند کرتا ہوں۔ کہ تم اُس پر احسان کرو۔ اور مال واپس کر دو۔ لیکن اگر تم کو اِس سے انکار ہو۔ تو میں سمجھتا ہوں۔ کہ تم زیادہ حقدار ہو ؛

لوگوں نے سارا مال حتیٰ کہ اونٹ کی نکیل کی رسّی بھی واپس کر دی۔ ابو العاص سارا مال لے کر مکہ پہنچا۔ اور ہر ایک شخص کی ذرا ذرا چیز ادا کر دی۔ پھر دریافت کیا کہ کسی شخص کا کچھ رہ گیا ہو۔ تو بتا دے۔ سب نے کہا۔ خدا تجھے جزائے خیر دے۔ تم تو وفی وکریم نکلے۔ تب ابو العاص نے کلمہ شہادت پڑھا۔ اور فرمایا کہ اب تک مجھے یہی خیال اسلام سے روکتا رہا۔ کہ کوئی شخص مجھے مال مار لینے کا الزام نہ دے۔ اب میری ذمہ واری نہ رہی

تو میں اب خلعتِ اسلام سے ملبّس و متدیّن ہوتا- اور مدینہ کو روانہ ہوتا ہوں- وہ مدینہ پہنچے- تو نبی صلعم نے چھ سال کی مفارقت کے بعد نکاح اول ہی سیّدہ زینبؓ کو ابوالعاص کے گھر رخصت کر دیا*

سیدہ زینب کا انتقال ۸ھ میں مدینہ منورہ میں ہؤا- انکے غسل میت کی کیفیت مشہور شیر دل صحابیہ اُمّ سلیط رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے بیان کی ہے- یہ روایت صحیحین میں موجود ہے-

ابوالعاصؓ نے بماہ ذی الحجہ ۱۲ھ وفات پائی- ان کا لقب جرو البطحا تھا*

سیّدہ زینبؓ کے بطن سے ایک فرزند عَلی ایک دختر امامہ نام پیدا ہوئی تھی*

عَلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سبط الرسول کو ابوالعاصؓ نے رضاعت کے لئے ایک قبیلہ میں چھوڑ رکھا تھا- نبی صلعم نے اُنکو ایام رضاعت کے بعد مدینہ منگوا لیا- اور انکی پرورش اپنی تربیت میں فرمائی- فتح مکہ کے دن یہی علیؓ سبط الرسول نبی صلعم کے ناقہ پر حضور کے ردیف تھے*

ہنوز عنفوانِ بلوغ تھا- کہ رفعت بخش علیّین ہوئے[1]*

صحیح بخاری کی حدیث عن اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہما میں ہے[2]- ہم نبی صلعم کی خدمت میں تھے- کہ حضورؐ کی ایک لڑکی کا خادم آیا- کہ وہ حضور کو بلا رہی اور ان کا فرزند بستر موت پر ہے- فرمایا- جاؤ- لڑکی سے کہہ دو*

| | |
|---|---|
| اِنَّ لِلّٰہِ مَا اَخَذَ وَلَہٗ مَا اَعْطٰے وَکُلَّ شَیْءٍ عِنْدَہٗ بِاَجَلٍ مُّسَمًّی* | خدا ہی کا ہے- جو کچھ وہ واپس لیتا ہے یا عطا کرتا ہے- اور اُس کے ہاں ہر چیز کا وقت مقرر ہے* |

لڑکی سے یہ بھی کہ دینا کہ صبر و شکیب قائم رکھے- خادم پھر واپس آیا کہا- وہ حضورؐ کو قسم دیتی ہیں- کہ حضورؐ ضرور تشریف لائیں- نبی صلعم چل پڑے- حضورؐ کے ساتھ سعد

---

[1] ماخوذ از الاستیعاب* [2] کتاب التوحید*

بن عبادہ اور معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہما بھی تھے حضورؐ کو بچہ دکھایا گیا۔ وہ اُس وقت سانس توڑ رہا اور سسکیاں بھر رہا تھا۔

"غالباً یہ حدیث علی سبط الرسول ہی کی وفات کے متعلق ہے"۔

امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔ نبی صلعم کی وہ پیاری نواسی ہیں۔ جن کو گود میں لے کر نبی صلعم نے نماز پڑھی تھی۔ یہ حدیث صحیح مسلم ونسائی وابوداؤد میں ہے۔ نبی صلعم نے ایک بار انکو اَحَبَّ اَھْلِی اِلَیَّ[1] فرمایا تھا۔

سیّدہ فاطمہ بتولؓ نے علی مرتضیٰؓ کو وصیت فرمائی تھی۔ کہ امامہ کو اپنے نکاح میں لے لیں۔ اس وصیّت پر عمل کیا گیا۔ پھر جب مولیٰ علیؓ مجروح ہوئے۔ تو حضورؓ نے امامہؓ کو وصیت فرمائی۔ کہ اگر وہ نکاح کرنا چاہیں تو مغیرہ بن نوفل سے جو حارث عم النبی صلعم کے پوتے تھے کر لیں۔ وصیّت پر عمل کیا گیا۔ اور امیر المومنین حسنؓ کی اجازت سے نکاح ثانی پڑھا گیا۔ مغیرہ کے ہاں سیّدہ امامہ کے بطن سے ایک فرزند پیدا ہوا۔ یحییٰ نام تھا۔ یہ نسل دنیا سے ناپید ہو چکی ہے۔

## سیّدہ رقیہ علیہا السّلام

نبی صلعم کی دوسری بیٹی ہیں۔ جو حضورؐ کی ۳۳ سالہ عمر میں پیدا ہوئیں۔ ان کا نکاح مکہ ہی میں حضرت عثمانؓ[2] بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہوا تھا۔ اس وقت یہ

---

[1] اہل بیت میں میرے سب سے زیادہ پیاری۔

[2] حضرت عثمان کا نسب نامہ یہ ہے۔ عثمان بن عفّان بن ابی العاص بن امیّہ بن عبد شمس بن عبد مناف بن قصیّ (دیکھو نسب نامہ نبوی ۵) انکی نانی امّ حکیم بیضا ہیں۔ جو نبی صلعم کی پھوپھی ہیں۔ یہ اُن دس میں سے ہیں۔ جن کو نبی صلعم نے بشارت جنّت نام بنام دی تھی۔ نیز اُن چھ میں سے ہیں۔ جن کو عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی وصیّت میں شایانِ خلافت بتایا تھا۔ صلح حدیبیہ کے وقت بیعت الرّضوان (جس کا مہتم بالشّان ذکر قرآن مجید میں ہے) کا وقوع اسی لئے ہوا۔ کہ نبی صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو اطلاع ملی۔ کہ قریش

(باقی حاشیہ صفحہ ۱۲۶ پر ملاحظہ ہو)

بات مکہ بھر میں مشہور تھی۔ اَحْسَنَ زَوْجَیْنِ رَاٰھُمَا اِنْسَانٌ رُقَیَّۃُ وَزَوْجُھَا عُثْمَانَ (سب سے اچھا جوڑہ جو دیکھا گیا ہے۔ وہ رقیہؓ و عثمانؓ ہیں)

بقیہ حاشیہ صـ ۱۲۵

نے حضورؐ کے سفیر عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ بدسلوکی کی۔ اس بیعت میں نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے ایک ہاتھ کو عثمانؓ کا ہاتھ بتا کر انکی طرف سے بیعت قبول فرمائی تھی۔ اس نظارہ کو دیکھ کر بے اختیار ایک صحابی بول اٹھا تھا "عثمان کے لئے نبی کا ہاتھ اُس کے اپنے ہاتھ سے بہتر ہے۔"

حضرت عثمانؓ نہایت فیاض تھے۔ اور جہاد بالمال میں سب صحابہ سے پیش پیش رہتے تھے۔ مدینہ میں بیر رومہ کا نصف بارہ ہزار میں پھر باقی نصف ۸ ہزار درم میں لے کر مسلمانوں کے لئے آب شیریں کا چاہ وقف کیا تھا۔ غزوہ تبوک میں ایک ہزار شتر اور ستر گھوڑے مع سازو سامان دئے تھے۔ نقد چندہ اس کے علاوہ تھا۔ غزوہ خیبر میں وہ کیمپ افسر تھے۔ لشکر غطفان کو یہود سے علیحدہ رکھنے اور شامل نہ ہونے دینے کی ذمہ واری انپر تھی۔ حضرت عثمانؓ شنبہ غرہ محرم ۲۴ھ کو خلیفہ اور امیرالمومنین ہوئے۔ اور ۱۷۔ ذی الحج جمعہ ۳۵ھ کو اپنے ہی گھر میں دارالہجرۃ مدینہ طیبہ کے اندر بھوکے پیاسے شہید کئے گئے۔ اُس وقت ۸۰ سال کی عمر تھی۔ جب انکی خبر شہادت علی مرتضیٰؓ کو مسجد نبوی میں پہنچی تو انہوں نے فرمایا تبًّا لکم اٰخر الدھر (اب تم پر ہمیشہ تباہی ہی رہے گی) علی مرتضیٰؓ ہی کا ارشاد ہے۔ مَنْ تَبَرَّأَ مِنْ دِیْنِ عُثْمَانَ فَقَدْ تَبَرَّأَ مِنَ الْاِیْمَانِ (جو کوئی عثمان کے دین سے بیزار ہے وہ ایمان ہی سے بیزار ہے) الاستیعاب۔

حضرت عثمانؓ کو مصر وغیرہ کے نومسلم قبائل نے شہید کیا تھا۔ اس قوم باغی نے حضرت علیؓ کو مجبور کیا۔ کہ وہ باغیوں کے مطالبات حضرت عثمانؓ تک پہنچائیں۔ اُس وقت علی مرتضیٰؓ نے جو تقریر فرمائی اس کے یہ فقرات ہیں:۔

| | |
|---|---|
| وَاللّٰہِ مَا اَدْرِیْ مَا اَقُوْلُ لَکَ۔ مَا اَعْرِفُ شَیْئًا تَجْھَلُہٗ وَلَا اَدُلُّکَ عَلٰی اَمْرٍ لَا تَعْرِفُہٗ اِنَّکَ لَتَعْلَمُ مَا نَعْلَمُ مَا سَبَقْنَاکَ اِلٰی شَیْءٍ فَنُخْبِرُکَ عَنْہُ وَلَا خَلَوْنَا بِشَیْءٍ فَنُبَلِّغُکَ ھُوَ وَقَدْ رَاَیْتَ کَمَا رَاَیْنَا وَسَمِعْتَ کَمَا سَمِعْنَا وَصَحِبْتَ رَسُوْلَ اللّٰہِ کَمَا صَحِبْنَاہُ وَمَا ابْنُ اَبِیْ قُحَافَۃَ وَلَا ابْنُ الْخَطَّابِ اَوْلٰی بِعَمَلِ الْحَقِّ مِنْکَ وَاَنْتَ اَقْرَبُ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ وَشِیْجَۃَ رَحِمٍ مِنْھُمَا وَقَدْ نِلْتَ مِنْ صِھْرِہٖ | بخدا میں نہیں جانتا کہ آپ سے کیا کہوں۔ میں کوئی ایسی بات نہیں جانتا جسکی آپ کو خبر نہ ہو۔ میں کوئی امر ایسا نہیں بتا سکتا جس سے آپ واقف نہ ہوں۔ جتنا علم ہم کو ہے اتنا آپ کو ہے ہم کو آپ پر کسی شے میں سبقت نہیں جسکی خبر آپ کو دے سکیں۔ ہم نے آپ سے علیحدہ کچھ نہیں سیکھا جسکی اب تبلیغ کر سکیں۔ جو کچھ ہم نے دیکھا وہ آپ نے دیکھا جو ہم نے سُنا وہ آپ نے سُنا۔ آپ رسول اللہ صلعم کی صحبت میں رہے۔ جیسے ہم رہے اور ابوبکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما بھی عمل حق میں آپ سے اولیٰ نہ تھے۔ آپ اُن دونوں سے بڑھ کر نبی صلعم سے قرابت مادری رکھتے ہیں۔ آپ کو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے داماد ہونے کی عزت |

(بقیہ حاشیہ صـ ۱۲۷)

اس نکاح پر سعدیٰ بنت کریز العبشیہ صحابیہ کے یہ اشعار ہیں :-

| | |
|---|---|
| ھدی اللہ عثمان الصفی بقولہٖ | فارشدہ واللہ یھدی الی الحق |

بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۲۶

مَالکُم بَیناً لاَ ۔ اصل ہے۔ جو اُن دونوں کو نہ تھی ۔

نہج البلاغۃ صفحہ ۱۳۵ چھاپ دار السلطنت تبریز ۱۲۶۷ھ

حضرت عبد اللہ بن سلام صحابی نے جن کو قرآن مجید میں عالم علم الکتاب بتایا گیا ہے فرقہ باغیہ سے فرمادیا تھا۔ کہ اگر تم نے عثمانؓ مظلوم کو شہید کیا تو پھر ہمیشہ کے لئے اسلام میں تلوار چلتی رہے گی۔ اُس وقت اس ارشاد کی وقعت نہ کی گئی۔ لیکن بعد میں جتنے بھی ہولناک واقعات اہل اسلام میں ہوئے۔ وہ اسی گناہ عظیم کی شامت ہیں۔ کہ خلافتِ عظمیٰ اور حرم نبوی اور شہر الحرام کی حرمات کو برباد کیا گیا۔ اور اس لئے آئندہ کسی بڑی سے بڑی شے کی حرمت و عزت بھی بغاوت کرنے والوں کی نظر میں قائم نہ رہ گئی اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ امیر المومنین عثمان شہیدؓ کا قاتل شقی رومان ہے۔ جو اسی قبیلہ مراد کا ہے۔ جس قبیلہ سے ابن ملجم شقی قاتل امیر المومنین علی مرتضیٰؓ تھا۔

جب عثمانؓ شہید پر حملہ کیا گیا۔ تو اس وقت وہ قرآن مجید کی تلاوت میں مصروف تھے۔ اور اسی طرح مصروف رہے۔ انکے نیزہ لگایا گیا۔ خون جو جسم سے نکلا، وہ قرآن مجید پر پڑا۔ اور آیت فَسَیَکۡفِیۡکَھُمُ اللّٰہُ پر خون کے چھینٹے گرے (تاریخ شاہد ہے کہ یہ پیشینگوئی کیونکر پوری ہوئی)۔

امیر المومنین عثمانؓ شہید مظلوم بلحاظ خلافت بڑے کامیاب خلیفہ تھے۔ آج جو کوئی شخص قرآن مجید پڑھتا ہے۔ اُس پر اس جامع قرآن کا احسان ہے۔ بلحاظ فتوحات و ترقی دائرہ اسلام اُنکے عہد میں بہت اضافہ ہوا۔

مشرق میں علاقجات خراسان۔ ماوراء النہر۔ ترکستان۔ سندھ اور کابل ۔

مغرب میں سوڈان۔ سکندریہ۔ مراکو۔ ٹیونس۔ طرابلس۔ الغرب فتح ہوئے ۔

سب سے پہلے انہوں نے بحری بیڑہ بنایا جس سے ہرقل کے بیڑہ کو تباہ کیا۔ اور پھر بڑے آباد جزائر فتح کئے۔ قبرس۔ کریٹ۔ مالٹا وغیرہ انہی کے فتح کردہ جزیرے ہیں ۔

نبی صلعم کے شاعر خاص کعب بن مالکؓ کے اشعار انکی شہادت پر یہ ہیں :-

| | |
|---|---|
| یا قاتل اللہ قوماً کَانَ اَمۡرُھُمۡ | قتل الاِمام الزکی الطیب الردن |
| مَا قَتَلُوۡہُ علی ذَنۡبٍ اَلَمَّ بِہٖ | اِلَّا الَّذِی نَطَقُوۡا زُوۡراً۔ ولم یکن |

ہندوستان میں عثمانؓ شہید کی نسل کثیر پائی جاتی ہے۔ اور دیگر جملہ اسلامی ممالک میں بھی ۔

خواجہ جلال الدین کبیر الاولیاء پانی پتی۔ بیہقی وقت قاضی ثناء اللہ پانی پتی۔ شمس العلماء مولوی رحمت اللہ مہاجر (مصنف ازالۃ الاوہام وغیرہ) اور شیخ الہند مولانا محمود الحسن اسی دودمان عالی سے ہیں۔ محمد سلیمان ۔

(شیخ الہند مولانا محمود الحسن کا نسب)

فبایع بالرای السدید محمدا | وکان ابن اروی لا یصد عن الحق
وانکحہ المبعوث احدی بناتہ | فکان کبدر مازج الشمس فی الافق
فداؤک یاابن الہاشمئین مہجتی | فانت امین اللہ ارسلت فی الخلق

سیدہ رقیہؓ وہ پہلی خاتون ہیں۔ جنہوں نے ہجرت فی سبیل اللہ کی سنت کو اپنے شوہر کا ساتھ دے کر قائم کیا اور ہر ایک ہجرت کرنے والے کے لئے شاہ راہ ہدایت کا افتتاح ہمیشہ ہمیشہ کے واسطے فرمایا۔ حاکم نے یہ حدیث انکی منقبت میں روایت کی ہے۔

اِنَّھُمَا لَاَوَّلُ مَنْ ھَاجَرَ بَعْدَ لُوْطٍ وَّ اِبْرَاھِیْمَ۔ | لوط و ابراہیم علیہما السلام کے بعد یہ پہلا جوڑا ہے۔ جنہوں نے راہ خدا میں ہجرت کی ہے۔

سیدہ رقیہؓ کے ۲ھ میں چیچک نکلی۔ اور اسی مرض میں انکا ارتحال ہوا۔ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب جنگ بدر کو تشریف لے جارہے تھے۔ اُس وقت سیدہ صاحب فراش تھیں۔ نبی صلعم نے اُنکی تیمار داری کے لئے عثمان غنی اور اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو مدینہ میں چھوڑا تھا۔ زید بن حارثہؓ جس روز فتح کی بشارت لے کر مدینہ منورہ پہنچے تو اُس وقت سیدہ کی تدفین ہو رہی تھی۔ عمر بوقت وفات اکیس ۲۱ سال تھی۔

سیدہ کے بطن سے ایک فرزند عبد اللہ تھا۔

عبداللہ سبط رسولؐ اپنی والدہ کے بعد دو سال تک زندہ رہے۔ اُنکی عمر چھ سال کی تھی۔ کہ ایک مرغ نے اُنکی آنکھ کے قریب ٹھونگ ماری۔ زخم پک گیا۔ آخر یہ والدہ کی یادگار بھی آغوش مادر میں جاسویا۔

## سیدہ امّ کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا

نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تیسری دختر ہیں ۳ھ میں اُنکا نکاح حضرت عثمان

غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہوا۔ اسی لئے انکو ذوالنورین کا خطاب ملا۔ کیونکہ ختمیت پناہی کے دو جگر گوشے یکے بعد دیگرے اِن کے سکینۂ قلب بنائے گئے۔

امّ کلثوم رضؓ کے نکاح کے وقت نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے حضرت عثمانؓ کو بلا کر فرمایا۔ یہ جبریل ہیں۔ جو کہہ رہے ہیں کہ خدائے بزرگ کا حکم ہے۔ کہ میں اپنی دوسری بیٹی تجھ سے بیاہ دوں ۵۔

جن دنوں سیّدہ رقیہؓ کا انتقال ہوا تھا۔ انہی دنوں میں عمر فاروقؓ کی دختر حفصہؓ بھی رانڈ ہو گئی تھیں۔ عمر فاروقؓ نے عثمان غنیؓ سے اپنی لڑکی کا ذکر کیا۔ انہوں نے انکار سا کر دیا۔ عمر فاروقؓ نے اپنے رنج کا اظہار نبی صلعم سے کیا۔ تو حضورؐ نے فرمایا۔

| | |
|---|---|
| اَلَا اَدُلُّ عُثْمَانَ عَلٰی مَنْ هُوَ خَيْرٌ لَّهٗ مِنْهَا وَاَدُلُّهَا عَلٰی مَنْ هُوَ خَيْرٌ لَّهَا مِنْ عُثْمَانَ | عثمانؓ کو حفصہؓ سے بہتر زوجہ ملیگی۔ اور حفصہؓ کو عثمانؓ سے بہتر شوہر ملے گا۔ |

اِس ارشاد کے بعد حفصہ بنت فاروقؓ کو امّ المومنین ہونے کا شرف عطا ہوا۔ اور عثمانؓ غنی کو ذوالنورین بننے کی عزت حاصل ہوئی۔

سیّدہ رقیہ کے اولاد نہیں ہوئی۔ ۹ ھ میں اُنکا انتقال ہوا۔ علی مرتضیٰؓ و فضل بن عباسؓ و اسامہ بن زیدؓ نے مراسم تدفین پورے کئے۔

صحیح بخاری میں انس بن مالکؓ سے روایت ہے۔ کہ نبی صلعم امّ کلثومؓ کی قبر پر بیٹھے ہوئے تھے۔ اور حضورؐ کی ہر دو چشمانِ نورانی میں پانی تھا۔

## سیّدۃ النساء العالمین فاطمہ علیہا السّلام

خدیجۃ الکبریٰؓ کے بطن سے نبی صلعم کی سب سے چھوٹی بیٹی ہیں۔ انکی ولادت

ـــــــــ

۵ اخرجہ الحاکم ازالۃ الخفاص ۲۲۳۔

غالباً نبی صلعم کی عمر مبارک کے اکتالیسویں سال میں ہوئی[1]۔

سیدہ ابھی بچہ ہی تھیں کہ نبی صلعم کعبہ میں نماز پڑھنے گئے۔ وہاں بہت سے کفار قریش موجود تھے۔ جب حضور سجدہ میں گئے۔ تو عقبہ بن ابی معیط نے اونٹ کی اوجھ حضور کی پیٹھ پر لا رکھی۔ حضور اسی طرح سجدہ میں تھے کہ حضرت فاطمہؓ آئیں۔ انہوں نے باپ کی پشت سے اوجھ کو گرا دیا۔ اور عقبہ کے لئے بد دعا فرمائی[2]۔

علی مرتضیٰؓ کے ساتھ سیدہ کا نکاح واقعہ بدر کے بعد اور احد سے پہلے ہوا تھا جنگ احد میں سیدہ نے عملاً حصہ لیا۔ مدینہ میں یہ خبر مشہور ہو گئی کہ نبی صلعم شہید ہو گئے۔ سیدہ میدان جنگ میں پہنچیں۔ اس وقت حضور غار سے باہر نکل آئے تھے۔ سیدہ نے باپ کے زخموں کو دھویا۔ اور جب دیکھا کہ خون نہیں تھمتا۔ تو کھجور کی صف کو جلا کر اس کی راکھ زخموں پر رکھی۔ جس کے بعد خون بند ہو گیا[3]۔

عمران بن حصین سے روایت ہے کہ ایک بار سیدہ فاطمہ بیمار ہوئیں۔ نبی صلعم نے دریافت کیا۔ کہ پیاری بیٹی کیا حال ہے۔ انہوں نے فرمایا مجھے تکلیف ہی ہے۔ اور مزید برآں یہ کہ ہمارے ہاں کوئی کھانے کی شے بھی نہیں۔ نبی صلعم نے فرمایا:۔

---

[1] الاستیعاب۔ واضح ہو کہ اصول الکافی میں شیخ محمد کلینی نے ولادت سیدہ ۵ سنہ نبوت بتائی ہے۔ اور عمر بوقت وفات ۱۸ سال ۷۵ یوم۔ جس میں سے ۷۵ یوم بعد از وفات نبوی صلعم تھے۔ ولادت امام حسن ۲ سنہ بتائی ہے۔ اندریں صورت عمر سیدہ بوقت ولادت امام حسنؓ صرف دس سال ہوتی ہے اور اگر ولادت امام حسنؓ ۳ سنہ مان لی جائے۔ جیسا کہ اسی کتاب کی دوسری روایت ہے۔ تب عمر سیدہ ۱۱ سال ہوگی۔ اسی لئے میں نے الاستیعاب کی روایت کو ترجیح دی۔ مدائنی نے ولادت سیدہ ۵ سال قبل از نبوت اور عمر بوقت وفات ۲۹ سال تحریر کی ہے (محمد سلیمان)

[2] صحیح بخاری۔ باب مالقی النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم واصحابہ من المشرکین۔

[3] صحیح مسلم "غزوہ احد"۔

یا بنیۃ اما ترضین انک سیدۃ نساء العالمین قالت یا ابت فاین مریم بنت عمران قال تلک سیدۃ نساء عالمھا وانت سیدۃ نساء عالمک - اما واللہ لقد زوجتک سیدًا فی الدنیا والاخرۃ ؎

بیٹی! تم اس پر خوش نہیں ہو کہ تم نساء العالمین کی سیدہ ہو - فاطمہ رضؓ نے فرمایا - باوا جان - مریم علیہا السلام کدھر گئیں - فرمایا وہ اپنے زمانے کی عورتوں کی سردار ہیں - اور تم اپنے زمانے کی عورتوں کی سردار ہو - اور تمہارا شوہر دنیا اور آخرت میں سید ہے ؎

ابی ثعلبہ اخشنی سے روایت ہے - کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب کسی سفر سے لوٹ کر آتے تو اوّل مسجد میں تشریف لے جاتے - دو رکعت نفل پڑھکر پھر سیدہ فاطمہ رضؓ کے گھر تشریف لے جاتے - پھر اپنے گھر رونق افروز ہوتے - ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نبی صلعم سے روایت کی ہے کہ نساء اہل الجنتہ کی سردار مریمؑ پھر فاطمہ رضؓ پھر خدیجہ رضؓ پھر آسیہ زن فرعون ہیں ؎

امّ المومنین عائشہ رضؓ فرماتی ہیں - فاطمہ رضؓ سے بڑھکر کوئی بھی رسول اللہ صلعم کا مشابہ بات چیت میں نہ تھا - وہ جب باپ کے پاس آیا کرتیں - تو نبی صلعم آگے بڑھتے - پیشانی پر بوسہ دیتے - مرحبا فرمایا کرتے تھے - اور جب آنحضرت صلعم بیٹی سے ملنے جاتے وہ بھی اسی طرح ملا کرتی تھیں - امّ المومنین عائشہ رضؓ ہی سے روایت ہے ؎

ما رایت احدًا کان اصدق لھجتہ من فاطمۃ رضؓ الا ان یکون الذی ولدھا رسول اللہ صلعم ؎

میں نے فاطمہ رضؓ سے بڑھ کر کسی کو سچ بولنے والا نہ دیکھا - ہاں وہی ایسا ہو سکتا ہے جو نبی صلعم کا جایا ہو ؎

امّ المومنین عائشہ رضؓ سے جمیع بن عمیر صحابی نے پوچھا - کہ رسول صلعم کو سب سے زیادہ پیارا کون تھا - عائشہ رضؓ نے کہا - "فاطمہ رضؓ" انہوں نے پوچھا کہ مردوں میں سے کون

تھا۔ جواب دیا۔ "شوہر فاطمہؓ" اور یہ بھی بتایا۔ کہ علیؓ تو بڑے صوام و قوام تھے[1]۔

اسماء بنت عمیسؓ کا بیان ہے۔ کہ ایک بار حضرت فاطمہؓ نے ان سے کہا۔ کہ عورتوں کا جنازہ جس طرح اب لے جایا جاتا ہے۔ مجھے تو یہ اچھا معلوم نہیں ہوتا جنازے کے اوپر ایک چادر ڈال دیتے ہیں۔ جس میں سے اُس کا پیکر نظر آتا رہتا ہے۔ اسماءؓ نے کہا۔ میں نے حبشہ میں ایک دستور دیکھا ہے۔ تمہیں دکھاتی ہوں۔ پھر انہوں نے کھجور کی تازہ شاخیں منگوا کر چارپائی پر لگائیں۔ اور اُن پر کپڑا ڈال دیا۔ حضرت فاطمہؓ نے فرمایا۔ یہ بہت ہی خُوب اور بہت ہی اچھا ہے۔ مرد و عورت کے جنازے کی پہچان بھی ہو جاتی ہے۔ جب مَیں مر جاؤں۔ تب تو اور علیؓ مجھے غسل دینا۔ اور کسی کو شامل نہ کرنا۔

حضرت سیّدہؓ کی وفات۔ شب سہ شنبہ ۳۔ رمضان ۱۱ھ کو ہوئی۔ انکی وصیت کے مطابق اسماء بنت عمیسؓ زوجہ ابوبکر صدیقؓ اور علی مرتضیٰؓ نے اُنکو غسل دیا[2]۔ حضرت عباسؓ یا حضرت علیؓ نے نماز جنازہ پڑھائی۔ اہل بیت میں سے وہی سب سے پہلے نبی صلعم سے آخرت میں جا ملیں۔

سیّدہ کی عمر کے متعلق معلوم ہوتا ہے کہ قدیم سے اختلاف چلا آتا ہے۔ زبیر بن بکّار سے روایت ہے۔ کہ ہشام بن عبد الملک کے پاس حضرت عبد اللہ بن حسنؑ بن امام حسنؑ آئے۔ وہاں کلبی پہلے سے موجود تھا۔ ہشام نے دریافت کیا کہ سیّدہ فاطمہؓ کی عمر کیا تھی؟ عبداللہ نے کہا تیس سال۔ کلبی نے بتایا پینتیس[35] سال۔ ہشام نے عبداللہ سے کہا۔ ابو محمد سنتے ہو

---

[1] صحیح ترمذی ان کان علمتہ کے الفاظ سے واضح ہے کہ یہ سوال و جواب بعد از وفات علی مرتضیٰؓ ہوئے تھے ام المومنینؓ کو دیکھو کہ وہ سائل کو کس طرح حضرت سیّدہ اور حضرت علی مرتضیٰؓ کے فضائل بتاتی۔ اور اُن کو احب النّاس الیٰ رسول ظاہر کرتی ہیں (محمد سلیمان)

[2] الاستیعاب۔ بیان سلمیٰ خادم رسول۔ غسل سیّدہ میں سلمیٰ خادم رسول مولاۃ صفیہ بنت عبد المطلب بھی شامل تھی۔

کہ کلبی جو تاریخ میں سربرآوردہ ہے۔ کیا کہتا ہے۔ انہوں نے کہا۔ میری ماں کا حال مجھ سے دریافت کیجئے۔ اور کلبی کی ماں کا حال کلبی سے پوچھ لیجئے ✽

حضرت عائشہؓ کہتی ہیں۔ کہ نبی صلعم نے اپنی مرض الموت میں حضرت فاطمہؓ کو بلایا اُنکے کان میں کچھ بات کی تو وہ رو پڑیں۔ پھر اُنکو بلایا اور سرگوشی کی۔ تو وہ ہنسنے لگیں۔ مَیں نے فاطمہؓ سے دریافت کیا۔ کہ وہ کیا باتیں تھیں۔ فاطمہؓ نے کہا۔ پہلے مجھے بتایا۔ کہ میں اسی مرض میں انتقال کر جاؤں گا۔ یہ سُنکر میں رو پڑی تھی۔ پھر بتایا کہ میں (فاطمہؓ) حضور کو خاندان کے سب اشخاص سے پہلے جا ملوں گی۔ اس پر مَیں خوش ہو گئی تھی[1] ✽

وفات نبوی پر سیّدہ علیہا السلام کے اشعار ہیں:۔

| | |
|---|---|
| اِنَّا فَقَدْنَاكَ فَقْدَ الْاَرْضِ وَابِلَهَا | وَغَابَ مُذْ غِبْتَ عَنَّا الْوَحْيُ وَالْكُتُبُ |
| ہماری محرومی حضورؐ سے ایسی ہے، جیسے زمین کو اوت کا جاتے رہنا | جب سے آپ غائب ہوئے ہمارے پاس سے وحی اور کلام الٰہی کا انقطاع ہو گیا |
| فَلَيْتَ قَبْلَكَ كَانَ الْمَوْتُ صَادَفَنَا | لَمَّا نُعِيْتَ وَحَالَتْ دُوْنَكَ الْكُتُبُ |
| کاش! حضور کے انتقال سے پیشتر اور اسوقت سے پیشتر جب مٹی نے ہم کو حضور پوشیدہ | کر دیا تھا۔ ہمیں موت آجاتی اور ہم مر گئے ہوتے[2] |

سیّدہ فاطمہ علیہا السلام کو اپنی ہمشیروں پر بھی یہ خاص شرف حاصل ہے کہ دنیا میں ان ہی کی ذرّیت چلی۔ اور ان ہی کی ذرّیت سے آئمۃ العظام ہوئے۔ جن کی شان اسلام میں نہایت ارفع و اعلیٰ ہے علیہم السلام ✽

سیّدہ کے بطن اطہر سے امام حسنؓ امام حسینؓ۔ سیدہ ام کلثومؓ۔ سیدہ زینبؓ پیدا ہوئے۔ امام حسنؓ اور امام حسینؓ کے حالات علیحدہ لکھ دئے گئے ہیں ✽

سیّدہ ام کلثوم بنت فاطمہؓ کا نکاح عمر فاروقؓ سے ہوا۔ چالیس ہزار درم انکا

---

[1] صحیح بخاری۔ باب مناقب فاطمہؓ ✽　　[2] از کتاب حسن الصحابہؓ ✽

مہر تھا۔ اِن کے بطن سے حضرت عمرؓ کے ہاں زیدؓ اور رقیہؓ پیدا ہوئے حضرت فاروقؓ کے بعد اِنکا نکاح ثانی عون بن جعفر طیارؓ سے ہُوا تھا۔

زیدؓ بن عمرؓ کی وفات اُسی روز ہوئی جس روز اِنکی والدہ اُمّ کلثوم بنت علی مرتضیٰؓ کا انتقال ہُوا تھا۔ بنو عدی کسی بات پر جھگڑ رہے تھے۔ زیدؓ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان میں صلح کرانے کے لئے نکلے۔ تاریکیٔ شب میں اُنکو شناخت نہیں کیا گیا۔ ایک شخص کی ضرب انکے سر پر لگی۔ چند روز مضروب رہ کر رہگرائے عالم بقا ہوئے۔

سیّدہ زینب بنتِ فاطمہؓ کا نکاح عبداللہؓ بن جعفر طیارؓ سے ہُوا تھا۔ میدان کربلا میں اپنے برادر مکرم امام مُعَظَّم حسین علیہ السلام کے ہمراہ تھیں۔ گرفتاری کے بعد انہوں نے نہایت صبر و استقامت سے جملہ مصائب کو برداشت کیا۔ اور اہل بیت حسین علیہ السلام کی حضانت فرمائی۔ اور اعدا اشقیا کو خوب خوب جواب دئے۔ انکے فرزند عدی بن عبداللہ بن جعفر بھی میدان کربلا میں شہید ہوئے۔

سیّدہ نساء العالمین کی اولاد میں بعض نے محسنؓ اور رقیہؓ کے نام بھی بڑھا دیئے ہیں اور اکثر نے یہ نام نہیں لکھے۔ جنہوں نے محسنؓ اور رقیہؓ کے نام لکھے وہ بھی مانتے ہیں۔ کہ ہر دو کا انتقال نہایت صغر سنی میں ہو گیا تھا۔ اس لئے ان کے حالات تاریخ میں نہیں۔

سیّدہ فاطمہ علیہا السلام کی قبر میں بھی اختلاف[1] ہے۔ بعض نے لکھا ہے کہ وہ اپنے ہی گھر میں مدفون ہوئیں۔ اور جب مسجد نبوی کو وسعت دی گئی۔ تب یہ جگہ شامل مسجد نبوی ہو گئی تھی۔ اصول الکافی میں شیخ کلینی نے بھی یہی بیان کیا ہے۔

---

[1] اس پر مکمل بحث میرے سفر نامہ حجاز میں ہے۔

اکثر مورخین کا رجحان ہے۔ کہ انکی قبر مبارک بقیع میں ہے۔ امام حسنؓ - امام زین العابدینؒ اور حضرت عباسؓ عم الرسول صلعم کی قبور اسی جگہ پہلو بہ پہلو ہیں ؛

مسعودی نے مروج الذہب میں تحریر کیا ہے کہ ۳۰۲ھ میں بقیع میں ایک پتھر ملا تھا۔ جس پر یہ تحریر تھا ؛

هذا قبر فاطمۃؓ بنت الرسول صلی اللہ علیہ وسلم

## مرویات

(۱) نسائی نے ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک حدیث روایت کی ہے جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ ایک بار نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت فاطمہؓ کے گھر گئے۔ وہ سونے کا ہار اپنے گلے سے اتار کر ہند بنت ہبیرہ کو دکھا رہی تھیں اور کہہ رہی تھیں۔ کہ علیؓ نے لاکر دیا ہے۔ نبی صلعم نے یہ ہار بیٹی کے ہاتھ میں دیکھا اور واپس چلے آئے۔ حضرت فاطمہؓ سمجھ گئیں۔ انہوں نے ہار کو فروخت کر دیا۔ اور ایک غلام خریدا۔ اور اُسے راہ خدا میں آزاد کر دیا۔ نبی صلعم کو اطلاع ہوئی تو خوش ہوئے۔ اور الحمد للہ فرمایا ؛

(۲) فاطمہ بنت الحسینؓ نے اپنی جدہ سیدہ فاطمہؓ سے روایت کی ہے۔ کہ مسجد میں داخل ہوتے وقت درود شریف پڑھکر رب اغفر لی ذنوبی وافتح لی ابواب رحمتک پڑھنا چاہئے اور خروج مسجد کے وقت درود شریف کے بعد یہی دعا پڑھنی چاہئے۔ رحمتک کی جگہ فضلک بدل لینا چاہئے۔ اسے ترمذی نے روایت کیا ہے۔ روایت میں ارسال ہے کیونکہ فاطمہ بنت الحسینؓ نے اپنی جدہ کو نہیں دیکھا ؛

(۳) ایک نہایت صحیح حدیث جسے نسائی کے سوا باقی جملہ صحاح میں روایت کیا گیا ہے۔ یہ ہے کہ علی مرتضیٰؓ نے ایک روز ابن عبد الواحد سے فرمایا۔ میں تجھ سے فاطمہ رضؓ

بنت الرسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ایک بات سناؤں۔ جو سارے کنبہ میں نبی صلعم کو بہت پیاری تھیں۔ ابن الواحد نے کہا ہاں ۔

علیؓ نے کہا۔ فاطمہؓ نے اتنی چکی پیسی کہ ہاتھوں میں نشان پڑ گئے۔ پانی کے لئے مشک اٹھائی کہ گردن پر نشان پڑ گیا۔ گھر میں جھاڑو دی کہ سب کپڑے میلے ہو گئے انہیں ایام میں نبی صلعم کے پاس کچھ خدام آئے۔ میں نے فاطمہؓ سے کہا۔ تم اپنے ابا کے پاس جاؤ اور ایک خادم مانگو۔ فاطمہؓ گئیں۔ مگر وہاں ہجوم تھا۔ مل نہ سکیں۔ اگلے روز نبی صلعم خود آئے اور دریافت فرمایا کہ کیا ضرورت تھی؟ فاطمہؓ چپ ہو گئیں۔ میں نے کہا۔ کہ میں حضور کو بتاتا ہوں۔ چکی پیستے پیستے ان کے ہاتھوں پر نشان پڑ گئے ہیں اور مشک اٹھاتے اٹھاتے گردن پر۔ میں نے دیکھا تھا۔ کہ حضور کے پاس کچھ خادم آئے ہیں۔ اور میں نے ہی انسے کہا تھا کہ حضورؐ کے پاس جائیں۔ خادم مانگیں۔ کہ اس تکلیف سے رہائی ہو۔

نبی صلعم نے فرمایا۔

| | |
|---|---|
| اتقی اللہ یا فاطمۃ وادی فریضۃ ربك واعملی عمل اھلك واذا اخذتِ مضجعكِ فسبحی ثلاثا وثلاثین واحمدی ثلاثا وثلاثین وکبری اربعا وثلاثین فذلك مائۃ۔ ھی خیرلكِ من خادمٍ[۱] | اے فاطمہ تقویٰ اختیار کرو۔ فرائض الٰہی ادا کرو۔ اپنے کنبہ کے اعمال کو اپنا دستور بناؤ۔ اور جب بستر خواب پر لیٹو۔ تب ۳۳ بار سبحان اللہ۔ ۳۳ بار الحمد للہ ۳۴ بار اللہ اکبر پڑھو۔ یہ پورا سو ہو گیا۔ یہ عمل تیرے لئے خادم سے بہتر ہے۔ |

حضرت فاطمہؓ نے فرمایا۔

[۱] عربی زبان میں لفظ خادم مذکر و مؤنث دونوں پر آتا ہے۔ مراد یہاں خادمہ سے ہے۔

رَضِیتُ عَنِ اللّٰہِ وَعَنْ رَسُولِہٖ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ میں خدا سے اور رسولِ خدا سے اسی حال پر خوشنود ہوں

حضرت علیؓ فرماتے ہیں۔ ولم یخدمھا۔ فاطمہؓ کو خادمہ نہ دی ٭

اس حدیث سے حضرت علی مرتضیٰؓ کے کنبہ کی معیشت سیدہ فاطمہؓ کی زہد و ریاضت اور رضا و تسلیم اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اپنے لئے اور اپنے اَحَبِّ اہل کے لئے دنیا و اموالِ دنیا سے علیحدگی و برأت بخوبی آشکارا ہوتی ہے ٭

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا تُحِبُّ وَتَرْضٰی لَہٗ ٭

(۴) ایک اور روایت ہے۔ جسی ابن عدی و بیہقی نے حضرت انسؓ سے مرفوعًا روایت کیا ہے۔ نبی صلعم نے فرمایا ٭

| | |
|---|---|
| یَا فَاطِمَۃُ مَنْ تَمْنَعُکِ اَنْ تَسْمَعِی مَا اُوْصِیکِ بِہٖ اَنْ تَقُوْلِی یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ بِرَحْمَتِکَ اَسْتَغِیْثُ وَلَا تَکِلْنِی اِلٰی نَفْسِی طَرْفَۃَ عَیْنٍ وَّاَصْلِحْ لِی شَاْنِی کُلَّہٗ ۔ | مطلب یہ ہے کہ اس وظیفہ کو میری وصیت سمجھ کر پڑھا کرو یا حی یا قیوم الخ |

# ابنائے فاطمہ علیہا السّلام

## (۱) امام حسن علیہ السلام سبط النبی صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم

نصف رمضان ۳ھ میں پیدا ہوئے۔ انکی دایہ کا نام سودہ بنت مسرح الکندیہ ہے نبی صلعم نے ساتویں دن دو مینڈھے عقیقہ کے کئے[1]۔ اور سر کے بالوں کے برابر چاندی کا صدقہ دیا ٭

---

[1] رواہ النسائی مگر ابوداؤد کی روایت عن ابن عباس میں ایک مینڈھا ہے ۱۲

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ امام حسنؓ کا نصف پیکر بالائی اور امام حسینؓ کا نصف پیکر زیریں نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مشابہ تر تھا۔

احادیث صحیحہ سے بہ تواتر ثابت ہؤا ہے کہ نبی صلعم نے انکی شان میں فرمایا۔

| | |
|---|---|
| ان ابنی ھذا سیدٌ وعسی اللہ ان یبقیہ حتّٰی یصلح بہ بین فئتین عظیمتین من المسلمین۔ | یہ میرا فرزند سید ہے اور اللہ تعالیٰ اِسے اُس وقت تک باقی رکھیگا۔ کہ اس کے وسیلے سے مسلمانوں کے دو بڑے گروہوں کے اندر صلح ہو جائے۔ |

مسند امام احمدؒ میں امام حسنؓ سے دعاء قنوت روایت کی گئی ہے۔

عَنِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِیٍّ عَلَّمَنِیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ۔ کَلِمَاتٍ اَقُوْلُھُنَّ فِی الْوِتْرِ۔ اَللّٰھُمَّ اھْدِنِیْ فِیْ مَنْ ھَدَیْتَ وَعَافِنِیْ فِیْ مَنْ عَافَیْتَ وَتَوَلَّنِیْ فِیْ مَنْ تَوَلَّیْتَ وَبَارِكْ لِیْ فِیْ مَا اَعْطَیْتَ وَقِنِیْ شَرَّ مَا قَضَیْتَ فَاِنَّكَ تَقْضِیْ وَلَا یُقْضٰی عَلَیْكَ اِنَّہٗ لَا یَذِلُّ مَنْ وَّالَیْتَ وَلَا یَعِزُّ مَنْ عَادَیْتَ تَبَارَكْتَ رَبَّنَا وَتَعَالَیْتَ وَصَلَّی اللّٰہُ عَلَی النَّبِیِّ۔ حاکم کی روایت میں الفاظ عَلَّمَنِیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ وِتْرِیْ ہیں۔

امام ترمذی نے لکھا ہے۔ وَلَا نَعْرِفُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِی الْقُنُوْتِ فِی الْوِتْرِ شَیْئًا اَحْسَنَ مِنْ ھٰذَا[1]

امام حسنؓ حضرت عثمانؓ کی نصرت میں مبادرت کرنے والوں اور اُنکی حفاظت کرنے والوں میں تھے۔ علی مرتضیٰؓ کی شہادت کے بعد چالیس ہزار سے زیادہ بہادروں نے اِن کے ہاتھ پر بیعت کی تھی۔ یہ سب وہ تھے جو حضرت علیؓ کے ہاتھ پر موت کی بیعت کر چکے تھے

---

[1] سفر السعادت۔

ان لوگوں کو حضرت امام حسنؓ کی اطاعت و محبت کا ذوق پہلے سے بھی زیادہ تھا۔ چار ماہ تک امام ہمام نے عراق و عرب اور ماوراء خراسان تک کی خلافت فرمائی۔ اور پھر معاویہ کی جانب کوچ کر دیا۔ معاویہ بھی انکی طرف چلے۔ جب دونوں فوجوں کا تقابل ہوا۔ تو امام حسنؓ کا دل رحم منزل سمجھ گیا۔ کہ جب تک ان دونوں میں سے ایک فوج فنا نہ ہو جائے گی۔ تب تک لڑائی ختم نہ ہوگی۔ یہ تو سخت خونریزی ہے۔ اس لئے معاویہؓ کو کہلا بھیجا۔ کہ میں اس شرط پر کہ اُس کے بعد حکومت امام حسنؓ کی ہوگی۔ صلح کرنے پر تیار ہوں۔ تھوڑی سی ردوکد کے بعد گفتگو ختم ہو گئی۔ اور کوفے کی جامع مسجد میں امام حسنؓ نے بماہ جمادی الاوّل سنہ ۴۱ھ امیر معاویہ کو خلافت کی حکومت سپرد فرمائی۔

ابو عامر سفیان بن لیلیٰ ایک شخص جو کوفے کا باشندہ اور بوڑھا تھا۔ اس نے امام حسنؓ کی خدمت میں آکر کہا۔ السّلام علیك یا مُذِلَّ المومنین حضرت امام نے فرمایا۔ ابو عامر ایسا نہ کہو۔ میں نے جو کچھ کیا مومنین کی ذلت کے لئے نہیں۔ بلکہ اس لئے کیا کہ محض سلطنت کے لیے مومنین کا قتل کرانا میں پسند نہیں کرتا۔ حکومت چھوڑ کر امام حسن علیہ السلام مدینہ منورہ جا رہے تھے۔ جب بیمار ہوئے۔ تو انہوں نے فرمایا کہ مجھے کئی بار زہر پلایا گیا۔ مگر اس دفعہ تو وہ ایسا سخت ہے کہ میرا کلیجا کاٹ ڈالا۔

امام حسینؓ نے پوچھا بھائی! زہر کس نے دیا؟ امام حسنؓ نے فرمایا پوچھنے سے آپ کا کیا مطلب ہے۔ کیا اسے قتل کرو گے؟ امام حسینؓ ہاں۔ امام حسنؓ۔ اگر زہر دینے والا وہی شخص ہے جس کی نسبت میرا گمان ہے۔ تب تو اللہ تعالیٰ خود ہی انتقام لیگا۔ اور اگر وہ نہیں۔ تو میں پسند نہیں کرتا۔ کہ کسی بیگناہ کو میری وجہ سے تکلیف پہنچے۔

امام حسن علیہ السلام نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے چند احادیث کی روایت

فرمائی ہے۔ ان میں سے (۱) دعا قنوت ہے اور (۲) انا آل محمد لا تحل لنا الصدقۃ ہے (۳) امام احمد ترمذی و دارمی و نسائی نے یہ حدیث بھی امام حسنؓ کی روایت سے مرفوعاً روایت کی ہے۔ دَعْ مَا يُرِيبُكَ إِلَى مَا لَا يُرِيبُكَ فَإِنَّ الصِّدْقَ طُمَأْنِينَةٌ وَإِنَّ الْكِذْبَ رِيبَةٌ ؏

آخری وقت امام حسنؓ نے امام حسینؓ سے فرمایا۔ میں نے عائشہ امّ المومنین سے ایک بار ذکر کیا تھا۔ کہ مجھے اپنے گھر میں دفن ہونے کی اجازت دیں۔ انہوں نے مان لیا تھا مجھے وہم ہوتا ہے مبادا انہوں نے میری شرم سے کہہ دیا ہو۔ اب تم میری وفات کے بعد جانا۔ اور یہی درخواست کرنا۔ اگر وہ خوشی سے اجازت دیدیں۔ تو مجھے وہیں دفن کرنا ہاں میرا یہ بھی خیال ہے کہ اہل حکومت مجھے وہاں دفن ہونے نہ دیں گے۔ اگر وہ ایسا کریں۔ تو مت جھگڑنا۔ اور پھر مجھے بقیع الغرقد ہی میں دفن کر دینا ؏

جب امام حسنؓ کے جسم اطہر سے روح انور نے پرواز کیا۔ تو امام حسینؓ حضرت عائشہؓ کے پاس آئے اور اُن سے اجازت مانگی۔ انہوں نے کہا۔ نعم وکرامۃ ہاں اور میں اِسے عزت سمجھتی ہوں ؏

مروان حاکم مدینہ نے یہ واقعہ سنا تو بولا کہ وہ بھی جھوٹا ہے اور وہ بھی جھوٹی ہے۔ حسنؓ یہاں کبھی بھی دفن نہ ہوگا۔ عثمانؓ کو تو انہوں نے قبرستان میں بھی دیا نے نہ دیا۔ اور آج حسنؓ کو عائشہؓ کے گھر میں دفن کرنا چاہتے ہیں[1] ؏

---

[1] مروان کے کلام سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ عثمانؓ غنی پر منجانب باغیان قوم جو ظلم و ستم ہوئے۔ اس میں اہلبیت نے بھی کوئی حصہ لیا تھا۔ مگر یہ بہتان عظیم ہے معلوم ہوتا ہے۔ کہ ان ظالموں نے اپنے افعال کو چھپانے کے لئے حضرت عثمانؓ کے بزرگ نام کو سپر بنا لیا تھا۔ ورنہ انکو عثمان تقی سے کوئی مناسبت نہ تھی ؏ (محمد سلیمان)

حضرت امام ممدوح نے ۴۶ سال کی عمر میں بماہ ربیع الاول ۵۹ھ میں وفات پائی[1]
اور والدہ مکرمہ کے پہلو میں دفن ہوئے ۔

حضرت امام حسنؓ کی شان میں روایت ابی بکرہ میں یہ الفاظ بھی وارد ہوئے ہیں۔

وَاِنَّہٗ رَیْحَانَتِیْ مِنَ الدُّنْیَا[2] دنیا میں سے وہ تو میرا پھول ہے ۔

اور حسنین شہیدین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی منقبت میں یہ حدیث ہے ۔

| | |
|---|---|
| اِنھما سید الشباب اھل الجنۃ. | یہ دونوں نوجوانان بہشت کے سردار ہیں ۔ |

دوسری حدیث ہے ۔

| | |
|---|---|
| اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اُحِبُّھُمَا فَاَحِبَّھُمَا وَاَحِبَّ مَنْ یُّحِبُّھُمَا[3] | اے خدا میں ان دونوں سے محبت کرتا ہوں پس تو بھی ان سے محبت فرما اور جو کوئی ان دونوں سے محبت رکھے اس سے بھی تو محبت فرما |

امام حسنؓ کے ایک قانونی مشورہ کا ذکر علامہ ابن القیمؒ نے لکھا ہے جو دلچسپ ہے ۔
ایک شخص کو گرفتار کر کے علی مرتضیٰؓ کے سامنے لایا گیا۔ گرفتاری ایک ویران غیر آباد مقام سے ہوئی تھی۔ گرفتاری کے وقت اس کے ہاتھ میں ایک خون آلود چھری تھی۔ یہ کھڑا ہوا تھا۔ اور ایک لاش خاک و خون میں تڑپ رہی تھی ۔

اُس شخص نے حضرت علی مرتضیٰؓ کے سامنے اقبال کر لیا۔ اور انہوں نے قصاص کا حکم دیدیا۔ اتنے میں ایک اور شخص دوڑا دوڑا آیا۔ اور اُس نے خلیفہ کے سامنے اقبال جرم کیا۔ علی مرتضیٰؓ نے ملزم اوّل سے دریافت کیا کہ تو نے کیوں اقبال کیا تھا۔ اُس نے کہا کہ جن حالات میں میری گرفتاری کی گئی تھی۔ میں نے سمجھا۔ کہ ان حالات کی موجودگی میں

[1] ماخوذ از الاستیعاب صفحہ ۱۴۲ ۔ [2] الاستیعاب ۔

[3] مہر دو احادیث کو امام عبدالبر نے الاستیعاب میں روایت کیا ہے ۔

میرا انکار کچھ بھی مفید نہ ہوگا۔ پوچھا گیا کہ واقعہ کیا ہے۔ اُس نے کہا کہ میں قصاب ہوں میں نے جائے وقوعہ کے قریب ہی بکرے کو ذبح کیا تھا۔ گوشت کاٹ رہا تھا۔ کہ مجھے پیشاب کا زور پڑا۔ میں جائے وقوعہ کے قریب پیشاب سے فارغ ہوا کہ میری نظر اس لاش پر پڑ گئی۔ میں اسے دیکھنے کے لئے اُس کے قریب پہنچا۔ دیکھ رہا تھا کہ پولیس نے گرفتار کر لیا۔ سب لوگ کہنے لگے۔ کہ یہی شخص اس کا قاتل ہے۔ مجھے بھی یقین ہو گیا۔ کہ ان لوگوں کے بیانات کے سامنے میرے بیان کا کچھ اعتبار نہ کیا جائیگا۔ اس لئے میں نے اقبال کر لینا ہی بہتر سمجھا

اب دوسرے اقبالی مجرم سے دریافت فرمایا۔ اُس نے کہا کہ میں ایک اعرابی ہوں مفلس ہوں مقتول کو میں نے بطمع مال قتل کیا تھا۔ اتنے میں مجھے کسی کے آنے کی آہٹ معلوم ہوئی۔ میں ایک گوشہ میں جا چھپا۔ اتنے میں پولیس آگئی۔ اُس نے پہلے ملزم کو پکڑ لیا۔ اب جب اس کے خلاف فیصلہ سنایا گیا۔ تو میرے دل نے مجھے آمادہ کیا۔ کہ میں خود اپنے جرم کا اقبال کر دوں۔

یہ سُنکر حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے امام حسنؑ سے پوچھا کہ تمہاری کیا رائے ہے؟ انہوں نے کہا کہ امیرالمومنین اگر اس شخص نے ایک کو ہلاک کیا ہے۔ تو ایک شخص کی جان بچائی بھی ہے اور اللہ نے فرمایا ہے وَمَنْ اَحْيَاهَا فَكَاَنَّمَآ اَحْيَا النَّاسَ جَمِيْعًا حضرت علیؑ نے مشورہ کو قبول فرمایا۔ دوسرے ملزم کو بھی چھوڑ دیا اور مقتول کا خونبہا بیت المال سے دلا دیا[1]۔

## اولاد امام حسن علیہ السلام

امام ہمام کے بارہ[12] بیٹے تھے۔

زید۔ حسن مثنی۔ حسین۔ طلحہ۔ اسمٰعیل۔ عبداللہ۔ حمزہ۔ یعقوب۔ عبدالرحمن۔ عبداللہ۔ ابوبکر۔

---

[1] الطرق الحکمیہ فی السیاسۃ الشرعیہ لابن قیم ص۵۶ مطبع مطبعۃ الآداب مصر۔

قاسم[۱۱]۔ عمر[۱۲]۔

## پانچ بیٹیاں :-

فاطمہ[۱]۔ ام سلمہ[۲]۔ ام عبد اللہ[۳]۔ ام الحسین[۴]۔ رملہ۔ ام الحسن[۵]۔

امام حسنؓ کی نسل انکے چار فرزندوں یعنی زید، حسن مثنیٰ۔ حسین الاثرم اور عمر سے جاری ہوئی تھی۔ مگر حسین اور عمر کا سلسلہ جلد ختم ہو گیا۔ اور اب دنیا میں زید اور حسن مثنیٰ کی اولاد باقی ہے۔

اولاد حسن علیہ السلام میں سے عمر اور قاسم اور عبد اللہ میدان کربلا میں شہید ہوئے تھے۔

## (الف) زید بن حسن علیہ السلام (المتوفی ۱۲۰ھ)

انکی ماں کا نام فاطمہ بنت ابو مسعود عقبہ بن عمر بن ثعلبہ الخزرجی الانصاری ہے۔

حضرت زید کے فرزند ابو محمد حسن سلطنت منصور میں امیر مدینہ ہو گئے تھے۔

حضرت سید محمد گیسو دراز خلیفہ حضرت خواجہ نصیر الدین چراغ دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما بھی حضرت زید بن حسنؓ کی اولاد سے ہیں۔ انکا مزار بمقام گلبرکہ (علاقہ سرکار عالی نظام خلد اللہ ملکہ) ہے۔

## (ب) حسن مثنیٰ بن حسن علیہ السلام (المتوفی ۹۷ھ)

انکی والدہ خولہ بنت منظور بن ریان بن عمرو بن جابر بن عقیل بن سمی بن مازن بن فزارہ ہیں۔

صدقات علی مرتضیٰؓ کا اہتمام حضرت حسن مثنیٰ ہی کے متعلق تھا۔ یہ میدان کربلا میں شریک ہوئے اور سخت زخمی ہو گئے تھے۔ اختتام جنگ کے بعد انکو سسکتے ہوئے دیکھا گیا اسماء بن خارجہ فزاری نے ابن سعد سے علاج کرانے کی اجازت حاصل کر لی۔ اور یہ اچھے ہو گئے۔

امام حسینؓ کی دختر فاطمہ انکے نکاح میں تھی جس سے ابراہیم الغمرؒ حسنؒ مثلث اور عبداللہ محض پیدا ہوئے تھے۔

یہ تینوں وہ پہلے شخص ہیں۔ جو طرفین سے فاطمی ہیں۔ یہ شرف اوروں میں نہیں پایا جاتا ایک رومیہ عورت سے داؤدؒ و جعفرؒ دو اور فرزند بھی تھے۔

(۱) عبداللہ محض شیخ بنوہاشم کے لقب سے ملقب تھے۔

ان کے پانچ فرزند تھے۔ محمدؒ ذی النفس الزکیہ۔ ابراہیمؒ۔ موسیٰؒ الجون یحییٰؒ سلیمانؒ وادریس۔

محمد ذی النفس الزکیہ نے دعویٰ خلافت کیا تھا۔ اور امام مالکؒ نے انکی رفاقت کا فتویٰ دیا تھا۔

ابراہیم بن عبداللہ محض نے بھی دعویٰ خلافت کیا تھا۔ اور امام ابوحنیفہؒ نے انکو چار ہزار درم بطور امداد بھیجے تھے۔ انکے بیٹے حسنؒ اور انکے فرزند عبداللہ مشہور ہیں۔ دنیا میں انکی نسل باقی ہے۔

حضرت پیران پیرؒ کا نسب

عبداللہ محض کے فرزند موسیٰ الجون کی نسل بھی بہت پھیلی ہے۔ شیخ الجلیل امام الاولیاء ابوصالح سیدی الشیخ عبدالقادر جیلانی[۵] حضرت موسیٰ الجون ہی کی نسل سے ہیں۔

[۵] سنہ ولادت لفظ عاشق ۴۷۱ھ سے نیز عمر لفظ کامل ۹۱ سے۔ سنہ وفات لفظ معشوق الٰہی ۵۶۲ سے برآمد ہوتا ہے۔ حنبلی المذہب تھے۔ کرامات کثیرہ کی روایات تواتر کے ساتھ مشہور ہیں۔ سلسلہ قادریہ ذات گرامی پر منتہی ہوتا ہے۔ تصنیفات سے چند کتابیں ملتی ہیں۔ سید عبدالوہاب شعرانی نے تحریر کیا ہے کہ سیدالشیخ جیلانیؒ نے فرمایا۔ ایک روز مجھے نور عظیم نظر آیا جس نے افق کو چھپالیا تھا۔ پھر اس میں سے ایک صورت نمودار ہوئی۔ اُس نے کہا عبدالقادر میں تیرا رب ہوں۔ اور تیرے لئے جملہ محرمات کو حلال کرتا ہوں۔ میں نے کہا اے لعین دور دور۔ اسی وقت وہ نور ظلمت بنگیا۔ اور وہ صورت دھواں بنگئی۔ پھر آواز آئی عبدالقادر تیرے خدا نے تجھے علم دیا۔ اور منازل احوال کا نفقہ عطا کیا ہے۔ اس لئے تو بچ گیا۔ ورنہ ستر اہل طریق کو میں اسی طرح گمراہ کرچکا ہوں۔ میں نے

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۴۵ پر ملاحظہ ہو)

(۲) ابراہیم الغمر بن حسن مثنیٰ کا لقب غمر کثرت جود کی وجہ سے پڑ گیا تھا۔ ابو اسمٰعیل کنیت ہے ۱۴۵ھ میں ۶۹ سال کی عمر میں وفات پائی تھی۔ انکی نسل اسمٰعیل دیباج سے جاری ہے اسمٰعیل دیباج کی کنیت ابو ابراہیم اور لقب شریف الخاص تھا۔ انکے فرزند حسن کی نسل دو فرزندان حسن التبج اور ابراہیم طباطبا سے جاری ہے اور بکثرت پائی جاتی ہے۔ سادات بنو معیۃ کا سلسلہ نسب ان ہی میں آکر شامل ہوتا ہے۔ بنو معیۃ میں سے سید عماد الدین محمد بن محمد بن حسین بن قریش کی اولاد دہلی میں موجود ہے ؏

(۳) حسن المثلث بن حسن مثنیٰ کی کنیت ابو علی ہے۔ ۱۴۵ھ میں وفات پائی۔ انکی نسل دنیا میں موجود ہے ؏

(۴) داؤد بن حسن مثنیٰ کی والدہ رومیہ ہیں۔ یہ اور امام جعفر صادق باہم رضیع تھے۔ اور یہی صدقات علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے متولی تھے۔ انکی نسل سلیمان بن داؤد سے جاری ہے سلیمان کی والدہ ام کلثوم بنت امام زین العابدین ہیں۔ سلیمان کی نسل چار فرزندوں موسیٰ۔ داؤد و اسحٰق و حسن سے دنیا میں موجود ہے ؏

(۵) جعفر بن حسن مثنیٰ کی کنیت ابو الحسن ہے۔ ۔۔۔ھ میں وفات پائی ؏
انکا بیٹا حسن تھا جس کی نسل عبداللہ اور جعفر ملقب بہ غدار اور محمد الشیلق سے جاری ہے۔ قزوین۔ راوند۔ مراغہ میں یہ نسل پائی جاتی ہے ؏

---

بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۶۴

کہا۔ یہ سب کچھ بفضل ربانی ہے۔ حاضرین نے عرض کیا۔ کہ حضور نے کیونکر سمجھ لیا کہ وہ شیطان ہے۔ فرمایا اس فقرہ سے کہ جملہ محرمات کو حلال کرتا ہوں ۱؎ از لواقح الانوار فی طبقات ۲؎ الاخیار للشعرانی صفحہ ۱۲۵

شعرانی نے نسب عالی اس طرح بیان کیا ہے۔ شیخ عبدالقادر جنبلی بن موسیٰ۔ بن عبداللہ بن یحییٰ الزاہد بن محمد۔ بن داؤد۔ بن موسیٰ۔ بن عبداللہ۔ بن موسیٰ الجون۔ بن عبداللہ المحض۔ بن حسن المثنیٰ بن امام حسن بن علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ فقط (محمد سلیمان) ؏

# (۲) امام حسین علیہ السلام سبط الرسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

امام حسن علیہ السلام کے برادر خرد ہیں۔ ۵ شعبان ۴ھ کو مدینہ میں پیدا ہوئے ؛
واقدی وغیرہ کا قول ہے کہ حسنؓ کی ولادت سے ۵۰ یوم بعد امام حسین علیہ السلام نے بطن مادر اطہر میں استقرار پایا تھا۔ امام جعفر صادق عن ابیہ کی روایت میں ہے لم یکن بین الحسنؓ والحسینؓ الا طہرًا واحدًا[1] ؛

مصعب الزبیری سے روایت ہے کہ امام حسینؓ نے پچیس[25] حج پیادہ پا کئے تھے۔ یہ روایت الاستیعاب کی ہے۔ الکافی میں ہے۔ کہ امام حسنؓ نے بیس حج پیادہ پا کیے تھے۔ میرے نزدیک یہ دونوں روایات شہیدین سعیدین کے متعلق صحیح معلوم ہوتے ہیں۔ صورت تطبیق یہ ہے کہ دونوں بھائیوں نے بیس حج شامل کئے ہوں گے۔ امام حسینؓ کے پانچ حج زائد ہیں۔ یہ غالباً بعد از وفات امام حسنؓ ادا ہوئے ہوں گے ؛

ابو ہریرہؓ کہتے ہیں۔ میری آنکھوں نے دیکھا۔ اور میرے کانوں نے سنا کہ حسینؓ بچّہ ہی تھے کہ نبی صلعم نے اُنکی دونوں کلائیوں کو پکڑا۔ اُس وقت حسینؓ کے قدم نبی صلعم کی پشت قدم پر تھے۔ پھر فرمایا۔ چڑھو۔ چڑھو۔ حسینؓ اوپر کو چڑھتے جاتے تھے۔ حتیٰ کہ اُنکے پاؤں نبی صلعم کے سینہ پر تھے۔ اور منہ کے برابر منہ تھا۔ پھر فرمایا منہ کھولو۔ انہوں نے منہ کھولا۔ تو نبی صلعم نے اُن کا منہ چوم لیا۔ اور زبان سے فرمایا ؛

اَللّٰھُمَّ اَحِبَّہٗ فَاِنِّیْ اُحِبُّہٗ ۔ | الٰہی میں اس سے محبت رکھتا ہوں تو بھی اس سے محبت فرما

---

[1] حسنؓ اور حسینؓ میں صرف ایک طہر کا فاصلہ تھا۔ ان روایات سے یہ معلوم ہو گیا۔ کہ یہ غلط بات مشہور ہے۔ کہ امام حسینؓ بطن والدہ مطہرہ میں صرف چھ ماہ ٹھیرے تھے۔ کیونکہ ابتدا و انتہا سے حمل کی تاریخوں کا تعین ہو چکا ہے ؛

امام زہری نے (باسناد عن علی بن الحسین عن ابیہ) امام حسینؓ سے یہ حدیث نبوی روایت کی ہے:

مِنْ حُسْنِ اِسْلَامِ الْمَرْءِ تَرْكُهُ مَا لَا يَعْنِيهِ — انسان کے اسلام کی خوبی یہ ہے کہ ناکارآمد چیز کو ترک کر دے

امام حسنؓ سے روایت ہے۔ کہ میں نے اپنے ماموں ہند بن ابی ہالہ سے جو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حلیہ مبارک بیان کرنے میں ممتاز تھے۔ نبی صلعم کا حلیہ سُنا اور کچھ عرصہ تک اس کا ذکر حسینؓ سے نہ کیا۔ پھر جب میں نے ذکر کیا تو مجھے معلوم ہُوا کہ وہ مجھ سے پیشتر ہی دریافت کر چکے اور سن چکے تھے۔ بلکہ انہوں نے حضور کی آمد و رفت کے متعلق کچھ زائد معلومات بھی حاصل کر رکھی تھیں[1]:

مسند احمد و سنن ابو داؤد میں ایک اور حدیث مرفوعاً حسین علیہ السّلام سے مروی ہے:

اِنَّ لِلسَّائِلِ حَقًّا وَّ اِنْ جَاءَ عَلٰی فَرَسٍ — سائل کا حق قائم ہو جاتا ہے خواہ وہ گھوڑے ہی پر سوار آئے:

امام حسینؓ شاعر بھی تھے۔ مندرجہ ذیل اشعار اپنی بیوی رباب بنت امری القیس[2] الکلبی

---

[1] شمائل ترمذی:

[2] صاحب الاغانی نے عوف بن خارجۃ المری سے روایت کی ہے کہ میں عمر فاروقؓ کے پاس بیٹھا ہُوا تھا۔ اتنے میں ایک افحج۔ اجلی۔ امعر شخص لوگوں کو چیرتا ہُوا انکی خدمت میں آیا۔ اُس نے بتایا کہ وہ امرؤ القیس الکلبی ہے جس نے بکر بن وائل پر یوم فلج کو حملہ کیا تھا۔ امیر المومنین عمرؓ نے پوچھا۔ اب کیا چاہتے ہو؟ وہ بولا اسلام۔ فاروقؓ نے اسے مسلمان بنایا۔ اور اُسے شام کے رہنے والے بنو قزاعہ کا سردار بنا دیا۔ اور رایت سرداری عطا کر دیا امرؤ القیس اس مجلس سے اٹھا تو اس کے سر پر رایت سرداری لہرا رہا تھا۔ وہ اسی وقت واپس چل دیا۔ حضرت علی مرتضیٰؓ حسنؓ حسینؓ کو لئے ہوئے اسے راہ میں مل گئے۔ امرؤ القیس سے فرمایا میں علیؓ عم زاد نبیؐ ہوں۔ میرے یہ دونوں فرزند رسول صلعم کے نواسے ہیں۔ میں چاہتا ہوں کہ ہماری قرابت ہو جائے۔ امرؤ القیس بولا۔ میری تین بیٹیاں ہیں۔ محیاۃ علیؓ کو۔ سلمیٰ حسنؓ کو۔ رباب حسینؓ کو دیتا ہوں۔ اس طرح ربابؓ امام حسینؓ کے نکاح میں آئی تھی:

اور اپنی بیٹی سکینہ[1] کے لئے جو رباب کے بطن سے ہیں۔ انشاء فرمائے تھے:۔

| | |
|---|---|
| لَعَمْرُكَ اِنَّنِی لَاُحِبُّ اَرْضاً | تَحُلُّ بِهَا سُكَيْنَةُ وَالرَّبَابُ |
| اُحِبُّهُمَا وَاَبْذُلُ جُلَّ مَالِی | وَلَيْسَ لِعَاتِبٍ عِنْدِی عِتَابُ |
| فَلَسْتُ لَهُمْ وَاِنْ غَابُوا مُضِيعاً | حَيَاتِی اَوْ يُغَيِّبُنِی التُّرَابُ |
| كَاَنَّ اللَّيْلَ مَوْصُولٌ بِلَيْلٍ | اِذَا زَارَتْ سُكَيْنَةُ وَالرَّبَابُ[2] |

بی بی رباب جس کی محبت میں یہ اشعار انشاد فرمائے گئے۔ وہ بھی مہر و وفا کی پتلی تھی۔ امام ہمام کی شہادت کے بعد بہت لوگوں نے ان کے پاس پیغام نکاح بھجوائے۔ مگر انہوں نے انکار ہی کر دیا۔ صاحب الاغانی نے سند متصل کے ساتھ ان کے مندرجہ ذیل اشعار جو شہادت کے بعد کہے گئے تھے روایت کئے ہیں:۔

| | |
|---|---|
| ان الذی کان نوراً یستضاء بہ | بکربلاء قتیل غیر مدفون |
| سبط النبی جزاک اللہ صالحۃ | عنا وجنبت خسران الموازین |
| قد کنت لی جبلاً صعباً الوذ بہ | وکنت تصحبنا بالرحم والدین |
| من للیتامیٰ ومن للسائلین ومن | یغنی ویاوی الیہ کل مسکین |

---

[1] سکینہ صیغہ تصغیر ہے۔ ان کا نام امیمہ یا امینہ یا آمنہ بیان کیا گیا ہے۔ انکے کئی نکاح ہوئے۔ اوّل عبداللہ بن حسنؓ بن علیؓ سے ہوا تھا۔ ایک نکاح مصعب بن زبیرؓ سے ہوا تھا۔ ایک لاکھ کا مہر ادا کیا گیا۔ یہ غلط ہے کہ سکینہ کا انتقال زندان شام اور چھٹپنے میں ہو گیا تھا:

[2] پہلے تین شعر اغانی سے اور چوتھا شعر روض الانف سہیلی سے نقل کیا گیا ہے۔ ان کا ترجمہ یہ ہے۔ سچ تو یہ ہے کہ میں اس جگہ سے الفت رکھتا ہوں۔ جہاں سکینہ اور رباب ٹھہری ہوئی ہیں۔ مجھے ان دونوں سے محبت ہے۔ میں انپر دولت کثیر خرچ کرتا ہوں اور عاتب کے عتاب کی پروا نہیں کرتا۔ گو وہ یہاں موجود نہیں ہیں۔ مگر میں ان کی غور و پرداخت سے بے خبر نہ رہونگا۔ جب تک زندہ ہوں اور جب تک مٹی مجھے چھپا نہ دیگی۔ جب سکینہ اور رباب اپنے اقارب سے ملنے گئی ہوئی ہوں۔ تو رات لمبی لمبی نظر آتی ہے۔ گویا رات کے ساتھ دوسری رات مل گئی ہے:

واللّٰہ لا ابتغی صحوا لبصھر کم حتی اغیب بین الرمل والطین[1]

حضرت امام ہمام کی شہادت بروز جمعہ عشرہ محرم سنہ ۶۱ھ کو میدان کربلا میں جسے طف بھی کہتے ہیں۔ آغاز وقت زوال میں ہوئی اناللہ وانا الیہ راجعون ؀

وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِیْنَ قُتِلُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اَمْوَاتًا ط بَلْ اَحْیَآءٌ عِنْدَ رَبِّھِمْ یُرْزَقُوْنَ o لا فَرِحِیْنَ بِمَآ اٰتٰھُمُ اللّٰہُ مِنْ فَضْلِہٖ وَیَسْتَبْشِرُوْنَ بِالَّذِیْنَ لَمْ یَلْحَقُوْا بِھِمْ مِّنْ خَلْفِھِمْ اَلَّا خَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ o یَسْتَبْشِرُوْنَ بِنِعْمَۃٍ مِّنَ اللّٰہِ وَفَضْلٍ وَّاَنَّ اللّٰہَ لَا یُضِیْعُ اَجْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ o ج اَلَّذِیْنَ اسْتَجَابُوْا لِلّٰہِ وَالرَّسُوْلِ مِنْ بَعْدِ مَآ اَصَابَھُمُ الْقَرْحُ ط لِلَّذِیْنَ اَحْسَنُوْا مِنْھُمْ وَاتَّقَوْا اَجْرٌ عَظِیْمٌ o (سورہ آل عمران - ع - ۱۷) ؀

واقعہ ہائلہ کربلا کا مکمل بیان میں نے لکھا تھا۔ اور ارادہ تھا۔ کہ اسی کتاب میں شائع کیا جائے۔ مگر احباب کے مشورہ سے یہ قرار پایا کہ اسے علیحدہ شائع کیا جائے تاکہ تھوڑی قیمت پر بہت ہاتھوں تک پہنچ سکے۔ اس مضمون میں واقعات کو تنقید صحت کے بعد لکھا گیا ہے۔ اصل خطوط کی عبارتیں نقل کیگئی ہیں۔ اور شہداء کے اسماء اور قبائل کی تحقیقات کی گئی ہے ؀

---

[1] ان اشعار کا مصرعہ اول حضرت حسان کے نعتیہ اشعار سے لیا گیا ہے۔ ترجمہ اشعار یہ ہے۔ وہ نور جو روشنی پھیلاتا تھا۔ کربلا میں مقتول پڑا ہے۔ اُسے کسی نے دفن بھی نہیں کیا۔ اے سبط نبی اللہ تجھے ہماری جانب سے بہترین جزا عطا فرمائے۔ آپ میزان عمل کے خسران سے بچا لئے گئے۔ تم میرے لئے بلند پہاڑ کی چوٹی تھے۔ جس کی پناہ میں لیا کرتی تھی (یہ محاورہ حضرت داؤدؑ کی زبور میں بکثرت ہے) آپ کا برتاؤ ہمارے ساتھ رحم اور دین کا تھا۔ اب یتیموں کا کون ہے! اب فقیروں کا کون ہے؟ اب کون رہ گیا ہے جس کے پاس ہر ایک مسکین کو پناہ مل سکے۔ اب میں اس قرابت کے بعد اور کوئی خوشی پسند نہ کروں گی۔ حتیٰ کہ ریت اور مٹی کے تودہ میں جا چھپوں۔ فقط ؀

# امام زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ

اسم مبارک علی ہے۔ کثرت عبادت کی وجہ سے زین العابدین سجاد۔ ذوالثفنات لقب پڑ گئے تھے۔ واقعہ کربلا میں عمر مبارک ۲۳ سال کی تھی ۳۸ھ میں پیدا ہوئے ۹۵ھ میں وفات پائی۔ انکی والدہ بنت یزدجرد ہیں۔ جو عمر فاروقؓ کے عہد میں اسیر ہو کر آئی تھیں۔

امام زین العابدین کی نسل دنیا میں چھ فرزندوں محمد باقر[۱]۔ عبداللہ الباہر[۲]۔ زید الشہید[۳]۔ عمر الاشرف[۴]۔ حسین الاصغر[۵]۔ علی الاصغر[۶] سے باقی ہے۔

دو بیٹیاں امّ کلثوم و خدیجہ تھیں۔

امّ کلثومؓ کا نکاح داؤد بن حسن مثنیٰ سے ہوا تھا۔ انکے بطن سے سلیمان پیدا ہوا۔ سلیمان کی نسل داؤد۔ اسحاق۔ حسن سے جاری ہے۔

خدیجہؓ کا نکاح محمد بن عمر بن علی مرتضیٰؓ سے ہوا۔ ان کے بطن سے عبداللہ۔ عبیداللہ۔ عمر پیدا ہوئے۔ نسل باقی ہے۔

## عبداللہ الباہر بن زین العابدین

امام باقر کے برادر شفیق ہیں۔ انکی نسل محمد الارقط سے جاری ہے اس کا ایک ہی بیٹا تھا۔ اسمٰعیل۔ انکے دو بیٹے تھے حسین اور محمد۔ یہ نسل رے۔ قم جرجان میں پائی جاتی ہے۔

## زید الشہید بن امام زین العابدین

ان کی والدہ امّ ولد تھیں۔ انہوں نے عہد سلطنت ہشام میں دعویٰ خلافت کیا تھا بہت لوگوں نے بیعت کر لی تھی۔ مداین۔ بصرہ۔ واسط۔ موصل۔ خراسان۔ رے۔ جرجان کے علاوہ صرف کوفہ ہی کے ۱۵ ہزار شخص تھے۔ جب یوسف ثقفی ان کے مقابلہ میں لشکر

لایا۔ تو یہ سب لوگ امام کو چھوڑ کر بھاگ گئے۔ زید شہیدؒ نے فرمایا۔ رَفَضُوْنَا الْیَوْمَ۔ اُس دن سے رافضی کا لفظ نکلا۔ آپ ۱۵ صفر ۱۲۱ھ کو اس جنگ میں زخم تیر سے شہید ہوئے تھے ان کے چار فرزند تھے۔ یحییٰؒ جو ۱۸ سال کی عمر میں شہید ہو گئے تھے۔ انکی ایک دختر تھی۔ باقی تین فرزندوں حسینؒ ذی الدمعہ۔ عیسیٰؒ موتم الاشبال۔ محمدؒ سے نسل جاری ہے ؎

حسین ذی الدمعہ نے ۱۳۵ھ میں وفات پائی۔ نسل کثیر باقی ہے۔ اور کیتھل سنبھل وغیرہ میں پائی جاتی ہے۔ یہ لوگ ترمذی کہلاتے ہیں ؎

حسان الہند آزاد بلگرامی کا نسب

عیسیٰ موتم الاشبال کی نسل چار فرزندوں۔ احمدؒ۔ زیدؒ۔ محمدؒ۔ حسینؒ عصارہ سے جاری ہے۔ سادات بارہ وبلگرام کا نسب محمد بن عیسیٰ تک منتہی ہوتا ہے۔ حسان الہند میر غلام علی آزاد بلگرامی قدس سرہ۔ المتوفی ۱۲۰۰ھ اسی نژاد عالی سے ہیں ؎

## عمر الاشرف بن زین العابدینؓ

زید شہید کے برادر شفیق ہیں۔ انکی نسل علی الاصغر سے جاری ہوئی۔ ان کے تین فرزند۔ قاسم۔ عمر الشجری۔ ابو محمد الحسن تھے۔ نسل کثیر باقی ہے ؎

## حسین الاصغر بن امام زین العابدین

انکی والدہ کا نام ساعدہ ہے۔ جو ام ولد ہیں۔ حسین الاصغر نے ۱۵۷ھ میں وفات پائی۔ بقیع میں دفن ہوئے۔ عبداللہ۔ عبیداللہ الاعرج۔ علی۔ ابو محمد الحسن۔ سلیمان سے نسل باقی ہے۔ اور حجاز و عراق۔ شام و مغرب میں پائی جاتی ہے ؎

## علی الاصغر بن امام زین العابدین

انکی نسل حسین افطس سے جاری ہے۔ افطس کی نسل۔ علی الحوری۔ عمر۔ حسین

---

۱؎ دست بدست لڑائی میں شیر کو ہلاک کیا تھا۔ موتم الاشبال "بچگان شیر کو یتیم بنانے والا" لقب پڑ گیا۔

حسن مکفوف عبد اللہ الشہید سے جاری ہے ؛

# امام باقر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

محمدؒ نام۔ باقرؒ لقب۔ ابو جعفر کنیت ہے۔ باقر العلوم۔ وافر الحلم۔ جلیل القدر تھے۔ صحیح مسلم میں انکی حدیث عن جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ دربارہ حج موجود ہے۔ جس سے دو سو کے قریب قریب مسائل مستخرج ہوتے ہیں۔ صحاح و سنن میں انکی مرویات خوب ملتی ہیں۔ ولادت مدینہ میں ۵۷ھ میں وفات ۱۱۴ھ میں ہوئی۔ اور جنت البقیع میں دفن ہوئے ؛

واقعہ کربلا میں قریباً تین سال کے تھے۔ انکی نسل صرف امام جعفر صادق سے جاری ہے۔ ان کی والدہ ام عبد اللہ بنت امام حسنؓ ہیں ؛

# امام جعفر صادق رضی اللہ تعالےٰ عنہ

جعفر نام۔ صادق لقب۔ ابو عبد اللہ کینت ہے۔ انکی والدہ ماجدہ ام فروہ ہیں جو ابو بکر صدیقؓ کے پوتے قاسم الفقیہ کی بیٹی ہیں۔ ام فروہ کی والدہ اسماء بنت عبد الرحمن بن ابو بکر صدیقؓ ہیں۔ اسی لئے امام جعفر صادق فخراً فرمایا کرتے تھے وَلَدَنِی اَبُوْبَکْرٍ مَرَّتَیْنِ۔ مجھے ولادت میں ابو بکرؓ سے دہرے واسطے ہیں ؛

وافر العلوم۔ کثیر الفیوض تھے۔ دواوین۔ احادیث و سنن میں انکی مرویات اور فتاویٰ موجود ہیں ؛

---

ولادت ۸۳ھ۔ وفات ۱۴۸ھ۔ بقیع میں مدفون ہوئے ؛

انکی نسل پانچ فرزندوں۔ موسیٰ کاظم۔ اسمٰعیل۔ علی العریضی۔ محمد المامون اسحٰق سے جاری ہے ؂

(۱) اسمٰعیل اپنے والد کے فرزند اکبر ہیں۔ اسمٰعیلیہ ان ہی کو جعفر صادق کے بعد امام مانتے ہیں۔ ہز ہائینس سر آغا خان بالقابہ کا سلسلہ نسب ان ہی سے ہے۔ اِن کی دو فرزندوں۔ محمد اور علی سے جاری ہے ؂

علی ملقب ضیاء الدین کے سلسلہ نسب میں مخدوم سید علاؤ الدین علی احمد صابر کلیری ہیں رحمۃ اللہ علیہ۔ رحمۃً واسعۃً ؂

مخدوم علی احمد صابر کلیری کا نسب

(۲) علی العریضی۔ بن امام جعفر کی نسل چار فرزندوں۔ محمد۔ احمد الشعرانی۔ حسن جعفر الاصغر سے جاری ہے اور خلق کثیر موجود ہے ؂

(۳) محمد المامون (یا) محمد دیباج۔ انہوں نے دعویٰ خلافت بھی کیا تھا۔ مامون الرشید نے انکو گرفتاری کے بعد معاف کر دیا تھا۔ اِنکی نسل علی الخارجی۔ قاسم حبیبن سے جاری ہے۔ اکثر مصر میں پائے جاتے ہیں ؂

(۴) اسحٰق بن جعفر صادق۔ مؤتمن لقب۔ ابو محمد کینت۔ امام موسیٰ کاظم کے برادر شفیق ہیں۔ شیعہ کا ایک فرقہ انکو امام مانتا ہے ؂

اِنکی نسل محمد۔ حسن۔ حسین تین فرزندوں سے جاری ہے ؂

# (۵) امام موسیٰ کاظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ

موسیٰ نام۔ کاظم لقب۔ ابو الحسن اور ابو ابراہیم کینت تھی۔ انکی والدہ کا نام حمیدہ ہے۔ جو ام ولد تھیں۔ ولادت ۱۲۸ھ بمقام ابواء۔ وفات ۲۵ رجب ۱۸۳ھ کو بمقام بغداد ہوئی ؂

یہ ۲۳ بیٹوں اور ۳۷ بیٹیوں کے والد ہیں۔ فرزندان نرینہ میں سے

(۵) عبدالرحمٰن۔ عقیل۔ قاسم۔ یحییٰ۔ داؤد۔ لاولد تھے ؛

(۳) سلیمان۔ فضل۔ احمد کے صرف اولاد دختری تھی ؛

(۵) حسین۔ ابراہیم الاکبر۔ ہارون۔ زید۔ حسن کی اولاد کے متعلق علمائے نسب میں اختلاف ہے ؛

(۱۰) علی۔ ابراہیم الاصغر۔ عباس۔ اسمٰعیل۔ اسحاق۔ حمزہ۔ عبداللہ۔ عبیداللہ جعفر کی نسل جاری ہے ؛

خواجہ بزرگ معین الدین چشتی کا نسب

سلطان الہند خواجہ بزرگ سید معین الدین حسن سنجری رحمۃ اللہ علیہ اجمیری۔ المتوفی ۶۔ رجب ۶۳۲ھ امام موسیٰ کاظم ہی کی اولاد ہیں ؛

# امام علی الرضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ

علی نام۔ رضا لقب۔ ابوالحسن کنیت ہے۔ ولادت ۱۴۸ھ وفات بماہ صفر ۲۰۳ھ بعمر پنجاہ و پنج سال۔ مزار مشہد مقدس میں ہے۔ انکی نسل صرف محمد الجواد سے جاری ہے ؛

# امام محمد الجواد۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

محمد نام۔ جواد لقب۔ ابوجعفر کنیت۔ ولادت رمضان ۱۹۵ھ وفات آخر ذیقعد ۲۲۰ھ بعمر ۲۵ سال سُرّ من رَاٰی میں انتقال فرمایا۔ علی الہادی۔ اور موسیٰ المبرقع سے نسل جاری ہے ؛

(۱) موسیٰ المبرقع کی نسل انکے فرزند احمد سے جاری ہے بمضافات لکھنؤ۔

خیر آباد۔ سفیدوں۔ سونی پت۔ سامانہ میں یہ نسل پائی جاتی ہے ؎

# امام علی النقی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

علی نام۔ عسکری لقب۔ ہادی و نقی عَلَم۔ ابوالحسن کنیت ہے۔ سُرّمن رائی میں بعمر ۴۱ سال ۷ ماہ وفات پائی۔ ولادت نصف ذی الحجہ ۲۱۲ھ وفات ۳ جمادی الاخریٰ ۲۵۴ھ

دو فرزندوں ابو عبداللہ جعفر کذاب اور حسن عسکری سے نسل جاری ہے ؎

(۱) ابو عبداللہ جعفر کے نام کے ساتھ لقب کذّاب بعض لوگ اس لئے شامل کیا کرتے ہیں۔ کہ انہوں نے اپنے بھائی امام حسن عسکری کی وفات کے بعد خود امام ہونے کا دعویٰ کیا تھا۔ انکی اولاد انکو جعفر توّاب کہتی ہے اور اپنے آپ کو رضوی کہلاتے ہیں ؎

ابو عبداللہ کی کنیت ابو کرّین بھی ہے۔ کرّ ساٹھ قفیز کو کہتے ہیں۔ چونکہ یہ ۱۲۰ بچوں کے والد تھے۔ اس لئے اس کنیت سے پکارے گئے ؎

انکی وفات ۲۷۱ھ میں ہوئی۔ انکی نسل کا صرف ۶ فرزندوں سے جاری ہونا پایا جاتا ہے ؎

اسمٰعیل۱ حریف۔ یحییٰ۲ الصوفی۔ ہارون۳۔ علی۴ المختار۔ ادریس۵۔ طاہر۶ ؎

اسمٰعیل حریف اور یحییٰ صوفی کی اولاد مصر میں پائی جاتی ہے ؎

ہارون بن جعفر کی اولاد میں سے سادات امروہہ مشہور ہیں ؎

علی المختار کی اولاد سے سادات بھکر ہیں قطب الاقطاب خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۱۴ ربیع الاول ۶۳۵ھ اسی شاخ سے ہیں ؎

محمد نازک اور سید جلال الدین بخاری نزیل ہند انہی علی المختار کی اولاد ہیں ؎

خواجہ قطب الدین بختیار کاکی کا نسب

ادریس بن جعفر کی نسل قاسم سے جاری ہے۔ اولاد قواسم کہلاتی ہے۔

# امام حسن عسکری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حسنؑ نام۔ عسکری لقب۔ ابو محمدؐ کنیت۔ ولادت بماہ رمضان ۲۳۲ھ والدہ کا نام حُدیث ہے۔ جو ام ولد تھیں۔ وفات ۸۔ ربیع الاول ۲۶۰ھ کو سرمن رای میں ہوئی ایک فرزند محمدؐ المہدی نصف شعبان ۲۵۵ھ میں پیدا ہوئے تھے۔ جو سُرمن رائی کے غار میں بعمر چار سالہ غائب ہو گئے تھے۔ فرقہ اثنا عشریہ انکو زندہ تسلیم کر کے امام منتظر۔ امام زمان۔ مہدی دوران کے القاب سے ملقب کرتے ہیں۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا تُحِبُّ وَتَرْضٰی لَہٗ

---

# باب دوم

## امہات المومنین

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاَزْوَاجِہٖ وَذُرِّیَّاتِہٖ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ وَبَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاَزْوَاجِہٖ وَذُرِّیَّاتِہٖ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ[1]

ازواج النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حالات قلم بند کرنے سے پہلے اس شبہ کا ازالہ ضروری ہے۔ جو عیسائی لوگ ایک سے زیادہ بیوی کے متعلق ظاہر کیا کرتے ہیں۔

یہ ظاہر ہے کہ مسئلہ مذکور کے جواز و عدم جواز کی بحث صرف دو ہی پہلو سے کی جاسکتی ہے۔

(الف) قانون۔

(ب) مذہب۔

(الف) قانون اس مسئلہ کا فیصلہ یورپ کے لئے اور طرح کرتا ہے اور ایشیا کے لئے اور طرح۔ ہندوستان کی تمام ہائی کورٹیں ایک سے زیادہ بیوی کی شخصیت کو قوانین دیوانی اور فوجداری میں صحیح تسلیم کرتی ہیں۔ یہ اعلیٰ عدالتیں ان مقدمات میں جو جائداد کے متعلق ہوں۔ دو یا دو سے زیادہ بیویوں کے حقوق کو بمقابلہ انکے شوہر کے ورثاء قانونی کے تسلیم کرتی اور ڈگریاں جاری کرتی ہیں۔

---

[1] صلوٰۃ کے یہ الفاظ بروایت ابوحمید ساعدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، امام بخاری و مسلم و ابوداؤد ونسائی و ابن ماجہ نے روایت کئے ہیں۔

یہ اعلیٰ عدالتیں ہمیشہ مقدمات زیر دفعہ ۴۹۴ تعزیرات ہند میں ایسی عورت کو جو اپنے شوہر کی دوسری یا تیسری یا چوتھی بیوی تھی۔ کسی دوسری جگہ شادی کر لینے سے مجرم قرار دیتی ہیں۔ اور اُس شخص کو بھی مجرم ٹھیرا تی ہیں۔ جو ایسی عورت کے ساتھ شادی کر لیتا ہے ہندوستان کی ہائی کورٹوں کا یہ متفقہ اور مسلّمہ رویّہ انگلستان کے قانون بگیمی کے بالکل خلاف ہے۔ پس نتیجہ یہ ہے کہ ہندوستان کی انصاف رساں عدالتوں کا یہ قانونی دستور ایشیاء کو یورپ سے متمیز کرتا ہے۔ اس لئے ثابت ہو گیا۔ کہ محض قانونی پہلو سے اس مسئلہ پر کوئی مسلّمہ اعتراض موجود نہیں ہے [۱]

(ب) اب اس مسئلہ پر مذہب کی رو سے غور کرنا ہے۔ مذہب کا سرچشمہ ملک ایشیا ہے۔ حضرت مسیح بھی شام میں پیدا ہوئے۔ اور ایشیائی ہیں ؛

## ایشیاء کے مشہور مذاہب

ایک سے زیادہ بیوی کی تائید میں ہیں۔ قدیم ہندوستان کو لیجئے ؛

(۱) سری رامچندر جی کے والد مہاراجہ دسرت کی تین بیویاں تھیں ؛

پٹ رانی کوشلیا . . . . . . . . . . والدہ رام چندر جی ؛

رانی سمترا . . . . . . . . . . والدہ لچھمن جی ؛

[۱] دفعات ۳۶۳ و ۳۶۶ کو بھی جب شادی شدہ عورت کے متعلق ہوں نیز دفعہ ۴۹۸ کو اس نظیر میں شامل کر لینا چاہئے۔ ہماری اس دلیل کے خلاف یہ جواب درست نہیں ہو گا۔ کہ ہندوستان کی عدالتوں نے اس بارہ میں ہندوستانی رواج کی خالصتہً پیروی کی ہے۔ کیونکہ اگر ہمارے واضعان قانون اس مسئلہ کو قطعاً مخرب اخلاق سمجھتے۔ تو اس کا ضرور کلّی انسداد کر دیتے۔ خواہ رسم اور رواج اُس کی تائید میں پائے ہی جاتے۔ انسداد رسم ستی کے متعلق گورنمنٹ نے ایسا ہی کیا۔ اگرچہ بعض لوگ اُس کی بُنیاد مذہب پر بھی بتاتے تھے۔ تعدد شوہران کے بارہ میں ان عدالتوں کا یہی رویہ ہے۔ اگرچہ اُن علاقجات کے لوگوں نے رسم و رواج کو تائید میں بار بار پیش کیا ہے۔ ان نظائر پر غور کرنے سے ثابت ہو جاتا ہے کہ دلیل صحیح ہے (محمد سلیمان عفی اللہ عنہ)

رانی کیکئی . . . . . . والدہ بھرت جی ؛

(۲) سری کرشن جی کے جو اوتاروں میں سولہ کلاں سنپورن تھے سینکڑوں بیویاں تھیں[1] ؛

(۳) راجا پانڈو کے جو مشہور پانڈوں کا جدِّ اعلیٰ ہے۔ دو بیویاں تھیں ؛

کنتی . . . . . . والدہ یدہشٹر و بھیم سین و ارجن ؛

مادری . . . . . والدہ نکل و سہدیو ؛

(۴) راجا شنتن کی دو بیویاں تھیں ؛

گنگا . . . . والدہ بھیکم ؛

ستیہ وتی۔ والدہ چتر انگد و بچتر ایرج پسران شنتن۔ نیز والدہ بیاس جی۔ پسر پراشر رکھیشر ؛

(۵) بچتر ایرج کی دو بیویاں اور ایک لونڈی تھی ؛

امبکا . . . . . والدہ دھرتراشٹ۔ پسر بیاس جی ؛

امبالکا . . . . . والدہ پانڈو۔ پسر بیاس جی ؛

لونڈی . . . . . والدہ بدر۔ بن بیاس جی ؛

# منہاج نبوّت اور تعدّدِ زوجات

اب اِس مسئلہ کو منہاج نبوّت پر دیکھ لینا چاہیئے ؛

عیسائی حضرات حضرت ابراہیم علیہ السّلام کی عظمت کے قائل ہیں۔ اور اُن کو خلیل الرّحمٰن تسلیم کرتے ہیں[2] ؛

---

[1] لالہ لاجپت رائے آنجہانی نے اپنی کتاب کرشن چرتر میں صرف ۸ رانیاں تسلیم کی ہیں۔ ہمارے مدعا کے لئے یہ تعداد بھی کافی ہے ؛ [2] یعقوب کا خط مشمولہ انجیل $\frac{۲}{۲۳}$ ؛

حضرت یعقوب کو خدا کا اسرائیل اور نہایت برگزیدہ تسلیم کرتے ہیں[۱]۔

حضرت موسیٰؑ کی بابت اعتقاد رکھتے ہیں۔ کہ ابتک بنی اسرائیل میں موسیٰؑ کی مانند کوئی نبی نہیں اٹھا جس سے خدا آمنے سامنے آشنائی کرتا[۲]۔

ہم حضرت داؤدؑ کی بابت بائیبل میں یہ فقرہ پڑھا کرتے ہیں۔ خدا نے اُس سے کہا۔ کہ تو میرا بیٹا ہے۔ میں آج کے دن تیرا باپ ہوا[۳]۔

حضرت سلیمانؑ کی بابت عیسائی مانتے ہیں کہ خدا نے اُسے فرمایا تھا "میں نے ایک عاقل اور سمجھدار دل تجھ کو بخشا۔ ایسا کہ تیری مانند تجھ سے آگے نہ ہوا۔ اور نہ تیرے بعد تجھ سا برپا ہوگا"[۴] تسلیم کرتے ہیں۔ کہ خدا نے سلیمانؑ کی بابت یہ بھی کہا تھا "وہ میرا بیٹا ہوگا۔ میں اُس کا باپ ہوں گا[۵]"۔

حوالجات بالا کے بعد ہم بوثوق اپنی رائے قائم کرسکتے ہیں کہ انبیاء صدر کے افعال منہاج نبوت کے ثابت کرنے میں محکم ترین دلائل اور بہترین نظائر ہیں۔

## اب انبیاء صدر کے متعلق ملاحظہ ہو

سیّدنا ابراہیم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تین بیویاں۔

۱۔ سیّدہ ہاجرہ کتاب پیدائش ۱۶/۳ والدہ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام۔

۲۔ سیّدہ سارہ کتاب پیدائش ۱۸/۱۵ والدہ اسحٰق علیہ السلام۔

۳۔ قتورہ خاتون کتاب پیدائش ۲۵/۱ والدہ۔ زمران۔ یقسان۔ مدان۔ مدیان اسباق۔ سوخ۔

---

[۱] تواریخ ۲۲/۱۰ خروج باب ۴ فقرہ ۱۱۔ [۲] استثنا ۳۴/۱۰۔ [۳] زبور ۲/۷۔ [۴] اسلاطین ۳/۱۲۔
[۵] تواریخ ۲۲/۱۰۔

حضرت یعقوبؑ اسرائیل کی چار بیویاں ۔

۱۔ لیاہ۔ کتاب پیدائش $\frac{29}{24}$ والدہ۔ روبن۔ شمعون۔ لاوی۔ یہودہ۔ اشکار زبلون ۔

۲۔ زلفہ۔ کتاب پیدائش $\frac{29}{24}$ والدہ۔ جد۔ آشر ۔

۳۔ راخل۔ ایضاً $\frac{29}{28}$ والدہ۔ یوسف علیہ السلام و بن یامین ۔

۴۔ بلہہ ایضاً $\frac{29}{29}$ والدہ دان و نفتالی ۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی چار بیویاں ۔

(۱) سفورہ خاتون کتاب خروج $\frac{2}{21}$ والدہ جیرسوم۔ الیعزر ۔

(۲) حبشیہ ۔

(۳) ایک اور بیوی جس کے باپ کا نام قینی تھا۔ قاضیون $\frac{1}{16}$ ۔

(۴) ایک اور بیوی جس کے باپ کا نام حباب تھا۔ قاضیون $\frac{4}{16}$ ۔

حضرت موسیٰ پر بے تعداد بیویوں کا جواز

۱۰۔ جب تو لڑائی کے لئے اپنے دشمنوں پر خروج کرے اور خداوند تیرا خدا اُن کو تیرے ہاتھوں سے گرفتار کرے اور تو انہیں اسیر کر لائے۔ ۱۱۔ اور اُن اسیروں میں خوب صورت عورت دیکھے اور تیرا جی اُسے چاہے کہ تو اُسے اپنی جورو بنائے۔ ۱۲۔ تو تو اُسے اپنے گھر میں لا۔ اُس کا سر منڈا اور ناخن کٹوا۔ ۱۳۔ تو وہ اپنا اسیری کا لباس اتارے اور تیرے گھر میں رہے اور ایک مہینہ بھر اپنے باپ اور اپنی ماں کے سوگ میں بیٹھے۔ بعد اس کے تو اُس کے ساتھ خلوت کر۔ اور اُس کا خصم بن اور وہ تیری جورو بنے۔ کتاب استثنا $\frac{21}{10 \text{ تا } 13}$ ۔

حضرت داؤدؑ کی (الف) ۹ بیویاں اور (ب) دس حرموں (ج) اور حرموں اور

(د) جوروؤں کا ذکر بائبل سے حسب صراحت ذیل ملتا ہے ٭

| نام زوجہ | حوالہ | کیفیت اور انکی بطن سے پیدا شدہ فرزندوں کے نام |
|---|---|---|
| ۱-اِخنوعم | ۱-سموئیل ۲۶/۲۳ | اَمنوُن پہلوٹھا اس سے پیدا ہوا ٭ |
| ۲-ابی جیلی- | ایضاً | کلیاب اس سے پیدا ہوا ٭ |
| ۳-میکل بنت ساول بادشاہ اسرائیل | ۱-سموئیل ۱۸/۲۷ | بے اولاد ٭ |
| ۴-معکہ بنت تلمی بادشاہ جسور ٭ | ۲-سموئیل ۳ باب | اَبِسلوم-اِس سے پیدا ہوا ٭ |
| ۵-حجیت- | ایضاً | اِبی سلوم-و-اَودنیاہ پیدا ہوئے ٭ |
| ۶-ابیطال- | ایضاً | سِقطیاہ پیدا ہوا ٭ |
| ۷-عجلاہ- | ایضاً | تیرعام-اس کے بطن سے ہوا-<br>داؤد کے مندرجہ بالا فرزند بمقام حبرون پیدا ہوئے تھے-۲-سموئیل ۳ باب |
| ۸-بنت سبع دختر ابیعام | ۲-سموئیل ۱۱/۲و۳ | حضرت سلیمانؑ اس سے پیدا ہوئے ٭ |
| ۹-ابی شاگ- | ۲-سموئیل | |
| ۱۰-دس حرمین داؤدؑ کی٠ | ۲-سموئیل ۲۰/۳ ف۱ | |

دیگر } داؤدؑ نے حبرون سے آکر یروشلم میں اور حرمیں
دیگر } . . . . . اور جوروئیں کیں-۲-سموئیل ۵/۱۳

## حضرت سلیمانؑ کی ایک ہزار عورتیں

اُس کی سات سَو جوروئیں بیگمات اور (۳۰۰) حرمیں تھیں- اسلاطین ۱۱/۳

ان حوالجات سے ظاہر ہے کہ خدا کے برگزیدہ نبیوں اور رسولوں کے گھروں میں ایک سے زیادہ بیویاں ہوتی تھیں- اور اُنکی کثرت زوجات کی بنیاد پر عیسائیوں نے ان انبیاء کی تقدیس میں کبھی کوئی اعتراض نہیں کیا ٭

ف۱ داؤدؑ نے اُنکو ایک قصور میں یہ سزا دی کہ اُنکے پاس نہ گیا- وہ مرتے دم تک قید میں رہیں اور رنڈاپے میں دن کاٹے-۲-سموئیل ۲۰/۳ ٭

ہم ابھی اور مثالیں پیش کریں گے۔ خرقیل نبی کی کتاب کا۔ ۲۳ باب نکالو اور
ایک تا ۴ درس پڑھ جاؤ ٭

۲۳/۱ خداوند کا کلام مجھے پہنچا۔ اور اُس نے کہا ٭

۲۳/۲ اے آدمزاد۔ دو عورتیں تھیں۔ جو ایک ہی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوئیں ٭

۲۳/۳ . . . . . .

۲۳/۴ اُن میں بڑی کا نام اہولہ اور اس بہن کا اہولیبہ۔ اور وہ میری جوروئیں
بنیں اور بیٹے بیٹیاں جنیں ٭

اس کلام میں خدا نے ایک سے زیادہ عورتوں کو جوروئیں بنانے کا ذکر کیا ہے ٭

عیسائی کہیں گے کہ یہ کلام تمثیلی ہے لیکن پھر بھی یہ ثابت ہو جاتا ہے کہ اگر ایک سے زیادہ عورتوں کا جورو بنانا خدا کے نزدیک پسند نہ ہوتا تو وہ تمثیل میں بھی اس فعل کو اپنی جانب منسوب نہ کرتا ٭

اس کے بعد انجیل متی کا ۲۵ باب پڑھو۔ حضرت مسیح نے اپنی آمد کی خبر میں دس کنواریوں کا ذکر کیا ہے۔ کہ پانچ نے دولہا کیساتھ شادی کی۔ گھر میں گئیں۔ اور پانچ جو پیچھے رہ گئی تھیں اُنکے لئے دروازہ نہ کھولا گیا ٭

یہ ظاہر ہے کہ حضرت مسیح کبھی اس تمثیلی بیان کو زبان پر نہ لاتے۔ اگر ان کے نزدیک ایک سے زیادہ بیوی کا ہونا پسندیدہ نہ ہوتا۔ انگلستان کا مشہور شاعر ملٹن تو اسی تمثیل سے ایک سے زیادہ بیویوں کے جواز کا قائل تھا ٭

ان تمام حوالجات سے ثابت ہوتا ہے کہ جو منہاج نبوت ہزاروں سال سے سیکڑوں انبیاء نے اپنے پاک اور محکم چال چلن سے قائم کیا تھا۔ وہ یہ تھا کہ نبی کے گھر میں

ایک سے زیادہ بیویاں ہوتی ہیں۔

اگر کوئی شخص اب بھی ہمارے ساتھ نتیجہ بالا میں متفق نہیں ہے۔ تو اُسے عبرانیون ۱۳/۴ پڑھنا چاہیئے۔

بیاہ کرنا سب میں بھلا ہے اور بستر ناپاک نہیں۔
پر خدا حرام کاروں اور زانیوں کی عدالت کریگا۔

یہ درس صرف دو ہی صورتوں کا ذکر کرتا ہے (۱) بیاہ (۲) زنا۔ اب اگر کوئی شخص کہتا ہے۔ کہ ایک سے زیادہ بیویاں کرنا ناپاک بستر ہے۔ تو کیا وہ بھی اقرار کرنے کو آمادہ ہے کہ وہ سب مقدس لوگ جن کی نبوت پر اُسے ایمان ہے۔ عبرانیون کے فقرہ ۱۳/۴ کے مصداق تھے۔ ہم جانتے ہیں اور یقین رکھتے ہیں کہ کوئی بھی ایماندار عیسائی ایسا نہیں پایا جائیگا۔ اس لیئے ہم ہر ایک عیسائی کے ایمان ہی سے اپیل کرتے ہیں۔ کہ وہ جناب ختمیت مآب محمد رسول اللہ صلعم کی شان مبارک میں بھی گستاخانہ لفظ کہنے سے اسی طرح رُک جائے جس طرح وہ حضرت ابراہیم و یعقوب اور موسیٰ و داؤد علیہم السلام کے سامنے مُہر بر لب ہو گیا ہے۔

# فصل

## نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور کثرت زوجات

نبی صلعم کی مبارک زندگی پر نظر ڈالو کہ ۶۳ سال میں سے ابتدائی ۲۵ سال حضور کے کمال تجرد سے گذرتے ہیں۔ جس بزرگ نے ۲۵ سال تک عنفوان شباب اور جوش جوانی کا زمانہ کمال تقویٰ اور نہایت ورع کے ساتھ پورا کیا ہو۔ اور جس کے حسن مردانہ کے کمال

نے اعلیٰ سے اعلیٰ خواتین کو اُس سنے تزویج کا آرزومند کر دیا ہو۔ پھر بھی ربع صدی تک اُس کے تجرد و تفرد پر کوئی شے غالب نہ آئی ہو۔ کیا ایسے شخص کی نسبت اعلیٰ رائے قائم نہیں ہوتی؟ جس مقدس ہستی نے ۲۵ سے ۵۰ سال تک کی عمر کا زمانہ ایک ایسی خاتون کے ساتھ بسر کیا ہو جو عمر میں اُن سے ۱۵ سال بڑی۔ اور اُن سے پیشتر دو شوہروں کی بیوی رہ کر کئی بچوں کی ماں بن چکی ہو۔ اور پھر اُس رُبع صدی کے زمانہ میں حضورؐ کی دل بستگی و محبت میں ذرا کمی نہ آئی ہو۔ بلکہ اُس کے مرجانیکے بعد بھی ہمیشہ اُسکی یاد کو تازہ رکھا ہو۔ کیا اُنکی نسبت کوئی شخص یہ کہ سکتا ہے کہ اِس تزویج کی وجہ وہی تھی۔ جو عام طور پر پرستارانِ حسن کی شادیوں میں پائی جایا کرتی ہے؟ نبی صلعم کی زندگی اُ<sup></sup>

نبی صلعم کی زندگی اُ ۵۵ھ سے لیکر ۵۹ھ تک کی درمیانی مدت اکاپچاس زمانہ ایسا ہے۔ جب ازواج مطہرات سے حجرات آباد ہوئے تھے۔ اس لئے ہر ایک شخص کو غور کرنا چاہئے کہ زندگی مبارک کے ۵۵ سالہ رویہ سے بڑھکر جو عمل ہُوا اُس کے خاص خاص اسباب کیا تھے؟ خصوصاً جب نبی صلعم کی یہ حدیث بھی موجود ہے مَالِیْ فِی النِّسَآءِ مِنْ حَاجَۃٍ[1] غور کرنے سے معلوم ہو جائیگا۔ کہ نبی صلعم نے جس قدر نکاح کیئے۔ اُنکی بنیاد فوائد کثیرۂ دین اور مصالح جمیلۂ ملک اور مقاصدِ حسنۂ قوم پر قائم تھی اور اُن فوائد و مصالح و مقاصد کا اُس قدیم ترین زمانہ اور عرب جیسے جمود پسند ملک میں حاصل ہونا تزویج کے بغیر ممکن ہی نہ تھا[2]

مثلاً (۱) اُمّ المومنین صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے نکاح پر غور کرو۔ کہ اُس سے پیشتر جس قدر لڑائیاں مسلمانوں کے ساتھ کفّار نے کیں اُن میں سے ہر ایک میں یہود کا

---

[1] مجھے عورتوں کی کوئی حاجت نہیں۔ دارمی بروایت سہل بن سعد۔

[2] نپولین بوناپارٹ کی دوسری شادی پر غور کرو جو خاص پوپ کی موجودگی میں کیگئی۔ اور جسے سارے یورپ نے تسلیم کیا۔ اس میں صرف یہ عذر تھا۔ کہ بوناپارٹ کی نسل باقی رہے۔ حالانکہ یہ ضرورت اُن مصالح کے مقابلہ میں جو انبیاء خدا کی تزویج میں ہوتے ہیں کوئی بھی درجہ نہیں رکھتی۔

تعلق سِرًّا یا علانیۃً ضرور ہوتا تھا۔ مگر تزویج صفیہ کے بعد یہود مسلمانوں کے خلاف کسی جنگ میں شامل نہ ہوئے۔ دیکھو یہ نکاح کس قدر ضروری تھا۔

نکاح ام المومنین ام حبیبہ میں مصلحت اور ضرورت

**مثلاً** ام المومنین ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے نکاح پر غور کرو۔ ان کا باپ ابوسفیان عمائد قریش میں سے تھا اور قوم کا نشان جنگ اس کے گھر میں رکھا رہتا تھا۔ جب یہ نشان باہر کھڑا کیا جاتا تو تمام قوم پر آبائی ہدایات اور قومی روایات کے اتباع میں لازم ہو جاتا تھا۔ کہ سب کے سب اُس جھنڈے کے نیچے فوراً جمع ہو جائیں۔ اُحد اور حمراء الاسد بدر الاخرے۔ احزاب وغیرہ لڑائیوں میں ابوسفیان ہی اس نشان کو لیے ہوئے قائد قریش نظر آتا ہے۔ اس تزویج مبارکہ کے بعد دیکھو۔ کہ وہ کسی جنگ میں مسلمانوں کے خلاف فوج کشی کرتا نظر نہیں آتا۔ بلکہ تھوڑے ہی عرصہ کے بعد خود بھی اسلام کے جھنڈے کے نیچے آکر پناہ لیتا ہے۔ کیا اب بھی کوئی شخص کہہ سکتا ہے کہ یہ نکاح نہایت ضروری نہ تھا۔

نکاح ام المومنین جویریہ اور امن عام

**مثلاً**۔ ام المومنین جویریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے نکاح پر غور کرو۔ ان کا باپ مشہور راہ زن ڈکیتی پیشہ تھا۔ اور مسلمانوں سے خاص دلی عداوت رکھتا تھا۔ بنو مصطلق کا مشہور طاقتور اور جنگ جو قبیلہ جو چند در چند شعوب پر محتوی تھا۔ اس کے اشارہ پر کام کرتا تھا اور یہی وجہ ہے کہ اس تزویج سے پیشتر ہر ایک جنگ میں جو مسلمانوں کے خلاف ہوئی اس قبیلہ کی شرکت ضرور ہی پائی جاتی ہے۔ لیکن اس نکاح کے بعد یہ سب مخاصمتیں نابود ہو جاتی ہیں۔ تمام قبیلہ قزاقی چھوڑ کر متمدن زندگی اختیار کر لیتا ہے اور پھر مسلمانوں کے خلاف کسی جنگ میں شامل نہیں ہوتا۔ انصاف سے کہو کہ یہ نکاح کس قدر ضروری تھا۔

ام المومنین میمونہ کے نکاح کی ضرورت

علیٰ ہذا ام المومنین میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے نکاح پر غور کرو۔ انکی ایک بہن سردار نجد کے گھر میں تھی۔ اس نکاح نے ملک نجد میں صلح اور امن اور اسلام کے پھیلانے

میں بہترین نتائج پیدا کئے۔ حالانکہ قبل ازیں اہل نجد ہی وہ تھے جنہوں نے ستر داعظان دین کو اپنے ملک میں لے جاکر غدر سے قتل کیا تھا۔ اہل نجد ہی وہ تھے۔ جن سے چندبار نقض امن اور فساد انگیزی کے واقعات ظہور میں آچکے تھے۔ ہر ایک شخص کو جو امن عامہ اور اصلاح ملک کے فوائد کا منکر نہیں تسلیم کرنا پڑیگا۔ کہ یہ نکاح کس قدر بابرکت تھا ؂

امّ المومنین زینب رضؓ بنت جحش اور عائشہ صدّیقہ اور حفصہ کے نکاح خالص اسلامی اغراض اور مصالح دینی پر مبنی تھے۔ بنت جحش رضؓ کے نکاح نے تبنیت کے بُت کو توڑا۔ اور تثلیث کے درخت کو کھوکھلا کر دیا اور یہ ایسی بڑی اصلاح ہے کہ مشرکین و اہل کتاب کی درستی اس کے بغیر ممکن ہی نہ تھی ؂

عائشہ و حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے نکاح نے اتفاق قرآن و حفاظت کتاب اللہ و نشر احادیث و تعلیم نساء کے بارہ میں فوق العادت کام کئے۔ اور پھر صدّیق و فاروق رضؓ کی خلافتوں کو زیادہ بابرکت اور زیادہ پُر منفعت بنانے میں بہت بڑا کام کیا۔ اور یہ ایسے فوائد ہیں۔ جن کے لئے نبی صلعم کسی عمدہ تدبیر کو ہاتھ سے نہ جانے دیتے تھے۔ ہم نے جن فوائد کا ذکر کیا ہے یہ نمونے ہیں۔ اُن اغراض و مقاصد دینیہ کے جو نبی صلعم کو ہر ایک نکاح سے مدِ نظر ہوتے تھے۔ اور جن کا احصاء کرنا ہمارے لئے قریباً ناممکن ہے۔ لیکن جب اس مختصر بحث سے یہ واضح ہو گیا کہ تعدد ازدواجات سے نبی صلعم کا مدعائے اعلیٰ انبیاء سابقین کی سنّت پر عمل کرنے کے علاوہ اور ضروریات ملکی اور مصالح دینیہ پر بھی مشتمل تھا۔ تو ہر ایک شخص کو جو سر میں دماغ اور دماغ میں فہم صحیح کا مادہ رکھتا ہے۔ اقرار کرنا پڑے گا کہ نبی صلعم کے لئے ایسا ہی کرنا شایان و ضروری تھا اور اگر ایسا نہ کرتے تو بہت سی مصلحتوں سے ملک اور نوع اور قوم اور اسلام کو محروم ہونا پڑتا اور ایسا کرنا اُس مصلح

اعظم کی شان کے منافی تھا۔ جسے خدا نے رحمۃ للعالمین بنایا ہے۔

# فصل

## ازواج النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فضائل

ازواج نبی صلعم کی فضیلت خود نبی صلعم کی شرف و فضیلت کا ایک شعبہ ہے۔ اس لئے سیرت نبوی میں اُنکے فضائل کا ذکر ضروری ہے۔

ہم ان فضیلتوں کا ذکر اس وقت قرآن مجید سے نمبروار کرینگے۔

فضائل وارده احادیث کا ذکر کسی اور مقام پر ہوگا۔

فضیلت اوّل یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ نے انکو ازواج النبی صلعم کے خطاب عالی سے یاد فرمایا ہے۔

لفظ زوج کے لغوی معنی

زبان عرب میں لفظ زوج کا استعمال متشابہ متشاکل اور متساوی اشیاء پر کیا جاتا ہے۔

مثلاً زوجا خُف جراب کے دونوں پاؤں۔

قرآن مجید میں ہے:۔

اُحشُرُوا الَّذِینَ ظَلَمُوا وَاَزوَاجَھُم (صفّت ع ۲) یعنی ظالموں کو اور جواُن جیسے تھے جمع کرو۔

دوسرے مقام پر ہے:۔

وَاِذَا النُّفُوسُ زُوِّجَت (تکویر) یعنی جب ہر ایک گروہ کو قسم وار کیا جائے گا۔ صالح کو صالح کے ساتھ فاجر کو فاجر کے ساتھ ملایا جائے گا۔

پس جب ازواج نبی صلعم کو اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام صدق التیام میں ازواج النبی فرمایا۔ تو یہ خطاب فی الواقع اُن کے لئے نبی صلعم کے ساتھ اتصال تام و دوام اور تشاکل تام کا مظہر ہو گیا۔

اس نکتہ کے مزید انشراح کے لئے آپ تمام قرآن مجید پر تدبّر فرمائیں کہ ایک بھی مثال ایسی نہیں ملیگی کہ کسی عورت کو کسی مرد کا یا کسی مرد کو کسی عورت کا زوج بتایا گیا ہو۔ جب اُن دونوں میں اتحادِ ظاہری و باطنی اور وحدت ازدواجی و ایمانی پائی نہ جاتی ہو

اس نکتہ کے ساتھ یہ بھی یاد رکھنا چاہئے۔ کہ قرآن پاک نے لفظ امرأۃ کے استعمال میں یہ تقیید نہیں کیا۔ بلکہ اُس کا استعمال ہر چہار صورت ہائے ذیل میں ہوا ہے۔

(۱) جب زن و شوہر ہر دو کافر ہوں۔ ابولہب اور اُس کی عورت کے لئے فرمایا

وَامْرَاَتُہٗ حَمَّالَۃَ الْحَطَبِ اُس کی عورت لکڑیوں کے چننے والی۔

(۲) جب شوہر مومن اور عورت کافر ہو فرمایا۔

اِمْرَاَتَ نُوْحٍ وَّامْرَاَتَ لُوْطٍ (تحریم۔ع ۲) نوحؑ اور لوطؑ کی عورتیں۔

(۳) جب عورت مومنہ اور شوہر کافر ہو۔ فرمایا۔

اِمْرَاَتَ فِرْعَوْنَ (تحریم۔ع ۲) فرعون کی عورت۔

(۴) جب زوجین مومن ہوں۔

حضرت زکریا علیہ السلام اپنی بیوی کی بابت فرماتے ہیں۔

وَکَانَتِ امْرَاَتِیْ عَاقِرًا (س مریم۔ع ۱) میری عورت بانجھ ہے۔

حضرت ابراہیمؑ کے قصہ میں ہے۔

فَاَقْبَلَتِ امْرَاَتُہٗ فِیْ صَرَّۃٍ (داریات ع ۲) اُس کی عورت جماعت میں آئی۔

صورت اوّل کی وجہ یہ ہے کہ لفظ زوج عزت کا خطاب ہے۔ ابو لہب اور اُس کی عورت کو یہ خطاب نہیں مل سکتا تھا ۔

صورت دوم و سوم کی وجہ یہ ہے کہ لفظ زوج میں تشاکل و تساوی ہوتا ہے۔ نہ کافر عورت مسلمان شوہر سے مشاکلت رکھتی ہے اور نہ مسلمان عورت کافر شوہر سے۔ اس لئے لفظ امراۃ پر اکتفا ہوئی ۔

صورت چہارم کی وجہ یہ ہے کہ یہاں حمل اور ولادت کا ذکر تھا اور یہ ذکر لفظ (امراۃ) کے ساتھ کیا جانا زیادہ بلیغ تھا۔ کیونکہ لفظ زوج کا اطلاق مرد اور عورت ہر دو پر ہے البتہ کوتاہ فہم اشخاص کے ازالہ شبہ کی غرض سے اللہ تعالیٰ نے یہ بھی کیا کہ حضرت زکریاؑ کی بیوی کا ذکر دوسری آیت میں لفظ زوج سے بھی فرمایا ۔

وَأَصْلَحْنَا لَهُ زَوْجَهُ (انبیاء ع ۶) یعنی ہم نے اُس کی بیوی کے مرض کی اصلاح کر دی ۔

اور حضرت ابراہیمؑ کی بیوی کی بابت زبان ملائک سے یہ بیان فرمایا ۔

رَحْمَتُ اللهِ وَبَرَكَاتُهُ عَلَيْكُمْ أَهْلَ الْبَيْتِ (ھود ع ۷) اے گھر والی تم پر اللہ کی رحمت اور برکتیں

غرض لفظ زوج کے استعمال کی بابت اللہ تعالیٰ کا یہ التزام اور لفظ امراۃ کے استعمال میں یہ عدم التزام ہماری دلیل کو خوب مستحکم کرتا ہے ۔

اب یاد رکھنا چاہیئے کہ ازواج نبیؐ کو سورۂ مریمؑ میں دو دفعہ اور سورۂ احزاب میں چار دفعہ۔ ازواج النبیؐ فرمایا گیا ہے۔ اسی سے اُن کا شرف اور فضیلت آشکار ہے ۔

فضیلت دوم۔ اللہ تعالےٰ نے فرمایا ۔

لَسْتُنَّ كَأَحَدٍ مِّنَ النِّسَاءِ (احزاب ع ۴) تم اور عورتوں جیسی نہیں ہو ۔

النساء میں جنس انوثیت کا ہر ایک فرد شامل ہے۔ اور کوئی عورت ذات بھی اس

سے باہر نہیں رہ جاتی۔ پھر لفظ احد بھی موجود ہے اور جب نفی کے لئے لفظ احد کا استعمال کیا جاتا ہے۔ تو اُس وقت نفی بدرجہ اتم ہوتی ہے غور کرو وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ۔ خدا کا کوئی بھی کفو نہیں غرض نفی میں احد کا استعمال کسی استثناء کا موقع نہیں رہنے دیتا۔ اس لئے ثابت ہوگیا کہ ازواج النبی کا درجہ ہر ایک عورت سے بالاتر و متمیز اور شان خاص کا ہے۔

فضیلت سوم۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

اِنَّآ اَحْلَلْنَا لَكَ اَزْوَاجَكَ (احزاب۔ع ۶) ہم نے تیری ازواج کو تیرے لئے حلال رکھا۔

زن و مرد تزویج کے بعد زن و شوہر بن جاتے ہیں۔ خواہ یہ تزویج اسلام کے مطابق ہو یا اُس مذہب غیر اسلام کے مطابق ہو۔ جس کے پابند یہ زن و مرد اُس وقت تھے لیکن کوئی زن و شوہر دعویٰ سے یہ نہیں کہہ سکتا کہ اس عقد کا درگاہ رب العزۃ میں کیا درجہ ہے اللہ تعالیٰ نے ازواج النبی کے متعلق اِنَّآ اَحْلَلْنَا لَكَ اَزْوَاجَكَ کا حکم فرقانی دے کر اعلان فرمادیا کہ نبی کی بیویوں کا ازواج النبی ہونا بمنظوری رب العالمین ہے۔ اور ظاہر ہے کہ یہ منظوری فی الواقع انکے لئے فضیلت عظیمہ ہے۔

فضیلت چہارم۔ اللہ تعالیٰ نے نبی صلعم کے حسن معاشرت با ازدواج کی اطلاع ان الفاظ میں دی ہے:۔

تَبْتَغِيْ مَرْضَاتَ اَزْوَاجِكَ (تحریم۔ع ۱) نبی اپنی ازواج کے مرضاۃ کی ابتغا کرتا۔ یعنی بیویوں کی خوشنودی کا اہتمام کیا کرتا ہے۔

یہ ظاہر ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے افعال غلطی کے شائبہ سے بالاتر ہیں۔ پس جب حضور صلعم ان پاک بیویوں کی خوشنودی کے جویا رہتے تھے تو یہ امر اُنکی فضیلت کا مثبت ہوا۔

کسی شخص کو یہ شبہ نہیں ہونا چاہئے۔ کہ اس سے پہلے یہ الفاظ موجود ہیں یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَاۤ اَحَلَّ اللّٰهُ لَكَ تَبْتَغِیْ مَرْضَاتَ اَزْوَاجِكَ کیونکہ اِن الفاظ میں لِمَ کا اثر تُحَرِّمُ مَاۤ اَحَلَّ اللّٰهُ لَكَ پر ہے۔ مگر تَبْتَغِیْ مَرْضَاتَ اَزْوَاجِكَ پر اس کا اثر ذرا بھی نہیں۔ اگر ایسا ہوتا تو اللہ تعالیٰ یوں فرماتا کہ یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ لِمَ تَبْتَغِیْ مَرْضَاتَ اَزْوَاجِكَ ظاہر ہے کہ ایسا نہیں فرمایا گیا۔ پس آیت کی تفسیر یہ ہوئی۔ کہ آپ ازواج کی خوشی کے لئے ہر ایک بات کرنے پر آمادہ رہتے ہیں۔ ہاں اُس کے لئے ایک حد ہونی چاہئے حد یہ ہوگی کہ آپ انکی خوشی کے لئے سب کچھ کر سکتے ہیں۔ بشرطیکہ کسی حلال چیز کو حرام ٹھہرانے کی نوبت نہ آئے۔ جیسا کہ حضورؐ نے شہد کے استعمال کو ترک کرنے کا ارادہ صرف اِس گمان سے فرمالیا تھا۔ کہ ایک بیوی کو شہد کی بُو گوارا نہیں۔

اِس تفسیر سے صاف طور پر واضح ہوگیا۔ کہ اللہ تعالیٰ نے بھی نبی صلعم کو مرضاۃ ازواج کی اجازت فرمادی ہے اور فی الواقع یہ اجازت تدبیر منزل اور حسن معاشرت زوجین کی جان ہے۔ اور جو حد قائم فرمادی گئی ہے وہ بھی اسی قدر ضروری ہے۔ تاکہ کوئی شخص صرف خوشنودئ زوج کے لئے تحریم حلال میں نہ پڑ جائے اور یہ ظاہر ہے۔ کہ جب تحریم حلال کی اجازت نہیں دی گئی تو تحلیل حرام کی اجازت تو قطعاً نہیں ہوسکتی۔ اس لئے ایک عظیم الشّان مسئلہ بھی طے ہوگیا۔ اور دنیا کو یہ بھی معلوم ہوگیا۔ کہ نبی صلعم کا بہترین سلوک اپنی بیویوں کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے علم اور حکم کے ساتھ کیسا اعلیٰ تھا۔ کہ ہر ایک شوہر کو اُس نمونہ پر چلنا چاہئے۔ پس یہ آیت فی الواقع ازواج النبّی صلعم کی فضیلت میں ہے

فضیلت پنجم۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:۔

وَمِنْ اٰیٰتِهٖۤ اَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِّنْ

یہ بھی خدا تعالیٰ کی نشانیوں میں سے ہے

اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا لِّتَسْكُنُوْٓا اِلَيْهَا وَجَعَلَ بَيْنَكُمْ مَّوَدَّةً وَّرَحْمَةً اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ (سورہ روم۔ع ۳)

کہ اُس نے تمہاری ہی جنس سے تمہارا جوڑا بنایا تاکہ اُس سے تسکین پاؤ اور تم دونوں کے درمیان محبت اور پیار پیدا کر دیا۔ اس نشانی میں فکر کرنیوالوں کے لئے بہت سی نشانیاں ہیں۔

اس آیت میں جب عام طور پر زوجین کی یہ صفت بیان کی گئی ہے۔ تو بالضرور نبی صلعم اور ازواج النبی بھی اس صفت کے مظہر تھے اور حسب الحکم علام الغیوب یہ ثابت ہو گیا کہ ازواج نبی صلعم حضور کے لئے سکینہ قلب تھیں اور اُنکے دلوں میں حضور کی محبت و مودت بھری ہوئی تھی جیسا کہ حضور کے قلب پاک میں اُنکے لئے ودّ اور رحمت موجود تھی۔ اس سے صاف طور پر ازواج النبی صلعم کی فضیلت آشکارا ہو گئی۔

فضیلت ششم یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ازواج النبی صلعم کا امتحان لیا۔ اور اُن کے سامنے دو چیزوں کو رکھ دیا۔ اور اختیار دیا کہ ان دونوں میں سے کسی ایک کو پسند کر لیں۔ فرمایا۔

يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ اِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا وَزِيْنَتَهَا فَتَعَالَيْنَ اُمَتِّعْكُنَّ وَاُسَرِّحْكُنَّ سَرَاحًا جَمِيْلًا ۝ وَاِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَالدَّارَ الْاٰخِرَةَ فَاِنَّ اللّٰهَ اَعَدَّ لِلْمُحْسِنٰتِ مِنْكُنَّ اَجْرًا عَظِيْمًا ۝ (احزاب۔ع ۴)

اے نبی اپنی ازواج سے کہ دیجئے کہ اگر تم دنیا کی زندگی اور زینت چاہتی ہو۔ تو آؤ کہ میں تمہیں بہت کچھ دے دلا کر اچھی طرح رخصت کر دوں اور اگر تم خدا اور رسول اور دار آخرت کو پسند کرتی ہو تب تم کو بتایا جاتا ہے کہ خدا نے تم میں سے نیکی کرنے والیوں کے لئے اجر عظیم تیار کر رکھا ہے۔

| ازواج محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیلئے | ایک جانب | دوسری جانب |
|---|---|---|
| | دنیا اور زینت دنیا | خدا اور رسول۔ اور دار آخرت |
| شق اول کیصورت میں رسول اللہ کا کام | ایسی ازواج کو اپنے سے علیحدہ کر دینا تھا | |
| اور شق دوم کی صورت میں اللہ کا کام | | ازواج کو اجر عظیم کا عطاء کرنا ہے |

یہ حکم تبلیغی تھا! ور کچھ شک نہیں کہ نبی صلعم نے اس حکم کو ضرور ازواج پاک تک پہنچایا اب نتیجہ کی تلاش کرنا چاہیئے کہ کیا ازواج نے حیاۃ دنیا! ور زینت دنیا کو پسند کیا تھا؟ اگر ایسا ہوا ہوتا تو ضرور تھا۔ کہ نبی صلعم اُس فرض کو جو خدا نے حضورؐ پر عائد کیا تھا۔ پورا کرتے۔ اور ایسی بیویوں کو یا ایسی بیوی کو اپنے سے الگ کر دیتے۔ اس بارہ میں شہادت اور اسلامی فرقوں کی متفقہ کتب تاریخ سب کی سب متفق ہیں کہ نبی صلعم نے کسی ایک بیوی کو بھی ترک نہیں کیا۔ اس لئے ثابت ہو گیا۔ کہ وہ شق دوم کی بشارت میں داخل ہیں۔ اس کا ثبوت ایک! ور آیت سے بھی ملتا ہے ؛

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

| | |
|---|---|
| لَا يَحِلُّ لَكَ النِّسَآءُ مِنْ بَعْدُ وَلَآ اَنْ تَبَدَّلَ بِهِنَّ مِنْ اَزْوَاجٍ وَّلَوْ اَعْجَبَكَ حُسْنُهُنَّ ۔ (احزاب۔ ع ۶) | تجھے ان ازواج کے بعد اور عورتیں حلال نہیں تجھے یہ بھی حلال نہیں کہ ان ازواج میں سے کسی کے بدلے کسی کو اپنا زوج بنائے۔ گو اس کا حُسن تجھے پسند بھی ہو ؛ |

پہلی آیت میں نبی صلعم کو ازواج کے چھوڑ دینے کا اختیار دیا گیا تھا۔ اور اس پچھلی آیت میں وہ اختیار واپس لیا گیا اور بتا یا گیا۔ کہ ازواج موجودہ کا تبدیل کرنا بھی۔ نبیؐ کو حلال نہ ہو گا مطلب صاف ظاہر ہے۔ کہ ازواج النبی صلعم کی بابت جب امتحان میں ثابت ہو گیا کہ وہ خدا اور رسولؐ اور دار آخرۃ ہی کی خواستگار ہیں۔ تو اب اِنکو دوام کے لئے

خدا نے اپنے رسولؐ کے واسطے پسند کر لیا۔ اور پھر انکی تبدیلی کا اختیار بھی رسولؐ کو نہیں رہا۔ دونوں آیتوں سے ازواج النبی صلعم کے معاملات متعلق عقائد و کیفیات قلبی و قبولیت ربانی بخوبی ظاہر ہو گئے ہیں۔

اسی دلیل کے زیادہ روشن کرنے کے لئے آیت ذیل کو بھی شامل کیا جاسکتا ہے۔

وَمَا كَانَ لَكُمْ اَنْ تُؤْذُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَلَآ اَنْ تَنْكِحُوْٓا اَزْوَاجَهٗ مِنْ بَعْدِهٖٓ اَبَدًا اِنَّ ذٰلِكُمْ كَانَ عِنْدَ اللّٰهِ عَظِيْمًا۔ (احزاب۔ع ۷)

اے ایمان والو تمہیں شایاں نہیں کہ رسول اللہ کو ایذا دو اور تمہیں یہ بھی کبھی شایاں نہیں کہ رسول اللہ کے بعد انکی ازواج سے نکاح کرو۔ اللہ تعالیٰ کے نزدیک تو یہ گناہ عظیم ہے۔

پہلی آیت میں چونکہ ازواج النبی صلعم کا اتصال نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دوام کے لئے ظاہر کیا گیا تھا۔ اور اسی لئے نبی صلعم سے بھی اختیار مبادلہ لے لیا گیا تھا۔ اس لئے اس آیت میں امت پر انکی حرمت دوام کا اعلان کیا گیا۔

آخری آیت میں قابل غور یہ ہے کہ مومنین کو پہلے تو ایذاء رسول سے روکا گیا ہے اور پھر خصوصیت کے ساتھ حقوق ازواج النبی صلعم کا ذکر کیا گیا ہے۔ اس سے صاف طور پر معلوم ہو گیا کہ ایذاء رسولؐ کی جس قدر اقسام ہو سکتی ہیں۔ ان سب میں سے زیادہ سخت وہ صورت ہوگی۔ جس میں ازواج النبی صلعم کی شان کے خلاف کوئی رویہ اختیار کیا گیا ہو۔ کیونکہ قرآن پاک نے ایذاء رسول اللہ کے تحت میں خصوصیت سے اسی جزئیہ کا ذکر فرمایا ہے۔

فضیلت ہفتم۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَاذْكُرْنَ مَا يُتْلٰى فِيْ بُيُوْتِكُنَّ مِنْ اٰيٰتِ اللّٰهِ وَالْحِكْمَةِ (سورہ احزاب-ع ۴)

اے بی بیو تمہارے گھروں میں اللہ تعالےٰ کی آیتوں اور حکمت الٰہیہ کی جو تلاوت کی جاتی ہے تم اُس کا ذکر کرتی رہو۔

اس آیت میں بیوت کو ضمیر جمع مؤنث کُنَّ سے مضاف کیا گیا ہے۔ اور اسی سورت کے رکوع ۷ میں لَاتَدْخُلُوْا بُيُوْتَ النَّبِيِّ فرما کر ان بیوت کو نبی صلعم کی جانب مضاف فرمایا ہے اور یہ امر اتحاد زوجین طیبین پر دلیل صریح ہے۔ کہ ایک دفعہ ان گھروں کو نبیؐ کے گھر بتایا۔ اور ایک دفعہ اُنہیں گھروں کو ازواج کے گھر فرمایا۔

اب آیت بالا پر غور کرو کہ ازواج نبی کے بیوت (گھروں) کی اللہ پاک نے کس قدر صفت و ثنا فرمائی ہے۔ ان گھروں کو مہبط وحی الٰہی بتایا۔ ان گھروں کو حکمت ربانی کا گہوارہ ٹھہرایا۔ سب جانتے ہیں کہ مکان کی عزت مکین سے ہوتی ہے۔ اب ازواج النبی صلعم کی عزت ربانیہ و حرمت الٰہیہ کا قیاس خود ہی کر لیجئے۔ بیشک یہ ایک بڑی فضیلت ہے۔

فضیلت ہشتم۔ اللہ تعالےٰ نے ازواج النبی صلعم کی شان بلند میں آیت تطہیر کو نازل کیا اور وحی متلو میں فرمایا۔

وَقَرْنَ فِيْ بُيُوْتِكُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْاُوْلٰى وَاَقِمْنَ الصَّلٰوةَ وَاٰتِيْنَ الزَّكٰوةَ وَاَطِعْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا ۝ وَاذْكُرْنَ مَا يُتْلٰى فِيْ بُيُوْتِكُنَّ

اے ازواج نبیؐ تم اپنے گھروں میں ٹھیرو اور جاہلیت اول کی طرح باہر مت پھرو نماز کو قائم کرو زکوٰۃ کو ادا کرو اور خدا و رسولؐ کی اطاعت کرو۔ اے گھر والو خدا یہ چاہتا ہے کہ رجس کو تم سے دور کرے اور تم کو بالکل پاک بنا دے۔ اور تمہارے گھروں میں جو آیات

مِنْ اٰیٰتِ اللّٰہِ وَالْحِکْمَۃِ اِنَّ اللّٰہَ کَانَ لَطِیْفًا خَبِیْرًا۔ (احزاب ع ۴)

اللہ کی اور حکمت کی باتیں پڑھی جاتی ہیں۔ انہیں یاد رکھو خدا لطیف و خبیر ہے۔

اوّل سے اخیر تک تمام کلام کی مخاطب ازواج النبی صلعم ہیں۔ اور اس لئے اہل البیت کے لفظ کا خطاب بھی اُنہی کے لئے ہے جیسا کہ بیوتکن کا خطاب بھی اُن کے لئے ہے۔ اس کی مزید تائید قرآن پاک کے کلام معجز نظام کے سیاق سے بھی ہوتی ہے اور عرف عام سے بھی کیونکہ صاحب خانہ یا گھر والی ہمیشہ بیوی کو کہا جاتا ہے اور اہل البیت گھر والی کا لفظی ترجمہ ہے۔ مگر احقاق حق کے لئے ہم پھر قرآن مجید کی جانب رجوع کرتے ہیں۔ کہ کیا اس لفظ کا استعمال کسی دوسرے مقام پر بھی کسی نبی کی زوجہ کے لئے ہوا ہے۔ قرآن مجید میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے قصہ میں ہے اور چونکہ نبی صلعم کو حضرت ابراہیم سے بحکم اِنَّ اَوْلَی النَّاسِ بِاِبْرٰھِیْمَ لَلَّذِیْنَ اتَّبَعُوْہُ وَھٰذَا النَّبِیُّ مشابہت تامہ ہے اس لئے انکے قصہ کا حوالہ زیادہ خصوصیت بخش ہے۔

لفظ اہل البیت

وَامْرَاَتُہٗ قَآئِمَۃٌ فَضَحِکَتْ فَبَشَّرْنٰھَا بِاِسْحٰقَ وَمِنْ وَّرَآءِ اِسْحٰقَ یَعْقُوْبَ قَالَتْ یٰوَیْلَتٰٓی ءَاَلِدُ وَاَنَا عَجُوْزٌ وَّھٰذَا بَعْلِیْ شَیْخًا اِنَّ ھٰذَا لَشَیْءٌ عَجِیْبٌ قَالُوْٓا اَتَعْجَبِیْنَ مِنْ اَمْرِ اللّٰہِ رَحْمَتُ اللّٰہِ وَبَرَکٰتُہٗ عَلَیْکُمْ اَھْلَ الْبَیْتِ اِنَّہٗ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ؀

ابراہیمؑ کی بیوی کھڑی تھی وہ ہنس پڑی ہم نے اسے اسحٰقؑ کی اور اسحٰقؑ کے بعد یعقوبؑ کی بشارت دی وہ بولی ہائے اب میں جنوں گی جب میں بڈھی ہو گئی اور میرا شوہر بڈھا ہو گیا۔ یہ تو عجیب بات ہے۔ فرشتوں نے کہا تو خدا کے حکم سے تعجب کرتی ہے۔ گھر والو تم پر خدا کی رحمت اور برکتیں ہیں۔ اور خدا حمد و

لہ یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ مرد اور عورت دونوں گھر والے ہوتے ہیں۔ علیکم اہل البیت اس لئے ہے۔ کہ ابراہیم علیہ السلام بھی اس میں داخل ہیں۔

(سورہ ھود۔ ع ۶) ٭ | مجبروالا ہے ٭

اس جگہ نبیؑ کی بیوی حضرت سارہؓ کو اہل البیت کے لفظ سے مخاطب کیا گیا ٭

پس آیت سے معلوم ہُوا کہ ازواج النبی صلعم کو یہ فضیلت بزرگ حاصل ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے ان سے وعدہ تطہیر فرمایا ہے ٭

یہ یاد رکھنا چاہئے کہ آل اور اہل دونوں لفظ ایک ہی ہیں۔ اور اس کی دلیل یہ ہے کہ لفظ آل کی تصغیر اُہیل آتی ہے۔ قرآن مجید کی آیت مذکورہ بالا میں اگرچہ اہل البیت سے مراد بالخصوص ازواج النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں لیکن احادیث صحیحہ میں لفظ اہل یا آل زیادہ وسیع معنی میں آیا ہے ٭

الف - یہ لفظ ازواج کے لئے بھی آیا ہے۔ دیکھو ابونعیم محمد کی حدیث میں اَللّٰھم صلّ عَلیٰ محمّد وعلیٰ آلِ محمّد ہے اور ابوسعید ساعدی کی حدیث میں اَللّٰھم صلّ عَلیٰ مُحمّد وعَلیٰ اَزواجہ ہے ٭

یعنی حدیث دوم حدیث اوّل کی تفسیر کرتی ہے ٭

ب - یہ لفظ جملہ بنوہاشم و بنو مطّلب کے لئے آیا ہے۔ جنپر صدقہ کا لینا حرام ہے۔ حدیث میں ہے ٭

اِنّھا لا تحل لِمحمّدٍ وّلا لِآلِ محمّد — صدقہ تو محمدؐ اور آلِ محمّد کو حلال نہیں ٭

ج - یہ لفظ حضور صلعم کی ذرّیت کے لئے ہے۔ بیہقی نے سند جید کے ساتھ واثلہ بن اسقع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلعم نے حسنین علیہما السلام کو بُلایا۔ اور انکو اپنی رانوں پر بٹھایا۔ پھر سیّدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور اُنکے شوہر علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنی گود سے قریب کیا اور اُنپر چادر ڈال

کہ فرمایا اللّٰھم ھٰؤلاء اھلی۔ الٰہی یہ میرے اہل ہیں۔ پس تتبع آثار واحادیث نبویہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام سے واضح ہوتا ہے کہ بنو ہاشم و بنو مطلب بھی زیادہ وسیع معنی میں اور آل عباس بھی خاص معنی میں بروئے ارشادات نبوی داخل اہل بیت ہیں۔ جیسا کہ ازواج النبی بروئے قرآن پاک مخاطب با ہل بیت ہیں۔ ان میں سے کسی ایک امر کا انکار احادیث سے ناواقفیت یا منطوق قرآن سے عدم مہارت پر دال ہے ﷻ

فضیلت نہم اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ — مومنین پر نبی اُن کی جانوں سے بڑھ کر ہے

وَاَزْوَاجُهٗۤ اُمَّهٰتُهُمْ۔ (احزاب ع ۱) — اور نبی کی ازواج مومنوں کی مائیں ہیں ﷻ

یہ روشن ہے کہ اَنْفُسِهِمْ اور اُمَّهٰتُهُمْ کی ضمیروں کا مرجع مومنین ہیں۔ اور اسی لئے ازواج النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا لقب اُمہات المومنین ہے نہ کہ امہات الامتہ وغیرہ[1]۔ لفظ مومنین کے استعمال کا راز یہ ہے کہ مومن کے متمیز و مشخص کرنے کی علامات کو واضح کر دیا جائے۔ چنانچہ اس آیت میں دو علامتیں بتائیں ﷻ

اوّل۔ مومن وہ ہے جو نبی صلعم کو اپنی جان شیریں سے زیادہ محبوب رکھتا ہو اور حضور کو جان سے بڑھ کر اولیٰ سمجھتا ہو ﷻ

دوم۔ مومن وہ ہے۔ جو ازواج نبی صلعم کو اپنی ماں جانتا ہو۔ وہ ماں نہیں جس سے جسم عنصری کا ظہور ہوا۔ بلکہ وہ ماں جس کی فرزندی کا شرف اُس وقت نصیب

---

[1] الامتہ میں اشرار واخیار سب ہی شامل ہیں ازواج مطہرات کو اس لئے امہات مومنین کہا کہ اشرار کو انکی فرزندی کا شرف نہیں مل سکتا ﷻ

ہوتا ہے۔ جب ولائے نبوی اور ایمان میں کمال حاصل ہوتا ہے ۞

الغرض اس آیت میں ازواج مطہرات نبوی کی بہت بڑی فضیلت کا بیان ہے، ذرا غور تو کرو کہ کس طرح نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے شرف و تعظیم کے ساتھ ساتھ ازواج النبی کی تبجیل و تکریم کو بیان فرمایا۔ اور تکمیل ایمان کے لئے محض اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِہِمْ پر اقتصار نہ کر کے وَاَزْوَاجُہٗٓ اُمَّہٰتُہُمْ کے اخبار و اعلان کو حقوق نبی اور شرائط ایمان کے ساتھ منضم کیا ہے ۞

قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ وَسَلٰمٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی

ماں کی فضیلت کے متعلق صحیح نسائی میں حدیث ہے ۞

اِنَّ جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اتی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال یا رسول اللہ اَرَدْتُ اَغْزُوْا۔ وقد جئت یستشیرك فقال ھل لك من اُمٍّ قال نعم قال فَاَلْزِمْھَا فان الجنۃ عند رجلھا

جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ میرا ارادہ جہاد کرنے کا ہے۔ میں اس بارہ میں حضورؐ سے مشورہ لینے آیا ہوں رسول اللہ نے پوچھا تیری کوئی ماں ہے وہ بولا ہاں فرمایا جا اُسی کی خدمت میں لگا رہ اُسی کے پاؤں کے ساتھ جنت ہے۔

فَاِنَّ الْجَنَّۃَ عِنْدَ رِجْلِھَا۔ اس کا ترجمہ میر انیس نے کیا ہے۔ ع کہتے ہیں ماں کے پاؤں کے نیچے بہشت ہے ۞

مرزا دبیر نے ترجمہ کیا۔ ع تحت قدم والدہ فردوس بریں ہے ۞

حدیث شریف کے درج کرنے کا مدعا یہ ہے کہ جب جسمانی ماں کی خدمت کا اس قدر اجر جمیل ہے۔ تو ایمانی ماں کی خدمت کا اجر عظیم ہونا بخوبی ذہن نشین ہو سکتا ہے قل الحمد للہِ بل اکثرھم لا یعلمون سچ ہے کہ ماں کا درجہ جانتے

والے اور ماں کی خدمت کرنے والے تھوڑے ہیں ❖

اِس فصل کو اِس وقت فضائل تسعہ ہی پر ختم کیا جاتا ہے۔ تکمیل پھر کی جائے گی انشاء اللہ تعالیٰ ❖

# فصل

## ازواجِ مطہرات کیساتھ نبی صلعم کا حسن سلوک

حدیث میں ہے خَیۡرُکُمۡ خَیۡرُکُمۡ بِاَھۡلِہٖ وَاَنَا خَیۡرُکُمۡ بِاَھۡلِیۡ۔ سب لوگوں میں اچھا وہ ہے جو اپنی بیوی (کنبہ) کے ساتھ اچھا ہے۔ اور میں تم سب سے بڑھ کر اپنی بیویوں (کنبہ) کے ساتھ اچھا ہوں ❖

نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم ہر ایک شوہر کے لئے ضروری بتایا کرتے تھے۔ کہ وہ اپنی بیوی کے ساتھ خوش مذاق ہو۔ حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کا معمول یہ تھا۔ کہ جب گھر میں داخل ہوتے تو السّلام علیکم خود فرمایا کرتے۔ رات کے وقت سلام ایسی آہستگی سے فرماتے کہ بیوی جاگتی ہو تو سُن لے اور سوگئی ہو تو جاگ نہ پڑے ❖

کھانے پہننے مکان اور گذارہ اور ملاقات میں ہر ایک بیوی کے ساتھ مساوی سلوک فرمایا کرتے۔ عموماً بعد عصر ہر ایک کے مکان پر تشریف لیجاکر اُنکی ضروریات کو معلوم فرماتے اور بعد نماز مغرب سب بیویوں سے ایک مکان میں مختصر ملاقات فرماتے۔ شب کو نوبت بہ نوبت ہر ایک کے گھر میں استراحت فرمایا کرتے ❖

بیویوں کی سہیلیوں کی عزّت فرمایا کرتے۔ اور اُنکے عزیز و اقارب کو حسن سلوک سے شادکام رکھتے۔ سفر میں روانہ ہونے کے وقت قرعہ اندازی کی جاتی۔ جس بیوی کا

نام نکلتا۔ اسی کو ساتھ لیتے۔ ہر ایک بیوی کے رہنے کا مکان الگ تھا۔ اور یہ سب مکان جن کو اللہ پاک نے حجرات اور بیوت النبی اور بیوتکن فرمایا ہے۔ باہم پیوستہ تھے۔ مکان نہایت مختصر تھے۔ مثلاً عائشہ طیبہؓ کا حجرہ جس کا دریچہ مسجد نبوی کے اس حصہ پر کھلتا ہے۔ جسے (رَوْضَۃٌ مِّنْ رِّیَاضِ الْجَنَّۃِ) خیابانان جنت میں سے ایک چمن فرمایا گیا ہے۔ اس قدر تھا۔ کہ جب نماز جنازہ مطہر کے لئے لوگ اندر داخل ہونے لگے تو دس آدمیوں سے زیادہ کی اس میں گنجائش نہ تھی۔ حجرات کے اندر سامان برائے نام ہوتا تھا مثلاً حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر میں حضور کے آرام فرمانے کے لئے ایک ٹاٹ کا ٹکڑا تھا۔ جسے دو تہ کر کے بچھا دیا گیا تھا۔

حضرت عائشہ صدیقہؓ کے گھر میں حضور کا بستر چمڑے کا تھا۔ جس کے اندر کھجور کے پٹھے بھرے ہوئے تھے۔

ام سلمہؓ کو ام المومنین ہونے کے بعد ام المساکین زینبؓ کا گھر ملا تھا۔ ان کو اس گھر میں جو اثاث البیت نظر آیا وہ ایک چکی اور چند سیر جَو تھے۔ ابن عباسؓ نے بتایا ہے کہ انکی خالہ ام المومنین میمونہؓ کے گھر میں پانی ایک مشک میں ہوتا تھا۔ انسؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ایک پیالہ چوبی کا ذکر کیا ہے۔ جسے مختلف اشربہ میں برتا جاتا تھا۔ فتح خیبر کے بعد نبی صلعم نے ہر ایک بیوی کے لئے ۸۰ وسق کھجور کے اور ۲۰ وسق جَو کے سالانہ مقرر کر دیئے تھے۔ دودھ کے واسطے عموماً ہر ایک بیوی کو ایک ایک ناقہ شیر دار ملا کرتی تھی۔ ازواج مطہرات بھی ہر ایک شے میں سے تاہجناج رکھ کر باقی سب چیزوں کو رانڈوں یتیموں پر خیرات کر دیا کرتی تھیں۔

باوجود اس قدر دلداری و عطوفت کے نبی صلعم کو یہ گوارا نہ تھا۔ کہ کسی بیوی

کے منہ سے اپنی سَوت کی نسبت کوئی ایسا لفظ بھی نکلے جو اُنکی شان بلند سے گرا ہؤا ہو۔

امّ المومنین زینب بنتِ جحش رضؓ نے ایک بار امّ المومنین صفیہ رضؓ کو یہودن کہ دیا کچھ شک نہیں۔ کہ اُنکا نسب یہودا ابن یعقوبؑ تک منتہی ہوتا تھا۔ مگر کہنے کا انداز اور لہجہ حقارت آمیز تھا۔ انہی بات پر حضورؐ کچھ عرصہ تک امّ المومنین زینب رضؓ کے گھر نہ گئے۔ جب انہوں نے توبہ کی تو خطا بخشی ہوئی۔

جب ہم دیکھتے ہیں کہ یہ چھوٹی سی بات یہودن کہنا بھی مرویات میں نقل کیگئی ہے۔ تو ہم کو ازواج النبی صلعم کی پاک زندگی کا صحیح تصور بندھ جاتا ہے۔ کیونکہ اِس سے زیادہ کوئی بات تلخ بھی کہی گئی ہوتی۔ تو وہ بھی ضرور روایت میں آجاتی۔ اللہ اکبر۔ یہ نتیجہ نبی صلعم کے فیضان عالیہ کا تھا۔ کہ زوجات کو تاثرات طبعی و جنسی سے ارفع و اعلٰی بنا کر محبتِ صادقہ ایمانیہ میں متّفق و متّحد بنا دیا تھا۔

اس راز کے سمجھنے سے وہ افراد قاصر ہیں جو تعلّقات زوجین کی حقیقت صرف خواہشاتِ طبعی کے نفاذ کو سمجھا کرتے ہیں۔ غالبًا یہی وجہ ہے کہ عیسائیوں نے بہشت میں زن و شوہر کے زن و شوہر ہو کر رہنے سے انکار کیا ہے۔

**امّہات المومنین کے کام** زنانِ اُمّت کو تعلیم دینا۔ اُنکے معروضات کو حضور نبوی میں پہنچانا۔ پھر جواب سمجھانا۔ نبی صلعم کے افعال و اقوال و عبادات کو جو حجراۃ کے اندر کیا کرتے تھے۔ حفظ و اتقان کے ساتھ امّت تک پہنچانا۔ مشکلات علمیہ میں فرزندانِ امّت کی رہبری کرنا تھا۔

**امّہات المومنین کے مہور** نبی صلعم کی بیویوں اور بیٹیوں کے مہر ساڑھے بارہ اوقیہ نقرہ سے زیادہ نہ تھے[۱]۔

[۱] دارمی و صحیحین۔

# فصل

## ازواج النبی صلعم کے نسب ناموں کا نسب نامہ نبوی سے قریب تر ہونا

چونکہ اکثر ازواج مطہرات کو نبی صلعم کے ساتھ باعتبار نسب بھی قرابت حاصل ہے اس لئے ایک نقشہ بنا دیا گیا ہے۔ تاکہ ہر ایک ام المومنین رض کی قرابت نسب کا حال بخوبی واضح ہو سکے۔

## نقشہ عمود نسب نبی صلعم اور اس کیساتھ انساب امہات المومنین کا اتصال

| | | | | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| | | | | ۲۰ معد بن عدنان | | | | |
| | | | | ۱۹ نزار | | | | |
| | | | | ۱۸ مضر .. | . . . | . . . | . . . | . . . |
| | | | | ۱۷ الیاس | | | | غیلان |
| | | | | ۱۶ مدرکہ | | | | قیس |
| | | | | ۱۵ خزیمہ | . . . | . . . | . . | خصفہ |
| | | | | ۱۴ کنانہ | | | : | عکرمہ |
| | | | | ۱۳ نضر | | | : | منصور |
| | | | | ۱۲ مالک | | | : | ہوازن |
| | | | | ۱۱ فہر | | | : | بکر |
| | | | | ۱۰ غالب | | | : | معاویہ |
| عدی . . | . . . | . . . | . . . | ۹ لوی .. | . . . | . . . | اسد | صعصعہ |
| زراح | | . | . . . | ۸ کعب .. | . . . | عامر | دودان | عامر |
| قرط | تیم ... | . . . . | . . . . | ۷ مرہ | : | حسل | غنم | ہلال |
| عبداللہ | سعد | | | ۶ کلاب | یقظہ | مالک | کثیر | عبداللہ |
| ریاح | کعب | . . . | . . . . | ۵ قصی | مخزوم | نصر | مرہ | رویبہ |
| عبدالعزی | عمرو | : | عبدشمس | ۴ عبدمناف | عمرو | عبدود | صبیرہ | ہرم |
| نفیل | عامر | عبدالعزی | امیہ | ۳ ہاشم | عبداللہ | عبدشمس | یعمر | بجیر |
| خطاب | ابوقحافہ عثمان | اسد | حرب | ۲ عبدالمطلب | مغیرہ | قیس | رئاب | حزن |
| عمر رض | ابوبکر عبداللہ | خویلد | ابوسفیان صخر | ۱ عبداللہ | ابوامیہ | زمعہ | جحش | حارث |
| حفصہ رض | عائشہ رض | خدیجۃ الکبری رض | ام حبیبہ رض | محمد رسول اللہ صلعم | ام سلمہ رض | سودہ رض | زینب رض | میمونہ رض |

# فصل

# امہات المومنین

## ازواج النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جداگانہ حالات

## ام المومنین خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

خدیجہ بنت خویلد بن اسد بن عبد العزیٰ بن قصی قریشیۃ الاسدیۃ ؛

انکے والد خویلد عرب کے مشہور تاجر اور قریش میں معزز و نامور تھے۔ ان کی والدہ کا نام فاطمہ بن زائدہ تھا۔ ان کا سلسلہ نسب بھی نبی صلعم کے ساتھ لویؒ میں شامل ہو جاتا ہے۔ دیکھو نمبر (۹) شجرہ نبوی۔ حضرت خدیجہؓ کے چچا عمرو بن اسد نے ان کا نکاح نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کیا۔ مہر کے (۶) اونٹ مقرر ہوئے تھے۔ اس وقت حضرت خدیجہؓ کی عمر[1] ۴۰ سال اور نبی صلعم کی عمر ۲۵ سال کی تھی ؛

ان کا پہلا نکاح عتیق[2] بن عائذ مخزومی سے ہؤا تھا۔ اُس سے کچھ اولاد نہیں ہوئی۔ اس کے فوت ہو جانے کے بعد۔ دوسرا نکاح ابوہالہ ہند بن نباش تمیمی سے ہؤا

---

[1] زرقانی نے مغلطائی سے ایک روایت بیان کی ہے کہ اُس وقت حضرت خدیجہؓ کی عمر ۴۰ سال کی تھی۔ یہ روایت شاذہ ہے۔ واللہ اعلم ؛

[2] مورخین میں اختلاف ہے کہ عتیق سے پہلا نکاح ہؤا یا ابوہالہ سے۔ قتادہ نے عتیق کو پہلا بتایا ہے اور جرجانی نے ابوہالہ کو۔ صاحب الاستیعاب نے بھی قول جرجانی کو صحیح کہا ہے۔ میں نے قول قتادہ کو اس لئے پسند کیا۔ کہ صاحب الاستیعاب نے ہند کو ربیب رسول اللہ صلعم لکھا ہے اور یہ تب ہی صحیح ہو سکتا ہے۔ کہ ابوہالہ کے بعد ہی نبی صلعم کا نکاح ہؤا ہو ؛

تھا۔

نبی صلّی اللہ علیہ و آلہ وسلّم کا یہ پہلا نکاح تھا۔ اس نکاح کی درخواست حضرت خدیجہؓ ہی کی جانب سے کی گئی تھی۔ نکاح کے بعد نبی صلعم فکر معیشت سے آزاد ہو کر ذکر و فکر ربّانی میں ہمہ تن مصروف ہو گئے تھے۔ پانی کی مشک اور ستوؤں کی تھیلی لے کر غار حراء میں عبادت کیا کرتے حضورؐ کی واپسی تک طاہرہ خدیجۃ الکبریٰؓ اور ستو تیار کر چھوڑتیں۔

حضرت خدیجہؓ کا لقب جاہلیت میں بھی طاہرہ تھا۔ یہ اسلام میں سب سے پہلے داخل ہوئیں۔ ان پر کسی مرد یا عورت کو تقدم فی الاسلام حاصل نہیں۔

جب نبی صلعم نے اِن سے نزول وحی کا ذکر کیا۔ تو مشکلات نبوۃ پر غور کرتے ہوئے یہ بھی فرمایا لَقَدْ خَشِيْتُ عَلٰى نَفْسِيْ مجھے اپنی جان کا اندیشہ ہے۔ حضرت خدیجہؓ نے جواب میں عرض کیا۔ كَلَّا وَاللّٰهِ مَا يُخْزِيْكَ اللّٰهُ اَبَدًا اِنَّكَ تَصِلُ الرَّحِمَ وَتَحْمِلُ الْكَلَّ وَتَكْسِبُ الْمَعْدُوْمَ وَتَقْرِي الضَّيْفَ وَتُعِيْنُ عَلٰى نَوَائِبِ الْحَقِّ[1]

اِس کے بعد حضرت خدیجہؓ نے مزید انشراح صدر اور طمانیت قلب خود کے لئے یہ کیا کہ نبی صلعم کو اپنے چچیرے بھائی ورقہ بن نوفل بن اسد کے پاس لے گئیں۔ ورقہ عیسائی تھا اور الٰہیات کا بڑا عالم تھا۔ خدیجہؓ نے نبی صلعم سے عرض کیا۔ کہ حضورؐ اِن کو وہ واقعہ سنا دیں۔ نبی صلعم نے جبریل کے آنے اور وحی پہنچانے کا حال اُسے بھی سُنا دیا۔ اُس نے اقرا

---

[1] بخاری باب بدء الوحی۔ ترجمہ یہ ہے۔ نہیں نہیں آپ کو ڈر کا ہے کا ہے۔ بخدا اللہ آپ کو ہر ایک بُری بات سے بچائے گا۔ میں دیکھتی ہوں کہ آپ اہل قرابت سے عمدہ سلوک فرماتے درماندوں کی دستگیری کرتے تہیدستوں کی امداد فرماتے۔ مہمانوں کی دعوت کرتے۔ اصلی مصیبت زدوں کی امداد کیا کرتے ہیں۔

ناظرین غور کریں کہ قبل از نبوت بھی نبی صلعم کیسے اخلاق فاضلہ سے متصف تھے۔ نیز طاہرہ خدیجہؓ کی زیرکی و فطانت کو ملاحظہ فرمائیں۔ کہ انہوں نے حضور صلعم کے خصائل کا کیسے گہرے تدبّر سے مطالعہ کیا تھا۔

کیا۔کہ یہ وہی ناموس اکبر ہے جو موسیٰ علیہ السّلام پر نازل ہُوا کرتا تھا[۱]۔

نبی کریم صلعم نے تمام دنیا و آخرت کی چار برگزیدہ عورتوں میں سے ایک حضرت خدیجہؓ کو شمار کیا ہے۔حضرت عائشہؓ کی روایت ہے کہ ایک دفعہ نبی صلّی اللہ علیہ و آلہٖ وسلّم نے حضرت خدیجہؓ کی تعریف ان الفاظ میں فرمائی:۔

| | |
|---|---|
| اٰمَنَتْ بِیْ حِیْنَ کَفَرَ بِیَ النَّاسُ | (۱) وہ مجھ پر ایمان لائی جب اوروں نے کفر اختیار کیا |
| وَصَدَّقَتْنِیْ حِیْنَ کَذَّبَنِیَ النَّاسُ | (۲) اس نے میری تصدیق کی جب اوروں نے مجھے جھٹلایا |
| وَاَشْرَکَتْنِیْ فِیْ مَالِھَا حِیْنَ حَرَمَنِی النَّاسُ | (۳) اس نے اپنے مال میں مجھے شریک کیا جب اوروں نے مجھے کسب مال سے روکا |
| وَرَزَقَنِیَ اللّٰہُ وُلْدَھَا وَحَرَمَ وُلْدَ غَیْرِھَا | (۴) خدا نے مجھے اس کے بطن سے اولاد دی جب کسی دوسری بیوی سے نہیں ہوئی |

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ ایک بار حسانہ مزنیہ نبی صلعم سے ملنے آئی۔ نبی صلعم نہایت مہربانی سے اُس کا حال دریافت فرماتے رہے اور پوچھتے رہے کہ ہمارے بعد تمہارا کیا حال رہا۔ وہ چلی گئی۔ تو میں نے پوچھا کہ یہ بڑھیا کون تھی۔ جس سے ایسی عنایت سے حضور باتیں فرماتے رہے۔ فرمایا۔ خدیجہؓ کی سہیلی ہے۔ اُسے خدیجہؓ کے ساتھ بہت محبت تھی[۲]۔

امام محمد بن اسمٰعیل بخاریؒ[۳] نے اپنی صحیح کے باب تزویج النبیؐ خدیجہؓ و فضلہا میں بروایت ابوہریرہؓ روایت کی ہے۔

---

[۱] صحیح بخاری عن عائشہ صدیقہؓ۔ اس حدیث کے اخیر میں ہے کہ ورقہ نے کہا (۱) کاش آج میں جوان ہوتا۔ کہ حضورؐ کی خدمت کرتا (۲) کاش میں زندہ رہتا کہ انوار نبوت سے فیضان پاتا۔ نیک مرد ورقہ اس واقعہ سے تھوڑے دنوں کے بعد ہی واصل بحق ہُوا۔ نبی صلعم نے خواب میں اسے اچھی حالت میں معاینہ فرمایا۔

[۲] الاستیعاب جلد ۲ ملخصًا۔

[۳] امام بخاریؒ جمعہ ۱۳ شوال ۱۹۴ھ کو پیدا ہوئے۔ شب عید الفطر ۲۵۶ھ میں وفات پائی لفظ صدق سے سال ولادت لفظ نور سے سال وفات نکلتا ہے۔

أَتٰی جبریلُ النبیَّ صلی اللہ علیہ وسلم فقال یارسول اللہ ھذہ خدیجۃ قد اتت معھا اناء فیہ ادام اوطعام اوشراب فاذا ھی اتتک فاقرأ علیھا السلام من ربھا ومنی وبشرھا ببیت فی الجنۃ من قصب لا صخب فیہ ولا نصب ؁

جبریل نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں آئے کہا ابھی خدیجہؓ حضورؐ کے پاس ایک برتن جس میں کچھ کھانے پینے کی چیز ہے لیکر حاضر ہوتی ہیں آپ اُن سے ربّ العالمین کا سلام[۱] نیز میرا سلام کہہ دیجئے اور اُن کو ایک ایوان جنّت کی بشارت دیدیجئے۔ جو خالص مروارید سے ہوگا۔ جس کے اندر کوئی رنج والم نہیں ؁

## فرزندانِ خدیجۃ الکبریٰ رضؓ

ہالہ۔ اور طاہر اور ہند۔ حضرت خدیجہؓ کے فرزند ابوہالہ سے ہیں۔ یہ تینوں بھائی صحابی ہیں ؁

(۱) ہالہ بن خدیجۃ الکبریٰؓ کا ذکر صحیح بخاری میں آیا ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اندر حاضر ہونے کے لئے اذن چاہا۔ تو حضور صلعم نے نام سُن کر فرمایا! اللّٰھم ھالہ۔ ہالہ کے فرزند کا نام ہند تھا۔ اور وہ اپنے باپ سے روایت بھی رکھتے ہیں ؁

(۲) طاہر بن خدیجۃ الکبریٰؓ کو نبی صلعم نے ایک ربع یمن کا حاکم مقرر فرمادیا تھا[۲] وہ انتقال نبوی صلعم تک یہ بدستور برسر حکومت تھے۔ اِنکی حکومت میں قبائل عک اور اشعریین تھے وفات نبوی کے بعد یمن میں یہی قبائل سب سے پہلے مرتد ہوئے۔ ابوبکر صدیقؓ نے طاہر کو

---

[۱] ربّ العالمین کا سلام۔ یہ ایسا شرف ہے۔ جو حضرت خدیجہؓ کے سوا دنیا کی کسی عورت کو حاصل نہیں ؁

[۲] الاستیعاب ؁

اُن سے قتال کرنے کا حکم دیا۔ طاہر نے بمعیت مسروق بن الاجدع لشکر کشی کی اور فتح عظیم حاصل ہوئی جس سے فتنہ فوراً دب گیا۔ اس واقعہ کے متعلق طاہر کے مندرجہ ذیل اشعار ہیں[1]:

فَوَاللّٰهِ لَوْلَا اللّٰهُ لَا شَيْءَ غَيْرُهُ ۔۔۔ لَمَا فُضَّ بِالْأَجْرَاعِ جَمْعُ الْعَثَاعِثِ
فَلَمْ تَرَ عَيْنِي مِثْلَ جَمْعٍ رَأَيْتُهُ ۔۔۔ بِجَنْبِ مَجَازٍ فِي جُمُوعِ الْأَخَابِثِ
قَتَلْنَاهُمُو مَا بَيْنَ قُنَّةِ خَاسِرٍ ۔۔۔ إِلَى الْقَيْعَةِ الْبَيْضَاءِ ذَاتِ النَّبَائِثِ
وَفِئْنَا بِأَمْوَالِ الْأَخَابِثِ عَنْوَةً ۔۔۔ جِهَارًا وَلَمْ نَحْفِلْ بِتِلْكَ الْهَثَاهِثِ

(۳) ہند بن خدیجۃ الکبریٰؓ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ربیب (پروردہ) ہیں۔ جنگ جمل میں حضرت علی مرتضیٰؓ کی جانب تھے اور وہیں شہید ہوئے۔

ہند فصاحت و بلاغت میں مسلمہ تھے! اور وصّاف النبی مشہور تھے۔ نبی صلعم کا حلیہ نہایت خوبی اور صحت سے بیان کیا کرتے تھے۔

(۴) ہند بن ہند کا انتقال بصرہ میں ہوا۔ اُن دنوں طاعون کا زور تھا۔ اور لوگ اپنے اپنے مُردوں کی تجہیز و تکفین میں مصروف تھے۔ اُنکی چارپائی اٹھانے والے صرف چار آدمی تھے۔ ایک عورت نے یہ دیکھا۔ اور واہند بن ہنداہ وابن ربیب رسول اللہ کا نعرہ لگایا۔ جسے سنکر تمام لوگ اپنے اپنے مردوں کو چھوڑ کر انکے جنازہ پر جمع ہو گئے اور شور و شغب کی طرف متوجہ نہ ہوئے[2]۔

---

[1] حسن الصحابہ جزو اول صفحہ ۱۹ مطبوعہ قسطنطنیہ و معجم البلدان۔ ترجمہ اشعار یہ ہے۔ بخدا اگر خدا ہی کی مدد نہ ہوتی تو ان فسادی گروہوں کو ریگستان میں شکست نہ دی جا سکتی۔ میری آنکھوں نے ایسا کوئی گروہ نہیں دیکھا۔ جیسا کہ میں نے سر راہ ان خبیث گروہوں کو دیکھا تھا۔ ہم نے اُن کو پہاڑوں کی بلند اور ڈھانپ لینے والی چوٹیوں اور صاف زمین پر قتل کیا۔ ہم نے اُنکے مال و زر پر جنگ میں قوت سے قبضہ حاصل کیا۔

[2] الاستیعاب۔

اور دن بھر تمام بازار بند رہے۔[1]

اقارب | حضرت خدیجۃ الکبریٰ کی ایک بہن ہالہ بنت خویلد تھیں. جو صحابیہ ہیں۔ ان کے فرزند ابو العاص بن ربیع ہیں۔ جو سیدہ زینبؓ کے شوہر اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اولین داماد ہیں۔ ایک بہن کا نام رقیقہ ہے۔ جن کی بیٹی امیمہ بنت عبد صحابیہ ہیں۔ امیمہ سے روایت حدیث انکی بیٹی حکیمہ اور محمد بن المنکدر نے کی ہے۔ عوام حضرت خدیجہؓ کے برادر حقیقی ہیں۔ انکے فرزند زبیر بن العوام (جو عشرہ مبشرہ میں سے ہیں) اور سائب بن العوام حضرت خدیجہؓ کے حقیقی بھتیجے ہیں۔

اولاد النبیؐ | طاہرہ خدیجہؓ کے بطن اطہر سے جو اولاد نبی صلعم کی ہوئی۔ اس کا ذکر اولاد نبوی کی ذیل میں درج ہے۔ حضرت خدیجہؓ کا انتقال رمضان ۱۰ نبوت میں مکہ معظمہ میں ہوا۔ بیت النبی صلعم میں انکی مدت قیام ۲۴ سال ۶ ماہ یا ۲۵ سال ہے۔

# ام المومنین سودہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا

سودہ بنت زمعہ بن قیس بن عبد شمس بن عبدود بن نفر بن مالک بن حسل بن عامر بن لوئی۔ انکی والدہ کا نام شموس بنت قیس تھا۔ قیس برادر سلمیٰ زوجہ ہاشم ہیں۔ گویا حضرت سودہؓ کے ننھیال نبی صلعم کے دادا عبد المطلب کے نانہال تھے۔

یہ سکران بن عمرو بن عبدود کے نکاح میں تھیں۔ یہ پہلے ایمان لائیں اور پھر انکی ہدایت اور ترغیب سے سکران بھی مشرف باسلام ہوئے۔ پھر انہوں نے خاوند کے ساتھ مع اپنی والدہ کے ہجرت حبش کی تھی۔ سکران نے حبش میں انتقال کیا۔ تب نبی صلعم نے انکے مصائب کو جلد ختم کرنے کی غرض سے ۱۰ نبوت میں بعد از وفات خدیجۃ الکبریٰ

[1] الاستیعاب۔

ان سے نکاح کر لیا تھا۔

انہوں نے چند سال کے بعد اپنا وقت حضرت عائشہ صدیقہ رض کو دے دیا تھا یعنی اپنی ذات پر محبوب کی محبوبہ کو تقدیم دی تھی عشق میں ایثار ان ہی کی خصوصیات میں سے ہے۔

اقارب | عبد الرحمن اور عبد ابنائے زمعہ باپ کی طرف سے اُنکے بھائی ہیں اور قرظہ بن عبد عمرو انکا بھائی ماں کی جانب سے ہے۔

مالک بن زمعہ انکا برادر شقیق ہے۔ وہ قدیم الاسلام ہیں۔ انہوں نے بھی مع زوجہ خود عمرہ بن السعدی العامریہ ہجرت حبشہ کی تھی۔

حضرت سودہ رض کا امّ المومنین کے درجہ پر فائز ہونے کا سبب اصلی ان کا اور ان کے خاندان کا قدیم الاسلام ہونا اور اسلام کے لئے ہجرت حبش کرنا تھا۔

حضرت سودہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا محاسن اخلاق اور مکارم افعال میں ابتدا ہی سے معروف تھیں۔ انہوں نے آخر خلافت عمر فاروق رضی اللہ تعالےٰ عنہٗ میں وفات پائی۔

کتب احادیث میں انسے پانچ احادیث مروی ہیں:۔

صحیح بخاری میں ایک۔

سُنن اربعہ میں چار۔

# امّ المومنین عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

(صدیقہ بنت صدیق۔ طیبہ زوج طیب۔ حبیبۂ حبیب اللہ)

ابوبکر صدیق[1] کی بیٹی ہیں۔ انکی ماں کا نام اُمّ رومان زینب ہے جس کا سلسلہ نسب نبوی میں کنانہ[2] سے جا ملتا ہے۔ انکا نکاح شوال سنہ ۱۰ نبوت میں مکہ معظمہ میں ہوا۔ اور

؎[2] پانچویں پشت میں نسب نبوی صلعم

؎[1] عبداللہ بن عثمان نام۔ ابوبکر کنیت۔ صدیق خطاب۔ عتیق علم۔ صاحب الغار لقب ہے۔ اشہر روایات یہ ہے کہ رجال میں سب سے پہلے یہی اسلام لائے تھے (۱) انکے ذریعہ سے جو لوگ مشرف باسلام ہوئے ان میں سے کئی بزرگ عشرہ مبشرہ میں داخل ہیں (۲) یہی وہ بزرگ ہیں جنہوں نے مکہ میں سب سے پہلے مسجد تعمیر کی جب کفار مسلمانوں کو کعبہ میں داخل نہ ہونے دیتے تھے (۳) انہوں نے اپنے مال سے حضرت بلال و حضرت عامر بن فہیرہ جیسے سات قدیم الاسلام بزرگوں کو کفار کی غلامی سے آزاد کرایا تھا (۴) یہی شب ہجرت کو نبی صلعم کے ساتھ غار ثور میں تھے (۵) انہی کا ذکر صراحت کیساتھ قرآن مجید میں فرمایا گیا ہے (۶) انہی کو نبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے جنگ بدر میں اپنے ساتھ عریش میں ٹھیرایا تھا (۷) انہی کو نبی صلعم نے غزوہ تبوک میں جب سب سے زیادہ فوج کا اجتماع ہوا۔ نشان اعلیٰ عطا فرمایا تھا (۸) انہی کو نبی صلعم نے فرضیت حج کے بعد پہلے ہی سال میں امیر الحجاج مقرر فرمایا تھا (۹) انہی کو نبی صلعم نے اپنے سامنے (مرض الموت میں) اپنی جگہ امام نماز مقرر فرمایا تھا۔ (۱۰) یہی سب سے پہلے رسول اللہ صلعم کے خلیفہ ہوئے اور صرف انہی کو خلیفہ رسول اللہ کے لقب سے مخاطب کیا گیا باقی ہرسہ خلفائے راشدین صرف امیر المومنین کہلائے (۱۱) انہی کے انتظام سے اسود عنسی مسیلمہ کذاب اور طلحہ اسدی کے جھوٹے نبوت کے دعاوی برباد ہوئے۔ طلحہ بعد توبہ اسلام میں داخل ہوا (۱۲) انہی کے وقت میں عراق نیز شام کا کچھ حصہ فتح ہوا (۱۳) انہی کی کوششوں سے مانعین زکوٰۃ فریضۂ زکوٰۃ پر قائم ہوئے (۱۴) انہی کے حکم سے قرآن پاک صحیفہ واحد میں لکھا گیا اور مصحف کے نام سے موسوم ہوا۔ انکے فضائل میں احادیث صحیحہ بکثرت وارد ہیں۔ انکی تعریف میں صحابہ کرام کے اشعار بھی بکثرت پائے جاتے ہیں حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں۔

اذا تذکرت شجوا من اخی ثقۃ | فاذکر اخاک ابابکر بما فعلا
جب تم رنج و غم کے ساتھ کسی معزز بھائی کو یاد کرو | تو ابوبکر کو بھی یاد کرو جو ہم سے جدا ہو گئے (انتقال کر گئے)

خیر البریۃ اتقاھا واعدلھا | بعد النبی واوفاھا بما حملا
وہ نبی صلعم کے بعد تمام خلقت میں بہتر سب سے زیادہ متقی | سب سے زیادہ عادل اپنے فرائض کو سب سے زیادہ پورا کرنیوالے تھے

والثانی التالی المحمود مشھدہ | واول الناس ممن صدق الرسلا
وہی ہیں جنکو ثانی رسول قرآن میں کہا گیا اور انکی حاضری غار کی | تعریف کیگئی وہی ہیں جنہوں نے سب لوگوں سے پیشتر تصدیق رسالت کی

وکان حب رسول اللہ قد علموا | خیر البریۃ لم یعدل بہ رجلا
سب جانتے ہیں کہ ابوبکر نبی صلعم کے پیارے تھے | خیر البریہ تھے نبی صلعم انکے برابر کسی کا درجہ نہ سمجھتے تھے

خفاف بن ندبۃ السلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اشعار ہیں:۔

انّ ابابکر ھو الغیث اذا | لم تسمل الارض سحاب بماء
جب بادل زمین پر پانی نہ برسائے | تو اس وقت ابابکر لوگوں کی فریادرسی کرنیوالا ہے

(باقی حاشیہ صفحہ ۱۹۳ پر)

رخصتی شوال ۱۱ سنہ ہجرۃ میں مدینہ میں ہوئی - ازواج النبی صلعم میں یہی وہ خاتون ہیں۔ جن کی اسلامی خون سے ولادت اور اسلامی شیر سے پرورش ہوئی۔ امہات المومنین میں یہی وہ طیبہ ہیں۔ جن کا پہلا نکاح نبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے ہوا تھا۔ حدیث میں ہے :۔

---

(بقیہ حاشیہ صـــ ۱۹۲)

تاللہ لا یدرک ایامہ | ذو طرۃ حاف ولا ذو حذاء

مجھے خدا کی قسم ہے کہ کوئی انسان (پا برہنہ ہو یا نعل پوش ہو) ابوبکرؓ کے فضائل کو حاصل نہیں کر سکتا۔

من یسع کی یدرک ایامہ | یجتھد الشد بارض فضاء

اگر کوئی شخص ابوبکرؓ کے فضائل حاصل کرنے کی سعی بھی کرے تو اس کی مثال ایسی ہوگی جیسے کوئی صحرائے عظیم کو دوڑ دوڑ کر طے کرنے کی سعی کرتا ہو

ابو محجن ثقفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اشعار ہیں :۔

وسمیت صدیقا وکل مہاجر | سواک یسمی باسمہ غیر منکر

تم ہی ہو جسے صدیق کہکر بلایا جاتا ہے حالانکہ باقی سب مہاجرین کو نام لیکر بلایا جاتا ہے اسی پر سب کا عمل بلا انکار اعدی ہے

سبقت الی الاسلام واللہ شاہد | وکنت جلیسا بالعریش المشہر

خدا گواہ ہے کہ تم ہی کو سبقت الی الاسلام حاصل ہے اور عریش کے اندر نبی صلعم کی ہم نشینی کا درجہ تم ہی کو ملا ہے

وبالغار اذ سمیت بالغار صاحبا | وکنت رفیقا للنبی المطہر

غار میں تم ہی تھے اور صاحب الغار تمہارا ہی نام ہے نبی مطہر کے رفیق تم ہی تو ہو

حدیث تخییر میں حضرت علی مرتضیٰؓ کا قول ہے وکان ابوبکر اعلمنا یہ ابوبکر ہم سے زیادہ علم والے تھے :۔
بیعت خلافت کی بابت حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کا ارشاد ہے :۔

ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مرض لیالی وایاما ینادی بالصلوٰۃ فیقول مروا ابابکر یصلی بالناس فلما قبض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نظرت فاذا الصلوٰۃ علم الاسلام وقوام الدین۔ فرضینا الدنیانا من رضی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لدیننا فبایعنا ابابکرؓ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم چند شب چند روز بیمار رہے حضورؐ سے نماز کے لئے عرض کیا جاتا تو فرما دیتے کہ ابوبکرؓ لوگوں کو نماز پڑھائے پھر جب نبی صلعم کا انتقال ہوگیا۔ تو میں نے غور کیا کہ نماز تو اسلام کا رکن ہے اور اسی پر دین کا قیام ہے اس لئے ہم نے دنیا کی حکومت کے لئے بھی اسی پر رضامندی ظاہر کر دی جسے رسول اللہ صلعم نے ہمارے دین کے لئے پسند فرمایا تھا اور اسی لئے ہم نے ابوبکر کی بیعت کر لی :۔

حضرت ابوبکر صدیقؓ کی اولاد ہندوستان میں محمد بن ابوبکر کی نسل سے بکثرت پائی جاتی ہے۔ شیخ الشیوخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ اسی خاندان عالی سے ہیں۔ اعلیٰ حضرت ہز اگزالٹڈ ہائینس نظام الدولہ نظام الملک آصف جاہ میر محمد عثمان علی خاں بہادر خسرو دکن خلد اللہ ملکہ کا سلسلہ نسب حضرت شیخ الشیوخ ہی سے ملتا ہے۔" اللہ تعالیٰ انکو انوار صدیقیت و ولایت سے بھی بہرہ اندوز فرمائے" :۔ (محمد سلیمان)

:۔ یہ اقوال علی مرتضیٰؓ الاستیعاب سے منقول ہوئے ہیں :۔

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
اریتک فی المنام ثلث لیال جاء نی بک
الملک فی سرقۃ من حریر فیقول ھذہ
امرأتک فاکشف عن وجھک فاذا
انت ھی فاقول ان یکن ھذا من
عند اللہ یمضہ ؎۔

رسول اللہ صلعم نے (عائشہؓ سے) فرمایا میں تین شب تجھے خواب میں اس طرح دیکھتا رہا کہ ایک فرشتہ حریر سفید کے پارچے پر تیری تصویر کو میرے سامنے لاتا تھا اور کہتا تھا کہ یہ حضورؐ کی بیوی ہے، اور میں تصویر کا پردہ اُٹھا کر چہرہ دیکھتا تھا جو بالکل تیرا ہی چہرہ ہوتا تھا۔ میں دیکھ کر کہہ دیا کرتا تھا کہ اگر یہ (اطلاع خدا کی جانب سے ہے تو وہ خود ہی اُسے پورا بھی کر دیگا)۔

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ عائشہ صدیقہ کی شادی کا اہتمام حظیرۃ القدس میں کیا گیا تھا۔ اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس شادی کو منجانب اللہ قرار دیا تھا۔

**محبت کا امتحان**

حضرت صدیقہؓ کو محبت رسول صلعم میں سخت امتحان بھی دینا پڑا۔ غزوہ انمار میں انکی سواری کیمپ میں دیر سے پہنچی اور اُس پر منافقین نے اِنکی شان پاک میں گستاخانہ کلام کیے۔ جنس لطیف کے لئے ایسا موقع سخت مصیبت کا ہوتا ہے لیکن اُس وقت بھی اِنکی قوت ایمانیہ اور پاکیٔ فطرت کی عجیب شان نظر آئی۔ جب نبی صلعم نے اُن سے اِس بارہ میں دریافت کیا۔ تو حضرت صدیقہؓ نے اپنے میکے والوں سے مخاطب ہو کر فرمایا؛

فلئن قلت لکم انی بریئۃ
لا تصدقونی ولئن اعترفت لکم
بامر واللہ یعلم انی بریئۃ منہ
لتصدقنی فواللہ لا اجد لی ولکم
مثلا الا ابا یوسف حین قال

اگر میں اب کہونگی کہ میں پاک ہوں تو میری بات باور نہ ہوگی۔ اگر میں کسی بات کا اقرار کر لوں حالانکہ خدا خوب جانتا ہے۔ کہ میں اُس سے بالکل پاک ہوں تو وہ باور کر لی جائیگی پس اندریں حالت میں اپنے لئے صرف حضرت یعقوبؑ کی مثال پاتی ہوں جنہوں نے کہا تھا۔ (کہ

؎۔ صحیح مسلم کتاب الفضائل و صحیح بخاری۔

فَصَبْرٌ جَمِيلٌ وَاللَّهُ الْمُسْتَعَانُ عَلَىٰ مَا تَصِفُونَ ؂

آزمائش میں، صبر کرنا ہی خوب ہوتا ہے اس بارہ میں خدا ہی مدد رسان اور کارساز ہے۔

صدیقہ رضؓ کہتی ہیں کہ مجھے اپنی پاکی اور سچائی کی وجہ سے وثوق تھا۔ کہ میری بابت رؤیا میں نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بتا دیا جائیگا۔ مگر اس کا مجھے سان گمان بھی نہ تھا۔ کہ میرے حق میں وحی الہی کا نزول ہوگا۔ لیکن نبی صلعم بھی اُسی جگہ تشریف رکھتے تھے کہ قرآن پاک اترا۔ اللہ پاک نے صدیقہؓ کی نصرت فرمائی۔ بے قصوری ظاہر کی۔ اُنکو طیبہ ٹھیرایا۔ اور خبر دی کہ مغفرت اور رزق کریم ان ہی کے لئے ہے۔ نیز یہ بھی بتایا کہ اس بہتان سے اُنکی شان میں ذرا بھی فرق نہ آیا۔ بلکہ رتبہ بڑھ گیا۔ اُنکی پاکی اور طہارت کے آوازہ سے زمین و آسمان گونج اُٹھے۔ وہ وحی اتری جس کی قیامت تک نمازوں میں اور محرابوں میں تلاوت کی جائے گی۔ جب اَلطَّيِّبَاتُ لِلطَّيِّبِينَ وَالطَّيِّبُونَ لِلطَّيِّبَاتِ ؂ کو کوئی ایمان والا شخص پڑھیگا تو اسے حضرت عائشہؓ کی پاکی و طہارت کا اندازہ نبی صلعم کی پاکی و طہارت سے کرنا ہوگا۔ اللہ اکبر! یہ نتیجہ اس تواضع و انکسار کا ہے۔ جو حضرت عائشہ صدیقہؓ میں تھا۔ کہ اپنے آپ کو ناچیز سمجھا باوجود بے قصوری و مظلومی کے اور باوجود افترا پردازوں کو جھوٹا جاننے کے آپ اپنا یہ درجہ نہ سمجھا کہ اُنکے لئے قرآن اُترے۔ ہر چند انکو علم تھا کہ انکے رنج و اندوہ سے اُنکے والدین کو بھی صدمہ پہنچا ہے۔ اور جمیع اہل ایمان کے دل بھی دردمند ہوئے ہیں اور نبی صلعم کے قلب مبارک کو بھی ایذا پہنچی ہے۔ پھر بھی وہ تواضع و انکسار سے یہی سمجھتی ہیں۔ کہ اُن کی پاکی عالم رؤیا میں ظاہر فرمائی جائیگی۔ لیکن رب العلمین اُن ہی کے رتبے بلند فرماتا ہے۔ جو اس کی بارگاہ میں تواضع و انکسار اختیار کرتے ہیں۔

---

؂ صحیح بخاری بیان غزوہ انمار۔ ؂ پاک عورتیں پاک مردوں کے لئے ہیں اور پاک مرد پاک عورتوں کے لئے سورہ نور۔

فضائل | حضرت عائشہؓ کے فضائل میں بہت سی احادیث صحیحہ ہیں۔ صحیح بخاری میں موسےٰ اشعریؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:۔

کَمُلَ مِنَ الرِّجَالِ کَثِیْرًا وَّلَمْ یَکْمُلْ مِنَ النِّسَاءِ اِلَّا مَرْیَمُ بِنْتُ عِمْرَانَ وَاٰسِیَۃُ امْرَاَۃُ فِرْعَوْنَ وَ فَضْلُ عَائِشَۃَ عَلَی النِّسَاءِ کَفَضْلِ الثَّرِیْدِ عَلٰی سَائِرِ الطَّعَامِ۔

مردوں میں تو بہت لوگ تکمیل کے درجے کو پہنچے۔ مگر عورتوں کے اندر صرف مریمؑ دختر عمران اور آسیہؑ زن فرعون ہی تکمیل کو پہنچیں۔ اور عائشہؓ کو تو سب عورتوں پر ایسی ہی فضیلت ہے جیسے ثرید کو سب کھانوں پر ہے۔

انس بن مالکؓ سے بھی صحیح بخاری میں یہ روایت موجود ہے۔

اس فضیلت کی وجہ حضرت صدیقہؓ کے وہ کمالات روحانیہ ہیں۔ جن کی وجہ سے اُنکا منصب بارگاہ الٰہی میں نہایت بلند تھا۔ اور جن کے وجود سے اُنکو انوار نبوت سے بدرجہ اتم متنور ہونے کی قابلیت حاصل ہوگئی تھی۔ اس کا ذکر صحیح بخاری کی اُس حدیث میں ہے جسے امّ المومنین امّ سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے روایت کیا ہے۔ نبی صلعم نے فرمایا:۔

وَاللّٰہِ مَا نَزَلَ عَلَیَّ الْوَحْیُ وَاَنَا فِیْ لِحَافِ امْرَاَۃٍ مِّنْکُنَّ غَیْرَھَا۔

یہ عائشہؓ ہی ہے کہ میں اُس کے لحاف میں ہوتا ہوں تو اُس وقت بھی وحی کا نزول ہوتا ہے مگر دیگر ازواج کے بستروں پر کبھی ایسا نہیں ہوا۔

یہی وجہ تھی کہ نبی صلعم نے حضرت سیدۃ النساء العالمین فاطمہ زہراؓ کو محبت عائشہؓ کا حکم دیا تھا۔ صحیح مسلم میں ہے نبی صلعم نے سیدہ فاطمہؓ سے فرمایا:۔

---

ف امام مسلم نے بھی اسے روایت کیا ہے۔ امام مسلم بن حجاج رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت ۲۰۴ھ سنہ وفات ۲۴ رجب ۲۶۱ھ ہے۔

أَيْ بُنَيَّةِ أَلَسْتِ تُحِبِّيْنَ مَا أُحِبُّ فَقَالَتْ بَلَىٰ فَقَالَ فَاحِبِّيْ هٰذِهٖ ۔

پیاری بیٹی جس سے میں محبت کرتا ہوں کیا تو اس سے محبت نہیں رکھتی حضرت فاطمہؓ نے عرض کیا ہاں بالکل یہی درست ہے فرمایا تب تو بھی عائشہؓ سے محبت رکھا کر۔

حضرت عائشہؓ کے کمالات علیہ پر یہ حدیث بھی دلالت کرتی ہے جسے صحیحین میں روایت کیا گیا ہے۔

ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لہا ان جبریل یقرئ علیک السلام قالت فقلت وعلیہ السلام ورحمۃ اللہ

نبی صلعم نے حضرت عائشہؓ سے فرمایا یہ جبریلؑ ہیں اور تم کو سلام کہتے ہیں۔ حضرت عائشہؓ نے جواب میں فرمایا کہ انپر بھی اللہ کا سلام اور رحمت ہو۔

حضرت عائشہؓ کے احسانات بر امّت میں سے ہے کہ آیت تیمم کے نزول کا سبب ظاہری بھی وہی ہیں۔

صحیح بخاری میں ہے کہ حضرت عائشہؓ کے پاس ایک ہار حضرت اسماء (اپنی بہن) کا مانگا ہوا تھا۔ راستہ میں وہ کہیں گر پڑا۔ نبی صلعم نے چند صحابہ کو اُس کی تلاش کے لئے بھیجا انہیں راستہ میں نماز کا وقت ہو گیا۔ اور انہوں نے (پانی نہ ہونے کی وجہ سے) بلا وضو کے نماز پڑھی۔ اور جب حاضر ہوئے تو انہوں نے بے وضو نماز پڑھنے کا ذکر بھی رنج کے ساتھ کیا۔ اسیوقت آیت تیمم کا بھی نزول ہوا۔ اُسَید بن حُضَیر نے حضرت عائشہؓ کو مخاطب کر کے کہا جَزَاكِ اللّٰهُ خَيْرًا۔ اللہ تعالیٰ آپ کو بہترین جزاء عطا فرمائے۔

مَا نَزَلَ بِكِ أَمْرٌ قَطُّ إِلَّا جَعَلَ اللّٰهُ لَكِ مِنْهُ فَرَجًا وَّ

جب کوئی کام آپ کا اٹکا تو خدا تعالےٰ نے خود اُس میں کشود کار فرمائی اور مسلمانوں کے

لہ اس حدیث کو امام مسلم نے بھی روایت کیا۔ یہ الفاظ صحیح بخاری کے ہیں۔

مَخْرَجًا وَّجَعَلَ لِلْمُسْلِمِيْنَ بَرَكَةً ٭ | لئے بھی اُس میں برکت ہوئی ٭

حضرت صدیقہ کی محبّت رسولؐ کے دو تین واقعات درج کرتا ہوں ٭

صحیح مسلم میں ہے ایک سفر میں حضرت عائشہؓ اور حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما نبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلّم کے ہم سفر تھیں۔ اُس روز حضرت حفصہؓ نے اپنی سواری کا اونٹ حضرت عائشہؓ کے اونٹ سے تبدیل کر لیا۔ راستے میں نبی صلعم حضرت عائشہؓ کے اونٹ کی طرف گئے جسپر حضرت حفصہؓ سوار تھیں اور اُن ہی کے ساتھ چل پڑے حضرت عائشہؓ کو اس مفارقت کی برداشت نہ ہوئی جب وہ منزل پر پہنچ کر سواری سے اتریں تو انہوں نے اپنا پاؤں گھاس کے اندر ڈال دیا اور زبان سے کہا ٭

يَا رَبِّ سَلِّطْ عَلَيَّ عَقْرَبًا اَوْ حَيَّةً تَلْدِغُنِيْ رَسُوْلُكَ وَلَا اَسْتَطِيْعُ اَنْ اَقُوْلَ لَهٗ شَيْئًا ٭

اے رب کسی بچھو یا سانپ کو بھیج کہ مجھے کاٹ کھائے۔ اور وہ تو تیرے رسول ہیں۔ اُن کی شان میں تو میں کچھ کہہ ہی نہیں سکتی ٭

۲۔ حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ نبی صلعم اپنی نعل کو پیوند لگا رہے تھے۔ اور میں چرخہ کات رہی تھی۔ میں نے دیکھا کہ نبی صلعم کی پیشانی مبارک پر پسینہ آ رہا ہے اور اُس پسینہ کے اندر ایک نور ہے۔ جو ابھر رہا اور بڑھ رہا ہے۔ یہ ایسا نظارہ تھا۔ کہ میں سراپا حیرت بن گئی۔ نبی صلعم کی نظر مبارک مجھ پر پڑی۔ فرمایا عائشہ تو حیران سی کیوں ہو رہی ہے میں نے کہا یا رسولؐ اللہ میں نے دیکھا۔ کہ حضورؐ کی پیشانی پر پسینہ ہے۔ اور پسینے کے اندر ایک چمکتا دمکتا نور ہے۔ اس پاک نظارہ نے مجھے سراپا چشم کر دیا ہے ٭

اے خنک چشمے کہ او حیران اوست
وے ہمایوں دل کہ آن قربان اوست

بخدا اگر ابو کبیر ہذلی حضورؐ کو دیکھ پاتا تو اُسے معلوم ہو جاتا۔ کہ اُس کے اشعار کے صحیح مصداق حضور ہی ہو سکتے ہیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ اُس کے شعر کیا ہیں۔ مَیں نے یہ شعر پڑھ کر سنا دئیے؛

| | |
|---|---|
| ومبرّیٰ من کل غبّر حیضۃٍ | وَفسادِ مرضعۃٍ وداءِ مُعْضِلِ |
| وَاِذا نَظَرتَ اِلیٰ اَسِرّۃِ وَجْہِہٖ | بَرَقَتْ کَبَرْقِ العَارِضِ المُتَہَلِّلِ [2] |

نبی صلعم کے ہاتھ میں جو کچھ تھا۔ اُسے رکھدیا۔ پھر عائشہ صدّیقہ کی پیشانی کو چوما۔ اور زبان مبارک سے فرمایا۔ مَا سُرِرْتِ مِنِّیْ کَسُرُوْرِیْ مِنْكِ ۔ جو سرور مجھے تیرے کلام سے حاصل ہوا اس قدر سرور تجھے میرے نظارہ سے نہ ہوا ہوگا؛

۳ حضرت صدّیقہ کی محبت رسولؐ کی ایک مثال وہ ہے جو قرآن مجید کی آیت تخییر کے نزول پر ظاہر ہوئی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا تھا؛

| | |
|---|---|
| یَآ اَیُّھَا النَّبِیُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ اِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ الْحَیٰوۃَ الدُّنْیَا وَزِیْنَتَھَا فَتَعَالَیْنَ اُمَتِّعْكُنَّ وَاُسَرِّحْكُنَّ سَرَاحًا جَمِیْلًا ۝ وَاِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ وَالدَّارَ الْاٰخِرَۃَ فَاِنَّ اللّٰہَ اَعَدَّ لِلْمُحْسِنٰتِ مِنْكُنَّ اَجْرًا عَظِیْمًا ۝ (سورۂ احزاب ع ۴)؛ | اے نبی اپنی بیویوں سے کہ دیجئے کہ اگر تم دنیا کی زندگی اور زینت چاہتی ہو تو آؤ تمہیں رخصتانہ دے دلا کر اپنے سے خوبی کیساتھ علحدہ کر دوں۔ لیکن اگر تم اللہ تعالیٰ اور رسول صلعم اور آخرت کی خواہاں ہو۔ تب تم میں سے جو نیکی کرنیوالیاں ہیں۔ اُنکے لئے خدا تعالیٰ نے اجر عظیم مہیا کر رکھا ہے؛ |

نبی صلعم نے سب سے پہلے حضرت صدیقہؓ ہی کو یہ آیت سنائی اور تلاوت آیت سے پیشتر یہ

---

[1] ایام جاہلیت کا مشہور شاعر؛ [2] ترجمہ وہ ولادت اور رضاعت کی آلودگیوں سے پاک امراض سے مبرا ہیں انکے درخشاں چہرہ پر نظر کرو تو معلوم ہوگا۔ کہ نورانی اور روشن برق جلوہ دے رہی ہے؛

رکھدی اور یہ بھی کہا کہ اگر سالن کے لئے کچھ بچا لیا جاتا۔ تو میں سالن بھی تیار کرلیتی۔ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا۔ مجھے تو خیال نہ آیا۔ تجھے یاد دلا دینا تھا[1]

**خدیجہ و عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی فضیلت** علامہ ابن قیمؒ نے ایک بحث لکھی ہے کہ خدیجۃ الکبریٰؓ اور عائشہ صدیقہؓ میں سے افضل کون ہے وہ لکھتے ہیں کہ اس بارہ میں تین مذہب ہیں (۱) خدیجہؓ افضل ہیں (۲) عائشہؓ افضل ہیں (۳) سکوت کرنا چاہیئے۔

ابن تیمیہؒ کہتے ہیں ہر دو میں جداگانہ خصوصیات پائی جاتی ہیں۔ طاہرہ خدیجۃ الکبریٰؓ کا اثر ابتدائے اسلام پر ہے (۱) یہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے باعث تسکین و تسلی و ثبات تھیں (۲) انہوں نے اپنا مال محبت رسولؐ میں نثار کیا۔ اُن کو آغاز اسلام کا زمانہ ملا۔ اور اُس وقت میں انہوں نے اللہ جل جلالہٗ اور اُس کے رسولؐ محترم کے لئے ہر ایک رنج و تکلیف کو بخوشی برداشت کیا (۳) انہوں نے جو کٹھن وقت میں نصرت رسولؐ خدا کی۔ پس اس بارے میں جو درجہ اُنکا ہے وہ کسی دوسری بیوی کا نہیں۔

طیبہ صدیقہؓ کا اثر ترقی اسلام کے ایام پر ہے (۱) جو تفقہ انہوں نے دین میں حاصل کیا (۲) اور جو تبلیغ انہوں نے اُمت کو فرمائی (۳) اور علم نبوت کی اشاعت میں جو مساعی انہوں نے کئے اور جو علمی فوائد انہوں نے فرزندان امت کو پہنچائے۔ وہ ایسا درجہ ہے جو کسی دوسری بیوی کو حاصل نہیں۔

کتب احادیث میں مرویات صدیقہؓ کی تعداد دو ہزار دو سو دس ہے (۲۲۱۰)۔

| | |
|---|---|
| صحیحین میں متفق علیہ | ۱۷۴ حدیثیں |
| صرف صحیح بخاری میں | ۵۴ حدیثیں |

[1] مدارج النبوۃ جلد ۲ صفحہ ۵۰۶

بھی فرمایا۔ کہ میں ایک بات کا تم سے ذکر کرتا ہوں تم جواب دینے میں جلدی نہ کرنا۔ اور اپنے والدین سے مشورہ کر لینا حضرت صدیقہؓ نے آیت سنتے ہی جھٹ سے کہا۔ کیا میں اس معاملہ میں بھی والدین کا مشورہ کرونگی؟ میں تو اللہ اور رسولؐ اور آخرت ہی کو اختیار کرتی ہوں[1]۔ اس جواب میں انہوں نے اپنی محبت باخدا اور محبت رسولؐ کا ثبوت بھی دیا۔ نیز دیگر ازواج کے لئے ایک سنت بھی قائم فرمائی جس کا اتباع سب ازواج النبیؐ نے فرمایا۔ فی الحقیقت یہ ایک بہت بڑا اشرف ہے۔

حضرت عروہ بن زبیر جو فقہائے سبعہ کے اندر ایک درخشان کوکب تھے۔ فرماتے ہیں۔ کہ میں نے کسی ایک کو بھی معانی قرآن اور احکام حلال و حرام اور اشعار عرب و علم الانساب میں عائشہؓ سے بڑھکر نہیں پایا۔ ام المومنین حضرت عائشہؓ کی یہ خصوصیت تھی کہ جب کوئی نہایت مشکل اور پیچیدہ مسئلہ صحابہ میں آپڑتا تھا۔ تو وہ حضرت صدیقہؓ کی جانب رجوع کرتے تھے اور اُنکے پاس اُس کے متعلق ضرور علم پایا جاتا تھا[2]۔

ام المومنین عائشہؓ جس طرح اپنے فرزندان شریعت کی شیر علم سے پرورش فرمایا کرتی تھیں۔ اُسی طرح اپنی جود و سخاوت سے فقراء و مساکین کی تربیت بھی فرماتی تھیں۔ عروہ بن زبیرؓ کہتے ہیں میں نے عائشہ صدیقہؓ کو دیکھا۔ انہوں نے ایک روز میں ستر ہزار درہم راہ خدا میں صرف کئے۔ تو دُانکے جسم پر پیوند لگا ہوا کُرتہ تھا۔ ایک روز عبداللہ بن زبیرؓ نے انکی خدمت میں ایک لاکھ درہم بھیجے انہوں نے سب کے سب اُسی روز راہ خدا میں صدقہ کر دئے۔ اُس روز حضرت صدیقہؓ کو روزہ بھی تھا۔ شام کو لونڈی نے روکھی روٹی سامنے

جود و سخا و زہد صدیقہ

[1] صحیح بخاری کتاب التفسیر۔ [2] مدارج النبوۃ [3] ابن القیم کتاب جلاء الافہام۔ اس کتاب کا اردو ترجمہ مصنف رحمۃ للعالمین کر چکا ہے۔ ترجمہ کا نام "الصلوٰۃ والسلام" ہے۔

صرف صحیح مسلم میں ۶۷ حدیثیں ؂

دیگر کتب معتبرہ میں ۲۰۱۷ حدیثیں[1]

فتاوائے شرعیہ اور حل مشکلات علمیہ اور بیان روایات عربیہ اور سرد واقعات تاریخیہ کا شمار انکے علاوہ ہے ؂

**جہاد فی سبیل اللہ** انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں ؂

وَلَقَدْ رَأَیْتُ عَائشۃ بنت ابی بکر وام سلیم وانھما لَمُشَمِّرَتَانِ اری خدم سوقھما تنقزان القرب علی متونھما تفرغانہ فی افواہ القوم۔ ثم ترجعان فتملآنہا ثم تجیئان فتفرغانہ فی افواہ القوم ؂

صحیح بخاری کے باب غزوہ احد میں ہے حضرت انسؓ فرماتے ہیں۔ کہ میں نے حضرت عائشہؓ اور ام سلیمؓ کو دیکھا کندھوں پر مشکیں اٹھائے ہوئے زخمیوں اور مومنین کے منہ میں پانی ڈالتی تھیں۔ پانی ختم ہو جاتا تو پھر مشک بھر لاتی تھیں۔ اور زخمیوں کے منہ میں پانی ٹپکاتی جاتی تھیں ؂

جنگ بدر میں رایت نبوی کا پرچم مرط عائشہ صدیقہ تھا۔ یعنی جس نشان کے تحت میں ملائکہ نے خدمت اسلام ادا کی اور جس نشان پر اللہ کی اولین نصرت و فتح نازل ہوئی وہ نشان عائشہ طیبہ کی اوڑھنی کا بنایا گیا تھا۔ یہ امر صدیقہ کی بڑی فضیلت کو ظاہر کرتا ہے[2] ؂

حضرت حسان بن ثابتؓ المؤید بروح القدس انکی شان میں فرماتے ہیں ؂

---

[1] امام ابو محمد علی بن احمد بن حزم الظاہری المتوفی ۴۵۶ھ نے دیگر مکثرین فی الروایت کی حدیثوں کا بھی شمار کیا ہے۔ عمر فاروق ۵۳۷ علی مرتضیٰ ۵۸۶ ابن مسعود ۸۰۰ و چند۔ جابر بن عبد اللہ و عبد اللہ بن عباس۔ ابن عمر و انس حضرت عائشہؓ کے برابر۔ ۱۵۰۰ سے زائد۔ کتاب الفصل فی الملل۔ الجزء الرابع ؂

[2] سیرت حلبیہ جلد ۲ صـ ۱۴۷ ؂

حِصَانٌ رَزَانٌ مَا تُزَنُّ بِرِيبَةٍ وَتُصْبِحُ غَرْثَى مِنْ لُحُومِ الْغَوَافِلِ
عَقِيلَةُ أَصْلٍ مِنْ لُؤَيِّ بْنِ غَالِبٍ كِرَامِ الْمَسَاعِي مَجْدُهُمْ غَيْرُ زَائِلِ
مُهَذَّبَةٌ قَدْ طَهَّرَ اللهُ خِيمَهَا وَطَهَّرَهَا مِنْ كُلِّ بَغْيٍ وَبَاطِلِ
فَإِنْ كَانَ مَا قَدْ قِيلَ عَنِّي قُلْتُهُ فَلَا رَفَعَتْ سَوْطِي إِلَيَّ أَنَامِلِي
وَإِنَّ الَّذِي قَدْ قِيلَ لَيْسَ بِلَائِطٍ بِهَا الدَّهْرَ بَلْ قَوْلُ امْرِءٍ مُتَمَاحِلِ
فَكَيْفَ وَوُدِّي مَا حَيِيتُ وَنُصْرَتِي لِآلِ رَسُولِ اللهِ زَيْنِ الْمَحَافِلِ
رَأَيْتُكَ وَلْيَغْفِرْ لَكَ اللهُ حُرَّةً مِنَ الْمُحْصَنَاتِ غَيْرَ ذَاتِ الْغَوَائِلِ

عائشہ صدیقہ کے انصاف اور صداقت کے لمعات اُس وقت زیادہ نمایاں نظر آتے ہیں جب وہ اپنی کسی سوت کے متعلق اپنی رائے کا اظہار کیا کرتی ہیں:۔

(الف) ام المومنین زینب بن حجش کی تعریف میں کہتی ہیں:۔

(۱) عن عائشۃ ام المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا قالت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوماً لنسائہ اسرعکن لحوقابی اطولکن[1] یداً قالت فکانت اطولنا یداً زینب لانہا کانت تعمل بیدہا وتتصدق۔

(۱) ایک روز نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی ازواج سے فرمایا تم میں سے وہ عورت مجھے جلد آکر ملے گی جو زیادہ سخی ہوگی یہ سنکر سب ازواج بڑھ بڑھ کر کام کرنے لگیں لیکن ہم میں سب سے زیادہ سخی زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا ثابت ہوئیں۔ کیونکہ وہ اپنے ہاتھوں کی محنت سے کماتی۔ اور پھر اُس کو راہ خدا میں صدقہ دیا کرتی تھیں۔

(۲) وما رأیت امراۃ قط

(۲) میں نے کوئی عورت زینب سے دین میں بہتر

[1] الطول۔ طُول سے ہے۔ طَول کے معنی جود وسخاوت ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا نام ذوالطول ہے۔

خيرًا فی الدّين من زينب اتقی اللّٰه وَاَصدَقَ حديثًا واوصل للرّحم واعظم صَدَقَةٍ ۔

نہیں دیکھی۔ وہ اللہ کا زیادہ تقویٰ رکھنے والی بہت زیادہ سچ بولنے والی اقارب سے بہت بڑھ کر سلوک کرنیوالی اور بہت زیادہ صدقہ دینے والی تھیں ۔

(ب) اُمّ المومنین صفیہؓ کی تعریف میں فرماتی ہیں ۔

وَمَا رَاَيتُ صَانِعَۃ طعام مثل صفية (صحيح نسائی) ۔

مَیں نے صفیہؓ جیسی کوئی عورت عمدہ کھانا بنانے والی نہیں دیکھی (صحیح نسائی) ۔

(ج) اُمّ المومنین سودہؓ کی تعریف میں فرماتی ہیں ۔

ما من النّاس احدًا احبّ الیّ مِنْ اَنْ اکون فی سلاخِھِ مِنْ سَودَۃَ بنت زَمعَۃ الاان بھاحِدَّۃ ۔

سودہؓ میں ذرا تیزی تو تھی۔ ورنہ اور کوئی بھی ایسا نہیں جس کے درجہ میں ہونا مجھے سودہؓ سے زیادہ پیارا ہو ۔

(د) اُمّ المومنین جویریہؓ کی صفت جمال بیان کرتی ہیں ۔

كَانَتْ جُوَيْرِيَہ عَلَيهَا حَلَاوَۃٌ وَمَلَاحَۃٌ لَايَكَادُ يَرٰهَا اَحَدٌ اِلَّا وَقَعَتْ فِی نَفْسِہٖ ۔

جویریہ ایک شیریں دل کش پائی جاتی تھیں کہ دیکھنے والے کے دل میں اُن کی جگہ ہو جاتی تھی ۔

**اُمومت امت** بشر بن عقربہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ اُحد کے دن میرے والد شہید ہو گئے تھے۔ مَیں وہاں بیٹھا رو رہا تھا۔ نبی صلعم نے فرمایا ۔

اَمَا تَرضٰی اَنْ تَكُوْنَ عَائِشَۃُ اُمَّكَ وَاَكُوْنُ اَنَا اَبَاكَ [1] ۔

کیا تو اس پر خوش نہیں کہ عائشہؓ تو تیری ماں ہو اور مَیں تیرا باپ ہوں ۔

[1] الاستیعاب جلد ۱ صہ ۶۳ ۔

اس حدیث میں بمقابلہ دیگر ازواج کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی تخصیص امومت فرمائی ہے۔

**لغزش** حضرت عائشہ رضؓ کی زلات بشری میں سے یہ ہے کہ وہ جنگ جمل میں شریک ہوئیں اس جنگ کا نام جنگ جمل[۱] اسی لئے مشہور ہوا تھا۔ کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضؓ کا ہودج ایک اونٹ پر تھا۔ اونٹ کا نام عسکر تھا۔ اس جنگ میں سامنے کی طرف خلیفۂ راشد حضرت علی مرتضیٰ رضؓ امیر المومنین تھے۔ جنگ کے خاتمے پر حضرت صدیقہ رضؓ نے فرمایا تھا کہ میری اور علیؓ کی شکر رنجی ایسی ہی ہے جیسے عموماً بھاوج اور دیور میں ہو جایا کرتی ہے حضرت علی مرتضیٰ رضؓ نے فرمایا۔ بخدا یہی سچی بات ہے۔

قرآن مجید میں ہے:-

| | |
|---|---|
| وَاِنْ طَآئِفَتٰنِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اقْتَتَلُوْا فَاَصْلِحُوْا بَيْنَهُمَا (سورۃ الحجرات) | اگر مومنوں کے دو گروہ آپس میں جنگ کر بیٹھیں تو ان میں صلح کرادو۔ |

میرے نزدیک یہی وہ پہلی جنگ ہے۔ جس کے دونوں فریق مومن تھے۔ اس

---

[۱] یہ واقعہ ۱۵ جمادی الاخری ۳۶ھ کو ہوا۔ لڑائی صبح سے تیسرے پہر تک رہی۔ زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ آغاز جنگ سے پہلے ہی صف سے علیحدہ ہو گئے تھے۔ طلحہ رضؓ زخمی ہوئے اور جاں بحق ہونے سے پیشتر انہوں نے بیعت مرتضوی کی تجدید حضرت علی رضؓ کے ایک افسر کے ہاتھ پر کی۔ ابن حزم و ابن تیمیہ لکھتے ہیں کہ فریقین میں سے کوئی بھی آغاز جنگ کرنا نہ چاہتا تھا۔ چند شریروں نے جو قتل عثمان سے ملوث تھے جنگ اس طرح کرادی۔ کہ رات کو اصحاب جمل کے لشکر پر چھاپہ مار دیا، وہ سمجھے کہ یہ فعل بحکم اور بعلم حضرت علیؓ ہوا ہے انہوں نے بھی مدافعت میں حملہ کیا اور جنگ ہو گئی ہر ایک طرف گمان یہ تھا۔ کہ ابتدا دوسرے کی جانب سے ہے۔ ابن حزم کہتے ہیں کہ اس پر برہان یہ ہے کہ ام المومنین اور زبیر و طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور انکے رفقاء نے امامت علیؓ کے بطلان یا طعن یا جرح میں ایک لفظ بھی نہیں کہا تھا۔ نہ انہوں نے نقض بیعت کیا نہ کسی دوسرے کی بیعت کی اور نہ اپنے لئے کوئی دعویٰ کیا۔ یہ جملہ وجوہ یقین دلاتے ہیں۔ کہ جنگ صرف حادثہ اتفاقیہ تھی۔ جس کا ہر دو جانب کسی کو خیال بھی نہ تھا۔ کتاب الفصل فی الملل جزو چہارم صفحہ ۱۵۷ مطبوعہ مطبعۃ الادبیہ مصر ۱۳۱۷ھ۔

مصداق کو پیش نظر رکھتے ہوئے اس آیت سے آگے چند آیات کو اَنَّ اللّٰهَ تَوَّابٌ رَّحِيمٌ تک پڑھ لینا چاہئے کہ بہت سے شبہات کا ازالہ ہو جائیگا۔ عائشہ طیبہؓ کی صداقت اور مودت علیؓ و فاطمہ سلام اللہ علیہم کی توثیق ترمذی کی حدیث عن جامع بن عمیر سے ہوتی ہے:۔

قال دخلت مع عمتی علیٰ عائشۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فسئلت ای النساء کان احب الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ قالت فاطمۃ قیل من الرجال قالت زوجہا[1]۔

راوی نے کہا میں اپنی پھوپھی کے ساتھ عائشہ صدیقہؓ کے پاس گیا۔ اُن سے سوال ہوا کہ عورتوں میں سے سب سے پیاری نبی صلعم کو کون تھی۔ انہوں نے کہا۔ فاطمہؓ۔ پھر سوال ہوا کہ مردوں میں سے کون تھا فرمایا شوہر فاطمہؓ:۔

دوسری حدیث صحیح مسلم کی ہے کہ لیذہب عنکم الرجس اہل البیت میں حسنینؓ اور علیؓ و فاطمہؓ داخل ہیں۔ اس حدیث کو عائشہ صدیقہؓ ہی نے بیان کیا ہے:۔

جن دنوں جنگ جمل کی ابتدا تھی حضرت عمار یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مسجد کوفہ میں رفقاء مرتضوی کے سامنے خطبہ فرمایا تھا جس کے الفاظ یہ ہیں:۔

اِنِّیْ لَاَعْلَمُ اَنَّهَا زَوْجَتُہٗ فِی الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ ابْتَلَاكُمْ لِتَتَّبِعُوْهُ اَوْ اِيَّاهَا[2]۔

میں جانتا ہوں کہ عائشہؓ نبی صلعم کی زوجہ دنیا اور آخرت میں ہیں لیکن خدا نے تم سب کی آزمائش ڈالی ہے کہ ایسی حالت میں تم اُس کا اتباع کرتے ہو یا حضرت علیؓ مرتضیٰ کا:۔

عائشہ صدیقہؓ جن خصوصیات کا ذکر بطور فخر فرمایا کرتی تھیں۔ ان میں سے ایک یہ فقرہ بھی ہے:۔

تُوُفِّيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

نبی صلعم نے میرے گھر میں میری نوبت پر میرے سینے

[1] تیسیر الوصول ۱۹۰ منتخ الاصول جلد ثانی۔ ذکر فاطمہؓ:۔ [2] صحیح بخاری۔ باب فضل عائشہؓ

فِی بَیْتِی وَنَوْبَتِی وَبَیْنَ سَحْرِی وَنَحْرِی وَجَمَعَ اللّٰہُ بَیْنَ رِیْقِی وَرِیْقِہٖ قَالَتْ دَخَلَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بِسِوَاكٍ فَضَعُفَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَاَخَذْتُہٗ فَمَضَغْتُہٗ ثُمَّ سَنَنْتُہٗ ؎

اور گلو کے درمیان وفات پائی اور آخر میں اللہ نے میرے لعاب کو آنحضرت صلعم کے لعاب کیسا تھ ملا دیا وہ اس طرح کہ (میرے بھائی) عبدالرحمٰن مسواک لیکر آئے رسول اللہ صلعم کو ضعف تھا یہ دیکھکر کہ آنحضرت صلعم مسواک فرمانا چاہتے ہیں، میں نے مسواک لیکر پہلے اپنے دانتوں سے نرم کی اور پھر آنحضرت صلعم کو مسواک کرا دی ؎

ابوال علم پتیم: حضرت عائشہؓ کا قول ہے۔ درِ جنت کو کھٹکھٹاؤ، کھولا جائیگا۔ لوگوں نے کہا کیونکر کھٹکھٹائیں۔ فرمایا بھوک اور پیاس کی برداشت سے جنت کے دروازے کو کھٹکھٹا سکتے ہیں ؎

ایک بار ایک شخص نے سوال کیا۔ میں اپنے آپ کو نیک کب سمجھوں؟ فرمایا جب تجھے اپنے بُرے ہونے کا گمان ہو جائے۔ اُس نے کہا کہ اپنے کو بُرا کب سمجھوں؟ فرمایا جب تو اپنے آپ کو نیک سمجھنے لگے ؎

انتقال نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وقت اُنکی عمر ۱۸ سال کی تھی۔ ۹ سال کی مصاحبت قدسیہ میں جو علوم عالیہ سیکھے تھے۔ قریبًا نصف صدی تک فرزندان روحانی کو اُنکی تعلیم دیتی رہیں۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہما ؎

اقارب: حضرت عائشہؓ کی والدہ اُمّ رومان کنانیہ ہیں۔ جن کا انتقال رمضان ۶ ہجرت میں ہُوا تھا۔ نبی صلعم اُنکی قبر میں خود اُترے تھے اور یہ فرمایا تھا ؎

اَللّٰھُمَّ لَا یَخْفٰی عَلَیْكَ مَا لَقِیَتْ اُمُّ رومان فِیْكَ وَفِیْ رَسُوْلِكَ

الٰہی تجھ سے پوشیدہ نہیں کہ اُمّ رومان نے تیرے لئے اور تیرے رسولؐ کے لئے کیا کچھ برداشت کیا ہے ؎

نیز فرمایا :-

مَنْ سَرَّہٗ اَنْ یَّنْظُرَ اِلٰی اِمْرَاَۃٍ مِّنَ الْحُوْرِ الْعِیْنِ فَیَنْظُرْ اِلٰی اُمِّ رُوْمَانَ[۱]

اگر کوئی شخص حوران جنت میں سے کسی عورت کا دیکھنا پسند کرتا ہو تو وہ امّ رومان کو دیکھ لے۔

اقارب | ۱۔ عبدالرحمٰن بن ابوبکرؓ انکے حقیقی بھائی ہیں۔ بہادران عرب میں سے تھے۔ جنگ یمامہ میں فتح گویا ان ہی کی شجاعت سے ہوئی۔ امیر معاویہ نے صحابہ کے سامنے جن میں امام حسین علیہ السلام اور عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی تھے۔ جب ولیعہدی یزید کا ذکر کیا تو انھی نے جواب میں کہا تھا۔

اَھِرَقْلِیَّۃٌ اِذَا مَاتَ کِسْرٰی قَامَ کِسْرٰی مَکَانَہٗ لَا نَفْعَلُ وَاللّٰہِ اَبَدًا۔

کیا یہ بھی دنیا کی سلطنت ہے کہ جب کسریٰ مرگیا تو دوسرا اسکی جگہ کسریٰ بن بیٹھا۔ بخدا ہم ایسا کبھی نہ کریں گے۔

حضرت عبدالرحمٰن کا بیٹا بھی صحابی ہے۔ اس طرح ابوبکر صدیقؓ کے خاندان میں چار نسلیں صحابی ہیں۔ اور یہ وہ شرف ہے جو کسی دوسرے صحابی کو حاصل نہیں۔

حضرت عائشہؓ نے انکی وفات پر یہ دو شعر بطور تمثیل پڑھے تھے:۔

كُنَّا كَنَدْمَانَيْ جَذِيْمَةَ حِقْبَةً[۲] | مِنَ الدَّهْرِ حَتّٰى قِيْلَ لَنْ يَّتَصَدَّعَا
فَلَمَّا تَفَرَّقْنَا كَأَنِّيْ وَمَالِكًا | لِطُوْلِ اجْتِمَاعٍ لَمْ نَبِتْ لَيْلَةً مَّعًا

۲۔ طفیل بن سنجرہ ان کا اخیافی بھائی ہے۔

---

[۱] الاستیعاب صفحہ ۷۹۱۔ صحیح بخاری میں مسروق تابعی نے ایک حدیث امّ رومان سے روایت کی ہے اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک امّ رومانؓ کی وفات بعد از وفات نبی صلعم ہوئی تھی۔

[۲] ہم دونوں نعمان کے مصاحبوں کی طرح ایسے اکٹھے رہتے تھے کہ لوگ سمجھنے لگے کہ یہ کبھی جدا ہی نہ ہوں گے۔ لیکن جدائی ہوئی۔ تو فراق میں ایسا معلوم ہوتا تھا۔ کہ گویا کبھی ایک شب بھی اکٹھے نہ رہے تھے۔ نعمان شاہ عرب کے مصاحبوں کا مختصر قصہ یہ ہے کہ نعمان نے ایک شخص کے قتل کا حکم دیا۔ ایک امیر نے اسے اپنی ضمانت پر چند یوم کی رہائی دلا دی۔ جب وہ مقررہ دن پر نہ پہنچا۔ تب حکم دیا کہ اس ضامن کو قتل کر دیا جائے جلاد نے اس کی آنکھوں پر پٹی باندھ دی تھی۔ کہ اتنے میں ایک شخص ہانپتا ہوا آگیا۔ بادشاہ نے دونوں کو اپنا مصاحب بنالیا۔ اب ہر ایک شخص دوسرے کو اپنا نجات دہندہ سمجھتا تھا۔ وہ مدت العمر جدا نہ ہوئے۔

۳۔ عبداللہ بن فضالہ لیثی حضرت عائشہؓ کا پدر رضاعی تھا۔ آبا عائشہ کنیت کرتا تھا قاضی بصرہ ہو گیا تھا۔ عبداللہ اور فضالہ دونوں صحابی تھے۔

۴۔ ان ہی کی علاتی بہن اسماء بنت ابوبکر ذات النطاقین ہیں۔ ان کا اسلام ۱۷ شخصوں کے بعد تھا۔ قریباً ۱۰۰ سال کی عمر میں بماہ جمادی الاولی ۷۳ھ وفات پائی۔ زبیر بن العوام کی بیوی اور عبداللہ بن زبیرؓ کی والدہ ہیں۔

۵۔ انکے علاتی بھائی عبداللہ بن ابوبکر ہیں جو غزوہ حنین میں زخمی ہو کر اور کچھ عرصہ بیمار رہ کر فوت ہوئے تھے۔ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو فرمان عیسائیان نجران کو انکے حقوق کے متعلق دیا تھا۔ اُس کے کاتب یہی عبداللہ بن ابوبکر تھے۔ انکی ایک بہن اور ہیں جو اسماء بنت عمیس کے بطن سے تھیں۔ یہ وفاتِ صدیق سے چند ماہ بعد پیدا ہوئی تھیں۔

۶۔ ان ہی کے علاتی بھائی محمد بن ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ جو ربیب علی مرتضیٰؓ ہیں حضرت علیؓ نے اپنی خلافت میں اُنکو حاکم مصر بنایا تھا۔

۷۔ حضرت صدیقہؓ کی ایک لونڈی بریرہ تھیں۔ عبدالملک کا بیان ہے کہ سلطنت ملنے سے پیشتر وہ مدینہ میں بریرہ کے پاس بیٹھا کرتا تھا۔ اور بریرہ مجھ سے کہا کرتی تھی۔ کہ عبدالملک! تجھ میں کچھ خصلتیں اچھی ہیں۔ اور میں سمجھتی ہوں کہ تو سلطنت کے شایان ہے۔ پس اگر تو صاحب سلطنت ہو گیا۔ تو خونریزی سے بچنا۔ کیونکہ میں نے رسول اللہ صلعم کو فرماتے سنا ہے۔

| | |
|---|---|
| اِنَّ الرَّجل لیدُفع عن باب الجنۃ بعد اَنْ ینظر الیھا بمِلأ | کوئی شخص جنت کے قریب پہنچ جائے گا حتی کہ اُسے دیکھنے لگے گا۔ پھر اسے داخل ہونے سے |

لہ کتاب الخراج ص۱۴ قاضی القضاۃ ابو یوسفؒ ولادت ۱۱۳ھ وفات ۵۔ ربیع الاول ۱۸۲ھ

| | |
|---|---|
| مجمحمۃٍ من دم یریقہ من مسلم بغیر حق[1]۔ | روک دیا جائے گا۔ کیونکہ اُس نے مسلمانوں کا بہت ساخون بے وجہ کیا ہوگا۔ |

**ذاتی رنج پر اسلامی خدمات کو ترجیح**

معاویہ بن خدیج نے حضرت صدیقہؓ کے بھائی محمد بن ابوبکرؓ کو قتل کیا تھا۔ اور اس لئے حضرت صدیقہؓ کو معاویہ کی طرف سے سخت رنج تھا۔ لیکن معاویہ مذکور نے افریقہ میں فتوحات اسلامی اور غزوات دینی میں بڑی شہرت حاصل کی تھی۔

عبدالرحمٰن بن شماسۃ المہری کا بیان ہے کہ معاویہ کی ماتحتی میں مَیں نے افریقہ میں کام کیا تھا۔ مَیں ایک روز ام المومنین عائشہؓ سے ملنے گیا۔ انہوں نے پوچھا۔ کہ افریقہ میں تمہارے سرلشکر کا حال کیسا تھا۔ پھر فرمایا میری طبیعت کا خیال نہ کرو۔ بلکہ اُس کی خوبیاں بتاؤ۔

عبدالرحمٰن نے عرض کیا۔ کہ میدان جنگ میں اگر اونٹ مرجاتا تو سپہ سالار اُسی وقت دوسرا اونٹ مہیا کر دیتا تھا۔ گھوڑا مرجاتا تو فوراً گھوڑا ہم پہنچا دیتا تھا۔ کوئی غلام فرار ہو جاتا تو دوسرا آدمی جھٹ بھیج دیتا تھا۔

یہ سنکر حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا۔

| | |
|---|---|
| استغفر اللہ اللھم اغفر لی ان کنت لا بغضہ من اجل انہ قتل اخی وقد سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول اللھم من رفق بامتی فارفق بہ ومن | مَیں خدا سے بخشش چاہتی ہوں خدایا مجھے معاف فرمانا مَیں تو اُس سے بغض رکھتی تھی اس لئے کہ اُس نے میرے بھائی کو قتل کیا تھا اور مَیں نے تو رسول اللہ صلعم سے یہ سنا ہے کہ فرمایا کرتے تھے۔ الٰہی جو کوئی میری اُمت کے ساتھ مہربانی کرے اسپر مہربانی فرمانا اور جو کوئی |

[1] الاستیعاب صفحہ ۹۲۔

| | |
|---|---|
| شَقَّ عَلَيْهِمْ فَاشْقُقْ عَلَيْهِ۝ | امت پر سختی کرے تو بھی اُسپر سختی کرنا ۝ |

(۲) اُمّ حکیم بنت خالد اور اُمّ حکیم بنت عبداللہ کا بیان ہے کہ وہ حضرت عائشہؓ کے ساتھ طواف کعبہ میں شامل تھیں حسّان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ذکر چل پڑا دونوں نے انہیں گالی کے ساتھ یاد کیا۔ حضرت صدّیقہؓ نے فرمایا۔ تم اُسے گالی دیتی ہو۔ اور مجھے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ اُسے داخل جنّت فرمائے گا۔ دیکھو تو سہی کہ حسّان نبی صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی شان میں کس طرح کہتا ہے ۝

| | |
|---|---|
| هَجَوْتَ مُحَمَّدًا فَاَجَبْتُ عَنْهُ | وَعِنْدَ اللّٰهِ فِيْ ذَاكَ الْجَزَاءُ |
| فَاِنَّ اَبِيْ وَوَالِدَتِيْ وَعِرْضِيْ | لِعِرْضِ مُحَمَّدٍ مِنْكُمْ وِقَاءُ |

یہ سنکر دونوں نے کہا کہ ہم تو اس لئے کہتی تھیں کہ اُس نے آپکی شان میں کچھ کچھ کہا تھا۔ صدّیقہ نے کہا۔ وہ تو کچھ بھی نہیں۝ [۲]

عائشہ صدّیقہؓ نے ۶۳ سال کی عمر میں ۱۷ رمضان ۵۷ھ کو مدینہ منورہ میں اجل طبعی سے وفات پائی اور جنّۃ البقیع میں استراحت فرمائی ۝

# اُمّ المؤمنین حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

عمر فاروقؓ کی بیٹی ہیں۔ نبی صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے نکاح میں آنے سے پیشتر

---

[۱] الاستیعاب جلد اوّل ۝

[۲] اس بارہ میں اختلاف روایات ہے کہ حضرت حسانؓ نے قصّہ افک میں کچھ حصّہ لیا یا نہیں میرے نزدیک حضرت حسانؓ کا مندرجہ ذیل شعر اس بارہ میں عمدہ دلیل بن سکتا ہے۔ وہ حضرت صدّیقہ کی تعریف کرتے ہوئے اس تہمت سے اپنی براءت بھی ظاہر کرتے ہیں ۝

| | |
|---|---|
| فان کان ما قد قیل عنی قلتہ | فلا رفعت سوطی الی انا ملی |
| کہا جاتا ہے کہ میں نے انکی شان میں کوئی گستاخانہ لفظ کہا ہے | اگر یہ سچ ہے تو خدا کرے کہ میرا ایک ہاتھ ہی بالکل نکما ہو جائے |

خُنَیس بن حذافہ بن قیس بن عدی السلمی کے گھر میں تھیں ۔

خُنَیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سابقین میں سے تھے۔ انہوں نے ہجرت حبشہ او ہجرت مدینہ کی تھی۔ بدر و اُحد میں حاضر ہوئے اور جنگ اُحد میں زخمی ہو کر مدینہ میں وفات پائی۔ انکے بھائی عبداللہ بن حذافہ السلمی بھی صحابہ میں نہایت مشہور بہادر و شاعر ہیں ۔

حضرت خنیسؓ کی شہادت کے بعد حضرت عمرؓ نے حضرت ابوبکرؓ سے حفصہؓ کا ذکر کیا۔ انہوں نے کچھ بھی جواب نہ دیا جس سے حضرت عمرؓ کو بہت رنج ہوا۔ پھر حضرت عمرؓ نے حضرت حفصہؓ کا ذکر حضرت عثمانؓ سے کیا۔ کیونکہ اُنکی بیوی سیدہ رقیہؓ بنت رسول اللہ صلعم کا انتقال بھی اُن ہی دنوں میں ہوا تھا حضرت عثمانؓ نے کہا۔ آج کل تو میں شادی کرنے کا ارادہ نہیں رکھتا۔ اب حضرت عمرؓ نے رسول اللہ صلعم کی خدمت میں سارا واقعہ سنایا۔ نبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا ۔

| | |
|---|---|
| یتزوج حفصۃ من ھو خیر من عثمان | حفصہؓ کی شادی اُس شخص سے ہو گی جو عثمانؓ سے بہتر ہے |
| ویتزوج عثمان من ھی خیر من حفصۃ | اور عثمانؓ کا نکاح اُس سے ہو گا جو حفصہؓ سے بہتر ہے ۔ |

بعد ازیں نبی صلعم نے حضرت حفصہؓ سے نکاح کر لیا۔ اور حضرت عثمانؓ کو اپنی دوسری بیٹی اُم کلثوم بیاہ دی۔ تب حضرت ابوبکرؓ نے حضرت عمرؓ سے ملکر فرمایا۔ تم اس بات کا میری طرف سے رنج نہ کرنا۔ رسول اللہ صلعم حفصہؓ کا ذکر مجھ سے فرما چکے تھے۔ اور میں اُسوقت نبی صلعم کا یہ راز ظاہر نہ کر سکتا تھا۔ ہاں اگر آنحضرت صلعم یہ نکاح نہ کرتے تو میں ضرور کر لیتا۔ انکا انتقال بعمر شصت سالہ جمادی الاول ۴۱ھ میں ہوا ۔

ایک حدیث میں ہے کہ جبرئیلؑ نے انکی تعریف ان الفاظ میں کی تھی ۔

فَاِنَّھَا قَوَّامَۃٌ صَوَّامَۃٌ وَ اِنَّھَا زَوْجَتُكَ فِی الْجَنَّۃِ ٭ وہ بہت عبادت کرنے والی بہت روزے رکھنے والی ہے اور وہ بہشت میں بھی آپ کی زوجہ ہے[1]٭

ولادت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پانچ سال قبل از بعثت ہے[2]٭

مرویات حفصہؓ۔ اُمّ المومنین ٭

متفق علیہ ۴

صحیح مسلم میں ۶

دیگر کتب احادیث میں ۵۰/ کل ۶۰ ٭

بعض لوگ آیت وَاِذْ اَسَرَّ النَّبِیُّ اِلٰی بَعْضِ اَزْوَاجِہٖ حَدِیْثًا[3] کی تفسیر میں اُمّ المومنین حفصہؓ کا ذکر کیا کرتے ہیں میرا خیال ہے کہ جب ربّ العزت کو اپنے حبیب کے گھرانے کی عزت وحرمت کا اتنا پاس ہے کہ کسی کا نام نہیں لیا۔ تو ہم کو بھی اس بارہ میں جرأت نہیں کرنی چاہئے ٭

بعض لوگ یہ بھی بحث کیا کرتے ہیں کہ وہ راز کیا تھا۔ میں خیال کرتا ہوں کہ ہم کو کوئی حق نبی صلعم کے راز میں دخل دینے یا اُس کے افشاء کرنے کا نہیں ٭

اقارب | ۱۔ عمر فاروقؓ جو اشہر المشاہیر فی الاسلام ہیں۔ انکے والد بزرگوار ہیں۔ وہ ۱۳ھ میں بعد وفات ابوبکر صدیقؓ خلیفہ ہوئے تھے۔ اور کسی ایک شخص نے بھی اِن سے بیعت کرنے میں تامل یا انکار نہیں کیا تھا۔ ۱۰ سال ۶ ماہ خلافت کی۔ ۲۴ ذی الحجہ ۲۳ھ کو شہید ہوئے۔ زخمی ہونے کے بعد انہوں نے اپنے قاتل کی بابت تفتیش کرائی۔ جب اُنکو پتہ لگا کہ وہ ابولولو نصرانی ہے۔ تب فرمایا اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ لَمْ یَجْعَلْ قَتْلِیْ بِیَدِ

---

[1] الاستیعاب ٭ [2] مدارج النبوۃ ٭ [3] جب نبی صلعم نے اپنی ایک بیوی سے ایک راز کی بات کہی (سورہ تحریم)

رَجُلٍ یُحَاجَّنِیْ بِلَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ[1]۔

۲۔ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما انکے برادر شقیق ہیں۔ ان کا انتقال ۷۳ھ میں مکہ میں ہُوا تھا۔ حضرت عبد اللہؓ سے (۲۲۱۰) حدیثیں مروی ہیں[2]۔

۳۔ حضرت حفصہؓ کی والدہ زینب بنت مظعون ہیں۔ جو نہایت قدیم الاسلام تھیں۔ انہوں نے قبل از ہجرت مکہ میں وفات پائی تھی۔ انکا سلسلہ نسب نبی صلعم سے کعب میں شامل ہوجاتا ہے اور انکی نانی کا سلسلہ نسب بھی کعب میں شامل ہوتا ہے۔

۴۔ انکے ماموں عثمان بن مظعون ہیں۔ ۱۳ کس کے بعد اسلام میں داخل ہوئے ذو الہجرتین ہیں۔ مہاجرین میں سے مدینہ میں سب سے پہلے انکا انتقال ہُوا تھا۔ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کفنانے کے بعد انکی پیشانی پر بوسہ دیا تھا۔ اور اپنے فرزند ابراہیم علیہ السلام کی قبر انکے پاس بنا کر فرمایا تھا اَلْحَقْ بِالسَّلَفِ الصَّالِحِ مِنَّا۔

# اُمّ المساکین زینب بنت خزیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

جاہلیت میں انکا لقب اُمّ المساکین تھا۔ انکا پہلا نکاح طفیل سے دوسرا عبیدہ سے ہُوا۔ یہ دونوں نبی صلعم کے عمزاد بھائی یعنی حارث بن عبد المطلب کے فرزند تھے۔ انکا تیسرا نکاح عبد اللہ بن جحش سے ہُوا جو نبی صلعم کے عمہ زاد ہیں۔ اور اُمّ المومنین زینب

---

چند فاروقی بزرگوں کے نسب نامے

[1] خدا کا شکر ہے کہ میرا قتل ایسے شخص کے ہاتھ سے نہیں ہُوا۔ جو لا الہ الا اللہ کا سہارا لے سکتا ہو۔

[2] حضرت عمر فاروق کی نسل ہندوستان میں بکثرت پائی جاتی ہے۔ قطب الاقطاب خواجہ فرید شکر گنج۔ حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی امام ربانی اور حکیم الامت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہم سب فاروقی ہیں۔ شاہ ابو الخیر عبد اللہ دہلوی المسکن مجددی و فاروقی ہیں۔ حضرت خواجہ ضیاء معصوم صاحب نزیل چاریاغ (کابل) کا خاندان بھی اسی نژاد عالی سے ہے۔

بنتِ جحش کے بھائی ہیں۔ جنگ اُحد میں وہ شہید ہو گئے۔ تو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے نکاح کر لیا۔ نکاح کے بعد صرف دو مہینے یا تین مہینے زندہ رہیں۔

ماں کی جانب سے یہ ام المومنین میمونہؓ کی بہن ہیں۔

# اُمّ المومنین اُمّ سلمہ (ہند) رضی اللہ تعالیٰ عنہا

ہند بنت ابی امیہ المعروف بزاد الراکب بن المغیرہ بن عبد اللہ بن عمرو بن مخزوم نبی صلعم سے پیشتر اُمّ سلمہؓ حضرت ابو سلمہ عبد اللہ بن عبد الاسد بن ہلال بن عبد اللہ بن عمر بن مخزوم کے نکاح میں تھیں۔ ان ہر دو کا نسب عبد اللہ بن عمرو مخزومی میں شامل ہو جاتا ہے۔

اُمّ سلمہؓ نہایت قدیم الاسلام ہیں۔ اور ابو سلمہ غالباً گیارہویں شخص اسلام لانے والوں میں تھے۔ ابو سلمہ کی والدہ برّہ بنت عبد المطلب نبی صلعم کی حقیقی پھوپھی تھیں۔ علاوہ ازیں نبی صلعم اور حضرت حمزہ اور ابو سلمہ تینوں برادران رضاعی بھی ہیں۔ اُمّ سلمہ نے اپنے شوہر کے ساتھ اول ہجرت حبش کی تھی۔ اور پھر مکے میں واپس آ گئے تھے۔ مگر جب ابو سلمہ و اُمّ سلمہ مع اپنے بچے سلمہ کے ہجرت مدینہ کے لئے نکلے تو ابو سلمہ کے گھر والوں نے اُنکے بچے سلمہ کو چھین لیا اور کہا کہ تم جہاں چاہو جا سکتے ہو۔ مگر بچے کو جو ہمارے خاندان کا فرد ہے نہیں لیجا سکتے۔ علی ہذا اُمّ سلمہ کے گھر انے والوں نے اُمّ سلمہ کو چھین لیا۔ کہ اُمّ سلمہ کو جو ہمارے خاندان کی لڑکی ہے تم نہیں لے جا سکتے۔ ابو سلمہ نہایت قوی الاسلام اور راسخ العزم تھے۔ بیوی اور بچے کے چھن جانے پر بھی انہوں نے سفر ہجرت ترک نہ کیا۔ اور خدا و رسولؐ خدا کی راہ میں چل پڑے۔

امّ سلمہؓ مکے ہی میں رہیں۔ وہ ہر روز شام کو اُس مقام پر آبیٹھا کرتی تھیں۔ جہاں شوہر سے علیحدہ ہوئی تھیں۔ ایک سال تک برابر روتی رہیں۔ حتیٰ کہ سنگدل عزیزوں کا دل بھی ان کے گریہ وآہ وبکا پر نرما گیا۔ انہوں نے بچّہ بھی دے دیا۔ اور انکو سفر کی اجازت بھی دے دی۔ یہ اللہ کی بندی یکہ وتنہا مدینے کو چل پڑیں عثمان بن طلحہ جو کلید بردار بیت الحرم تھے گو ابھی مسلمان نہ ہوئے تھے لیکن انکو امّ سلمہ کی بیکسی وتنہائی پر رحم آیا۔ وہ ساتھ ہو لئے حضرت امّ سلمہؓ کو اونٹ پر سوار کراتے خود پیدل چلتے منزل پر پہنچکر اُن سے دور جا کر ٹھہرتے۔ جب منزل بمنزل مدینہ طیبہ کے قریب پہنچ گئے اور نخلستان مدینہ کے درخت نظر آنے لگے تو کہا۔ "دیکھو جس شہر میں تمہیں جانا ہے وہ سامنے ہے۔ تم آگے بڑھو۔ میں واپس جاتا ہوں" یہ کہہ کر واپس چلے آئے۔

ابوسلمہ جنگِ بدر میں شریک ہوئے اور پھر جنگ احد میں زخمی ہوئے۔ زخموں سے جانبر نہ ہو سکے اور جمادی الآخر ۳ھ ہجرت میں انہوں نے شہادت کی موت پائی۔ مرتے وقت انکی زبان پر تھا اَللّٰھُمَّ اَخْلُفْنِیْ فِیْ اَھْلِیْ بِخَیْرٍ[1] چھوٹے چھوٹے بچے چھوڑے نبی صلعم کو جو محبت اور قرابت ابوسلمہ سے تھی اور مدت العمر انہوں نے اسلام میں جو صداقت اور استقامت دکھائی تھی۔ نیز امّ سلمہؓ نے اسلام کے لئے ہجرت حبشہ اور ہجرت مدینہ کرتے ہوئے جن سخت آزمائشوں کو پورا کیا تھا۔ ان سب امور پر خیال کرتے ہوئے نبی صلعم نے حضرت امّ سلمہؓ سے نکاح کر لیا۔ اور انکے بچے عمر و سلمہ اور لڑکیاں زینب و درّہ حضور کے ربیب تھے اور انہوں نے زیر تربیت نبی صلعم پرورش پائی۔

| | |
|---|---|
| اقارب | ۱۔ عمر بن ابوسلمہ ۲ھ ہجرت میں پیدا ہوئے تھے۔ حضرت علی مرتضیٰؓ کی جانب |

[1] الٰہی میرے کنبہ کی اچھی نگہداشت فرمانا۔

سے فارس اور بحرین کے حاکم رہے ۳۳ھ میں وفات پائی۔ سعید بن مسیب اور ابو امامہ بن سہل اور عروہ بن زبیر نے انسے احادیث کی روایت کی ہے ❖

۲۔ سلمہ بن ابو سلمہ کے ساتھ نبی صلعم نے امامہ بنت امیر حمزہ کا نکاح کر دیا تھا انہوں نے عبدالملک کے عہد میں وفات پائی۔ اِن سے روایت حدیث جاری نہیں ہوئی ❖

۳۔ زینب بنت ابو سلمہ کا نکاح عبداللہ بن زمعہ بن الاسود الاسدی کے ساتھ ہُوا تھا۔ یہ اپنے زمانہ میں سب عورتوں سے زیادہ فقیہ تھیں۔ اور انکی ولادت حبش میں ہوئی تھی جب انکے والدین ہجرت حبش کر کے مکے سے گئے تھے ❖

انکا بیان ہے کہ یہ ابھی بچہ ہی تھیں کہ نبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم غسل فرما رہے تھے۔ یہ حضور کے قریب پہنچ گئیں۔ نبی صلعم نے پیار سے انکے منہ پر پانی کے چھینٹے پھینکے جس کی یہ برکت ہوئی۔ کہ ان کے چہرے کی رونق اور تازگی تازندگی شباب جیسی ہی قائم رہی ❖

یوم الحرہ میں اِنکے دونوں بیٹے مارے گئے تھے۔ دونوں کی لاشیں اِن کے سامنے رکھی ہوئی تھیں زینب نے کہا اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ واللہ اِن دونوں کا مرنا میرے لئے بڑی مصیبت ہے لیکن ایک کی مصیبت دوسرے کی مصیبت سے بڑھ کر ہے۔ پہلا تو گھر میں رہا۔ اور اُس نے جنگ سے اپنے ہاتھ کو روکا۔ اور مظلوم مارا گیا۔ مجھے امید ہے کہ اسے جنت ملیگی۔ دوسرے لڑکے نے ہاتھ نکالا لڑا۔ اور مارا گیا۔ اب میں نہیں کہہ سکتی کہ اس کا انجام کیا ہوگا۔ اور یہی وہ امر ہے جسے میں مصیبت عظمیٰ سمجھتی ہوں ❖

۴۔ امّ کلثوم بنت امّ سلمہ سے ایک حدیث موسیٰ بن عقبہ نے روایت کی ہے کہ نبی صلعم

نے نجاشی کی موت اور اپنی مرسلہ ہدایا کی واپسی کی پیشنگوئی فرمادی تھی ؛

۵۔ دُرّہ بنت اُمّ سلمہ کا ذکر صحیح بخاری میں ہے کہ اُمّ المومنین اُمّ حبیبہؓ نے دریافت کیا تھا۔ کہ کیا حضورؐ دُرّہ سے نکاح کرنے والے ہیں۔ فرمایا اگر وہ میری ربیبہ بھی نہ ہوتی تب بھی وہ حلال نہ تھی۔ اُس کا باپ ابو سلمہ تو میرا دودھ کا بھائی تھا ؛

۶۔ زُہیر۔ عامر۔ عبداللہ و مہاجر اُمّ المومنین کے بھائی اور عبداللہ و معبد برادر زادے اور عبداللہ بن زمعہ بھانجے ہیں ؛

زُہیر کا حال نہیں ملا ؛

۷۔ عبداللہ کی ماں عاتکہ آنحضرت صلعم کی پھوپھی ہیں۔ یہ ابتداء اسلام میں آنحضرت صلعم کے ساتھ شدید العداوۃ تھا۔ لیکن عام الفتح کو توفیق ازلی سے قبل از فتح مکہ مدینے کو روانہ ہوئے اور راہ ہی میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ملاقی ہو کر اسلام لائے اور عفو تقصیرات سے شادکام ہوئے۔ فتح مکہ اور حنین۔ اور غزوہ طائف میں شامل اور طائف ہی میں تیر کھا کر شہید ہوئے ؛

۸۔ عامر مؤلفۃ القلوب میں سے ہیں ؛

۹۔ مہاجر حضرت اُمّ سلمہ کے برادر شقیق ہیں۔ نبی صلعم نے اُنکو حارث بن عبد کلال حمیری شاہ یمن کے پاس بطور سفارت بھیجا تھا اور پھر صدقات کندہ اور صدف کا عامل بھی بنا دیا تھا۔ اور پھر ابو بکر صدیقؓ نے انکو یمن کی حکومت پر بھیجا تھا۔ اور حضر موت میں قلعہ نجیر انہی نے فتح کیا تھا ؛

اُمّ المومنین اُمّ سلمہؓ کا انتقال مدینہ منورہ میں ۵۹ھ میں بعمر ۸۴ سال ہوا۔ بعض نے ۶۱ھ بھی روایت کیا ہے ؛

مرویات امّ سلمہؓ امّ المومنین کتبِ احادیث میں حسب ذیل ہیں:-

| | |
|---|---|
| صحیحین میں | ۱۳ |
| صرف صحیح بخاری میں | ۳ |
| صرف صحیح مسلم میں | ۱۳ |
| دیگر کتب حدیث میں | ۳۴۹ / کل ۳۷۸ |

ام المومنین امّ سلمہؓ نے اپنے چچازاد بھائی ولید بن ولید کی وفات پر یہ اشعار فرمائے تھے:-

یا عین فابکی الولیدؔ ابن الولید بن المغیرہ
قد کان غیثا فی السنین و رحمۃ فینا ومیرہ
ضخم الدسیعہ ماجداً یسموا الی طلب الوتیرہ
مثل الولید بن الولید ابی الولید کفی العشیرہ

(ولید بن ولید اور خالدؓ بن ولید اور ھشام بن ولید اور حضرت ام سلمہؓ کا دادا ایک ہے یعنی مغیرہ)

# اُمّ المومنین زینب بنت جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہا

زینب بنت جحش بن ایاب بن یعمر بن صبیرہ بن مرّہ بن کثیر بن غنم بن دودان بن اسد بن خزیمہ الاسدی - انکی والدہ اُمیمہ بنت عبدالمطّلب نبی صلعم کی پھوپھی ہیں ؎

انکا پہلا نکاح زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کیساتھ ہوا تھا - زید بن حارثہ کا نسب آبائی قضاعہ تک منتہی ہوتا ہے اور انکی ماں کا نسب بھی بنی معن بن طی

---

؎ ولید بن ولید حضرت خالدؓ بن ولید سیف اللہ کے بڑے بھائی اور ان سے مقدم الاسلام ہیں حضرت خالدؓ کو رغبت اسلام انہی نے دلائی تھی - الاستیعاب ؎

سے ملتا ہے گویا حضرت زیدؓ نجیب الطرفین تھے۔ مگر لڑکپن میں ایک گروہ نے انکو اٹھا لیا۔ اور سوق حباشہ میں (جو مکّہ کے قریب سالانہ منڈی لگا کرتی تھی) فروخت کیا۔ حکیم بن حزام انکو خدیجۃ الکبریٰؓ کے لئے خرید لائے۔ جب خدیجۃ الکبریٰؓ کا نکاح نبی صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے ساتھ ہوا۔ تب انہوں نے نبی صلعم کو زیدؓ ہبہ کر دئے۔ زید کے والدین انکی تلاش میں تھے وہ پتہ لگاتے لگاتے مکّہ معظمہ پہنچ گئے اور نبی صلعم سے درخواست کی۔ کہ زید کو واپس دیا جائے نبی صلعم نے منظور فرما لیا۔ مگر زید پر نبی صلعم کے الطاف و اشفاق کا اس قدر گہرا اثر تھا۔ کہ انہوں نے آنحضرت صلعم کو چھوڑنا پسند نہ کیا۔ اور ماں باپ کیساتھ جانے سے انکار کر دیا۔ اِن کے والدین نے بھی جب دیکھا کہ ان کا بیٹا اس گھر میں بحالت غلامی نہیں۔ بلکہ فرزندانہ تربیت پا رہا ہے تو وہ بھی مطمئن ہو کر واپس چلے گئے۔ نبی صلعم کی الفت و محبت دیکھ کر مکّہ میں زید کو زیدؓ بن محمدؐ کا خطاب مل گیا تھا۔ یہ سب واقعات بعثت نبوّت سے پیشتر کے ہیں۔ نبوّت کے بعد جن امور کی اصلاح نبی صلعم نے فرمائی اُن میں غلاموں کی حالت کی درستی بھی تھی۔ نبی صلعم اکثر فرمایا کرتے تھے کہ "لوگو تم نے انکو غلام کیونکر بنا لیا۔ ماں کے پیٹ سے تو یہ آزاد پیدا ہوئے تھے"۔ عملی طور پر یہ ثابت کرنے کے لئے کہ غلامی کا جھوٹا خطاب کوئی وقعت نہیں رکھتا۔ اور کوئی شخص صرف اس وجہ سے کسی کا غلام نہیں ہو سکتا کہ اُسے ایک نے زبردستی پکڑ کر بیچ ڈالا ہو۔ اور دوسرے نے چند درہم دے کر خرید لیا ہو۔ نبی صلعم نے ایک برترین مثال قائم فرمانے کا ارادہ کیا۔ چنانچہ یہ تجویز فرمائی۔ کہ اپنی پھوپھی زاد زینب بنت جحش کا نکاح زید سے کر دیں۔ یہ تجویز فی الواقع اسی غرض کے لئے تھی کہ غلامی کے عارضی خطاب کی حقارت ہمیشہ کے لئے دفن کر دی جائے۔ اور

اصلاح غلامی

کوئی شخص کسی شخص کو اُس کے جائز حقوق انسانیت سے اس لئے محروم نہ ٹھہرائے کہ وہ کبھی خریدا یا بیچا گیا تھا۔ جو لوگ خاندانی غرور و تکبر پر مٹنے والے تھے۔ وہ سیّد وُلدِ آدم اور مصلحِ اعظم صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی اس تجویز پر آسانی سے متفق نہ ہو سکتے تھے اس لئے زینب رضؓ اور اِنکے اقربا نے بھی اس رشتہ سے انکار کیا[۵] مگر نبی صلعم نے جس اصلاح کا عزم فرما لیا اور جس بہترین مثال قائم کرنیکا قصد کر لیا تھا۔ اُس پر برابر قائم رہے حتیٰ کہ قرآن مجید میں بھی اس آیت کا نزول ہو گیا۔

| | |
|---|---|
| مَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗۤ اَمْرًا اَنْ يَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ اَمْرِهِمْ (س احزاب-ع ۵) | جب خدا اور اس کا رسول کسی امر کا فیصلہ فرمادے تب کسی مومن مرد یا عورت کے لئے اس کام میں اپنا کوئی اختیار نہیں رہتا۔ |

اس حکم کے بعد اقربا زینبؓ اور زینبؓ نے بھی رسول اللہ صلعم کے ارشاد کے سامنے اپنے ذاتی اور قومی خیالات کو چھوڑ دیا۔ اور اس نکاح کا ہونا انسانیت پر احسان عظیم ہوا۔ اور حضرت زینبؓ بھی خاص تعریف کی مستحق ٹھیریں۔ اب اللہ تعالیٰ کو منظور ہوا کہ حضرت زینب ہی کی شاندار زندگی سے ایک دوسری اصلاح کو مشتمل فرمائے۔

عام طور پر مختلف ممالک میں یہ رواج چلا آتا تھا۔ کہ جب کسی شخص کے اولاد نہ ہوتی تو وہ کسی دوسرے کے فرزند کو لے کر اپنا فرزند بنا لیا کرتا۔ جسے متبنّٰے کہا جاتا۔ اس کے بعد شخص متبنّٰے اپنے باپ کی جانب اپنے آپ کو منسوب نہ کیا کرتا۔ اور فرزندی میں لینے والا شخص اُسے اپنا بیٹا کہہ کر پکارا کرتا۔

یہ رسم فی الحقیقت قدرت خداوندی کا گستاخانہ جواب تھی۔ متبنّٰے کرنے والا

---

[۵] دارقطنی مطبوعہ فاروقی دہلی صفحہ ۴۱۶۔

شخص گویا خدا سے یہ کہا کرتا تھا۔ کہ اگر تُو نے مجھے فرزند نہیں دیا۔ تو کیا ہوا؟ یہ دیکھ! مَیں نے بیٹا حاصل کر ہی لیا۔

اِس کے علاوہ۔

تبنیت کے کڑوے پھل

(الف) اس رسم کا خاندانی وارثان بازگشت کے حقوق پر زہریلا اثر پڑتا تھا۔ کیونکہ ورثاء تو حقیقی طور پر وارث ہوتے تھے اور یہ محروم کنندہ مصنوعی طریقہ سے وارث بنایا جاتا تھا۔ خصوصًا صاحب املاک و جائداد جدی پیدا کردہ ہوتی تھیں تب رسم تبنیت سے تمام خاندان میں خصومتوں اور عداوتوں کی بنیاد قائم ہو جاتی تھی۔ اور کبھی ختم نہ ہونے والے جھگڑے برپا ہو جاتے تھے۔

(ب) بننے والا فرزند جو شجرۂ خاندان سے شاخ بریدہ کی مانند ہوتا تھا۔ اُس کے دل اور روح میں یہ حقیقت ہمیشہ خار کی طرح کھٹکتی رہتی تھی۔ کہ اس نئے خاندان سے سچ مُچ اُس کا کوئی تعلق خون کا نہیں۔ بلکہ اس دکھاوے کی ساری بنیاد ظاہری اور اوپری رسوم پر ہے۔ وہ اگر اپنے برادرانِ حقیقی کو کسی اچھی حالت میں دیکھتا تو اُن پر حسد رکھتا تھا۔ اور اگر اس کے برادرانِ حقیقی اُسے اچھی حالت میں دیکھتے تو اِس سے حسد کیا کرتے تھے۔

(ج) متبنّٰی کرنیوالا اگرچہ متبنّٰی کو اس کے لڑکپن میں بڑے لاڈ۔ چاؤ سے پرورش کیا کرتا۔ لیکن اس کے بلوغ کے بعد جب دیکھتا۔ کہ اس شخص کے خاندانی اوصاف سے وہ متبنّٰی کس قدر معرا ہے اور اُس کے اقارب کے ساتھ اُس کو کس قدر بیگانگی ہے۔ تب اُس کا دل بھی بُجھ جاتا۔

(د) اُدھر اِس کا اصلی باپ جس نے اپنے ثمرۃ الفؤاد سے خود محرومی گوارا کی

تھی اور جس کے قلبی تعلق کو ظاہری رسوم قطع نہیں کر سکتے ہیں۔ جب دوسرے گھر میں اپنے فرزند کو کسی مصیبت میں دیکھتا تو وہ جھٹ اس مصیبت کو اپنے ہی فعل کا نتیجہ قرار دیتا اور اُس وقت وہ خود اپنے کو ملامت کرتا اور اپنے کئے پر پچھتاتا۔ اِن تمام احوال سے یہ ثابت ہوتا ہے۔ کہ تَبنِیَتْ کا مصنوعی اثر ہر جگہ کڑوا پھل ہی ثابت ہوتا تھا۔ ہاں اس بناوٹی حالت کو خضاب کے ساتھ تشبیہہ دی جا سکتی ہے۔ جس کی بابت کوئی شاعر کہہ گیا ہے۔ مصرع

آخر تو کھل ہی جاتی ہے رنگت خضاب کی۔

تبنیت کی تشبیہہ خضاب سے

اللہ تعالےٰ نے چاہا کہ اسلام اس رسم زبون کی بھی اصلاح کرے اور خدا کا رسولؐ جو عالم کے لئے رحمت اور دنیا کے لئے مصلح اعظم ہے۔ خود اپنی نورانی شخصیت اور وجود پاک سے ایک زبردست برہان اُس کے بُطلان پر قائم فرمائے۔

قرآن مجید میں بہت پہلے سے یہ نازل ہو چکا تھا۔

| | |
|---|---|
| مَا کَانَ مُحَمَّدٌ اَبَا اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِکُمْ (س احزاب۔ ع ۵) | محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، تم مردوں میں سے کسی کا بھی باپ نہیں ہے۔ |

نیز قرآن مجید میں بہت پہلے سے یہ نازل ہو چکا تھا۔

| | |
|---|---|
| وَمَا جَعَلَ اَدْعِیَآءَکُمْ اَبْنَآءَکُمْ ذٰلِکُمْ قَوْلُکُمْ بِاَفْوَاهِکُمْ وَاللّٰهُ یَقُوْلُ الْحَقَّ وَهُوَ یَهْدِی السَّبِیْلَ اُدْعُوْهُمْ لِاٰبَآئِهِمْ هُوَ اَقْسَطُ عِنْدَ اللّٰهِ (س احزاب۔ ع ۱) | خدا نے تمہارے منہ بولے شخصوں کو تمہارا بیٹا نہیں بنایا یہ تمہاری باتیں اپنے ہی منہ کی ہیں اور اللہ سچ سچ فرماتا ہے اور سیدھے رستے پر چلاتا ہے ایسے شخصوں کو اُن ہی کے باپوں کے نام سے پکارا کرو۔ خدا کے ہاں یہی بات ٹھیک انصاف کی ہے۔ |

محمد رسول اللہ صلعم کی زندگی دنیا کیلئے بہترین نمونہ ہے

ہر دو آیات بالا میں نہایت وضاحت اور زور و قوت سے اس جھوٹی رسم کا بطلان کر دیا گیا تھا جس کے اندر نہ صرف اکیلا عرب بلکہ سارا جہان گرفتار تھا۔ لیکن رسم اتنی قدیم تھی اور اس قدر مستحکم تھی کہ اس کے ساتھ ایک زبردست نمونہ کی ضرورت تھی۔ اللہ تعالیٰ فرما چکا تھا۔ وَلَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ کہ ساری دنیا کے لئے زندگی کا بہترین نمونہ محمد رسول اللہ ہیں۔ اس لئے اس جہالت کا پہاڑ اکھاڑ پھینکنے اور بطلان کا سمندر پاٹ دینے کے لئے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی کو نمونہ بنایا گیا۔ اور اس کی تقریب یہ ہوئی۔ کہ زینبؓ کی اپنے شوہر کے ساتھ نہ بنی۔ وہ زید بن حارثہ جو اپنے حلم و تقویٰ سے ام ایمن جیسی بیوی کے ساتھ (جو عمر میں زید سے قریباً دو چند بڑی بیوہ اور حبشی الاصل تھی) خوش خوش بسر کر رہا تھا۔ زینب کے ساتھ بسر نہ کر سکا۔ اور نوبت بجائے رسید کہ نبی صلعم کے گوش مبارک تک انہوں نے شکایت پہنچائی۔ نبی صلعم نے زید کو وَأَمْسِكْ عَلَيْكَ زَوْجَكَ[1] کی نصیحت فرمائی۔ اور وَاتَّقِ اللَّهَ[2] کہ کر اُسے زیادہ برداشت کے لئے آمادہ بھی بنایا۔ لیکن خاوند بیوی کا عجب رشتہ ہے۔ کہ جب دل پھٹ جاتا ہے تو کوئی نصیحت بھی کارگر نہیں ہوتی۔ زید نے زینبؓ کو طلاق دے ہی دی۔ اس طلاق کا اثر زینبؓ اور اس کے خاندان پر کیا ہوا ہوگا؟ اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ وہ تو زید کو پہلے ہی سے اس شادی کا اہل نہ سمجھتے تھے۔ انہوں نے جو کچھ کیا تھا۔ اپنے پسند و اختیار کو چھوڑ کر صرف حکم خدا و رسولؐ پر عمل کیا تھا۔ اور یہ بات اُنکے سان گمان سے بھی باہر تھی۔ کہ حکم خدا و رسولؐ پر عمل کرتے ہوئے زینبؓ کو طلاق کی ذلت بھی اُٹھانی پڑیگی۔ اور اسے دنیا کے منہ سے

خاوند بیوی کا رشتہ

---

[1] اپنی بیوی کو اپنے پاس رہنے دے۔ س احزاب ع ۵ ۔ [2] اللہ سے ڈر۔

یہ بھی سننا پڑے گا۔ کہ اس میں شوہر کی اطاعت کی قابلیت ہی نہیں ؎

اس طلاق کا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر کیا اثر ہوا ہوگا؟ اوّل تو حضور کی اُس مصلحت دینیہ کو صدمہ پہنچا جس کے استحکام کے لئے اس نکاح پر حضور نے زور دیا اور اپنے خاندان کی ممتاز عورت کو ایک ایسے شخص سے تزویج پر رضامند کیا تھا جو غلام ہو کر بکا تھا۔ اور مولٰی[1] کہہ کر پکارا جاتا تھا۔ دوم زینبؓ اور اس کے خاندان والوں کی اطاعت اور اس اطاعت کے ضمن میں اُنکی آماج مصیبت ہونے کا واقعہ بھی حضور کے رحم پرور قلب کے لئے کچھ کم صدمہ رساں نہ تھا۔ اس پیچیدہ حالت میں اللہ تعالیٰ کی وحی قرآنی حضور کو مطّلع کرتی ہے کہ زینبؓ کو امّ المومنین کا درجہ عطا کیا گیا۔ اب خدا کا نبی بذات خود اس کی دل شکنی کا معاوضہ ہو گیا ؎

اللہ اکبر! ایک وقت تھا۔ جب ایک رسم کی پابندی نے زینبؓ کو زید سے شادی کرنے میں روک دیا تھا۔ اور ایک وقت وہ ہے۔ جب رسم کے اندر پھنسے ہوئے عوام کے خیال سے نبی صلعم نے حضرت زینبؓ سے شادی کرنے میں تامّل فرمایا۔ لیکن خدا کا حکم پورا ہوا۔ اور نبی صلعم نے حضرت زینبؓ کو بطور زوجہ قبول فرمایا۔ اب متبنّے گری کی اس رسم کی جڑیں کٹ گئیں۔ جس نے دنیا بھر کو مغالطہ میں ڈال رکھا تھا۔ اس بطلان کے بُت کو چکنا چور کر کے سمندر میں پھینک دیا گیا۔ کیونکہ اسلام قرار دے چکا تھا۔ کہ فرزند کی بیوی ہمیشہ کے لئے اُس کے باپ پر حرام ہوتی ہے۔ اب کہ زید کی بیوی کو حکم قرآنی سے نبی صلعم کی بیوی بنا دیا گیا۔ تو تبنیت کی تائید میں کوئی بھی چھوٹی بڑی تاویل کی گنجائش نہ رہی ؎

جواز تبنیت میں کوئی تاویل باقی نہ رہ گئی ؎

---

[1] آزاد کردہ غلام کو مولیٰ کہا کرتے تھے ؎

کچھ تعجب نہیں کہ اُس زمانہ کے کافر اپنی پرانی رسم کو برباد ہوتے دیکھ کر رد ّے چلاّئے ہوں اور انہوں نے اِس جھوٹی رسم کا رونا روتے ہوئے نبی صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلّم یا قرآن پاک کی شان میں اس رسم کے قاتل ہونے کی وجہ سے کچھ کچھ الفاظ کہے ہوں۔ لیکن آپ تعجّب کریں گے کہ اب ہمارے زمانہ میں سب سے زیادہ عیسائی لوگ اور مسیحی منّاد اس قصّہ سے اپنی ناراضی ظاہر کیا کرتے ہیں ؛

**عیسائی اس قصّہ پر کیوں معترض ہُوا کرتے ہیں**

ہمارے لئے قابل غور یہ امر ہے کہ عیسائیوں کو اس واقعہ سے رنجیدہ و ملول ہونے کی خاص وجہ کیا ہے ؟ کیا توراۃ نے تبنیت کو حق ٹھہرایا ہے ؟ کیا مسیح نے تبنیت کو جائز تسلیم کیا ہے ؟ اور ایک حرف بھی اس کے جواز میں کہا ہے ؟ اگر نہیں تو پھر عیسائیوں کو کیوں رنج ہے !!!

ہاں رنج کی وجہ یہ ہے کہ نبی صلعم کے اس مبارک نکاح سے نہ صرف کافروں کی رسم تبنیت ہی کا بطلان ہُوا۔ بلکہ تثلیث کا بطلان بھی ساتھ کے ساتھ ہوگیا کیونکہ جب اسلام نے ثابت کر دیا۔ کہ ایک انسان کو دوسرے انسان کا بیٹا کہنا ایسی حالت میں کہ دونوں کے درمیان خون کا رشتہ نہ ہو بالکل جھوٹ اور باطل اور کامل افتراء و بہتان ہے۔ تب یہ بھی ثابت ہوگیا۔ کہ ایک انسان کو خدا کا بیٹا کہنا قطعاً و حتماً باطل ہے پورا پورا افترا ہے اور صریح بہتان ہے اور کھلّم کھلّا دروغ۔ کیونکہ انسان کو خدا کے ساتھ کوئی مشابہت ہے ہی نہیں۔ یہ جسم اور روح سے مرکّب انسان جو سینکڑوں حوائج انسانی کا محتاج ہے۔ جو ایک دن پیدا ہُوا ہے اور اس سے پہلے نہ تھا۔ جو ایک دن مرجائیگا اور لقمۂ فنا ہوگا۔ کیونکر اُس حیّ القیّوم زندہ خدا کا فرزند ہو سکتا ہے جس کی ذاتِ سرمدی ازل سے بھی اوّل اور ابد سے بھی آخر ہے ؛

تبنیت کی طرح تثلیث کا بطلان کرتا ہے ؛

پس یہی ہے وہ راز جس کی وجہ سے عیسائی واعظین اس قصّے سے زیادہ ناراض رہا کرتے ہیں۔

ہمارا مقصود اس جگہ صرف زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی سیرت لکھنے کا تھا۔ اور ہم کو اپنی تحریر صرف اسی مقصود کے اندر محصور رکھنی چاہیئے۔ تمام واقعہ سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ حضرت زینب رضی کا وجود تعلیم اسلام کے اظہار اور رسوم ضالہ کے ابطال میں بہت بڑی برکت ثابت ہوا ہے۔ اور اسی لئے حضرت عائشہ صدیقہ رضی انکی شان میں فرمایا کرتی تھیں۔

هِيَ الَّتِي تُسَاوِيْنِي فِي الْمَنْزِلَتِ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔ زینب رضی ہی ہے جو بارگاہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں میری منزلت میں برابر برابر تھی۔

جب حضرت زینب رضی کا نکاح نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہوا۔ اس وقت ان کی عمر[1] ۳۶ سال کی تھی اور اسلام میں حجاب کا حکم اس وقت تک نازل نہ ہوا تھا۔ ان دونوں فقروں کو یاد رکھنے کے بعد کوئی شخص اُس لغو داستان کو باور نہ کر سکیگا کہ آنحضرت صلعم حضرت زینب رضی کے حُسن کو یکایک دیکھ کر اُنپر مائل ہو گئے تھے۔ زینب رضی تو نبی صلعم کی حقیقی پھوپھی کی بیٹی ہیں۔ آنکھوں کے سامنے پلیں بڑھیں۔ اُنکی شکل وصورت کیونکر آنحضرتؐ سے پوشیدہ رہ سکتی تھی۔ خصوصاً جب پردے کا حکم بھی ابھی جاری نہ ہوا تھا پھر ۳۶ سالہ عورت کا حسن اور وہ بھی عرب جیسے گرم ملک کی عورت جہاں عورتوں کا شباب جلد ڈھل جاتا ہے۔ ایسا کیونکر یانا جا سکتا ہے کہ زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک آزاد کردہ غلام، تو اس سے بیزار ہو جائے۔ اور سید الانبیاء و امام الاتقیاء اُس پر

[1] انسان العیون نے ۳۵ سال کی بتائی ہے۔ مگر حساب سے ۳۶ سال نکلتی ہے۔

شیفتگی کا اظہار کریں۔ عقل اور عادت تجربہ اور مشاہدہ ایسی واہی باتوں کی تکذیب کے لئے کافی ہیں ؂

حضرت زینبؓ نے سنہ ۲۰ھ میں وفات پائی[1]۔ اُس وقت انکی عمر ۵۲ سال کی تھی۔ انکی کنیت امّ الحکم لکھی ہوئی ہے[2] ؂

**اقارب** | انکے تین بھائی عبداللہ[1] (المجدع فی اللہ) ابو احمد[2] عبد اور عبید اللہ[3]۔ اور تین بہنیں۔ زینب[1]۔ حمنہ[2] اور امّ حبیبہ[3] ہیں ؂

۱۔ عبداللہ بن جحش نہایت قدیم الاسلام ہیں۔ ہجرت حبشہ اور ہجرت مدینہ سے مشرف ہوئے۔ انکو سنہ ۲ھ میں نبی صلعم نے بطن نخلہ کی جانب ۱۲ مہاجرین پر افسر کر کے روانہ کیا اور امیر المومنین کے خطاب سے معزز فرمایا۔ بدر اور احد میں شریک ہوئے اور احد ہی میں شہید ہو کر حضرت امیر حمزہؓ کے ساتھ اُنکی قبر میں مدفون ہوئے۔ سعد بن وقاص کہتے ہیں کہ جنگ اُحد سے پہلے مجھ سے عبداللہ نے کہا۔ آؤ ہم خدا سے اپنی اپنی آرزوؤں کی دعا کریں۔ میں نے کہا اچھا۔ ہم ایک کنارہ ہو گئے۔ پہلے میں نے دعا کی۔ الٰہی جب کل دشمن سے مقابلہ ہو۔ تو میرا مقابلہ ایسے شخص سے ہو۔ جو حملہ میں بھی سخت ہو اور مدافعت میں بھی پورا ہو۔ میں اور وہ لڑیں میرا لڑنا تیرے لئے ہو۔ پھر مجھے فتح ملے میں اسے قتل کروں اور اس کا سامان لے لوں۔ میری اس دعا پر عبداللہ نے کہا آمین! پھر عبداللہ نے اپنے لئے دعا کی ؂

| | |
|---|---|
| اللّٰھم ارزقنی غداً رجلاً شدیداً باسہ شدیداً حردہ اُقاتلہ | الٰہی کل ایسے مرد سے جوڑ ہو۔ جو حملہ اور مدافعت میں کامل ہو۔ ہم دونوں لڑیں۔ میرا لڑنا تیری راہ |

[1] کتاب الاستیعاب ؂ [2] مدارج النبوۃ شاہ عبدالحقؒ مگر اس کنیت کی وجہ مجھے معلوم نہ ہوئی۔ ممکن ہے کہ یہ صرف توصیفی کنیت ہو ؂

ایک شہید کی تمنا اور دعا

فيك ويقاتلني فيقتلني ثم ياخذني فيجدع انفي واذني فاذا لقيتك قلت يا عبد الله فيم جدع انفك واذنك فاقول فيك وفي رسولك فتقول صدقت ؛

ہیں ہو۔ پھر وہ مجھے قتل کر ڈالے پھر وہ میری ناک اور کان کاٹ ڈالے۔ پھر جب میں تیرے سامنے حاضر ہوں تو دریافت فرمائے کہ عبد اللہ تیری ناک اور کان کیوں کاٹے گئے تب میں عرض کروں تیری راہ میں اور تیرے رسولؐ کی راہ میں تب تو فرمائے کہ ہاں سچ کہتا ہے ؛

سعدؓ کا قول ہے کہ عبد اللہ کی دعا میری دعا سے بہتر تھی۔ چنانچہ یہ بزرگوار اسی کیفیت سے شہید ہوئے۔ بطن نخلہ کے متعلق انکے اشعار ہیں :-

تَعِدُّونَ قَتْلًا فِي الْحَرَامِ عَظِيمَةً

حرمت کے دنوں میں قتل کو تم بہت برا سمجھتے ہو

وَاَعْظَمُ مِنْهُ لَوْ يَرَى الرُّشْدَ رَاشِدُ

لیکن اگر کوئی عقل والا غور کرے تو اُسے معلوم ہو جائیگا کہ قتل سے بھی بڑھ کر ہے

صُدُودُكُمْ عَمَّا يَقُولُ مُحَمَّدٌ

کہ تم لوگوں کو محمد صلعم کی تعلیم سے روکتے اور خود کفر پر اڑے ہوئے ہو

وَكُفْرٌ بِهِ وَاللّٰهُ رَاءٍ وَشَاهِدُ

خدا تمہاری حالت کو دیکھ رہا ہے ہاں قتل سے بھی بڑھکر تمہارا یہ فعل ہے

وَاِخْرَاجُكُمْ مِنْ مَسْجِدِ اللّٰهِ اَهْلَهُ

کہ تم نے مسلمانوں کو بیت اللہ سے اس لئے نکال دیا ہے

لِئَلَّا يُرٰى لِلّٰهِ فِي الْبَيْتِ سَاجِدُ

کہ خدا کو سجدہ کرنیوالا ایک شخص بھی نظر نہ آئے مطلب یہ ہے کہ ایک قوم کی آزادی مذہبی کا سلب کر لینا قتل واخراج سے زیادہ سخت ہے

فَاِنَّا وَاِنْ عَيَّرْتُمُونَا بِقَتْلِهِ

اگرچہ تم اس قتل پر ہم کو الزام لگاتے ہو

وَاَرْجَفَ بِالْاِسْلَامِ بَاغٍ وَحَاسِدُ

اور اسلام کی بابت ہر ایک باغی اور حاسد نے بہت کچھ بکواس بھی کی ہے

سَقَيْنَا مِنِ ابْنِ الْحَضْرَمِيِّ رِمَاحَنَا

لیکن بات یہ ہے کہ جب خواہ مخواہ جنگ کرنیوالے جنگ کی آگ کو سلگایا

بِنَخْلَةَ لَمَّا اَوْقَدَ الْحَرْبَ وَاقِدُ[1]

تب ہم نے نخلہ میں اپنے نیزے کو ابن الحضرمی کے خون سے سیراب کیا

[1] لما اوقد الحرب واقد کے الفاظ پر غور کرو ان سے صاف ثابت ہے کہ جنگ میں ابتداء مسلمانوں کی جانب سے نہ ہوئی تھی۔ بلکہ قریش کی طرف سے تھی ؛

۲- ابو احمد عبد اللہ شاعر تھے۔ انہوں نے بھی ہجرت حبش و مدینہ کی تھی۔ ان کی ظاہری آنکھیں نہ تھیں۔ فارعہ بنت ابوسفیان اُموی ان کے گھر میں تھیں ۲۰ھ میں اپنی بہن ام المومنین زینبؓ کے بعد وفات پائی۔ ہجرت کے متعلق ان کے اشعار ہیں:-

لما رأتنی ام احمد غادیا
جب میری بیوی ام احمد نے مجھے دیکھا کہ بن خدا کے بھروسے پر

بذمة من اخشى بغيب و ارهب
سفر کو تیار ہوں وہ خدا جس سے میں بن دیکھے ڈرتا ہوں

تقول فاما كنت لا بد فاعلاً
تب اُس نے کہا اگر یہاں سے جانا ہی ہے

فيمم بنا البلدان ولتناء يثربُ[1]
تب ہمیں کسی اور شہر میں لے چل اور یثرب کا خیال چھوڑ دے

فقلت لها بل يثرب اليوم وجهنا
میں نے کہا اب تو یثرب ہی ہمارا مقصود ہے

وما يشا الرحمن فالعبد يركب
اور عبد اللہ تو اُدھر ہی جائیگا جدھر رحمٰن چاہتا ہے

الى الله وجهي والرسول ومن يقم
میرا رُخ خدا اور رسولؐ کی جانب ہے اور جس نے

الى الله يوماً وجهه لا يخيب
آج اپنا رُخ خدا کی جانب کرلیا وہ خسارے میں نہ رہیگا

فكم قد تركنا من حميم مناصح
ہم نے بہت سے گرم جوش خیرخواہ دوستوں کو چھوڑا

وناصحة تبكي بدمع وتندب
اور خیرخواہ بیوی روتی اور چلاتی سے منہ موڑا ہے

ترى ان وترا نأينا عن بلادنا
جو سمجھتی تھی کہ ہمارا شہر سے جانا تباہی ہے

ونحن نرى ان الرغائب نطلب
اور میں سمجھتا ہوں کہ ہم اپنے مقصد کی تلاش میں جارہے ہیں

دعوت بني غنم لحقن دمائهم
میں نے بنی غنم سے کہا کہ خونریزی سے بچو

وللحق لما لاح للناس ملحب
یہ سچی بات تھی جو سیدھی سڑک جیسی ہے

[1] مدینہ کو یثرب کہنے کی ممانعت ہوچکی ہے۔ یہ اشعار اس ممانعت سے پہلے کے ہیں۔

اجابوا بحمد اللہ لما دعاھمو
الحمد للہ کہ جب حق اور نجات کیلئے داعی نے انکو بلایا

الی الحق داع والنجاح فاوعبوا
تو انہوں نے کہنا مان لیا اور وہ سب ہجرت کرکے مدینے چلے آئے

وکنا واصحابا لنا فارقوا الھدے
اب ہم اور ہمارے وہ پرانے ساتھی جو ہدایت سے دور پڑکر

اعانوا علینا بالسلاح واجلبوا
ہمارے خلاف ہتھیار اور جماعت فراہم کر رہے ہیں

کفوجین اما منھما فموفق
دو جماعتیں بنگئی ہیں جن میں سے ایک تو حق پر ہدایت یافتہ

علی الحق مھدی وفوج معذب
اور توفیق یافتہ ہے دوسری گمراہ مخذول اور معذب ہے

طغوا وتمنوا آذن بیتۃ و آ زلہھم
انہوں نے سرکشی کی اور جھوٹ طوفان باندھے شیطان نے

عن الحق ابلیس فخابوا وخیبوا
انکو حق سے پھسلایا۔ یہ خود بھی گمراہ ہوئے اور دوسرونکو بھی گمراہ کیا

ورعنا الی قول النبی محمد
ہم تو محمد رسول اللہ صلعم کے فرمودے پر جھک پڑے ہیں

فلما ب ولاۃ الحق منا وطیبوا
اور انکے دائیوں کے حالات اور افعال پاک بنگئے ہیں۔

نمت بارحام الیھم قریبۃ
ہم نے قریب کی رشتہ داریوں سے توسل ڈھونڈا مگر رشتہ داری

ولا قرب بالارحام اذ لا تقرب
کب کام آتی ہے۔ جب رشتہ دار ہی قریب آئیں

فای ابن اخت بعدنا یامننکم
بتاؤ کہ ہمارے بعد کونسا بھانجا ہوگا جو تمپر بھروسہ کریگا

وایۃ صھر بعد صھری مرقب
اور کونسا داماد ہوگا جو تم سے فلاح کی امید رکھیگا کیونکہ میں تو بھانجا بھی تھا اور داماد بھی اور تم نے ظلم و اخراج کا سلوک کیا[1]

ستعلم یوما اینا اذ تزایلوا
عنقریب اس روز جب مومن مشرک کی الگ الگ جماعت بندی کیجائیگی

وزیل امر الناس للحق اصوب
اور ہر ایک حالت نمایاں کیجائیگی یہ دشمن جان لینگے کہ ہم میں سے حق پر کون تھا

۳۔ عبید اللہ بن جحش جو بھائیوں کے ساتھ حبش چلا گیا تھا۔ بڑا شرابی تھا۔ عیسائی ہو گیا اور وہیں مرگیا۔

---

[1] منقول از حسن الصحابہ مطبوعہ قسطنطنیہ سنہ ۱۳۲۴ھ۔

(خواہران ام المومنین)

۴۔ ام حبیب بنت جحش جس کا اصلی نام حبیبہ ہے۔ زید بن حارثہ کے گھر میں تھیں۔

۵۔ حمنہ حضرت مصعب بن عمیرؓ (المقری الانصار) کے گھر میں تھیں۔ وہ جنگ اُحد میں شہید ہو گئے۔ تو طلحہ بن عبید اللہ سے نکاح کیا۔ محمدؔ اور عمرانؔ اُنکے فرزند ہیں۔

# ام المومنین جویریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

جویریہ بنت الحارث بن ابی ضرار بن حبیب بن عائذ بن مالک بن خزیمہ (وہو المصطلق) من خزاعہ ۵ہجرت میں غزوہ مریسیع میں اسیر ہو کر آئیں۔ ثابتؓ بن قیس بن شماس انصاری نے انکو اسیر کیا۔ اور پھر مکاتب کر دیا تھا۔ یہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں زر کتابت مانگنے کے واسطے آئیں۔ انہوں نے پہلے تو یہ کہا۔ کہ میں مسلمان ہوں اور پھر بتایا کہ وہ حارث بن ابی ضرار سید قوم کی بیٹی ہیں۔[۲] نبی صلعم نے فرمایا کہ کیا یہ ٹھیک نہیں ہے کہ تیرے لئے اس سے بھی بہتر سلوک کیا جائے۔ جویریہ نے پوچھا۔ وہ کیا۔ فرمایا۔ کہ زر کتابت بھی ادا کر دوں اور تجھ سے خود شادی بھی کر لوں جویریہ نے خوشی سے مان لیا۔ لوگوں کو خبر ہوئی تو انہوں نے بنو المصطلق کے سب قیدیوں کو جو سو سے زیادہ تھے چھوڑ دیا۔ کہ اب یہ آنحضرت صلعم کے رشتے دار ہو گئے ہیں

لہ ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خطیب رسول اللہ کہا کرتے۔ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انکو تعیش حمیدًا وقتل شہیدًا فرمایا تھا۔ یہ جنگ یمامہ میں بعہد خلافت صدیقی شہید ہوئے۔ اس جنگ میں مسلمانوں کی صف میں رخنہ پڑ گیا۔ تو انہوں نے نہایت حسرت سے کہا کہ ہم عہد نبوی میں یوں نہیں لڑا کرتے تھے۔ پھر عطر حنوط لگایا حملہ کیا اور شہادت پر فائز ہوئے۔ جویریہ کو مکاتب کرنے کے وقت انکی عمر ۲۰ سال کی تھی۔

۲ے مدارج النبوۃ۔

ام المومنین عائشہؓ فرماتی ہیں:۔

فَمَا رَأَیْنَا اِمْرَأَۃً کَانَتْ اَعْظَمُ بَرْکَتہُ عَلٰی قَوْمِھَا مِنْھَا[1]:۔

میں کسی ایسی عورت کو نہیں جانتی۔ جو اپنی قوم کے لئے جویریہ سے زیادہ بڑھ کر برکت والی ہو:۔

انکی پہلی شادی مسافع بن صفوان مصطلقی سے ہوئی تھی۔ ربیع الاول ۵۶ھ میں وفات پائی[2] عمر بوقت انتقال ۶۵ سال کی تھی[3]:۔

ایک روز نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انکے گھر سے نماز صبح کے لئے تشریف لے گئے اس وقت یہ مصلے پر تھیں۔ بوقت چاشت نبی صلعم واپس تشریف لائے تو یہ مصلے ہی پر بیٹھی تھیں۔ نبی صلعم نے دریافت کیا کہ کیا تم اُسی وقت سے یہاں بیٹھی ہوئی ہو۔ انہوں نے کہا۔ ہاں۔ فرمایا۔ میں نے یہاں سے جانے کے بعد ایسے چار کلمات کہے ہیں۔ کہ اگر ان کو تیرے ورد کے ساتھ وزن کیا جائے۔ تو بھاری اتریں۔ وہ کلمات یہ ہیں:۔

سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ عَدَدَ خَلْقِہٖ وَرِضٰی نَفْسِہٖ وَزِنَۃَ عَرْشِہٖ وَمِدَادَ کَلِمَاتِہٖ[4]:۔

ایک دفعہ حضرت جویریہ جمعے کے دن روزے سے تھیں۔ نبی صلعم نے دریافت فرمایا۔ کہ تمہیں کل بھی روزہ تھا؟ کہا۔ نہیں۔ فرمایا کل کو بھی روزہ رکھنے کی نیت ہے؟ کہا نہیں۔ فرمایا۔ تو افطار کرو۔ اس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ نبی صلعم نے صرف جمعے کے دن روزہ رکھنے کو پسند نہیں فرمایا۔ صحیحین میں بروایت ابی ہریرہؓ ہے:۔

---

[1] ابوداؤد عن عائشہ صدیقہؓ:۔ [2] الاستیعاب:۔ [3] مدارج النبوۃ:۔

[4] اخرجہ الخمسۃ الا البخاری:۔

لَا یَصُوْمُ اَحَدُکُمْ یَوْمَ الْجُمُعَۃِ اِلَّا اَنْ یَصُوْمَ قَبْلَہٗ اَوْ بَعْدَہٗ[1]

کوئی شخص جمعہ ہی کا روزہ نہ رکھے۔ رکھے تو ایک دن آگے یا پیچھے بھی روزہ رکھے۔

ام المومنین جویریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا عابدہ و زاہدہ تھیں۔

مرویات حدیث۔

| | |
|---|---|
| صحیح بخاری میں | ۲ |
| صحیح مسلم میں | ۲ |
| دیگر کتب میں | ۳ / کُل ۷ ہیں[2]۔ |

حضرت جویریہؓ کے بھائی عبداللہ بن حارث ہیں۔ یہ اپنی قوم کے قیدیوں کی رہائی کے متعلق آنحضرت صلعم سے گفتگو کرنے آئے تھے۔ انکے ساتھ چند مادہ شتر اور ایک حبشن لونڈی تھی۔ یہ ان سب کو پہاڑ کی ایک گھاٹی میں چھپا کر چھوڑ گئے تھے۔ جب انہوں نے نبی صلعم سے رہائی اسیران کی بابت گفتگو کی تو نبی صلعم نے فرمایا۔ کہ تم فدیے کے لئے کیا لائے ہو۔ عبداللہ نے کہا۔ کہ میرے پاس تو کچھ بھی نہیں۔ نبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا۔ وہ اونٹنیاں کیا ہوئیں؟ لونڈی کدھر گئی؟ جسے تم فلاں جگہ چھپا کر آئے ہو۔ اب تو عبدالرحمٰن حیران ہوا۔ اُس نے عرض کیا۔ کہ میرے ساتھ اور کوئی بھی شخص نہ تھا۔ اور مجھ سے پہلے حضورؐ کے پاس اُدھر سے اور کوئی آیا بھی نہیں۔ میں اسلام لاتا ہوں اور شہادت دیتا ہوں کہ آپ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔ نبی صلعم نے فرمایا لک[3] الھجرۃ حتی تبلغ برک الغماد[4]۔

---

[1] صحیحین عن ابی ہریرۃ۔ [2] مدارج النبوۃ۔ [3] کتاب الاستیعاب۔ [4] برک الغماد ایک مقام کا نام ہے۔ جو مکے سے پانچ منزل ہے فقط منتہی الارب۔

ام المومنین جویریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے دوسرے بھائی عمرو بن الحارث ہیں۔ اُن سے یہ حدیث روایت کی گئی ہے:

تاللہ ما ترک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عند موتہ دیناراً او درھماً ولا عبداً ولا امۃً ولا شیئاً الا بغلتہ البیضاء وسلاحہ وارضا ترکھا صدقۃ۔

خدا کی قسم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے موت کے وقت نہ اشرفی چھوڑی نہ روپیہ نہ غلام نہ لونڈی نہ کوئی اور چیز۔ صرف ایک سفید رنگ کا خچر تھا۔ یا ہتھیار تھے یا کچھ زمین تھی جسے آپ نے صدقہ فرما دیا ہے۔

انکی بہن کا نام عمرہ بنت الحارث ہے جو حدیث اَلدُّنْیَا خَضِرَۃٌ حُلْوَۃٌ[1] کی راوی ہیں۔

# اُمّ المومنین ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

ام حبیبہ۔ رملہ بنت ابوسفیان بن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف بن قصی۔ انکی ماں صفیہ بنت ابوالعاص بن اُمیہ ہے۔

نہایت قدیم الاسلام ہیں۔ انکا پہلا شوہر عبیداللہ بن جحش تھا۔ جو حبش کو ہجرت کر گیا تھا۔ دائم الخمر تھا۔ اس لئے عیسائیوں میں بیٹھ کر عیسائی ہو گیا۔ مگر ام حبیبہ اسلام پر قائم رہیں۔ اسلام کے لئے انہوں نے باپ بھائی خویش و قبیلہ اور وطن کو چھوڑا تھا۔ پردیس میں خاوند کا سہارا تھا۔ ارتداد سے وہ بھی جاتا رہا۔ نبی صلعم کو انکا حال معلوم ہوا۔ تو عمرو بن اُمیہ الفہری کو نائک حبشہ کے پاس بھیجا۔ اُسے تحریر فرمایا تھا کہ ام حبیبہ

---

[1] کتاب الاستیعاب۔ ترجمہ یہ ہے۔ "دنیا شاداب و شیریں لگتی ہے"۔

کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پیام شادی پہنچائے۔ بادشاہ نے اپنی ایک لونڈی جو بادشاہ کی ملبوسات وعطریات کی تحویلدار تھی۔حضرت ام حبیبہؓ کے پاس بھیجی۔ ام حبیبہؓ اس سے پیشتر خواب میں دیکھ چکی تھیں۔ کہ انکو کوئی شخص ام المومنین کہ کر پکار رہا ہے اب لونڈی سے یہ پیام سنکر انہوں نے اللہ تعالیٰ کا شکر کیا اور شکرانہ میں لونڈی کو اپنا تمام زیور جو جسم پر تھا عطا فرمایا۔ نجاشی نے مجلس نکاح خود منعقد کی جس میں حضرت جعفرؓ اور دیگر جملہ مسلمان مدعو تھے۔ نجاشی نے خطبہ پڑھا:۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الْمَلِکِ الْقُدُّوْسُ السَّلَامُ الْمُؤْمِنُ الْمُھَیْمِنُ الْعَزِیْزُ الْجَبَّارُ الْمتکبرُ اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاشھد انّ مُحَمَّدًا رسول اللہ وانہ الّذی بشر بہ عیسی بن مریم صلّی اللہ علیھم وسلّم۔ امّا بعد فانّ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کتب الیّ ان اُزَوِّجُہٗ ام حبیبۃ بنت ابی سفیان فَاَجَبْتُ اِلیٰ ما دعا الیہ رسول اللہ صلعم وقد اصدقتھا اربع مائۃ دینار۔ اس کے بعد اُس نے قوم کے سامنے دینار رکھ دئے۔

پھر خالد بن سعید نے جو حضرت اُم حبیبہؓ کے وکیل تھے خطبہ پڑھا:۔

الحمد للہ احمدہ واستعینہ واشھد ان لآ الٰہ الّا اللہ وان محمدًا عبدہ ورسولہ۔ ارسلہ بالھدیٰ ودین الحقّ لیظھرہ علی الدّین کلہ ولو کرہ المشرکون ۱۔ امّا بعد فقد اجبت الیٰ ما دعا الیہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم وزوّجتہٗ ام حبیبۃ بنت ابی سفیان فبارك اللہ رسولہ علیہ السّلام۔

اس کے بعد نجاشی کی جانب سے جملہ حاضرین کو کھانا کھلایا گیا۔ نجاشی نے بیان کیا۔ کہ انبیاء کی سنّت یہ ہے کہ تزویج کے بعد کھانا ہوتا ہے۔

۱ الاستیعاب۔

امّ المومنین امّ حبیبہؓ نے ۴۴ھ میں مدینے میں وفات پائی۔ وفات کے وقت حضرت عائشہؓ و حضرت امّ سلمہؓ سے کہا۔ کہ سوت عورتوں کے درمیان کبھی کچھ نوک جھونک ہو جایا کرتی ہے۔ جو کچھ میں نے کہا سنا ہو مجھے معاف کرو۔ دونوں نے کہا کہ ہم خوشی سے معاف کرتے ہیں۔ ام حبیبہؓ نے فرمایا۔ کہ تم نے مجھے شادمان کیا۔ خدا تم کو شادمان کرے۔

امّ المومنین ام حبیبہؓ پاکیزہ ذات حمیدہ صفات جواد اور عالی ہمت تھیں۔ انکی مرویات حسب ذیل ہیں:۔

متفق علیہ ۲
صحیح مسلم ۱
دیگر کتب احادیث ۶۲ / کُل ۶۵

انکی بیٹی حبیبہ۔ ربیبۃ النبی ہیں صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم یہ مکہ میں پیدا ہوئی تھیں۔ اور والدین کے ساتھ ہجرت حبشہ کی تھی۔

امّ المومنین ام حبیبہؓ کے فضائل میں سے وہ قصہ ہے جسے ابن اسحٰق رحمۃ اللہ علیہ امام اہل سیر نے بیان کیا ہے۔ کہ انکا باپ ابوسفیان تجدید صلح کے لئے مدینہ منورہ میں آیا۔ اپنی بیٹی امّ حبیبہ سے ملنے گیا۔ ابوسفیان بستر پر بیٹھنے لگا تو انہوں نے بستر لپیٹ دیا۔ ابوسفیان نے پوچھا۔ بیٹی! میں نہیں سمجھا۔ کہ تو بستر کو مجھ سے دور رکھنا چاہتی ہے یا مجھے بستر سے۔ امّ المومنینؓ نے فرمایا۔ اے باپ! یہ بستر رسولؐ خدا کا ہے تو مشرک ہے اس پر نہیں بیٹھ سکتا۔ ابوسفیان نے کھسیانا ہو کر کہا۔ کہ بیٹی تو ہم سے جدا ہو کر بگڑ گئی[1]۔

[1] حلاء الافہام لابن قیم رحمہ اللہ تعالیٰ۔ المتوفی ۷۵۱ھ۔

اللہ اکبر۔ یہ نمونہ ہے اس ایمان کامل کا جس کی وجہ سے اللہ تعالےٰ نے انکو امّ المومنین کے درجے پر ممتاز فرمایا اور یہی ہے وہ محبت رسولؐ جس کے بغیر کبھی کوئی شخص کامل الایمان نہیں ہو سکتا۔ نبی صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم فرماتے ہیں:۔

| | |
|---|---|
| لَا یُؤمِنُ اَحَدُکُم حَتّٰی اَکُونَ اَحَبَّ اِلَیہِ مِن وَلَدِہٖ وَوَالِدِہٖ وَالنَّاسِ اَجمَعِینَ۔ | تم میں سے کوئی شخص کبھی مومن نہ ہوگا جبتک میری محبت اس کو اُس کی اولاد اور ماد رپدر اور دیگر جملہ اشخاص سے بہت زیادہ نہ ہوگی۔ |

**اقارب** ابوسفیان صخر بن حرب انکا باپ ہے۔ جو ابتداء میں مشہور دشمن اسلام اور جاہلیّت میں مشہور سرداران قریش میں سے تھا۔ غزوہ احد میں بھی کافروں کی فوج کا سردار تھا۔ اور غزوہ خندق میں بھی قریش اور حلفائے قریش اس کے ماتحت تھے۔

قریش کا سب سے بڑا نشان جس کا نام عقاب تھا۔ وہ اس کے خاندان اور اسی کے پاس ہؤا کرتا تھا۔ فتح مکّہ سے ایک دو روز پہلے مسلمان ہوئے۔ پھر جنگ حنین اور طائف میں ہمرکاب نبوی صلعم حاضر ہوئے۔ جنگ یرموک میں نہایت استقامت دکھائی اور رومیوں کے مقابلہ میں مسلمانوں کو کمال دلیری اور جرأت سے بڑھاتے رہے۔ ۳۳ھ میں بعمر ۹۶ سال وفات پائی۔ ولادت عام الفیل سے دس سال پہلے کی تھی۔

امّ المومنین امّ حبیبہؓ کے سگے بھائی یزیدؓ بن ابوسفیان ہیں جو یزید الخیر کے نام سے مشہور ہیں۔ فتح مکّہ کے دن مسلمان ہوئے تھے اور عمدہ اسلام سے مشرف تھے۔ فتح شام کے لئے جن سرداروں کو حضرت ابوبکر صدّیقؓ نے مامور کیا تھا۔ ان میں سے یہ بھی تھے۔ انہوں نے ۱۹ھ میں دمشق میں وفات پائی۔ اس وقت کل شام کے حاکم یہی تھے۔

امّ المومنین کے بھائی دوسری ماں سے حضرت معاویہ تھے۔ جنہوں نے ۲۰ سال تک شام کی امارت ماتحت خلافت اور پھر ½ ۱۹ سال تک شام کی سلطنت کی یہ سلطنت بنی اُمیہ کے بانی تھے۔ ۲۲۔ رجب ۶۰ھ کو ۸۲ سال کی عمر میں وفات پائی۔

حبیبہ بنت امّ حبیبہؓ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ربیبہ ہیں۔ حبش سے والدہ کے ساتھ آئی تھیں۔ انکی زندگی کا کوئی خاص واقعہ نہیں ملا۔

# امّ المومنین صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

صفیہؓ بنت حی بن اخطب بن شعبہ سبط ہارون علیہ السلام سے ہیں۔ ان کی ماں کا نام برّہ بنت سموال تھا۔

انکا پہلا نکاح سلام بن مشکم سے دوسرا نکاح کنانہ بن ابی الحقیق سے ہوا۔ وہ جنگ خیبر میں مارا گیا تھا۔ اور حضرت صفیہ اس جنگ کے سبایا میں تھیں۔ دحیہ کلبی[۱] نے عرض کی کہ مجھے ایک لونڈی ملجائے۔ حضورؐ نے فرمایا لے لو۔ انہوں نے صفیہؓ کو لینا چاہا۔ اس میں اختلاف ہو گیا۔ لوگوں نے کہا کہ وہ بنو قریظہ اور بنو نضیر کی سیدہ ہے۔ اور ایسی عورت دحیہ کو ملجانے کی کوئی وجہ نہیں۔ لوگوں نے یہ بھی کہا۔ بہتر ہے کہ اسے نبی اپنے لئے خاص فرمائیں۔ آنحضرت صلعم نے اُسے آزاد فرما دیا اور نکاح کر لیا۔

ایک روز نبی صلعم نے دیکھا کہ صفیہؓ رو رہی ہیں۔ پوچھا۔ کیوں روتی ہو؟ انہوں نے کہا میں نے سُنا ہے کہ حفصہؓ مجھے حقیر سمجھتی ہیں۔ اور اپنے لئے بطور فخر کہتی ہیں۔ کہ

---

[۱] دحیہ بن خلیفہ بن فروہ بنو کلب سے ہیں۔ کبار صحابہ میں سے ہیں۔ بدر کے سوا جملہ مشاہد میں ملتزم رکاب نبوی تھے۔ ۶ھ میں نبی صلعم نے ان ہی کو قیصر کے پاس سفیر بنا کر بھیجا تھا۔ بعہد سلطنت امیر معاویہ وفات پائی۔

ہمارا نسب آنحضرت صلعم سے ملتا ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ آلہ وسلم نے فرمایا۔ تم نے کیوں نہ کہہ دیا کہ تم مجھ سے کیونکر بہتر ہو سکتی ہو میرا باپ ہارونؑ ہے اور میرا چچا موسیٰؑ ہے اور میرا شوہر محمد صلعم ہے صلی اللہ علیٰ سیدنا محمد النبی وعلی ھارون وموسی و علی جمیع الانبیاء والمرسلین۔

ایک بار حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی ایک لونڈی نے حضرت فاروقؓ سے آکر شکایت کی کہ صفیہؓ سبت کی عزت کیا کرتی اور یہود کو عطیات دیا کرتی ہیں۔ حضرت عمرؓ نے اُن سے دریافت کر بھیجا۔ انہوں نے کہا جب سے خدا نے مجھے جمعہ عطا فرمایا ہے۔ سبت کو مَیں نے کبھی پسند نہیں کیا۔ رہے یہودی۔ اُن سے میری قرابت کے تعلقات ہیں۔ اور مَیں اُن کو ضرور دیتی رہتی ہوں۔

پھر ام المومنینؓ نے اس لونڈی سے پوچھا۔ کہ اس شکایت کرنے کا کیا سبب ہے۔ لونڈی نے کہا کہ مجھے شیطان نے بہکایا۔ ام المومنینؓ نے کہا۔ جاؤ۔ تم راہِ خدا میں آزاد ہو۔ انکا انتقال رمضان ۵۰ھ میں ہوا[۲]۔

مرویات ۱۰ ہیں۔

متفق علیہ ۱

دیگر کتب احادیث ہیں ۹[۳]

ان کے ماموں رفاعہ بن سموال صحابی تھے۔ ان کی حدیث موطاء امام

---

[۱] ترمذی بروایت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

[۲] الاستیعاب۔

[۳] مدارج النبوۃ۔

مالک[1] میں موجود ہے ؂

# ام المومنین میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

میمونہ بنت الحارث بن حزن بن بجیر بن محرم بن رویبہ بن عبد اللہ بن ہلال بن عامر بن صعصعہ بن معاویہ بن بکر بن ہوازن بن منصور بن عکرمہ بن حفصہ بن قیس بن عیلان بن مضر[2] ؂

حضرت میمونہؓ پہلے ابی رہم بن عبد العزیٰ کے نکاح میں تھیں اور اس سے پیشتر حویطب بن عبد العزیٰ کے نکاح میں۔ جب نبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے ۷ھ میں عمرہ فرمایا۔ تو اُس وقت یہ رانڈ بن چکی تھیں۔ حضرت عباسؓ عم النبیؐ نے اُنکے بارے میں آنحضرت صلعم سے ذکر فرمایا۔ اور نبی صلعم نے اُن سے نکاح کر لیا۔ حضرت میمونہؓ کی حقیقی بہنیں چار ہیں ؂

۱۔ ام الفضل لبابۃ الکبریٰ جو حضرت ابن عباس مفسر قرآن کی والدہ ہیں ؂

۲۔ لبابۃ الصغریٰ۔ جو حضرت خالد[3] سیف اللہ کی والدہ ہیں ؂

---

[1] امام مالک بن انس بن مالک الاصبحی امام دار الہجرۃ کے لقب سے مشہور ہیں۔ ۹۵ھ میں پیدا ہوئے اور بعمر ۸۴ سال ۱۷۹ھ میں رہ گرائے عالم بقا ہوئے شاہ ولی اللہ صاحبؒ نے مشرح موطا میں تحریر کیا ہے کہ جب کسی حدیث کی سند مالک تک پہنچ جاتی ہے تو سمجھا جاتا ہے کہ وہ حدیث ذروۂ اعلیٰ صحت تک پہنچ گئی۔ امام شافعیؒ انکے شاگرد ہیں محمد بن حسن ابن وہب ابن القاسم یحییٰ بن سعید قطان عبد الرحمن بن مہدی عبد الرزاق ہارون الرشید مامون وغیرہ محدثین و ملوک انکے شاگرد ہیں۔ اُن کے مشہور شاگردوں کی تعداد ایک ہزار تک شمار ہوئی ہے۔ جو من بعد استاد تسلیم ہوئے ؂

[2] دیکھو سلسلہ نسب نبوی صلعم ؂ [3] خالد ولید اشہر المشاہیر سے ہیں۔ قریش میں صاحب القبۃ و الاعنۃ تھے قبہ سے مراد وہ خیمہ ہے جس میں نشست کر نیکے بعد کسی جنگ کا اعلان کیا جاتا تھا اعنہ سے مراد رسالہ اسپ سواران ہے نبی صلعم نے بھی ہمیشہ انکو سوارہ فوج کا افسر رکھا تھا ؂

۳۔ عصماء۔ جو اُبی بن خلف کے گھر میں تھی۔

۴۔ عزہ۔ جو زیاد بن عبداللہ بن مالک الہلالی کے گھر میں تھی۔

(حضرت میمونہؓ کی بہنیں جو صرف ماں کی جانب سے ہیں یہ ہیں)

۵۔ اسماء بنت عمیس جو حضرت جعفر طیارؓ کے گھر میں تھیں۔ اُن سے عبداللہ۔ عون[1] اور محمد پیدا ہوئے۔ پھر اُنکا نکاح حضرت ابوبکر صدیقؓ سے ہوا۔ اُن سے محمد بن ابوبکرؓ پیدا ہوئے۔ پھر حضرت علی مرتضیٰؓ سے انکا نکاح ہوا۔ اُن سے یحییٰ پیدا ہوئے۔

۶۔ سلمیٰ بنت عمیس حضرت حمزہؓ کے گھر میں تھیں۔ ان سے امتہ اللہ پیدا ہوئی۔ پھر سلمیٰ کا نکاح شداد بن اسامہ الہادی سے ہوا۔ اُن سے عبداللہ و عبدالرحمن پیدا ہوئے۔

۷۔ سلامہ بنت عمیس انکا نکاح عبداللہ بن کعب بن ابن منبہ الخثعمی سے ہوا تھا۔

۸۔ اُم المومنین زینب بنت خزیمہ جو طفیل اور عبیدہ فرزندان حارث بن عبدالمطلب اور عبداللہ بن جحش کے گھر میں رہیں۔ اور آخری نکاح انکا نبی صلعم سے ہوا۔

اُم المومنین میمونہؓ کی مرویات حدیث مندرجہ ذیل ہیں۔

| | |
|---|---|
| متفق علیہ | ۷ |
| صرف صحیح مسلم میں | ۱ |
| صرف صحیح بخاری میں | ۱ |
| دیگر کتب احادیث میں | ۶۷ |
| کل | ۷۶ |

[1] الاستیعاب مدارج النبوۃ میں عون بن علی لکھا ہے۔ مگر یحییٰ زیادہ صحیح ہے۔

# نقشہ متعلق حالات تاریخی امہات المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہن

## تتمہ باب امہات المومنین مشمولہ جلد دوم کتاب رحمۃ للعالمین

| نمبر شمار | نام ازواج مطہرات | سنہ نکاح | ام المومنین کی عمر بوقت نکاح | عمر | سنہ وفات | مدفن | نبی صلعم کی رفاقت میں رہنے کی مدت | نبی صلعم کی عمر بوقت نکاح | کیفیت |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| ۱ | خدیجۃ الکبریٰ رضؓ | میلاد النبی سنہ ۲۵ | ۴۰ سال | ۶۵ سال | نبوت سنہ ۱۰ | مکہ معظمہ | تقریباً ۲۵ سال | ۲۵ سال | |
| ۲ | سودہ رضؓ | نبوت سنہ ۱۰ | ۵۰ سال | ۷۲ سال | ہجرت سنہ ۱۹ | مدینہ منورہ | ۱۴ سال | ۵۰ سال | |
| ۳ | عائشہ صدیقہ رضؓ | نکاح سنہ ۱۰ نبوت رخصتی شوال سنہ ۱ | ۹ سال | ۶۳ سال | ۱۷ رمضان سنہ ۵۷ھ | مدینہ منورہ | ۹ سال | ۵۴ سال | |
| ۴ | حفصہ رضؓ | شعبان سنہ ۳ھ | ۲۲ سال | ۵۹ سال | جمادی الاول سنہ ۴۱ | مدینہ منورہ | ۸ سال | ۵۵ سال | |
| ۵ | زینب بنت خزیمہ رضؓ | سنہ ۳ھ | تقریباً ۳۰ سال | ۳۰ سال | سنہ ۳ھ | مدینہ منورہ | ۳ ماہ | ۵۵ سال | |
| ۶ | ام سلمہ رضؓ | سنہ ۴ھ | ۲۴ سال | ۸۰ سال | سنہ ۶۰ھ | مدینہ منورہ | ۷ سال | ۵۶ سال | |
| ۷ | زینب بنت جحش رضؓ | سنہ ۵ھ | ۳۶ سال | ۵۱ سال | سنہ ۲۰ھ | مدینہ منورہ | ۶ سال | ۵۷ سال | |
| ۸ | جویریہ رضؓ | شعبان سنہ ۵ھ | ۲۰ سال | ۷۱ سال | ربیع الاول سنہ ۵۶ھ | مدینہ منورہ | ۶ سال | ۵۷ سال | |
| ۹ | ام حبیبہ رضؓ | سنہ ۶ھ | ۳۶ سال | ۷۲ سال | سنہ ۴۴ھ | مدینہ منورہ | ۶ سال | ۵۷ سال | |
| ۱۰ | صفیہ رضؓ | جمادی الاخریٰ سنہ ۷ھ | ۱۷ سال | ۶۰ سال | رمضان سنہ ۵۰ھ | مدینہ منورہ | ۳ ۳/۴ سال | ۵۹ سال | |
| ۱۱ | میمونہ رضؓ | ذیقعد سنہ ۷ھ | ۳۶ سال | ۸۰ سال | سنہ ۵۱ھ | سرف قریب مکہ معظمہ | ۳ ۱/۴ سال | ۵۹ سال | |

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

وَیَوۡمَئِذٍ یَّفۡرَحُ الۡمُؤۡمِنُوۡنَ بِنَصۡرِ اللّٰہِ ؕ یَنۡصُرُ مَنۡ یَّشَآءُ ؕ وَھُوَ الۡعَزِیۡزُ الرَّحِیۡمُ ۙ وَعۡدَ اللّٰہِ ؕ لَا یُخۡلِفُ اللّٰہُ وَعۡدَہٗ وَلٰکِنَّ اَکۡثَرَ النَّاسِ لَا یَعۡلَمُوۡنَ ۝

# باب سوم

## غزوات وسرایا

دشمنانِ اسلام کی لڑائیاں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور مسلمانوں کے ساتھ اُس وقت شروع ہوئیں جب نبی کریم صلعم مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ پہنچ گئے تھے۔ نبی صلعم نے مکہ میں ۱۳ سال تک تبلیغ فرمائی اور اس عرصہ میں جھوٹے معبودوں کے ماننے اور گندے عقیدے رکھنے والوں کو خدائے یکتا کی وحدانیت کا وعظ فرماتے رہے۔

توحید کے مواعظ ہی دشمنوں کی عداوت کا سبب بنے اور سلسلہ وعظ و نصیحت کے روکنے کی غرض سے دشمنوں نے مختلف و متعدد تدابیر پر عمل کیا۔

(الف) مستہزئین کی ایک جماعت مقرر کی گئی تھی۔ اُنکا کام یہ تھا کہ نبی صلعم کے ہر ایک فعل کی کھلی اڑائیں منہ چڑائیں۔ باہر سے آنے والے نوواردوں میں مسلمانوں کے خلاف بدظنی پھیلائیں تاکہ نووارد شخص نہ کسی مسلمان سے بات چیت کرے اور نہ آنحضرت صلعم ہی سے ملاقات کرے۔ اس جماعت کی تحت میں کئی کمیٹیاں تھیں اور ہر ایک کمیٹی اپنے اپنے کام کو پوری مصروفیت سے سرانجام دیتی تھی۔

ایک کمیٹی کا کام یہ تھا۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جہاں کہیں وعظ کے لئے کھڑے ہوں اور تعلیم اسلام پر تقریر فرمائیں وہاں یہ لوگ شور و شغب کرتے اور مجمع میں بدامنی و پریشانی پھیلاتے رہیں ٭

ایک کمیٹی کا کام یہ تھا کہ نبی صلعم پر گلی کوچہ میں آتے جاتے وقت گارا کیچڑ مٹی ڈالا کریں۔ پتھر ماریں۔ عبادت میں حضور صلعم کو دیکھیں تو گردن بھینچیں۔ اندھیری راتوں میں حضور صلعم کے راستہ پر گڑھے کھودیں۔ خارہ بچھائیں۔ دروازہ پر سنڈاس پھینکیں ٭

چند ٹولیاں شریر لوگوں کی الگ تھیں۔ جن کا کام تھا کہ اسلام قبول کرنے والوں کیساتھ ہر طرح کا ظلم و ستم اور فریب و دغا کرنا مستحسن سمجھتے تھے اور موقع مل جانے پر قتل کر کے اُنکی لاش کو پہاڑ کے غاروں میں پھینک دیا کرتے تھے۔ اس جور و ستم کا نتیجہ یہ ہُوا تھا کہ اکثر مسلمان وطن چھوڑ چھوڑ کر ملک حبش کو چلے گئے تھے۔ نبی صلعم ہنوز ان سنگ دلوں کی ہدایت پر آجانے سے مایوس نہ ہوئے تھے۔ اس لئے مکہ ہی میں قیام پذیر رہے۔ مگر دشمنان دین نے اب یہ معاہدہ کیا کہ کھانے کی کوئی چیز مسلمانوں اور اُنکے خیر اندیش لوگوں کے ہاتھ فروخت کی جائے۔ تین سال تک نبی صلعم نے اس سختی کو بھی برداشت کیا۔ اور اس کے بعد انہوں نے مکہ کے قرب و جوانب میں دَورے لگانے اور وعظ فرمانے شروع کئے۔ لیکن اطراف مکہ کے سب قبائل اہل مکّہ ہی کے حلیف تھے۔ اس لئے وہ حضور صلعم کی نصیحت پر ذرا کان نہیں دھرتے تھے ٭

حضور صلعم کی ناکامیابی کی داستان سُنکر اہل مکّہ خوش ہُوا کرتے تھے۔ لیکن

اُنکے تعجب و حسرت اور غصّہ کی کوئی حد نہ رہ گئی۔ جب انہوں نے یکایک یہ سن لیا۔ کہ نبی صلعم کی پاک تعلیم اہل یثرب کے قلوب کو مسخر کر رہی ہے۔ اہل مکہ کو اب یقین آنے لگا۔ کہ تعلیم محمدی میں دور دور تک اثر پہنچانے کی طاقت مخفی ہے۔ اس لئے سب نے یہ ارادہ کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی حیات کا چراغ گل کر دیا جائے ۔

ایک ایسے ملک میں جہاں نہ کوئی حکومت ہو نہ آئین ہو۔ اور جہاں جان و مال کے تحفظ کا کوئی بھی ذریعہ موجود نہ ہو۔ جہاں کے وحشی اور جاہل اقوام کی جنگجوئی و خون ریزی صدیوں سے ضرب المثل ہو۔ جب تمام باشندے ایک نہتے شخص کے قتل پر متفق ہو جائیں۔ اور اس کے لئے تدبیر بھی یہ کی جائے۔ کہ ہر ایک قبیلہ سے ایک ایک بہادر شمشیر زن کا انتخاب کر لیا جائے اور وہ سب انتقام کے کینہ جوش سے فراہم کئے جائیں۔ تو بدیہی ہے کہ نظر بہ اسباب ظاہری اس کا بچ جانا امکان سے بالاتر ہے۔ لیکن نبی صلعم ان محاصرین کے محاصرہ سے صاف نکل کر چلے گئے۔ اس واقعہ پر ہر ایک منکر غور کرے تاکہ اُسے قدرت ربانی کا اعتراف سہل ہو جائے۔ ہر ایک مسلم شکر کرے کہ اُسے حفاظت الٰہی کا جو خاص خاص بندوں کے لئے بارگاہ رب العزت سے کی جاتی ہے وجود مجسّم نظر آ جائے ۔

نبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا بچ کر مدینہ پہنچ جانا دشمنوں نے اپنی ذلت کا موجب سمجھا۔ اس لئے کینہ کی آگ حسد کی بھٹی میں اور زیادہ تیز ہو گئی۔ اور سب نے سوگندیں کھا لیں کہ ہادی اسلام اور ناچیز مسلمانوں کو ضرور ضرور روئے زمین سے محو کر کے رہیں گے ۔

نبی صلعم ان خونخوار وحشیوں کی غارت گرانہ عادت سے بخوبی آگاہ تھے۔ جزم

واحتیاط کا تقاضا تھا۔ کہ ایسے دشمن کی حرکات و سکنات کی خبر رکھی جائے۔ بعید از مغربی ودور بینی سے دشمن کی تدابیر متعلق فراہمی افواج اور تیاری جنگ کو سرسبز نہ ہونے دیا جائے۔ اس لئے آنحضرت صلعم نے اسی پر عمل کیا۔

افسوس ہے کہ مسلمانوں کی ہر ایک کوشش کا نام (جو انہوں نے جنگ سے بچنے کے لئے کی) لوگوں نے جنگ رکھ لیا ہے یہ لوگ نہ واقعہ کی علت دریافت کرتے ہیں نہ مسلمانوں کے مدعا کی تلاش نہ مسلمانوں کے افعال کا تفحص اور پھر جلدی سے اپنی رائے بھی قائم کر لیتے ہیں۔ اس غلطی کا نتیجہ یہ بھی ہوا۔ کہ بے خبر مسلمان بھی سمجھنے لگے۔ کہ مسلمانوں کی ہر ایک نقل و حرکت جنگ ہی کے لئے تھی۔

یہ یاد رکھنا چاہئے کہ قدیم سے قدیم مسلمان موزخین نے اس نقل و حرکت کا نام غزواۃ و سرایا ہی رکھا ہے۔ لیکن یہ زمانہ حال کی خوش فہمی ہو گی کہ غزواۃ و سرایا کے الفاظ کو لفظ جنگ کا مترادف سمجھا جائے۔ حالانکہ ان کے لغوی معنی قصد اور سیر کے ہیں۔

معلوم ہوتا ہے کہ متقدمین رحمہم اللہ تعالیٰ عنہ نے ہر ایک قسم کی نقل و حرکت کو دو قسموں پر منقسم کیا تھا۔

(الف) وہ نقل و حرکت جو نبی صلعم نے فرمائی ہو۔ اُس کا نام (غزوہ) ہے۔ غزوہ کی تعداد امام بخاریؒ نے بروایت زید بن ارقمؓ (۱۹) بیان کی ہے[۱]۔

(ب) وہ نقل و حرکت جو کسی مسلمان نے (ایک ہو یا ایک سے زائد) کی ہو۔ اُس کا نام سریہ ہے۔

---

[۱] صحیح بخاری۔ باب مرض النبی صلعم۔

اب ہم ذیل میں ایک نقشہ جملہ غزوات و سرایا کا درج کرتے ہیں۔ جس طرح قدیم تاریخوں میں انکو اسی عنوان سے درج کیا گیا ہے۔

اندراج میں ترتیب زمانی کو ملحوظ رکھا گیا ہے۔ نقشہ کا نمبر شمار بہت ضروری نمبر ہے۔ نقشہ کے اختتام پر جو بحثیں لکھی جائیں گی۔ اُن میں ہر ایک جگہ اسی نمبر شمار کا حوالہ دیا جائیگا۔

## نقشہ غزوات و سرایا جو عہد نبوی صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم میں سنہ ۲ھ سے سنہ ۹ ہجری تک (۸ سال کے اندر) ہوئے تھے

| ۱ | ۲ | ۳ | ۴ | ۵ | | ۶ | | ۷ | ۸ |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| نمبر شمار | غزوہ یا سریہ کا نام مع تاریخ | لشکر اسلام کی تعداد مع نام سردار | لشکر دشمن کی تعداد مع نام سردار | مسلمانوں کا نقصان | | دشمن کا نقصان | | نتیجہ | کیفیت |
| | | | | زخمی یا اسیر | شہید | زخمی یا اسیر | مقتول | | |
| ۱ | سریہ سیف البحر رمضان سنہ ۱ھ | (۳۰) امیر حمزہ بن عبدالمطلب[۱] | (۳۰۰) ابوجہل | ۰ | ۰ | ۰ | ۰ | گشت لگاکر مسلمان واپس آئے | یہ سریہ احوال اہل مکہ کے تجسس کے لئے بھیجا گیا تھا۔ دشمن نے مسلمانوں کو باخبر پایا اور لوٹ گیا۔ |
| ۲ | سریہ رابغ شوّال سنہ ۱ھ | (۶۰) عبیدہ بن الحارث | (۲۰۰) عکرمہ یا ابوسفیان | ۰ | ۰ | ۰ | ۰ | گشت لگا کر مسلمان واپس آئے | یہ سریہ احوال اہل مکہ کے تجسس کے لئے بھیجا گیا تھا۔ اور دشمن ثنیۃ المرہ پر موجود دیکھا گیا۔ |
| ۳ | سریہ ضرار ذیقعد سنہ ۱ھ | (۸۰) سعید بن ابی وقاص[۲] | ۰ | ۰ | ۰ | ۰ | ۰ | جحفہ تک گشت لگاکر واپس چلے آئے | |

۱ انکا ذکر شہدائے بدر میں ملیگا۔ ۲ یکے از عشرہ مبشرہ یکے از ششش جن کو عمر فاروقؓ نے خلافت کا اہل بتایا فاتح فارس۔ بانی کوفہ۔ خال النبی صلعم۔ اوّل مَنْ رمی فی سبیل اللہ۔ اسلام لانے میں ۶ کے بعد ساتویں شخص تھے۔ سنہ ۵۴ھ میں وفات پائی۔

| نمبر شمار | غزوہ یا سریہ کا نام مع تاریخ | لشکر اسلامی کی تعداد مع نام سردار | لشکر دشمن کی تعداد | مع نام سردار | مسلمانوں کا نقصان: زخمی یا قیدی | مسلمانوں کا نقصان: شہید | دشمن کا نقصان: زخمی یا قیدی | دشمن کا نقصان: مقتول | نتیجہ | کیفیت |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| ۴ | غزوہ ودان یا غزوہ الابواء صفر سنہ ۲ھ | (۷۰) نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم | . | | . | . | . | . | عمرو بن مخشی الضمری سے معاہدہ ہوا کہ وہ لوگ نہ قریش کو مدد دیں نہ مسلمانوں کو | |
| ۵ | غزوہ بواط ربیع الاول سنہ ۲ھ | (۲۰۰۰) نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم | (۱۰۰) | امیہ بن خلف | . | . | . | . | حضور بواط تک تشریف لے گئے، راہ میں قریش سے مقابلہ نہ ہوا | رضوی پہاڑ کا نام ہے۔ جو ینبوع کے قریب ہے |
| ۶ | غزوہ سفوان یا بدر اولیٰ ربیع الاول سنہ ۲ھ | (۷۰) نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم | | کرز بن جابر الفہری | . | . | . | . | سفوان تک تعاقب کیا گیا۔ مگر کرز ہاتھ نہ لگا | کرز بن جابر اہل مدینہ کے مویشی لوٹ کر لے گیا تھا جس کا تعاقب کیا گیا |
| ۷ | غزوہ ذوالعشیرہ جمادی الاخریٰ سنہ ۲ھ | (۱۵۰) نبی کریم صلعم | | | . | . | . | . | بنی مدلج اور بنی ضمرہ سے معاہدہ ہوا | ذوالعشیرہ مکہ اور مدینہ کے درمیان بندر ینبوع کی جانب ہے |
| ۸ | سریہ نخلہ رجب سنہ ۲ھ | (۱۲) عبداللہؓ بن جحش | | ایک قافلہ زیر سرداری ابنائے امیہ | . | . | ۲ قید | ۱ | قیدیوں کو چھوڑ دیا گیا۔ مقتول کا خون بہا ادا کیا گیا | قریش کی خبر کو بھیجے گئے تھے۔ مگر مٹھ بھیڑ ہو گئی |

| نمبر شمار | غزوہ یا سریہ کا نام مع تاریخ | لشکر اسلام کی تعداد مع نام سردار | لشکر دشمن کی تعداد مع نام سردار | مسلمانوں کا نقصان | | دشمن کا نقصان | | نتیجہ | کیفیت |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| | | | | زخمی یا اسیر | شہید | زخمی یا اسیر | مقتول | | |
| ۹ | غزوۂ بدر الکبریٰ رمضان ۲ھ | (۳۱۳) نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم | (۱۰۰۰) ابوجہل | ۰ | ۲۲ | ۷۰ قیدی | ۷۰ | مسلمانوں کی فتح ہوئی | بدر مکہ سے سات منزل اور مدینہ سے تین منزل ہے دشمن دو تہائی سفر طے کر چکا تب ثابت ہوگیا کہ وہ مدینہ پر آرہا ہے تب سرور کائنات صلعم مدافعت کے لئے نکلے۔ |
| ۱۰ | سریہ عُمَیر بن العدی الخطمی رمضان ۲ھ | (ایک) عُمَیرؓ [1] | (ایک) مسماۃ عصماءؓ بنت مروان خطمیہ | ۰ | ۰ | ۰ | : | عصماء قتل ہوئی | عمیر نے اپنی رشتہ کی بہن کو جو نبی کریم صلعم کے خلاف قوم کو جنگ پر اکسایا کرتی چھری سے قتل کیا |
| ۱۱ | سریہ سالم بن عمیر انصاری شوال ۲ھ | (ایک) سالمؓ [2] | (ایک) یہودی ابوعفک | ۰ | ۰ | ۰ | ۰ | یہودی قتل ہوا | ابوعفک یہودی لوگوں کو مسلمانوں کے خلاف ابھارا کرتا تھا سالم نے مار ڈالا۔ |
| ۱۲ | غزوہ بنو قینقاع شوال ۲ھ | نبی کریم صلعم | قبیلہ بنو قینقاع | ۰ | ۰ | ۰ | ۰ | شہر بدر کیا گیا | جب مسلمان بدر پر گئے ہوئے تھے اس وقت انہوں نے مدینہ کے اندر بلوہ اور بغاوت کی اس لئے جلاوطن کئے گئے |

[1] بنو خطمہ میں سب سے پہلے ایمان لائے تھے۔ امام قوم تھے۔ آنکھیں کمزور تھیں۔ انکے والد عدی بن خرشہ مشہور شاعر تھے۔ [2] بدر۔ احد۔ خندق اور جملہ مشاہد نبوی میں حاضر رکاب رہتے۔ خوف خدا سے رویا کرتے بعہد امیر معاویہ وفات پائی۔

| نمبر شمار | غزوہ یا سریہ کا نام مع تاریخ | نام سردار اسلامی لشکر مع تعداد | نام سردار لشکر دشمن مع تعداد | مسلمانوں کا نقصان: گرفتار | مسلمانوں کا نقصان: شہید | دشمن کا نقصان: گرفتار | دشمن کا نقصان: مقتول | نتیجہ | کیفیت |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| ۱۳ | غزوہ السویق ذی الحجہ ۲ھ | (۲۰۰) نبی کریم صلعم | (۲۰۰) سوار ابو سفیان اموی | ۰ | ۲ | ۰ | ۰ | نبی صلعم نے تعاقب کیا دشمن ہاتھ نہیں آیا | ابو سفیان مدینہ تک آیا دو مسلمانوں کو قتل اور پھلدار درختوں کو کاٹ کر چلا گیا |
| ۱۴ | غزوہ قرقرۃ الکدر یا بنو سلیم محرم ۳ھ | (۲۰۰) نبی کریم صلعم | قبیلہ بنو غطفان و بنو سلیم | ۰ | ۰ | قید ۱ | ۰ | دشمن مدینہ پر حملہ کرنے کیلئے فراہم ہوا تھا اسلامی فوج کے مظاہرہ سے بھاگ گیا | ایک غلام یسار نامی گرفتار ہوا تھا۔ چھوڑ دیا گیا |
| ۱۵ | سریہ ایضاً | غالب بن عبداللہ لیثی | ایضاً | ۰ | ۳ | ۰ | ۰ | دشمن کے کچھ مارے گئے باقی بھاگ گئے | غزوہ ۱۴ کی تکمیل میں یہ سفر کیا گیا تھا کیونکہ دشمن نے دوبارہ اجتماع کر لیا تھا |
| ۱۶ | سریہ محمد بن مسلمہ ربیع الاول ۳ھ | (۵) محمد بن مسلمہ الانصاری الخزرجی[۱] | (ایک) یہودی کعب بن اشرف | ۱ | ۰ | ۰ | ۱ | | [illegible] |
| ۱۷ | غزوہ ذی امر یا غزوہ غطفان یا غزوہ انمار ربیع الاول ۳ھ | (۴۵۰) سوار نبی کریم صلعم | بنو ثعلبہ و بنو محارب | ۰ | ۰ | ۰ | ۰ | [illegible] | آنحضرت صلعم نے نجد تک سفر فرمایا۔ دعثور نامی جو تلوار لیکر نبی صلعم پر حملہ آور ہوا تھا مسلمان ہوا ۔ |

[۱] فضلاء صحابہ میں سے ہیں۔ نبی صلعم نے ایک دفعہ انکو اپنی غیبت میں امیر مدینہ بنایا تھا۔ ایام فتنہ میں سب سے الگ رہے ۴۳ھ میں بعمر ۷۷ سال مدینہ میں وفات پائی۔ ۱۰ پسر ۶ دختر اولاد تھی ۔

| نمبر شمار | غزوہ یا سریہ کا نام مع تاریخ | تعداد اسلامی لشکر مع سردار | تعداد لشکر دشمن مع سردار | مسلمانوں کا نقصان: زخمی یا اسیر | مسلمانوں کا نقصان: شہید | دشمن کا نقصان: زخمی یا اسیر | دشمن کا نقصان: مقتول | نتیجہ | کیفیت |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| ۱۸ | سریہ قَردہ جمادی الآخر ۳ھ | (۱۰۰) زید بن حارثہ | ابوسفیان اُموی | ۰ | ۰ | ۱ | ۰ | قریش کے تجارتی رستہ پر مظاہرہ کیا گیا | فرات بن حیان جو قافلہ کا رہنما تھا گرفتار ہوا پھر مسلمان ہوگیا |
| ۱۹ | غزوہ احد ۶ شوال ۳ھ | (۶۵۰) پیادہ | ۲۸۰۰ پیادہ ۲۰۰ سوار ۳۰۰۰ ابوسفیان اموی | زخمی ۴۰ | شہید ۷۰ | ۰ | قتل ۳۰ | مسلمانوں کا سخت نقصان ہوا مگر کفار مرعوب ہو کر نتیجہ میں ناکامیاب ہوئے | اُحد مدینہ سے تین ۳ میل ہے۔ دشمنوں نے مکہ سے اُحد تک چڑھائی کی تھی۔ |
| ۲۰ | غزوہ حمراء الاسد ۷ شوال ۳ھ ہجری | (۵۴۰) نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم | (۲۹۷۰) ابوسفیان | | | ابوعزہ و معاویہ بن مغیرہ | | دشمن کو مرعوب کیا گیا | جنگ اُحد سے اگلے دن دشمن کے کیمپ تک صرف اس لئے مظاہرہ کیا گیا تھا کہ دشمن مسلمانوں کو کمزور سمجھ کر پھر حملہ نہ کر دے۔ دو اسیر ہوئے شاعر ابوعزہ قتل ہوا۔ کیونکہ بدر میں اس نے عہد کیا تھا کہ آئندہ شریک جنگ نہ ہوگا برخلاف اس کے اس نے اسد فعۃ دیگر قبائل کو بھی مسلمانوں کے خلاف ابھارا |
| ۲۱ | سریہ قَطَن یا سریہ ابوسلمہ مخزومی یکم محرم ۴ھ | (۱۵۰) ابوسلمہ مخزومی | طلحہ سلمہ | ۰ | ۰ | ۰ | ۰ | مسلمانوں کے مظاہرہ سے مدینہ پر ڈکیتی نہ کر سکے | یہ مشہور ڈکیت اور ڈاکوؤں کے گروہ کے سردار تھے مدینہ پر ڈکیتی ڈالنا چاہتے تھے جب مسلمان مظاہرہ کرتے ہوئے قطن تک جو ان کا ماوی تھا پہنچ گئے تو گروہ منتشر ہو گیا۔ |

| نمبر شمار | غزوہ یا سریہ کا نام مع تاریخ | لشکر اسلام کی تعداد، نام سردار | لشکر دشمن کی تعداد مع نام سردار | مسلمانوں کا نقصان | | دشمن کا نقصان | | نتیجہ | کیفیت |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| | | | | زخمی یا اسیر | شہید | زخمی یا اسیر | مقتول | | |
| ۲۲ | سریہ عبداللہ بن اُنَیس ۵۔ محرم سنہ ۴ھ | (ایک) عبداللہ بن اُنیس الجہنی[1] الانصاری | (ایک) سفیان ہذلی | ۰ | ۰ | ۰ | ایک | عبداللہ نے سنا تھا کہ سفیان نے عُرنہ پر مسلمانوں کے خلاف جمعیت فراہم کی ہے عبداللہ وہاں پہنچا اور سفیان کو مار دیا | |
| ۲۳ | سریہ رجیع صفر سنہ ۴ھ | (۱۰) عاصم بن ثابت یا مرثد بن ابی مرثد الغنوی | (۱۰۰) قبیلہ عضل وقارہ | ۰ | ۱۰ | ۰ | ۰ | دس واعظین اسلام کو شہید کیا | مسماۃ سلامتہ زن طلحہ نے اشتہار دیا تھا کہ جو عاصم کو مارے اسے سو شتر انعام دیگی اس قبیلہ کے لوگ آنحضرت کی خدمت میں آئے دس واعظین کو ساتھ لیگئے ۸ کو راہ میں تیروں کا نشانہ بنایا۔ ۲ کو اہل مکہ نے خرید کر سولی چڑھایا یہ ان نعشیں سولی پر رہیں۔ کتب سیر میں انکی تعداد چھ ہے صحیح بخاری میں دس ہے |
| ۲۴ | سریہ بیر معونہ یا سریہ طرز صفر سنہ ۴ھ | (۷۰) منذر بن عمرو | ایک بڑی جماعت عامر بن مالک | ۱ | ۶۹ | ۰ | ۰ | ۶۹ عالمان دین شہید اور شکار ظلم ہوئے | عامر خدمت نبوی صلعم میں آیا کہا میرا ملک اسلام کیلئے آمادہ ہے کچھ واعظ ساتھ بھیجدئے جائیں۔ نبی کریم نے ۷۰ عالم ساتھ کر دئے وہ جب انکے علاقہ میں پہنچے تو قبائل رعل وذکوان و بنو سلیم وغیرہ نے حملہ کیا صرف عمرو بن امیہ الضمری بچکر آئے |

لہ مہاجر و انصاری عقبی۔ بدری میں جملہ مشاہد میں حاضر رکاب نبوی تھے نبی صلعم نے انکو تئیسویں[23] شب رمضان لیلۃ القدر بتائی تھی۔ سنہ ۵۴ھ ہجری میں وفات پائی ؞

| نمبر شمار | غزوہ یا سریہ کا نام مع تاریخ | لشکر اسلام کی تعداد مع نام سردار | لشکر دشمن کی تعداد مع نام سردار | مسلمانوں کا نقصان | | دشمن کا نقصان | | سبب | کیفیت |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| | | | | زخمی یا اسیر | شہید | زخمی یا اسیر | مقتول | | |
| ۲۵ | سریہ عمرو بن امیۃ الضمری ربیع الاول ۴ھ | (ایک) کس عمرو بن امیہ | (۲) از قبیلہ بنو کلاب | ۰ | ۰ | ۰ | ۲ | چونکہ عمرو نے غلط فہمی سے یہ دو شخص دوستدار قبیلہ کے قتل کر دئے تھے اسلئے آنحضرت نے دونوں کا خون بہا ادا کیا۔ | عمرو بن امیہ جو ۷۰ علما میں سے بچکر مدینہ آ رہے تھے (دیکھو ۴ھ) انہوں نے دو شخصوں کو سوئے پڑے پایا۔ اور غلطی سے انہیں قاتلوں کی جماعت سے سمجھ کر قتل کر دیا۔ |
| ۲۶ | غزوہ بنو نضیر ربیع الاول ۴ھ | نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم | قبیلہ بنو نضیر | ۰ | ۰ | ۰ | ۰ | بجرم بغاوت اور قصد قتل آنحضرت صلعم نکال دیئے گئے۔ | بنو نضیر یہودی مدینہ کے اندر آباد تھے اور مسلمانوں کیساتھ ہم عہد بدعہدی کے جرم کی سزا میں جلاوطن ہو کر خیبر میں جا آباد ہوئے تھے۔ غزوہ خیبر بھی ان ہی کی شرارتوں کی وجہ سے ہوا تھا۔ |
| ۲۷ | غزوہ بدر الاخری ذیقعد ۴ھ ہجری | ۱۵۰۰ پیادہ<br>۱۰ - سوار<br>۱۵۱۰<br>نبی صلعم | ۲۰۰۰ پیادہ<br>۵۰ - سوار<br>۲۰۵۰<br>ابوسفیان اموی | ۰ | ۰ | ۰ | ۰ | مقابلہ نہیں ہوا | ابوسفیان مکہ سے لشکر لے کر ظہران یا عسفان تک آیا۔ نبی صلعم بھی خبر پاکر مقابلہ کے لئے نکلے۔ وہ راستہ میں سے لوٹ گیا تو نبی کریم صلعم بھی واپس تشریف لے آئے۔ |
| ۲۸ | غزوہ دومۃ الجندل ربیع الاول ۵ھ | (۱۰۰۰) نبی کریم صلعم | باشندگان دومہ | ۰ | ۰ | ۰ | ۰ | مقابلہ نہیں ہوا۔ راہ ہی سے لوٹ آئے | معلوم ہوا تھا کہ دومۃ الجندل میں جمع کثیر فراہم ہے اور مدینہ پر حملہ کرنے کو تیار ہے۔ آں حضرت روانہ ہوئے تو معلوم ہو گیا کہ خبر غلط تھی واپس تشریف لے آئے راہ میں عیینہ بن حصین سے معاہدہ ہوا۔ |

| نمبر شمار | غزوہ یا سریہ کا نام مع تاریخ | تعداد اسلامی فوج و نام سردار | تعداد فوج دشمن و نام سردار | مسلمانوں کا نقصان: قیدی یا گم | مسلمانوں کا نقصان: شہید | دشمن کا نقصان: قیدی یا گم | دشمن کا نقصان: مقتول | نتیجہ | کیفیت |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| ۲۹ | غزوہ بنو مصطلق یا مُریسیع ۳ شعبان ۵ھ ہجری | نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم | حارث بن ضرار سیّد بنو مصطلق | ۰ | ۰ | ۱۹ | ۰ | دشمن کو شکست ہوئی قیدی سب چھوڑ دئے گئے | نبی صلعم نے سنا تھا کہ حارث نے مسلمانوں سے جنگ کے لئے جمعیت فراہم کی ہے۔ بریدہ اسلمی کو بھیجکر صحت کی گئی تب آنحضرت ادھر متوجہ ہوئے۔ صرف بنو مصطلق جنگ پر کھڑے ہوئے۔ باقی منتشر ہو گئے تھے۔ |
| ۳۰ | غزوہ احزاب یا خندق شوال یا ذیقعد ۵ھ | (۳۰۰۰) نبی کریم صلعم | (۱۰۰۰۰) ابو سفیان اموی وغیرہ | ۰ | ۶ | ۰ | ۱۰ | دشمن ناکام واپس ہُوا | سرداران یہود نے مختلف قبائل اور قریش کو لڑائی کے لئے فراہم کیا مسلمانوں نے مدینہ کے اندر رہ کر خندق کی پناہ میں مدافعت کی ایک ماہ تک دشمنوں نے محاصرہ رکھا پھر چپکے سے واپس ناکام چلے گئے۔ |
| ۳۱ | سریہ عبداللہ بن عتیک ذیقعد ۵ھ | (۵) عبداللہ بن عتیک الانصاری الخزرجی ۱؎ | (ایک) سلام بن ابوالحقیق یہودی خیبر | ۰ | ۰ | ۰ | ۱ | دشمن قتل ہُوا | جنگ احزاب میں اسی نے قبائل کو مسلمانوں کے خلاف ابھارنے میں سخت جد و جہد کی تھی۔ اب مکرر جمعیت کا انتظام کر رہا تھا۔ عبداللہ نے اسکی خوابگاہ میں رات کو پہنچکر قتل کر دیا۔ |

۱؎ احد میں حاضر ہوئے یمامہ میں شہید۔ سریہ مذکورہ میں انکی ٹانگ ٹوٹ گئی تھی۔ نبی صلعم نے اپنا دست مبارک ساق پر پھیر دیا۔ فوراً اچھے ہو گئے۔

| نمبر شمار | غزوہ یا سریہ کا نام مع تاریخ | تعداد لشکر اسلام کی مع نام سردار | تعداد لشکر دشمن کی مع نام سردار | مسلمانوں کا نقصان | | دشمن کا نقصان | | نتیجہ | کیفیت |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| | | | | زخمی یا گرفتار | شہید | زخمی یا گرفتار | مقتول | | |
| ۳۲ | غزوہ بنو قریظہ ذی الحجہ ۵ سنہ ہجری | نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم | بنو قریظہ | ۰ | ۴ | قید ۲۰۰ | ۴۰۰ | دشمن قید اور قتل ہوا | بنو قریظہ یہودی تھے اور مسلمانوں کیساتھ ہم عہد تھے بغاوت کے جرم میں یہ گھیرے گئے انہوں نے چاہا کہ ایک منصف جو مقبول فریقین ہو۔ انکا فیصلہ کرے منصف نے انکا فیصلہ بموجب احکام توریت شریف جسکے وہ قائل تھے کر دیا اسلئے ۴۰۰ قتل ہوئے یہ تعداد بروایت جابر عند الترمذی والنسائی وابن حبان ہے، |
| ۳۳ | سریہ قریظا محرم سنہ ۶ ھ | ۳۰ سوار محمد بن مسلمہ انصاری | (۲۰) ثمامہ بن اثال | ۰ | ۰ | یک | ۰ | ثمامہ پکڑا گیا نبی صلعم نے رہا کر دیا وہ بعد رہائی مسلمان ہو گیا | محمد بن مسلمہ نے ثمامہ کو جانب مدینہ آتے دیکھا اور رستہ گھیر کے گرفتار کر لیا۔ نبی کریم صلعم نے اُسے رہا فرما دیا وہ اخلاق محمدی اور تعلیم نبوی دیکھکر مسلمان ہو گیا۔ ثمامہ نجد کا سردار تھا۔ |
| ۳۴ | غزوہ بنی لحیان ربیع الاول سنہ ۶ ھ | (۲۰۰) سوار سرور کائنات صلعم | بنو لحیان شاخ ہذیل | ۰ | ۰ | ۰ | ۰ | دشمن خبر پاکر منتشر ہو گیا۔ مقابلہ نہیں ہوا۔ | اہل رجیع جنہوں نے ۱۰ علماء اسلام کو بے وجہ قتل کیا تھا۔ دیکھو ع ۲۳ انکی سزا کے لئے یہ حملہ کیا گیا تھا۔ |
| ۳۵ | غزوہ ذی قرد یا غابہ ربیع الآخر سنہ ۶ ھ | (۵۰۰) سرور کائنات صلعم مع سلمہ بن اکوع | سواران بنو غطفان زیر سرداری عیینہ فزاری | ایک عورت | ۳ | ۰ | ۱ | ڈکیتوں نے اونٹوں کو لوٹا تھا۔ مسلمانوں نے تعاقب کر کے اپنے سب مویشی چھڑا لئے۔ | یہ ڈکیتوں کا گروہ نبی صلعم کے اونٹوں کو لوٹ کر لیگیا تھا۔ ذرین ابوذر کو قتل کرکے لیلیٰ زوجہ ابوذر کو اٹھا کر لے گئے تھے صحابہ نے تعاقب کیا۔ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی شامل ہو گئے تھے۔ |

| نمبر شمار | غزوہ یا سریہ کا نام مع تاریخ | لشکر اسلام کی تعداد مع نام سردار | لشکر دشمن کی تعداد مع نام سردار | مسلمانوں کا نقصان: زخمی یا قید | مسلمانوں کا نقصان: شہید | دشمن کا نقصان: زخمی یا قید | دشمن کا نقصان: مقتول | نتیجہ | کیفیت |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| ۳۶ | سریہ عکاشہ بن محصن یا سریہ غمر مرزوق ربیع الآخر ۶ھ | (۴۰) عکاشہ بن محصن الاسدی[1] | بنو اسد | ۰ | ۰ | ۰ | ۰ | دشمن منتشر ہو گیا مقابلہ نہیں ہوا۔ انکے دو سو شتر گرفتار ہوئے | بنو اسد نے مدینہ پر حملہ کرنے کے لئے جمعیت فراہم کی تھی چالیس شخصوں کا یہ طلایہ گیا تھا۔ |
| ۳۷ | سریہ ذی القصہ ربیع الآخر ۶ھ | (۱۰) محمد بن مسلمہ | (۱۰۰) بنو ثعلبہ | ایک زخمی | ۹ | ۰ | ۰ | (۹) عالمان دین شہید اور محمد بن مسلمہ زخمی ہوئے | دس عالمان دین ہدایت کے لئے گئے تھے وہ سوئے پڑے تھے کہ بنو ثعلبہ دشمن قبیلہ نے حملہ کر دیا۔ ذی القصہ مقام کا نام ہے |
| ۳۸ | سریہ بنو ثعلبہ ربیع الآخر ۶ھ | (۴۰) ابو عبیدہ بن جراح | بنو ثعلبہ | ۰ | ۰ | ۱ | ۰ | دشمن بھاگ گیا جس کے گلے سڑے اسباب پر مسلمانوں نے قبضہ کیا | شہدائے مقام ذی القصہ کا انتقام لینے گئے تھے ۱۲ |
| ۳۹ | سریہ جموم ربیع الآخر ۶ھ | زید بن حارثہ | بنو سلیم | ۰ | - | ۱۰ | ۰ | چند اشخاص گرفتار کئے گئے تھے۔ آنحضرت نے سب کو چھوڑ دیا۔ جن میں مخبر عورت کا شوہر بھی تھا | ایک عورت حلیمہ نامی نے جھوٹی مخبری بنو سلیم کے خلاف کر دی جب زید اس طرف سے گذر رہے تھے تعداد اسیران اندازاً لکھی گئی ہے۔ |

[1] فضلائے صحابہ میں سے تھے ۴۲ سال کی عمر میں بعہد خلافت صدیق مرتدین کے ہاتھ سے شہید ہوئے۔ بدر سا حد جملہ مشاہد میں ملتزم رکاب نبوی تھے۔ نبی صلعم نے بشارت دی تھی کہ بلا حساب جنت میں داخل ہوں گے۔

| نمبر شمار | نام غزوہ یا سریہ مع تاریخ و سنہ | تعداد لشکر اسلام مع نام سردار | قبیلہ دشمن یا فوج مخالف مع سردار | مسلمانوں کا نقصان: زخمی | مسلمانوں کا نقصان: شہید | دشمن کا نقصان: اسیر | دشمن کا نقصان: مقتول | نتیجہ | کیفیت |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| ۴۰ | سریہ طرف یا طرق جمادی الآخر ۶ھ | (۱۵) زید بن حارثہ | بنو ثعلبہ | . | . | . | . | دشمن بھاگ گیا۔ بیس شتر گرفتار کر لائے | مجرمان ذی القصہ (دیکھو عدد ۳۹) کی سزا دہی کو گئے تھے۔ ۱۲ |
| ۴۱ | سریہ وادی القریٰ رجب ۶ھ | (۱۲) زید بن حارثہ | سکنائے وادی القریٰ | ۱ زخمی | ۹ | - | - | ۹ مسلمان شہید ہوئے ایک زخمی | حضرت زیدؓ بطور گشت گئے تھے لوگوں نے حملہ کر دیا۔ |
| ۴۲ | سریہ دومۃ الجندل شعبان ۶ھ | عبدالرحمٰنؓ بن عوف القرشی الزہریؓ ف | قبیلہ بن کعب اصبغ بن عمرو کلبی | . | . | . | . | وعظ میں نمایاں کامیابی ہوئی۔ | اصبغ بن عمرو کلبی سردار قبیلہ مسلمان ہوا اور علاقہ میں بھی اسلام پھیلا یہ پہلے عیسائی تھے |
| ۴۳ | سریہ فدک شعبان ۶ھ | (۲۰۰) علی مرتضیٰؓ | بنو سعد بن بکر | . | . | . | . | دشمن بھاگ گیا سو شتر دو ہزار بکریاں مال غنیمت ملا۔ | معلوم ہوا تھا کہ یہ قبیلہ ان یہودیوں کو جو مدینہ سے خارج ہو کر خیبر جا بسے تھے لڑائی کے لئے آمادہ کرتا ہے۔ اور خود امداد دینے کا وعدہ کر چکا ہے حضرت علی مرتضیٰؓ نے مظاہرہ کیا۔ |

ف یکے از عشرہ مبشرہ یکے از ستہ جنکو فاروقؓ نے خلافت کا اہل بنایا۔ بڑے تاجر اور زمیندار۔ بڑے مال دار۔ زاہد۔ امین فی الارض و امین فی السماء۔ امہات المومنین کی خدمت مالی سب سے زیادہ کرنیوالے۔ جنگ احد میں ۲۱ زخم کھائے۔ نبی صلعم نے ایک سفر میں ایک نماز انکے پیچھے پڑھی تھی۔ انکے ترکہ کا ⅛ انکی بیوی کو ۸۳ ہزار نقد ملا تھا۔ ۳۱ھ میں بعمر ۷۲ سال وفات پائی۔

| نمبر شمار | غزوہ یا سریہ کا نام مع تاریخ | لشکر اسلام کی تعداد مع نام سردار | لشکر دشمن کی تعداد مع نام سردار | مسلمانوں کا نقصان: اسیر و زخمی | مسلمانوں کا نقصان: شہید | دشمن کا نقصان: اسیر و زخمی | دشمن کا نقصان: مقتول | نتیجہ | کیفیت |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| ۴۴ | سریہ ام قرفہ رمضان سنہ ۶ ھ | ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ | قوم فزارہ زیر سرداری ام قرفہ | ۰ | ۰ | ۲ | ۰ | دشمن کو شکست ہوئی | بنو فزارہ نے ام قرفہ کی تحریک سے زید بن حارثہ کے تاجرانہ قافلہ کو لوٹا تھا۔ اس ڈکیتی کی وجہ سے انکی گرفتاری کی گئی۔ ام قرفہ اور اس کی دختر گرفتار ہوئی تھی۔ باقی سب بھاگ گئے تھے۔ صحیح مسلم + |
| ۴۵ | سریہ عبد اللہ بن رواحہ شوال سنہ ۶ ھ | (۳۰) عبد اللہ بن رواحہ | (۳۰) اُسیر بن رزام | ۱ | ۰ | ۰ | ۳۱ | فریقین کی غلط فہمی سے لڑائی ہوئی اور سب یہودی مارے گئے | عبد اللہ مع ۳۰ مسلمانوں کے اُسیر کو لینے گئے تھے جسکو بطور سردار یہودان آنحضرت نے منظور فرما لیا تھا وہ ۳۰ یہودیوں کیساتھ چل پڑا۔ راستہ میں ایکدوسرے سے بدگمانی ہو کر حملہ ہو گیا :: |
| ۴۶ | سریہ عُرینیین شوال سنہ ۶ ھ | (۲۰) سوار کرز بن جابر الفہری ل۔ | چند کس از عکل و عُرَینہ | ۰ | ۰ | ۰ | ۸ | یہ لوگ مسلمان چرواہے کو قتل کر کے اونٹ لوٹ کر لیگئے تھے پھر پکڑے گئے۔ اور قتل ہوئے | یہ لوگ بیمار تھے علاج کے لئے آئے تھے۔ جب تندرست ہو گئے تب موقع پا کر یسار نوبی مولیٰ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو قتل کر گئے اور اونٹ لے گئے تھے :: |
| ۴۷ | سریہ عمرو بن امیہ شوال سنہ ۶ ھ | (ایک کس) عمرو بن امیہ | | ۰ | ۰ | ۰ | ۰ | ۰ | عمرو بن امیہ مکہ سے اس لئے آیا تھا کہ نبی صلعم کو قتل کر دے۔ لیکن تعلیم اور خلق محمدی دیکھ کر مسلمان ہو گیا اور پھر مکہ جا کر تبلیغ اسلام کرتا رہا۔ مخالفین اسلام کہتے ہیں کہ نبی نے اسے فرمایا تھا کہ ابوسفیان کو ہلاک کر دے مگر کتب اسلامیہ میں کوئی روایت ایسی نہیں پائی جاتی :: |

ل۔ انکا نسب نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ فہر (دیکھو نسب نبوی عل) میں شامل ہو جاتا ہے۔ غزوہ سفوان ع ۶ کے وقت سردار کفار تھے۔ پھر اخیار ابرار میں شامل ہوئے۔ فتح مکہ کے دن شہید ہوئے ::

| نمبر شمار | غزوہ یا سریہ کا نام مع تاریخ | لشکر اسلام کی تعداد مع نام امیر | نام دشمن مع تعداد لشکر | مسلمانوں کا نقصان: زخمی یا اسیر | مسلمانوں کا نقصان: شہید | دشمن کا نقصان: زخمی یا اسیر | دشمن کا نقصان: مقتول | نتیجہ | کیفیت |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| ۴۸ | غزوہ حُدَیْبِیَّہ ذی قعد سنہ ۶ھ | (۱۴۰۰) نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم | (اہل مکہ) سُہَیل بن عمرو قرشی | ۰ | ۰ | ۰ | ۰ | دس سال کے لئے قریش کے ساتھ صلح کا معاہدہ ہوگیا نبی صلعم واپس تشریف لائے | نبی صلعم بہ نیت عمرہ تشریف لیگئے تھے مگر قریش نے حضور کو حدیبیہ سے جو مکہ سے سات کوس ہے آگے نہ بڑھنے دیا صلح کا معاہدہ ہوگیا۔ |
| ۴۹ | غزوہ خیبر محرم سنہ ۷ھ | ۱۴۰۰ رجال ۲۰ زنان تیماردار ۱۴۲۰ نبی صلعم | (۱۰۰۰۰) یہود خیبر کنانہ بن ابو الحقیق | زخمی ۵۰ | ۱۸ | - | ۹۳ | فتح مبین حاصل ہوئی | احد و احزاب میں یہودی حملہ کر چکے تھے علاوہ ازیں اکثر قبائل کو مسلمانوں کے خلاف کھڑا کیا کرتے اب پھر مدینہ پر حملہ کرنیکی تیاری میں تھے کہ نبی صلعم نے خیبر پہنچ کر انکے مفسدانہ ارادوں کا سد باب کر دیا۔ |
| ۵۰ | غزوہ وادی القریٰ محرم سنہ ۷ھ | (۱۳۸۲) نبی کریم صلعم | یہودان سکنائے وادی القریٰ | ۰ | ۰ | - | ۱۱ | خفیف مقابلہ کے بعد دشمن کو شکست ہوئی یہودیوں کو انکی اراضیات وغیرہ پر قابض رکھا گیا۔ | وادی القریٰ میں یہودی آباد تھے خیبر کی واپسی کے وقت جب یہاں قیام ہوا تو یہاں کے یہودیوں نے جنگ میں ابتدا کی۔ تمام کے باشندوں نے یہاں آکر خود ہی صلح کر لی۔ |
| ۵۱ | غزوہ ذات الرقاع محرم سنہ ۷ھ | (۴۰۰) نبی کریم صلعم | بنو غطفان بنو محارب بنو ثعلبہ۔ بنو انمار | ۰ | ۰ | ۰ | ۰ | دشمن منتشر ہوگیا | بنو غطفان نے بنو محارب بنو ثعلبہ بنو انمار کو اپنے ساتھ شامل کر لیا تھا اور مسلمانوں پر حملہ کرنا چاہتے تھے۔ مسلمانوں نے انکی سرحد پر جا کر مظاہرہ کیا تو سب منتشر ہوگئے۔ |

| نمبر شمار | غزوہ یا سریہ کا نام مع تاریخ | لشکر اسلام کی تعداد مع نام سردار | لشکر دشمن کی تعداد مع نام سردار | مسلمانوں کا نقصان | | دشمن کا نقصان | | نتیجہ | کیفیت |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| | | | | قیدی یا زخمی | شہید | قیدی یا زخمی | مقتول | | |
| ۵۲ | سریہ عِیص صفر سنہ ھ | (۷۲) ابوجندل و ابوبصیر [۱] | قافلہ قریش | ۰ | ۰ | ۹ | ۰ | اول دشمن کا اسباب لوٹ لیا پھر حکم نبوی کے صادر ہونے پر سب کچھ واپس کردیا | ابوجندل مکہ میں مسلمان ہوگیا تھا اسے قریش نے قید کردیا اسنے جیلخانہ ہی میں تبلیغ اسلام کرکے کافی تعداد کو مسلمان کرلیا پھر بھاگ گیا مکہ اور شام کی راہ پر ایک پہاڑ پر جا ٹھیرا اور اب قریش کا جو فریق جنگ تھا قافلہ لوٹ لیا آنحضرت نے اسباب واپس دلادیا ابوجندل کو مدینہ بلالیا |
| ۵۳ | سریہ کدید صفر سنہ ھ | ۶۰ سوار غالب بن عبداللہ لیثی | بنو ملُوّح | ۱ | ۰ | ۰ | ۰ | خفیف لڑائی ہوئی | بنو ملوح نے اصحاب بشیر بن سوید کو قتل کردیا تھا۔ انکی تنبیہ کے لئے یہ سریہ بھیجا گیا۔ |
| ۵۴ | سریہ فدک صفر سنہ ھ | غالب بن عبداللہ لیثی | اہل فدک | ۰ | ۰ | ۰ | ۰ | ۰ | کچھ لوگ دشمن کے مارے گئے |
| ۵۵ | سریہ حسمی جمادی الآخرہ سنہ ھ | (۵۰۰) زیدؓ بن حارثہ | (۱۰۲) ہنید بن عوص جبزری | ۰ | ۰ | ۱۰۰ | ۲ | مسلمانوں کی فتح ہوئی ہنید اور اسکا فرزند مارا گیا باقی کو بعد توبہ چھوڑ دیا گیا | دحیہ کلبی آنحضرت صلعم کی جانب سے سفیر بنکر ہرقل قیصر کے پاس گئے تھے اب واپس آرہے تھے قیصر کے تحائف بھی انکے پاس تھے ہنید نے انکو لوٹ لیا ان لٹیروں کی گرفتاری کیلئے حضرت زید بھیجے گئے |
| ۵۶ | سریہ تَرَبہ سنہ ھ | (۳۰) عمر فاروقؓ | اہل تَرَبہ | ۰ | ۰ | ۰ | ۰ | دشمن منتشر ہوگیا | تربہ مکہ سے ۲ منزل ہے یہاں کے لوگ بنو غطفان عدو کیساتھ شامل تھے انکی سرحد پر مظاہرہ کیا گیا۔ |

[۱] ابوجندل کا نسب نبی صلعم کیساتھ لوی بن غالب (دیکھو نسب نبوی ۹) میں شامل ہوتا ہے - خلافت فاروقی میں شام میں غزا کرتے ہوئے انتقال کیا۔ انکے بھائی عبداللہ بن سہیل بدری ہیں۔

| نمبر شمار | غزوہ یا سریہ کا نام مع تاریخ | لشکر اسلام کی تعداد مع نام امیر سردار | لشکر دشمن کی تعداد مع نام امیر سردار | مسلمانوں کا نقصان: زخمی اور گرفتار | مسلمانوں کا نقصان: شہید | دشمن کا نقصان: زخمی اور گرفتار | دشمن کا نقصان: مقتول | نتیجہ | کیفیت |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| ۵۷ | سریہ بنو کلاب | ابو بکر صدیق رضؓ | بنو کلاب | ۰ | ۰ | ۰ | ۰ | فتح ہوئی دشمن بھاگ گیا دشمن کے کچھ مارے کچھ قید ہوئے ؛ | یہ لوگ بنو محارب بنو انمار وغیرہ کے ساتھی تھے اور مسلمانوں پر حملہ کرنے کی تیاریاں کرتے تھے ؛ |
| ۵۸ | سریہ منقعہ رمضان ؁۷ھ | غالب بن عبداللہ لیثی | اہل مُنْقَعَہ | ۰ | ۰ | ۰ | ۰ | خفیف لڑائی ہوئی | یہ لوگ اہل خیبر کے اتحادی تھے |
| ۵۹ | سریہ خربہ رمضان ؁۷ھ | اسامہ[1] بن زید رضؓ | اہل خربہ | ۰ | ۱ | ۰ | ۰ | | حضرت اسامہ بہمراہیاں چلے آتے تھے راہ میں ایک شخص پہاڑ سے نیچے اترتا ہوا سیدھا اُن کی طرف آیا۔ اسامہ نے تلوار اٹھائی اس نے کلمہ شہادت پڑھا انہوں نے تلوار ماری وہ مرگیا پس ایک مسلمان مارا گیا ؛ |
| ۶۰ | سریہ بنی مرہ شوال ؁۷ھ | (۳۰) بشیر رضؓ بن سعد | بنی مرہ قریب فدک | ۰ | ۰ | ۰ | ۰ | خفیف لڑائی ہوئی | یہ لوگ اہل خیبر کے اتحادی تھے |
| ۶۱ | سریہ بشیر بن سعد انصاری شوال ؁۷ھ | (۳۰) پیادہ بشیر بن سعد بن ثعلبہ الانصاری الخزرجی[2] | اہل فزارہ و عذرہ | ۳۰ | ۰ | ۲ | ۰ | مسلمان تیروں سے سب ہی زخمی ہوئے دشمن کے دو کس گرفتار ہوئے ؛ | فزارہ و عذرہ نے جنگ خیبر میں یہودیوں کو مدد دی تھی۔ انکی تنبیہ کے لیے یہ سریہ بھیجا گیا تھا۔ صرف مظاہرہ مقصود تھا ۱۲-۱۲-۱۲-۱۲ |

[1] اسامہ نبی صلعم کو بہت پیارے تھے۔ انکی والدہ ایم ایمن ہیں۔ جن کو حضور امی بعد امی فرماتے۔ والد زید بن حارثہ ہیں۔ جنہیں نبی صلعم کی شفقت دیکھ کر لوگ زید بن محمد کہنے لگ گئے تھے ؁۵۴ھ میں وفات پائی۔ نبی صلعم کی وفات کے وقت انکی عمر ۱۸ یا ۲۰ سال تھی ؛

[2] عقبی۔ بدری۔ سب سے اول بیعت صدیقی میں داخل ہوئے۔ عین التمر پر شہید ہوئے ؛

| نمبر شمار | غزوہ یا سریہ کا نام اور تاریخ | تعداد اسلامی فوج / نام سپہ سالار | تعداد فوج دشمن / نام سپہ سالار | مسلمانوں کا نقصان: زخمی یا قیدی | مسلمانوں کا نقصان: شہید | دشمن کا نقصان: زخمی یا قیدی | دشمن کا نقصان: مقتول | نتیجہ | کیفیت |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| ٦٢ | سریہ ابن ابی العوجا ذی الحجہ ۷ھ | (۵۰) پیادہ ابن ابی العوجا | بنو سلیم | ١ | ۴٩ | ٠ | - | ابن ابی العوجا زخمی باقی مسلمان شہید ہوئے | دشمن کی سرحد پر مظاہرہ تھا کیونکہ یہ مدینہ پر حملہ کی تیاری کرتے تھے۔ |
| ٦٣ | سریہ ذات اطلح ربیع الاول ۸ھ | (۱۵) کعب بن عمیر انصاری الغفاری[1] | سکنائے ذات اطلح (بنو قضاعہ) | - | ١۴ | ٠ | - | سب مسلمان شہید ہوئے یا ایک صحابی جانبر ہوئے | یہاں کے لوگ تعداد کثیر میں فراہم ہو کر مسلمانوں پر حملہ آور ہونا چاہتے تھے انکے مرعوب کرنے کیلئے ایک دستہ بھیجا گیا دشمن بہت بڑی تعداد میں تھا سب مسلمان شہید ہوئے۔ |
| ٦۴ | سریہ ذات عرق ربیع الاول ۸ھ | (۲۵) شجاع بن وہب اسدی[2] | بنو ہوازن مقیم ذات عرق | ٠ | ٠ | ٠ | ٠ | لڑائی نہ ہوئی دشمن کے کچھ اونٹ ملے۔ | بنی ہوازن چند بار دشمنوں کو مدد دے چکے تھے اب انہوں نے مدینہ سے ۵ منزل پر پھر فراہمی لشکر کا کام کرنا شروع کر دیا تھا اور بہت لوگ جمع ہو گئے تھے اسلئے انکو مرعوب کرنیکے لئے مظاہرہ کیا گیا۔ |
| ٦۵ | سریہ مؤتہ جمادی الاول ۸ھ | (۳۰۰۰) زید بن حارثہ | ایک لاکھ شرحبیل غسانی | ٠ | ١٢ | ٠ | تعداد معلوم نہیں ہوئی | مسلمانوں کو فتح ہوئی | آنحضرت صلعم کے سفیر حارث بن عمر ازدی کو شرحبیل نے قتل کرا دیا تھا اسلئے جنگ ہوئی اگرچہ مسلمانوں کی فوج میں بھی نقصان ہوئے مگر تین ہزار نے ایک لاکھ کو شکست دی۔ |

[1] اصحاب بزرگ میں سے ہیں۔ [2] حبشہ و مدینہ کی ہجرت کی بدر اور جملہ مشاہد میں حاضر ہوئے۔ حارث غسانی اور جبلہ غسانی کے پاس سفیر نبوی بنکر گئے تھے۔ جنگ یمامہ میں شہید ہوئے۔

| نمبر شمار | نام غزوہ یا سریہ مع تاریخ | نام سردار لشکر اسلام مع تعداد | نام قوم دشمن مع مقام | نام سردار دشمن | مسلمانوں کا نقصان: قیدی یا زخمی | مسلمانوں کا نقصان: شہید | دشمن کا نقصان: قیدی یا اسیر | دشمن کا نقصان: مقتول | نتیجہ | کیفیت |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| ۶۶ | سریہ ذات السلاسل جمادی الآخرہ ۸ھ | (۵۰۰) عمرو بن العاص قرشی السہمی [1] | بنو قضاعہ مقیم ذات السلاسل | | ۰ | ۰ | ۰ | ۰ | مسلمانوں کے مظاہرہ سے دشمن منتشر ہوگیا | بنو قضاعہ بلی بنو القین مدینہ پر حملہ کرنے کے لئے جمع ہوئے تھے عمرو بن العاص کی سرداری اس مہم کی یہ وجہ خاص بھی تھی کہ انکی دادی اسی قوم کی تھی اور یہ اُس علاقہ سے خوب واقف تھے۔ |
| ۶۷ | سریہ سیف البحر رجب ۸ھ | (۳۰۰) ابو عبیدہ رضہ بن الجراح | قریش | | ۰ | ۰ | ۰ | ۰ | سمندر کے کنارے چند روز ٹھہر کر واپس آگئے | اس سریہ کا مقصد صرف یہ تھا کہ قریش کی توجہ منتشر ہو جائے۔ |
| ۶۸ | سریہ محارب شعبان ۸ھ | (۱۵) ابو قتادہ الانصاری [2] | بنو غطفان مقیم خضرہ واقع نجد | | ۰ | ۰ | ۰ | ۰ | دشمن خوفزدہ ہو کر بھاگ گیا۔ کچھ مویشی ہاتھ آئے | بنو غطفان جو چند بار پیشتر حملہ آور ہو چکے تھے اب پھر بمقام خضرہ جمع ہو رہے تھے۔ ۱۵ کس کا ایک دستہ خبر کے لئے بھیجا گیا تھا۔ |

[1] صفر ۸ھ میں مسلمان ہوئے۔ نبی صلعم نے انکو والی عمان بنایا تھا حضرت عمرؓ نے والی فلسطین بنایا۔ پھر مصر فتح کیا۔ واقعہ تحکیم اور صفین کے متعلق انکے بڑے بڑے واقعات ہیں۔

[2] فارس رسول خطاب ہے مشاہد نبوی اور مشاہد مرتضوی میں شامل رہے۔ ۵۴ھ کو کوفہ میں وفات پائی۔ حضرت علیؓ نے انکی نماز جنازہ سات تکبیروں سے پڑھائی۔

| نمبر شمار | غزوہ یا سریہ کا نام مع تاریخ | تعداد لشکر اسلام مع نام سردار | تعداد لشکر دشمن مع نام سردار | مسلمانوں کا نقصان: زخمی یا اسیر | مسلمانوں کا نقصان: شہید | دشمن کا نقصان: زخمی یا اسیر | دشمن کا نقصان: مقتول | نتیجہ | کیفیت |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| ۶۹ | غزوہ فتح مکہ رمضان ۸ھ | ۱۰۰۰۰ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم | قریش مکہ | ۰ | ۱ | ۰ | ۱۲ | فتح ہوئی | علماء میں اختلاف ہے کہ مکہ فتح ہوا ہے یا داخلہ صلح سے تھا حقیقت یہ ہے کہ نبیؐ نے حکم دیا تھا کہ لشکر مکہ کو جائے اور جبتک کوئی مسلح دستہ مزاحم نہ ہو ہتھیار کا استعمال نہ کیا جائے لشکر شہر میں مختلف رستوں سے داخل ہوا صرف ایک دستہ فوج کی مزاحمت ہوئی نبیؐ نے قبضہ شہر کے بعد سب کو عام معافی دی ∴ |
| ۷۰ | سریہ خالد رمضان ۸ھ | خالد بن ولید | بت خانہ عُزّےٰ | ۰ | ۰ | ۰ | ۰ | ۰ | عُزّیٰ قبیلہ بنو کنانہ کا بت تھا اُسے خالد بن ولید نے جا کر توڑ دیا تھا ∴ |
| ۷۱ | سریہ عمرو بن العاص رمضان ۸ھ | عمرو بن العاص | بت خانہ سُواع | ۰ | ۰ | ۰ | ۰ | ۰ | سُواع قبیلہ بنو ہذیل کا بت تھا۔ عمرو بن العاص نے توڑا تھا ∴ |
| ۷۲ | سریہ سعد اشہلی رمضان ۸ھ | سعد بن زید الاشہلی الانصاری [1] | بت خانہ منات | ۰ | ۰ | ۰ | ۰ | ۰ | منات قبیلہ اوس و خزرج کا بت تھا سعد اشہلی نے توڑا تھا ∴ |

[1] عقبی۔ بدری ہیں۔ جملہ مشاہد نبوی میں ملتزم رکاب رہے ∴

| نمبر شمار | غزوہ یا سریہ کا نام مع تاریخ | لشکر اسلام کی تعداد مع نام امیر | لشکر دشمن کی تعداد / نام قبیلہ مع نام سردار | مسلمانوں کا نقصان: جرحی | مسلمانوں کا نقصان: شہید | دشمن کا نقصان: اسیر | دشمن کا نقصان: مقتول | نتیجہ | کیفیت |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| ۷۳ | سریہ خالد ولید شوال ۸ھ | (۳۵۰) خالد بن ولید | بنو خذیمہ | . | ۹۵ | . | . | بنو خذیمہ کے جو پہلے ہی سے اسلام لا چکے تھے ۹۵ کس قتل کئے گئے نبی صلعم اس قتل سے ناخوش ہوئے۔ اور مقتولین کا خون بہا ادا کیا گیا | حضرت خالدؓ تبلیغ اسلام کے لئے بھیجے گئے تھے بنو خذیمہ پہلے ہی سے اسلام لا چکے تھے۔ حضرت خالدؓ کو ان کی بابت شک ہوا اس کے آدمی قتل کئے گئے |
| ۷۴ | غزوہ حنین یا اوطاس یا ہوازن شوال ۸ھ | ۱۲۰۰۰ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم | بنو ہوازن بنو ثقیف بنو مضر بنو اجشم وغیرہ | . | ۶ | ۶۰۰۰ | ۷۱ | فتح ہوئی | سب قیدی آنحضرتؐ نے بلا معاوضہ چھوڑ دئے تھے قیدیوں کو کپڑے بھی عطا فرمائے |
| ۷۵ | غزوۂ طائف شوال ۸ھ | ۱۲۰۰۰ نبی کریم صلعم | بنو ثقیف | جمع کثیر | ۱۳ | جمع کثیر | . | ایک ماہ کے محاصرہ کے بعد نبی کریم صلعم چلے آئے تھے | محاصرہ اٹھا لینے کے بعد یہ لوگ از خود حاضر ہو کر اسلام لائے |
| ۷۶ | سریہ عُیَینَہ بن حصین محرم ۹ھ | ۵۰ سوار عُیَینَہ بن حصین بن حذیفہ بن بدر الفزاری[1] | قبیلہ بنو تمیم | . | - | ۶۲ | . | عام بغاوت کا انسداد ہوا | اس قبیلہ نے ماتحت قبائل کو بہکایا اور ادائے خراج سے منع کیا۔ پھر عیینہ کے جانے سے بھاگ گئے ۱۱ مرد ۲۱ عورتیں ۳۰ بچے قید کر لائے۔ جب انکے سردار مدینہ میں حاضر ہوئے نبی صلعم نے سب قیدیوں کو چھوڑ دیا |

[1] بنو فزارہ کا سردار نبی صلعم نے اسے احمق و مطاع بتایا تھا جفاکش۔ جنگ جو۔ نبی صلعم سے عرض کیا۔ کہ اس کی بیوی بہت خوبصورت ہے منشاء ہو تو اس سے نکاح فرمائیں آنحضرتؐ نے ہنس کر ٹال دیا

| نمبر شمار | غزوہ یا سریہ کا نام مع تاریخ | تعداد لشکر اسلام کی اعداد مع نام سردار | تعداد لشکر دشمن کی اعداد مع نام سردار قوم | مسلمانوں کا نقصان: زخمی یا اسیر | مسلمانوں کا نقصان: شہید | دشمن کا نقصان: زخمی یا اسیر | دشمن کا نقصان: مقتول | نتیجہ | کیفیت |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| ۷۷ | سریہ قطبہ بن عامر صفر سنہ ۹ھ | (۲۰) قطبہ بن عامر | قبیلہ خثعم | نصف سے زیادہ | ۰ | اکثر | ۰ | منتشر ہو گئے | مسلمانوں کے خلاف سازش کرنے کی تیاری کر رہے تھے کچھ لوگوں کو حضرت قطبہ اسیر کر لائے تھے۔ نبی صلعم نے ان کو چھوڑ دیا ۔ |
| ۷۸ | سریہ ضحاک بن سفیان کلابی ربیع الاول سنہ ۹ھ | ضحاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ | قبیلہ بنو کلاب | | ۰ | ۰ | ۰ | | مسلمان بنو کلاب کی تعلیم کیلئے بھیجے گئے کفار نے مزاحمت کی مقابلہ ہوا۔ اہل سریہ کی تعداد کسی کتاب میں نہیں ملی۔ بعدد دے چند ہوں گے ۔ |
| ۷۹ | سریہ عبداللہ بن حذافہ ربیع الاول سنہ ۹ھ | (۳۰۰) عبداللہ بن حذافہ القرشی السہمی[1] | حبشی لوگ بحری ڈکیت | ۰ | ۰ | ۰ | ۰ | دشمن منتشر ہوگیا | بحری ڈکیت تھے ساحل جدہ پر جمع ہوئے تھے اور مکہ پر حملہ کرنے کی تیاری کرتے تھے۔ اس سریہ کے جانے سے منتشر ہو گئے ۔ |

[1] نبی صلعم کے سفیر بجانب کسریٰ۔ مہاجرین اولین سے ہیں۔ ہجرت حبشہ کی۔ طبیعت میں مذاق بہت تھا۔ بعہد خلافت فاروقؓ عیسائیوں کے ہاتھ میں قید ہو گئے تھے۔ ہرقل نے عیسائی بنانے کی بہت کوشش کی۔ اللہ تعالیٰ نے انکو محفوظ رکھا۔ مصر میں وفات پائی ۔

| نمبر شمار | غزوہ یا سریہ کا نام مع تاریخ | تعداد اسلامی فوج مع نام سردار | تعداد فوج دشمن مع نام سردار | مسلمانوں کا نقصان: زخمی یا اسیر | مسلمانوں کا نقصان: شہید | دشمن کا نقصان: زخمی یا اسیر | دشمن کا نقصان: مقتول | نتیجہ | کیفیت |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| ۸۰ | سریہ بنو طے ۹ھ | (۱۵۰) علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ | بنو طے | ۰ | ۰ | سفانہ دختر حاتم مع چند گرفتار ہوئے | ۰ | نبی کریم صلعم نے سب کو چھوڑ دیا۔ دختر حاتم کو باکرام رخصت فرمایا | |
| ۸۱ | غزوہ تبوک رجب ۹ھ | ۳۰۰۰۰ نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم | قیصر ہرقل | ۰ | ۰ | ۰ | ۰ | سرحد پر مظاہرہ کرنے دشمنوں کو مرعوب بنانے کے بعد واپس تشریف لائے | شبہ لگا تھا کہ قیصر ہرقل مدینہ پر حملہ کرنا چاہتا ہے تاکہ جنگ موتہ ع۶۵ کا داغ دھویا جائے آنحضرتؐ سرحد تک تشریف لے گئے اس سے دشمن پر رعب چھا گیا اس نے عزم ترک کر دیا |
| ۸۲ | سریہ دومۃ الجندل | (۴۲۰) خالد بن ولید رضؓ | اکیدر والئے دومۃ الجندل | ۰ | ۰ | ۱ | ۱ | اکیدر والئے دومۃ الجندل قید اور اُسکا بھائی حسان قتل ہوا تھا۔ | اکیدر کو نبی صلعم نے پھر بحال کر دیا۔ دیگر عیسائی حکومتوں کے ساتھ معاہدات کر لئے گئے۔ |

ناظرین چشم بصیرت سے ملاحظہ فرمائیں کہ اس نقشہ میں

(اول) سیف البحر ع۱ رابغ ع۲ خرار ع۳ نخلہ ع۸ بھی درج ہیں۔ حالانکہ یہ دستے محض گرداوری کے تھے۔ جو اُن راستوں ہی پر بھیجے گئے تھے۔ جو مکہ سے مدینہ کو آتے ہیں۔ اس لئے کہ قریش جیسا خونخوار کینہ دوز دشمن مسلمانوں کو بے خبری ہی میں آکر نہ دبالے۔

(دوم) اسی نقشہ میں غزوۂ ودان ۴ غزوۂ بواط ۵ غزوۂ ذو العشیرہ ۷ درج ہیں۔حالانکہ یہ محض سفر تھے اور انکا مقصود وعظ وہدایت فرمانا بھی تھا اور قبائل سے معاہدات کرلینا بھی تاکہ وہ مسلمانوں کے خلاف اُنکے دشمن قریش سے اتحاد نہ کرلیں ؎ مخص نمبر

اسی فہرست میں سریۂ دومۃ الجندل ۲۲ بھی ہے۔حالانکہ یہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف کا ایک سفر تھا۔جو عیسائی آبادی کی تبلیغ کے لئے کیا گیا تھا۔حضرت ابن عوفؓ خاص دومۃ الجندل ہی میں جاکر اترے تھے اور تین روز برابر وعظ وپند ہی فرماتے رہے تھے۔اور اس کا نتیجہ یہ ہُوا تھا۔کہ وہاں کا سردار مسلمان ہوگیا تھا؎ تبلیغ

اس نقشہ میں سریۂ قرنطاء ۳۳ بھی شامل ہے اس کا خلاصہ یہ ہے کہ محمد بن مسلمہ کو چند شخص ملے۔انہوں نے دشمن سمجھ کر اُنکے سردار کو پکڑ لیا۔نبی صلعم نے تفحص کے بعد اُسے (ثمامہؓ بن اثال کو) چھوڑ دیا۔اور وہ خلق محمدی پر فریفتہ ہوکر مسلمان ہوگیا (احسان)

اس فہرست میں ایسے واقعات بھی درج ہیں جنہیں قانونی اصطلاح میں صرف قتل ۳۰۲ تعزیرات ہند یا ڈکیتی ۳۹۵ یا قتل مع ڈکیتی ۳۹۶ کہا جاتا ہے۔اِس ضمن میں وہ واقعات بھی ہیں۔کہ الف مسلمانوں کے خلاف کسی حرکت کا ارتکاب ہُوا ؎

مثلاً کرز بن جابر مدینہ سے مسلمانوں کے مویشی لُوٹ کرلے گیا۔مسلمانوں کو خبر ہوئی۔تو انھوں نے تعاقب کیا۔نبی صلعم بھی شامل ہوگئے۔نقشہ میں اس کا نام غزوۂ سفوان ۶ ہے۔ذرا غور کرنا چاہئے کہ کیا ایسے واقعہ کی نسبت کوئی شخص کہہ سکتا ہے کہ غزوہ نبوی کفار کے خلاف صرف اسلام قبلوانے کے لئے تھا؎ تعزیرات ہند ۳۰۲ یا ۳۹۵

مثلاً۔عمرو بن امیہ یکہ وتنہا مکہ سے مدینہ اس لئے آیا تھا۔کہ داؤ پاکر نبی صلعم کو قتل کرڈالے۔وہ آیا۔اور چہرۂ انور کی زیارت کرتے اور کلام مبارک کے سنتے ہی

مسلمان ہوگیا۔ اور پھر گھر کو چلا گیا۔ اس نقشہ میں اُسے سریہ عمرو بن امیہ ع۴۷ درج کیا گیا ہے

مثلاً۔ مرض استسقاء کے چند مریض نبی صلعم کی خدمت میں آئے۔ نبی صلعم نے اُن کو بمقام عرینہ اپنے چرواہوں کے پاس رکھا۔ وہ اونٹ کا دودھ اور پیشاب پی کر اچھے ہوگئے۔ پھر چرواہوں کو قتل کر کے اونٹ بھی لوٹ کر لے گئے۔ مسلمانوں نے اُن کا تعاقب کیا اور پکڑ لیا۔ قتل مع ڈکیتی کے جرم میں وہ بھی کیفر کردار کو پہنچائے گئے۔ اس نقشہ میں اسے سریہ کرز بن جابر ع۴۶ درج کیا گیا ہے ❖ (تعداد ۲۹۶ [illegible])

مثلاً۔ بنو غطفان نے غابہ میں ڈکیتی کی نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چرواہے کو قتل کر کے اس کی جورو اور اونٹوں کو لے گئے۔ خبر ہونے پر نبی صلعم نے اُنکا تعاقب کیا۔ نقشہ میں اُس کا نام غزوۂ ذی قردہ یا غزوۂ غابہ ع۳۵ درج ہے ❖ ۲۵۵ ء

مثلاً ہنید بن عوص کے ڈکیتوں کے گروہ نے حضرت دحیہ کلبی کو لوٹ لیا تھا۔ یہ نبی صلعم کے سفیر تھے اور ہرقل کے پاس سفارت پہنچا کر واپس آرہے تھے۔ ڈکیتوں نے وہ تحائف بھی لوٹ لئے تھے۔ جو ہرقل نے نبی صلعم کے لئے ارسال کئے تھے ان ڈکیتوں کی سزادہی کے لئے ایک افسر مقرر کیا گیا۔ اس نقشہ میں اُسے سریہ حسمی ع۵۵ درج کیا گیا ہے ❖

مثلاً زید بن حارثہ کے قافلہ تجارت کو قوم فزارہ نے جو زیر سرداری اُم قرفہ تھے۔ لوٹ لیا تھا۔ اُنکی گرفتاری کے لئے ایک افسر مامور ہوا۔ اس نقشہ میں سریہ اُم قرفہ ع۴۹ کے نام سے درج ہے ❖

مثلاً سریہ قطن کی بھی یہی حالت ہے کہ ڈکیتی پیشہ گروہ کے منتشر اور مرعوب کرنے کے لئے ایک جمعیت بھیجی گئی تھی۔ اور وہ نقشہ میں سریہ ع۲۱ درج ہے ❖

(ب) ایسے واقعات بھی ہیں۔ جو مسلمانوں سے غیر مسلموں کے مقابلہ میں ہوئے:۔
مثلاً۔ عُمیر بن عدی نے اپنے قبیلہ کی ایک عورت عصماء نامی کو جو غالباً انکی بیوی بھی رہ چکی۔ یا رشتہ کی بہن تھی۔ قتل کر ڈالا تھا۔ سریہ ع[۱۰]:۔
مثلاً۔ سالم بن عمیر نے ایک یہودی کو قتل کر ڈالا تھا۔ سریہ ع[۱۱]
مثلاً محمد بن مسلمہ نے اپنے برادر رضاعی کعب اشرف یہودی کو قتل کر ڈالا تھا سریہ ع[۱۶]:۔
مثلاً عبداللہؓ بن انیس نے سفیان بن خالد ہذلی کو مار ڈالا تھا۔ سریہ ع[۲۲]:۔
مثلاً عبداللہؓ بن عتیک نے سلام بن ابی الحُقیق یہودی کو مار ڈالا تھا سریہ ع[۳۱]
یہ سب ایسے واقعات ہیں۔ جن کا شمار جنگ کے نام سے ہرگز نہیں کیا جا سکتا۔ گو ہم یہ بھی تسلیم کر لیں کہ مقتولوں کے کشتنی دگردن زدنی ہونے کی وجہ سے یا قاتلوں کے صرف جوش مذہبی کی وجہ سے اِنکا ارتکاب ہُوا تھا:۔
اِسی نقشہ کے اندر واقعہ رجیع بھی درج ہے۔ چند لوگ دس واعظوں کو نبی صلعم کی اجازت سے اپنے ساتھ لے گئے۔ اپنے علاقہ میں لے جا کر آٹھ کو قتل دو کو فروخت کر ڈالا۔ نقشہ میں اس کا نام سریہ رجیع ع[۲۳] ہے۔ اس واقعہ کے بعد نبی صلعم ان کے علاقہ تک دو سو سواروں کو لے کر گرداوری کر کے واپس تشریف لے آئے تھے۔ جس سے مقصود اُن سرکشوں کا صرف مرعوب کر دینا تھا۔ وہ اس نقشہ میں غزوۂ لحیان ع[۳۴] کے نام سے درج ہے:۔
مقام ذی القصہ پر بھی ایسا ہی ہُوا۔ دس عالمان دین تبلیغ کے لئے نکلے تھے رات کو ایک جگہ سوئے۔ بنو ثعلبہ نے حملہ کر کے اُن میں سے ۹ کو شہید کر ڈالا۔

مغلطین اسلام کا ...

ایک سخت زخمی ہوئے۔ اس نقشہ میں وہ سریہ ذی القصہ ۳۷ درج ہے ان بنو ثعلبہ کے مرعوب کرنے کو دو سردار بھیجے گئے۔ وہ سریہ ۳۸ و سریہ ۴۰ کے نام سے درج ہے۔

علی ہذا ملک نجد کے لئے (۷۰) واعظ بھیجے گئے تھے۔ والئے نجد کا چچا انکی حفاظت کا خود ذمہ دار بنا تھا جب وہ اس کے علاقہ میں پہنچے۔ تو حملہ کر کے سب کو شہید کر ڈالا۔ ایک مسلمان سخت زخمی ہو کر جانبر ہو گیا۔ نقشہ میں اس کا نام سریہ بیر معونہ ۲۴ ہے۔

بعض واقعات صرف غلط فہمی سے وقوع میں آئے تھے۔

مثلاً۔ اُسیر بن رزام یہودی اپنے تیس آدمیوں کے ساتھ حضرت عبداللہ بن رواحہ کی معیت میں مدینہ کو آ رہا تھا۔ آنحضرت صلعم نے اُسیر کو اس لئے طلب فرمایا تھا۔ کہ اُسے اُس کے قبیلہ کا سردار بنایا جائے۔ ابن رواحہؓ کے ساتھ بھی تیس ہی مسلمان تھے ایک ایک اونٹ پر ایک مسلمان ایک یہودی سوار تھا۔

اُسیر نے چپکے سے عبداللہؓ کی تلوار پر ہاتھ ڈالا۔ انہوں نے اونٹ سے نیچے کود کر اُسیر کے ضرب لگائی۔ اُس نے عبداللہ کو ضرب لگائی۔ سرداروں کو آپس میں لڑتے دیکھ کر ہمراہی بھی لڑ پڑے۔ تیس مسلمانوں نے تیس یہودیوں کا خاتمہ کر دیا اس نقشہ میں یہ سریہ عبداللہؓ بن رواحہ ۴۵ کے نام سے درج ہے۔

اس واقعہ میں شاید کوئی شخص یہودیوں کو مقتول اور مسلمانوں کو قاتل سمجھ کر اس کو غلط فہمی پر محمول نہ کرے لیکن خود مسلمانوں کے اندر باہمی بھی ایسی غلط فہمیاں ہوئی ہیں۔

مثلاً خالد بن ولید بنو خذیمہ میں تبلیغ اسلام کرنے گئے تھے۔ وہ پہلے ہی

مسلمان ہو چکے تھے۔ انہوں نے لشکرِ اسلام کی آمد سنی۔ تو مسلح ہو کر آگے بڑھے خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ انکے مسلح ہونے کی وجہ سے غلطی میں پڑ گئے۔ بنوخذیمہ سے یہ غلطی ہوئی۔ کہ انہوں نے اَسْلَمْنَا اَسْلَمْنَا کہنے کی بجائے اَصْبَانَا اَصْبَانَا کا لفظ استعمال کیا۔ ان غلطیوں کا نتیجہ یہ ہوا کہ حضرت خالدؓ کے کچھ سواروں نے قبیلہ کے کچھ آدمیوں کو قتل کر ڈالا۔ اس نقشہ میں اس کا نام سریہ خالد ۷۳ ہے۔

ایسا ہی واقعہ حضرت اسامہؓ بن زیدؓ کا ہے۔ اُنکو ایک مسلمان دشمن کے ملک میں ملا۔ اُس نے مسلمان ہونے کا اظہار بھی کیا۔ مگر اُنکا شبہ رفع نہ ہوا اور قتل کر دیا وہ اس نقشہ میں سریہ خمربہ ۵۹ کے نام سے درج ہے۔

ایسا ہی واقعہ۔ عمرو بن امیہ ضمری کا ہے۔ انہوں نے دو شخصوں کو بیر معونہ کے قریب دیکھا۔ اور اُن کو ۶۹ مسلمانوں کے قاتلوں میں سے سمجھا۔ اور مار ڈالا۔ نبی کریم صلعم نے انکا دیت ادا کیا۔ اس نقشہ میں وہ سریہ ۲۵ کے نام سے درج ہے۔

اِس سے بھی عجیب تر سریہ ۷۰ و سریہ ۷۱ و سریہ ۷۲ ہیں۔ اُنکا خلاصہ تو یہ ہے کہ یہ قبائل مسلمان ہو گئے تھے۔ اور نہیں کی مرضی کے موافق اِن بُت خانوں کو گرایا گیا۔ مگر اس نقشہ میں انکا اندراج سرایا کے نام سے ہے

تفصیلات بالا سے ایک تحقیق دوست شخص سمجھ سکے گا۔ کہ عنوان غزوات و سرایا کے تحت میں صرف لڑائیاں ہی درج نہیں کی گئیں۔ بلکہ نبی صلعم یا مسلمانوں کا ہر قسم کا سفر درج ہے۔ ہم اس نقشہ کے اندر اگر اصلی لڑائیوں کا انتخاب کرنے لگیں گے۔ تو اُنکا شمار بہت کم نکلے گا۔

بدر ۹ احد ۱۹ غزوۂ احزاب ۳۰ خیبر ۴۹ فتح مکہ ۶۹ غزوہ حنین ۷۴

بیشک لڑائیاں ہیں۔ مگر نقشہ میں انکی تعداد کو بھی بڑھانے کی سعی کی گئی ہے ۔

مثلاً غزوہ حمراء الاسد ۲۰ کو غزوہ احد ۱۹ سے علیحدہ جنگ شمار کیا گیا ہے حالانکہ احد پہلے دن کی لڑائی کا نام ہے اور حمراء الاسد دوسرے دن کے تعاقب یا تجسس دشمن کا۔ پھر اس کا شمار علیحدہ کیونکر ہو سکتا تھا ۔

میں چاہتا ہوں کہ جملہ غزوات و سرایا کو انکے مناسب عنوانات کے تحت میں درج کر دوں تاکہ ناظرین کتاب میرے مدعا کو بخوبی ذہن نشین فرمالیں ۔

اول۔ تکمیل معاہدات و تبلیغ اسلام و مواعظ کے لئے سفر ۔

غزوہ ودان نمبر ۴۔ غزوہ بواط نمبر ۵۔ غزوہ ذوالعشیرہ نمبر ۷۔ سریہ دومۃ الجندل نمبر ۲۴۔ غزوہ حدیبیہ نمبر ۰ ۔

دوم۔ حملہ آور دشمن کے احوال کی دریافت ۔

سیف البحر ... نمبر ۱ ۔ رابغ ..... نمبر ۲ ۔ خرار ...... نمبر ۳

سریہ نخلہ ... نمبر ۰ ۔ سریہ قردہ ... نمبر ۱۸ ۔ سریہ ابو قتادہ ... نمبر ۶۰ ۔

سوم۔ گرداوری تا سرحد حملہ آوران جس کا مقصود دشمن کو مرعوب کر کے اس حملہ آوری سے روکنا تھا ۔

غزوہ قرقرۃ الکدر نمبر ۱۴ ۔ سریہ قرقرۃ الکدر نمبر ۱۵ ۔ غزوہ ذی امر ... نمبر ۱۷

بدر اخرے ... نمبر ۲۷ ۔ غزوہ دومۃ الجندل نمبر ۲۸ ۔ سریہ قرنطا ... نمبر ۳۳

غزوہ بنو لحیان .. نمبر ۳۴ ۔ سریہ غمر ... نمبر ۳۶ ۔ سریہ بنو ثعلبہ ... نمبر ۳۸

سریہ جموم .... نمبر ۳۹ ۔ سریہ طرف ... نمبر ۴۰ ۔ سریہ وادی القری نمبر ۴۱

سریہ فدک .... نمبر ۴۳ ۔ غزوہ وادی القریٰ نمبر ۵۰ ۔ غزوہ ذات الرقاع نمبر ۵۱

سریہ عیص . . . نمبر ۵۲ - سریہ کدید یا سریہ غالب نمبر ۵۳ - سریہ غالب . . . نمبر ۵۴
سریہ تربہ . . . نمبر ۵۶ - سریہ بنو کلاب . . نمبر ۵۷ - سریہ منقعہ . . . نمبر ۵۸
سریہ بنو مرہ . . . نمبر ۶۰ - سریہ بشیر . . . . نمبر ۶۱ - سریہ ابن ابی العوجا . . نمبر ۶۲
سریہ کعب بن عمیر . نمبر ۶۳ - سریہ شجاع بن وہب . . نمبر ۶۴ - سریہ عمرو بن العاص نمبر ۶۶
سریہ ابو عبیدہ . . . نمبر ۶۷ - سریہ ابو قتادہ . . . نمبر ۶۸ - سریہ عُیَینَہ . . . . نمبر ۷۶
سریہ قطبہ . . . نمبر ۷۷ - غزوہ تبوک . . . نمبر ۸۱ - سریہ دومۃ الجندل نمبر ۸۲

چہارم - سزا دہی گروہ ڈکیتی پیشگان *

سریہ حسمی . . . نمبر ۵۵ - سریہ ام قرفہ . . . نمبر ۴۴ - سریہ عرنیئن . . . نمبر ۴۶

پنجم - تعاقب ڈکیتان *

غزوہ سفوان . . . نمبر ۶ - سریہ قطن . . . . نمبر ۲۱ - غزوہ ذی قردہ یا غزوہ غابہ نمبر ۳۵
سریہ عبداللہ بن حذافہ نمبر ۹۷ *

ششم معاہد اقوام کی جانب سے بغاوت اور غدر اور بلوے اور اُنکے انجام

غزوہ بنو قینقاع نمبر ۱۲ - سریہ رجیع . . . نمبر ۲۳ - سریہ بیر معونہ . . نمبر ۲۴
غزوہ بنو نفیر نمبر ۲۶ - سریہ بنو مصطلق . . نمبر ۲۹ - غزوہ بنو قریظہ . . نمبر ۳۲
سریہ ذی القصہ نمبر ۳۷ - سریہ بنی طے . . . نمبر ۸۰ *

ہفتم - غلط فہمیاں *

سریہ عمرو بن امیہ نمبر ۲۵ - سریہ بن رواحہ . . نمبر ۴۵ - سفر عمرو بن امیہ نمبر ۷۴
سریہ خربہ نمبر ۵۹ - سریہ خالد . . . نمبر ۷۳ - سریہ ضحاک بن سفیان نمبر ۷۴

ہشتم - بُت شکنی *

سریہ خالد ۔ ۔ ۔ نمبر۷۰۔ سریہ عمرو بن عاص نمبر۷۱۔ سریہ سعد اشہلی نمبر۷۲؀

نہم۔ جنگ؀

بدر الکبرےٰ ۔ ۔ ۔ نمبر۹۔ غزوۂ اُحد ۔ ۔ ۔ ۔ نمبر۱۹۔ غزوۂ احزاب ۔ ۔ نمبر۳۰۔
غزوۂ خیبر ۔ ۔ ۔ نمبر۴۹۔ سریہ موتہ ۔ ۔ ۔ نمبر۶۵۔ فتح مکہ ۔ ۔ ۔ نمبر۶۹۔
غزوۂ حُنَین ۔ ۔ ۔ نمبر۷۴؀

دہم۔ تعاقب دشمنان؀

غزوۂ السویق ۔ ۔ ۔ نمبر۱۳۔ حمراء الاسد ۔ ۔ نمبر۲۰۔ غزوۂ طائف نمبر۷۵؀

یازدہم۔ لوکل یا پرسنل واقعات مقامی و شخصی؀

سریہ عمیر ۔ ۔ ۔ نمبر۱۰۔ سریہ سالم ۔ ۔ نمبر۱۱۔ سریہ محمد بن مسلمہ ۔ ۔ نمبر۱۶۔
سریہ ابن اُنیس نمبر۲۲۔ سریہ ابن عتیک ۔ نمبر۳۱؀

امید ہے کہ صراحت بالا کا علم اور اُس پر غور کے بعد اس نقشہ کا طول جو ہم غزوات و سرایا کی بابت دے آئے ہیں بہت مختصر نظر آنے لگیگا۔ لیکن ہم ناظرین کتاب کو اس مسئلہ کے ہر پہلو سے واقف کرنا چاہتے ہیں کہ بصیرت کامل ہو جائے؀

غزوات و سرایا کی تقسیم ہم فرقہ بندی پر کرتے ہیں۔ تاکہ معلوم ہو سکے کہ کن کن قبائل کے ساتھ یہ جھگڑے ہوئے۔ شخصی واقعات کو جنکا شمارہ (۵) ہے چھوڑ دیا گیا؀

## ۱۔ قریش مکہ

سیف البحر نمبر۱۔ رابغ نمبر۲۔ خرار نمبر۳۔ بواط نمبر۵۔ سفوان نمبر۶۔ ذوالعشیرہ نمبر۷۔ غزوۂ السویق نمبر۱۳۔ ذی قردہ نمبر۱۸۔ اُحد نمبر۱۹۔ حمراء الاسد نمبر۲۰۔ بدر الاخری نمبر۲۷۔ احزاب نمبر۳۰۔ سریہ عیص نمبر۵۲۔ سریہ عمرو بن

امیہ نمبر ۴۷ حُدیبیہ نمبر ۴۸ سیف البحر نمبر ۶۷ - بکہ نمبر ۶۹*

## ۲ - بنو غطفان و انمار

قرقرۃ الکدر نمبر ۱۴ اد نمبر ۱۵ - ذی امر نمبر ۱۷ - دومہ نمبر ۲۸ - بنو مصطلق نمبر ۲۹ - غابہ نمبر ۳۵ - وادی القری نمبر ۴۱ - سریہ کرز بن جابر نمبر ۴۶ - ذات الرقاع نمبر ۵۱ - سریہ ترپہ نمبر ۵۶ - سریہ منقعہ نمبر ۵۸ - سریہ خربہ نمبر ۵۹ - سریہ ابو قتادہ نمبر ۶۸ - سریہ عبد اللہ بن حذافہ نمبر ۷۷*

## ۳ - بنو سلیم

بیر معونہ نمبر ۲۴ جموم نمبر ۳۹ - ابن ابی العوجا نمبر ۶۲ - بنو ملوح حلیف بنو سلیم نمبر ۵۳

## ۴ - بنو ثعلبہ

ذی القصہ نمبر ۳۷ - بنو ثعلبہ نمبر ۳۸ - طرف نمبر ۴۰ - سریہ حسمی نمبر ۵۵*

## ۵ - بنو فزارہ و عذرہ

سریہ ابو بکر صدیق نمبر ۴۴ - سریہ فدک نمبر ۵۴ - سریہ بشیر بن سعد نمبر ۶۱ - ذات اطلح نمبر ۶۳*

## ۶ - بنو کلاب و بنو مرہ

قریظہ نمبر ۳۳ - بنو کلاب نمبر ۵۷ - بنو مرہ نمبر ۶۰ - سریہ ضحاک نمبر ۷۸*

## ۷ - بنو عضل و قارہ

رجیع نمبر ۲۳*

## ۸ - بنو اسد و بنو قضاعہ

قطن نمبر ۲۱ - غمر نمبر ۳۶ - ذات السلاسل نمبر ۶۶*

## ۹- بنو ذکوان

بیرمعونہ نمبر ۲۴- اُسی کو ہم نے بنو سلیم کے تحت میں درج کیا ہے۔ واقعہ ایک ہے۔ دو قبائل کا تعلق تھا۔

## ۱۰- بنو لحیان

غزوہ نمبر ۴۳۔

## ۱۱- بنو سعد بن بکر

فدک نمبر ۴۳۔

## ۱۲- بنو ہوازن

ذات عرق نمبر ۶۴۔

## ۱۳- بنو تمیم

سریہ عُیینہ نمبر ۷۶۔

## ۱۴- بنو ثقیف

حُنین نمبر ۷۴- طائف نمبر ۷۵۔

## ۱۵- یہود

بنو قینقاع نمبر ۱۲- بنو نضیر نمبر ۲۶- بنو قریظہ نمبر ۳۲- سریہ ابن رواحہ نمبر ۴۵ خیبر نمبر ۴۹- وادی القریٰ نمبر ۵۰۔

## ۱۶- عیسائیان

موتہ نمبر ۶۵- بنو طے نمبر ۷۹- تبوک نمبر ۸۰- دومۃ الجندل نمبر ۲۸ و نمبر ۴۲ و نمبر ۸۲۔

تمام قبائل ایک ہی خاندان

متعدد قبائل کے نام دیکھ کر ناظرین کو خیال ہوگا۔کہ اتنے قبائل سے جنگ کے وجوہ کیا ہیں ؟

ہم اول تو ان قبائل کے باہمی تعلقات قرابت کو بیان کریں گے جس سے معلوم ہو سکیگا۔کہ فی الواقع یہ قبائل اتنے ہی ہیں۔جس قدر بادی النظر میں معلوم ہوتے ہیں۔یا یہ سلسلہ جدیت کی وحدت میں منسلک ہیں۔اور حیات و بقا اور جنگ و صلح میں وہ اس قدر متوافق و متحد چلے آئے تھے۔کہ ایک ہی سمجھے جاتے اور ایک ہی شمار ہوتے تھے

واضح ہو کہ الیاس بن مضر کے تین فرزند تھے ؟

اول۔ قیس عیلان اور بنو غطفان۔ بنو ثعلبہ۔ بنو محارب۔ بنو اشجع۔ بنو بیساں۔ بنو فزارہ۔اسی قیس عیلان کے فرزند سعد کی اولاد ہیں ؟

دوم۔ طانجہ۔ بنو تمیم اسی فرزند عد کی اولاد ہیں ؟

سوم۔ مدرکہ اور بنو اسد۔ بنو ہون۔ بنو قارہ۔ بنو عضل اور بنو کنانہ (جس کے اندر الاحابیش و بنو خزیمہ یعنی بنو مصطلق اور قریش داخل ہیں) اسی مدرکہ کے فرزند خزیمہ کی اولاد ہیں ؟

اس شجرہ سے ایک محقق معلوم کر سکتا ہے۔کہ یہ تمام قبائل قریش ہی کے جدی اور شخص واحد الیاس بن مضر کی اولاد تھے۔اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ جو کچھ لڑائی وغیرہ ہوئی۔وہ حضور صلعم کے جدی بھائیوں ہی کے غیظ و غضب کا نتیجہ تھا ؟

یہودی قریش کے ساتھ معاہدات کی رو سے متفق تھے۔جیسا کہ آجکل ٹرکی و جرمنی ہیں۔اس اصلیت کے منکشف ہو جانے کے بعد کہ نبی صلعم کے غزوات وسرایا یعنی لڑائیاں صرف ایک ہی نسل کے شخصوں یعنی بنو الیاس بن مضر سے ہوئیں۔جس نسل سے خود

آنحضرت صلعم بھی ہیں۔ کوئی بھی معترض یہ نہیں کہ سکتا۔ کہ نبی صلعم نے عرب بھر میں لڑائی پھیلادی تھی۔ یا یہ کہ اسلام کو بجبر قبلوانے کے لئے لڑائی کی جاتی ہے کیونکہ اگر ایسا ہوتا۔ تو عرب کے سینکڑوں قبائل میں سے کسی اور کے ساتھ بھی جارحانہ ومخاصمانہ یا مدافعانہ طاقت آزمائی ہوئی ہوتی۔ یہ دلیل ایسی صاف اور مستحکم اور سراپا حقیقت ہے۔ کہ غزواۃ نبوی کے متعلق جن دلائل کو ہمارے علماء کرام آج تک پیش کرتے رہے ہیں۔ اور جو بجائے خود بہت کچھ قابل وقعت اور قابل قبولیت ہیں۔ ان کی حاجت نہیں رہ جاتی۔ البتہ فلسفہ تاریخ ہنوز اس امر کا ہم سے خواستگار ضرور ہے کہ مندرجہ بالا قبائل کیونکر جنگ میں شامل ہوتے رہے اور کیونکر اور کب مسلمانوں کے خلاف وہ فریق مخالف ٹھہرے۔ اس انکشاف کے بعد ہماری پیش کردہ دلیل کو درجہ بُرہان حاصل ہوجائیگا۔

ہم لکھ چکے ہیں کہ غزواۃ وسرایا کا آغاز ہجرت کے بعد ہُوا ہے۔ پہلا غزوہ یا جنگ واقعہ بدر ہے۔ جو ہجرت سے دوسرے ہی سال میں ہُوا تھا۔ ہم کو تفحص کرنا ضروری ہے کہ قریش کے حملہ آور لشکر میں کون کون قبائل کے لوگ شامل ہوئے تھے۔

(۱) قریش مدینہ پر حملہ آور ہونا چاہتے تھے۔ مگر اُنکے درمیان بنوکنانہ کا علاقہ پڑتا تھا۔ جن سے قریش کی جانی عداوت ومخاصمت کئی پشت سے چلی آتی تھی۔ قریش کو مدینہ پر حملہ آور ہونے میں دو مشکلات کا سامنا تھا۔

(الف) بنوکنانہ انکو اپنے علاقہ سے فوج لے جانے نہ دیں گے۔

(ب) اگر فوج کو راہ مل بھی گئی۔ تب بھی اندیشہ ہے۔ کہ بنوکنانہ اُدھر تو حملہ آور فوج کا سلسلہ عقب سے منقطع کردیں اور اِدھر خود مکہ پر حملہ کرکے اُس پر قبضہ کرلیں

کیونکہ وہاں کوئی بھی ہتھیار اُٹھانیوالا باقی نہ رہ گیا ہوگا۔
یہ خیالات ایسے قوی تھے کہ قریش کو مجبوراً حملہ آوری کے ارادوں کا چھوڑ دینا ضروری تھا۔

۱۔ سراقہ[1] بن مالک المدلجی الکنانی۔ جو اس درمیانی علاقہ کا سردار تھا۔ اُسے بھی معلوم ہوگیا۔ کہ قریش صرف اُس کی وجہ سے مسلمانوں پر حملہ کرنے سے رُکے ہوئے ہیں۔ اس لئے سُراقہ مذکور خود مکہ گیا۔ اس نے تمام پچھلی عداوتوں کو چھوڑ کر قریش کے ساتھ معاہدۂ اتحاد کر لیا۔ اور صاف صاف طور پر یہ طے ہوگیا۔ کہ جب قریش مدینہ پر حملہ کرنے کے لئے اپنی فوج لائیں گے۔ تو سُراقہ انکو اپنے علاقہ سے راستہ دے دیگا اور خود اُنکے وطن کو کوئی گزند نہ پہنچائے گا۔ بلکہ جہاں تک ممکن ہُوا۔ وہ قریش کو مسلمانوں کے خلاف امداد بھی دے گا۔

یہی تھا وہ معاہدۂ شیطانی جس کے ذریعہ سے یہ شخص مسلمانوں پر قریش کے حملہ کرسکنے کا سبب قوی بناتھا۔

۲۔ الاحابیش اور بنو مصطلق بھی سراقہ کے ساتھ اس معاہدہ میں شامل تھے لہذا بدر کی اولین جنگ ہی پہلا موقع ہے کہ الاحابیش اور بنو مصطلق بھی مسلمانوں کے دشمن یعنی قریش کے ساتھ عملی طریق پر شامل ہوئے۔ یہ یاد رکھنا چاہئے کہ الاحابیش اور بنو مصطلق بنو کنانہ ہیں۔ اور ان کے تحت میں مندرجہ ذیل قبائل شامل ہیں۔

---

[1] راہ ہجرت میں سراقہ ہی نے بامید انعام مشتہرہ قریش نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تعاقب کیا تھا۔ سراقہ ۸ھ میں داخل اسلام ہوئے اور ۲۴ھ میں وفات پائی۔

| | | |
|---|---|---|
| الاحابیش[1] | بنو نضر | یعنی اولاد نضر بن کنانہ ۔ |
| | بنو مالک | یعنی اولاد مالک بن کنانہ ۔ |
| | مُطَیَّبین[2] | یعنی اولاد حرث بن مالک ۔ |
| بنو مصطلق کے تحت میں مندرجہ ذیل قبائل ہیں | بنو الحرث | حرث بن لوی سے ۔ |
| | بنو العوف | عوف بن لوی سے ۔ |
| | بنو کعب | کعب بن لوی سے ۔ |
| | بنو عدی | عدی بن کعب سے ۔ |
| | بنو ہصیص | ہصیص بن کعب سے ۔ |
| | بنو جمح | جمح بن کعب سے ۔ |
| | بنو مرہ | مرہ بن کعب سے ۔ |
| | بنو سہم | سہم بن کعب سے ۔ |
| | بنو تیم | تیم بن مرہ سے ۔ |
| | بنو کلاب | کلاب بن مرہ سے ۔ |
| | بنو زہرہ | یعنی زہرہ بن کلاب سے ۔ |
| | بنو قصی | قصی بن کلاب سے ۔ |

جنگ بدر کا نتیجہ جب قریش کے خلاف نکلا تب سراقہ کو افسوس رہا کہ اُس نے کیوں قریش کو مسلمانوں کے خلاف پوری پوری مدد نہ دی چنانچہ اُحد میں اُس نے تلافی

[1] الاحابیش حبشی سے بنا ہے یہ مکہ کے قریب ایک پہاڑی کا نام ہے۔ جس کے پاس انھوں نے ایک معاہدہ کیا تھا۔ اس لئے احابیش کہلائے ۔

[2] انھوں نے ایک معاہدہ کرتے وقت عطر کا استعمال کیا تھا۔ اس لئے مطیبین کہلائے ۔

مافات کردی اور عملاً شامل جنگ ہؤا۔

۳۔ واقعہ احد کو دیکھئے کہ قریش کا لشکر تین ہزار کی تعداد میں ہے۔ جس میں قریش صرف ایک ہزار ہیں۔ اور باقی دو ہزار ان ہی قبائل کے ہیں جو فرزندان الیاس بن مضر ہیں۔

امام علی بن برہان الدین حلبی[1] نے جنگ احد میں بنو المصطلق اور بنو ہون بن خزیمہ کی شمولیت اور واقدی[2] نے بنو ثقیف کی شمولیت بیان کی ہے۔ اور سیرۃ النبویہ[3] میں لاحابیش کی شمولیت کی صراحت کی گئی ہے پس احد میں ان قبائل کا پہل کر کے کھلم کھلا میدان میں آجانا ہر محقق کو مطمئن کر سکے گا۔ کہ ان قبائل سے مسلمانوں کا بطور فریق جنگ برتاؤ کرنا بالکل دنیا کے مسلمہ قانون جنگ کے اتباع میں تھا۔

۴۔ احد کے بعد دشمنوں کا بہت بڑا حملہ مسلمانوں پر جنگ خندق ہے۔ جسے قرآن مجید میں جنگ احزاب فرمایا گیا ہے۔ لشکروں کا اجتماع اور مسلمانوں کی پریشانی و کمزوری قرآن مجید کے مندرجہ ذیل کلام صدق التیام سے بخوبی واضح ہوتی ہے۔

| | |
|---|---|
| اِذْ جَآءُوْكُمْ مِّنْ فَوْقِكُمْ وَمِنْ اَسْفَلَ مِنْكُمْ وَاِذْ زَاغَتِ الْاَبْصَارُ وَبَلَغَتِ الْقُلُوْبُ الْحَنَاجِرَ وَتَظُنُّوْنَ بِاللّٰهِ الظُّنُوْنَا هُنَالِكَ ابْتُلِيَ الْمُؤْمِنُوْنَ وَزُلْزِلُوْا زِلْزَالًا شَدِيْدًا ۝ | جب دشمن شہر کے اوپر اور نیچے کی جانب سے آ گئے جب مسلمانوں کی آنکھیں پتھرا گئیں اور دل حلق تک اچھل آئے۔ اور جب تم اللہ پر کچھ کچھ گمان کرنے لگے۔ ایسے وقت میں مسلمانوں کی سخت آزمائش کی گئی اور انکو بہت زور سے جھنجھوڑ گیا۔ |

[1] انسان العیون جلد ۲ صفحہ ۲۱۸۔
[2] واقدی صفحہ ۱۴۷۔
[3] سیرت النبویہ مولوی کرامت علی دہلوی۔

اب ان چند در چند لشکروں کا تفحص کرنا چاہئے کہ کن کن قبائل سے مرکب ہیں ؛

الف قریش اور اُنکے اتباع۔ زیر کمان ابو سفیان اُموِی ؛

ب بنو سلیم۔ زیر کمان سفیان بن عبد شمس (ابو الاعور سلمی ؛

ج بنو اسد۔ زیر کمان طلیحہ بن خوید الاسدی ؛

د بنو اشجع زیر کمان ابو مسعود بن اُخیلہ ؛

ہ بنو مرہ زیر کمان حرث بن عوف مُرّی ؛

و بنو غطفان و اتباع بنو غطفان۔ یعنی بنو عبس۔ بنو ذبیان۔ بنو العشراء۔ بنو سعد۔ بنو حشراء۔ بنو شبیع۔ بنو حجاش۔ بنو فرازہ } زیر کمان عُیَیْنہ بن حصین ؛

ز یہودان خیبر و نواحی۔ فدک و ام القری و تیما۔ زیر کمان حُیَیّ بن اخطب ؛

ح قبیلہ ہوازن۔ زیر کمان عامر بن طفیل ؛

جملہ قبائل بالا۔ اس لشکر میں موجود تھے ؛

ط یہودان بنو قریظہ مقیم مدینہ نے دشمنوں کو آلات کثیرہ مساحی۔ کرادین اور مکاتل سے امداد دی تھی[1] ؛

ان قبائل کے فریق جنگ بن جانے کے بعد ایک محقق کے لئے پوری پوری وجہ منکشف ہو جاتی ہے کہ کیوں فلان فلان قبائل کی سرحد پر مسلمانوں نے مظاہرہ کیا۔ یا

[1] انسان العیون جلد ۲ صفحہ ۳۱۱ ؛

کیوں فلاں قبیلہ کے شخص کی گرفتاری عمل میں آئی۔ جنگ خیبر و مکہ و حنین و طائف کے بواعث بھی اُسے معلوم ہو جائیں گے۔ کیونکہ یہ وہی قبائل ہیں۔ جو اُحد اور خندق میں مسلمانوں پر حملہ آور ہو چکے تھے۔

غرض کوئی ایسا قبیلہ یا گروہ نہیں۔ کہ مسلمانوں نے اُس پر حملہ کرنے میں ابتدا کی ہو۔ بلکہ جب متعدد بار اُس نے حملے کئے تب اُس کا انہوں نے جواب دیا ہے۔

اِن سب انکشافات کے بعد ممکن ہے کہ معترض اپنے اعتراض کو ختم کر چکا ہو۔ مگر ہنوز اس کے سینہ میں شکوک موجود ہوں تو میں اُس سے عرض کرنا چاہتا ہوں کہ نقشہ کے تمام نمبروں کو جو ۸۲ ہیں۔ لڑائیاں ہی سمجھ لو۔ اور ہر لڑائی کو جارحانہ ہی تسلیم کر لو اور مان لو کہ سب لڑائیوں کا آغاز اور اقدام مسلمانوں ہی کی جانب سے ہوا تھا۔ پھر بھی لڑائیوں کے نتائج پر غور کرنا ضروری ہو گا۔ ہمارے پیش کردہ نقشہ سے ظاہر ہے کہ اِن سب لڑائیوں میں مسلمان اور فریق مخالف کا نقصان حسب ذیل تھا:-

| نام فریق | اسیر | زخمی | مقتول | کل | کیفیت |
|---|---|---|---|---|---|
| مسلمان | ۱ | ۱۲۷ | ۲۵۹ | ۳۸۷ | ہر دو جانب کے زخمیوں کی تعداد صحیح نہیں۔ |
| مخالف | ۶۵۶۴ | ۰ | ۷۵۹ | ۷۳۲۳ | اسیروں اور مقتولوں کی تعداد انشاء اللہ صحیح ہے۔ |
| میزان | ۶۵۶۵ | ۱۲۷ | ۱۰۱۸ | ۷۷۱۰ | |

مقتولین ہر دو جانب کی تعداد (۱۰۱۸) ہے اور (۸۲) پر تقسیم کرنے سے فی جنگ (۱۱ ⅕) اوسط نکلتا ہے۔ کیا ایسی لڑائیوں کی نسبت کوئی ذی عقل یہ قرار دے سکتا ہے کہ صدہا سالہ مذاہب کے ترک کرانے اور نئے مذہب کے بجبر قبلوانے کے لئے اور وہ بھی عرب جیسے خونخوار ملک میں یہ کافی مؤثر ہیں۔

دشمنوں کی تعداد اسیران کافی معلوم ہوتی ہے۔ یعنی (۶۵۶۴) مگر یہ تعداد بھی جزیرہ

نمار عرب کی وسعت کے مقابلہ میں ہیچ ہے۔ اور چونکہ اس تعداد کے اندر بڑی تعداد (۶۰۰۰) ایک ہی غزوہ حنین کی ہے۔ اس لئے باقی جنگوں میں اوسط اسیران جنگ (۷) رہتا ہے۔ یہ تعداد بھی ایسی نہیں ہے۔ جو تمام ملک کو تبدیلی مذہب پر مجبور کر سکے۔

ہم کو (۶۵۶۴) قیدیوں کے متعلق یہ تحقیق ہو گیا ہے کہ (۶۳۴۷) کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ازراہ لطف و احسان بلا کسی شرط کے آزاد فرما دیا تھا۔ صرف دو قیدی ایسے تھے جو سابقہ جرائم کی پاداش میں قتل کئے گئے تھے (۲۱۵) قیدی ایسے رہ جاتے ہیں۔ جن کی بابت مجھ کو پتہ نہیں چلا۔ امید ہے کہ میرے بعد کوئی وسیع النظر عالم اس کی تکمیل فرما سکیں گے۔ مگر میں متیقن ہوں کہ جس ذات قدسی نے (۶۳۴۷) کے ساتھ لطف و احسان فرمایا تھا۔ اُس کے الطاف سے (۲۱۵) کس بھی ضرور بہرہ ور ہوئے ہونگے اور اغلب یہ ہے کہ یہ لوگ مسلمان ہو کر مسلمانوں ہی کے اندر رہ گئے ہونگے۔ اس لئے انکا شمار رہائی پانے والوں میں نہیں ہوا۔

اعداد بالا سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ وحشی عرب کو متمدن عرب اور ملحد و بت پرست عرب کو موحد و مسلم عرب بنانے۔ ڈکیتی اور خونخواری کی وارداتوں کے روکنے فرانس سے دو چند بڑے ملک میں امن عامہ کو قائم اور مستحکم بنانے صدیوں اور نسلوں کی عداوت و مخاصمت کو مٹا کر اخوت و روحانیت کے قائم کرنے استبدادیت کو فنا کر کے جمہوریت کے استوار کرنے میں (۱۰۱۸) نفوس کی قربانیاں کی گئیں۔ اس کے مقابلہ میں فرانس اور امریکہ کو جمہوریت کے قائم کرنے میں جس قدر قربانیاں کرنی پڑیں۔ انگلستان کو پارلیمنٹ کے لینے میں جتنے خون بہانے پڑے اُنکا شمار کرو۔

زمانہ حال کے ملحمۃ العظمیٰ اعظم ترین جنگ جو ۱۴ اگست سنہ ۱۹۱۴ء سے شروع ہو

کرتا تاریخ امروز ۳۱ - مارچ ۱۹۱۷ء متمدن دنیا کے حصہ کثیر پر جاری ہے) کے نقصانات کو دیکھو - انگلستان کا مقصد اس جنگ میں صرف اتنا ہی بتایا گیا ہے کہ چھوٹی سلطنتوں کی آزادی اور حفاظت کو برقرار رکھا جائے - صرف اتنے سے مقصد کے لئے اب تک لاکھوں نفوس اور اربوں اشرفیوں کو خاک و خون میں ملا دیا گیا ہے سینکڑوں جہاز سمندر میں غرق ہو چکے ہیں - تجارت عالم مخدوش ہو گئی ہے - عیش و آرام کے سب سامان تباہ ہو چکے ہیں - بایں ہمہ بامید حصول مقصد آئندہ قربانیوں کے واسطے انگلش قوم پوری مستعدی سے آمادہ ہے[ف] ؛

خیال کرو سیدنا محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی کامیابی کا جنہوں نے فریقین کی صرف (۱۰۱۸) قربانیوں کے بعد اس قدر روحانی و اخلاقی و مادی و ملی فوائد حاصل کئے تھے - جن کو بحیثیت مجموعی آج تک دنیا کی کوئی قوم اور ملک حاصل نہیں کر سکا ؛

اہل دنیا کی لڑائیوں کا ذکر چھوڑو - مقدسین کی لڑائیاں لو - مہابھارت کے مقتولین کی تعداد کروڑوں سے کم نہیں - یورپ کی مقدس مذہبی انجمنوں نے جس قدر نفوس کو ہلاک کیا - انکی تعداد لاکھوں سے زائد ہے ؛

جان ڈیون پورٹ نے اپنی کتاب اپالوجی آف محمد اینڈ قرآن میں مذہبی عدالت

---

ف اخبار ہمدم ۱۷ - اپریل ۱۹۱۹ء نے جنگ عظیم از ۱۹۱۴ تا ۱۹۱۸ء کے مقتولین کی تعداد مندرجہ ذیل طبع کی ہے - روس ۱۷ لاکھ - جرمنی ۱۶ لاکھ - فرانس ۱۳ لاکھ ستر ہزار - اٹلی ۴ لاکھ ساٹھ ہزار - آسٹریا ۸ لاکھ - برطانیہ ۷ لاکھ ۶ ہزار - ٹرکی ۲ لاکھ پچاس ہزار - بلجیم ایک لاکھ ۲ ہزار - بلغاریہ ایک لاکھ رومانیہ ایک لاکھ - سرویا و مانٹی نیگرو ایک لاکھ - امریکہ پچاس ہزار - میزان ۷۳ لک ۳۸ ہزار مضمون نگار کو شک ہے کہ انگلستان و فرانس کی تعداد میں ہندوستان اور فرانس کی نوآبادیوں کے مقتولین کی تعداد بھی شامل ہے یا نہیں - مگر یہ اقرار ہے کہ زخمیوں - اسیروں اور گمشدوں کی تعداد مذکورہ بالا اعداد میں شامل نہیں فقط ؛

جنگ عظیم میں نقصانات جان ؛

کے احکام سے ہلاکت نفوس کی تعداد ایک کروڑ بیس لاکھ بتاتی ہے۔ جو عیسائیوں کے ہاتھوں سے عیسائیوں کی ہوئی تھی[1]۔

اکیلی سلطنت سپین نے تین لاکھ چالیس ہزار عیسائیوں کو ہلاک کیا تھا۔ جن میں سے بتیس ہزار آدمی زندہ آگ میں جلائے گئے تھے[2]۔

# فصل

## یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کُوْنُوْا قَوّٰمِیْنَ بِالْقِسْطِ شُھَدَآءَ لِلّٰہِ

ملک یورپ کی جنگ عظیم میں جو اگست ۱۹۱۴ء سے جاری ہوئی۔ میں نے انگریزی اخباروں کو دیکھا۔ کہ رول آف آنرز کے نام سے اُن بہادران جنگ کے نام شائع کرتے ہیں جنہوں نے ملک اور بادشاہ کے لئے اپنے سر کٹوائے تھے۔ میرے دل میں زور سے یہ تحریک ہوئی کہ اس کتاب میں اُن مقدسین کے مبارک ناموں کی فہرست ضرور شامل کی جائے جنہوں نے سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آنکھوں کے سامنے خاک و خون میں ملکر صداقت اور حقانیت پر اپنی زندگی کو نثار کیا۔ وہ جن کی شان میں اللہ تعالیٰ کا کلام ہم کو بتا رہا ہے۔

| | |
|---|---|
| وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِیْنَ قُتِلُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اَمْوَاتًا بَلْ اَحْیَآءٌ عِنْدَ رَبِّھِمْ یُرْزَقُوْنَ۔ فَرِحِیْنَ بِمَآ اٰتٰھُمُ | جو لوگ اللہ تعالیٰ کی راہ میں قتل کئے گئے ہیں۔ اُن کو اموات نہ سمجھو۔ وہ تو اپنے رب کے ہاں زندہ ہیں رزق دئے جاتے ہیں۔ اور خدا کے فضل سے جو کچھ اُن |

[1] اعجاز التنزیل ص ۶۱-۴ ۔ [2] اعجاز التنزیل ص ۴۷-۴۸۔

اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ وَيَسْتَبْشِرُوْنَ بِالَّذِيْنَ لَمْ يَلْحَقُوْا بِهِمْ مِّنْ خَلْفِهِمْ اَلَّا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ يَسْتَبْشِرُوْنَ بِنِعْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وَفَضْلٍ وَّاَنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيْعُ اَجْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ (آل عمران-ع)

کو ملا-اُس پر خوش ہیں- اور اُن لوگونکو جو اُن سے نہیں ملے- بشارت دیتے ہیں-کہ اب اُنہیں کوئی خوف وغم نہیں- وہ اللہ تعالیٰ کی نعمت اور فضل پر خرم و شادان ہیں- اور اللہ تعالیٰ تو مومنین کے اجر کو ضائع نہیں کرتا۔

وہ جن کی شان بلند میں رب العظیم کا فرمان ہے-

رِجَالٌ صَدَقُوْا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ وہ جوانمرد کہ خدا کے ساتھ جو معاہدہ کیا تھا- اُسے پورا کر دیا

مجھے کسی کتاب میں ایسی مکمل فہرستیں مرتب شدہ نہ ملیں- اس لئے اُن کتابوں کو پڑھا- جو صحابہ رضوان اللہ علیہم کے حالات پر لکھی گئی ہیں- اِن جواہر ریزوں کو چن چن کر اپنی کتاب کی آرائش کر لی ہے- اللہ تعالیٰ اِس عمل کو قبول فرمائے- بیر معونہ اور موتہ کی فہرستیں ہنوز تکمیل طلب ہیں- اگر حیات مستعار باقی ہے- تو انشاء اللہ تعالیٰ پوری کروں گا- ورنہ اس کمی کو کوئی اور صاحب پورا کریں۔

## نمبر ۱

## شہداء بدر رضی اللہ تعالیٰ عنہم ورضوا عنہ

| | |
|---|---|
| (۱) مہجع بن صالح۔ | قوم عک سے تھے عمر فاروق کے آزاد کردہ غلام سب سے پہلے یہی شہید ہوئے تھے- نبی صلعم نے فرمایا یَوْمَئِذٍ مہجع سید الشہداء۔ |

؎ زرقانی جلد ا صفحہ ۴۴۴ یہ اسلام ہی کی فیاضی و مساوات ہے- کہ غلام بھی ہادی اسلام کی مبارک زبان سے سید الشہداء کا خطاب حاصل کر لیتا ہے- کیا کسی قوم یا مذہب میں ایسی نظیر موجود ہے۔

| | |
|---|---|
| (۲) عبیدہ بن حارث بن مطلب بن عبد مناف بن قصی | قرشی المطلبی۔ ابوالحارث یا ابومعاویہ کنیت ۶۳ سال کی عمر میں شہید ہوئے۔ سب سے پہلے اسلامی سریہ کے سردار یہی بنائے گئے تھے۔ |
| (۳) عمیر بن ابو وقاص (مالک) بن اہیب بن عبد مناف | قرشی الزہری حضرت سعد بن ابی الوقاص۔ احد العشرۃ المبشرہ کے برادر خرد ہیں۔ ۱۶ سال کی عمر تھی۔ نبی صلعم نے ان کو بوجہ صغر سنی واپس کرنا چاہا۔ تو یہ رو پڑے اس لئے اجازت دی گئی۔ لڑے اور خنداں خنداں روضہ رضوان کو سدھارے۔ |
| (۴) عاقل بن بکیر بن عبد یالیل | لیثی۔ انکے بھائی خالد کا نام شہداء رجیع میں ہے۔ |
| (۵) عمیر بن عبد عمیر بن نضلہ | ذوالشمالین لقب۔ ابومحمد کنیت۔ حلیف بنو زہرہ۔ |
| (۶) عوف یا (عوذ) بن عفراء | انصاری نجاری۔ عفراء انکی والدہ کا نام ہے والد کا نام حارث ہے، |
| (۷) معوذ بن عفراء | نمبر ۶ کے برادر شفیق۔ |
| (۸) حارث یا (حارثہ) بن سراقہ بن حارث | ان کی والدہ انسؓ بن مالک کی پھوپھی ہیں۔ حلق پر تیر لگا تھا۔ |
| (۹) یزید بن حارث یا (حرث) بن قیس بن مالک۔ | انصاری نجاری۔ مواخات میں ذی الشمالین ع۵ کا بھائی تھا۔ |
| (۱۰) رافع بن معلی بن لوذان | انصاری۔ |
| (۱۱) عمیر بن حمام بن جموح بن زید بن حرام۔ | انصاری السلمی۔ حضرت عبیدہ نمبر ۲ کے ساتھ مواخات تھی۔ دونوں ایک ہی میدان میں سرخرو ہو کر رونق افروز جنت ہوئے۔ میدان جنگ میں انکا رجزیہ تھا۔<br>رکضًا الی اللہ بغیر زاد۔ الا التقی وعمل المعاد<br>والصبر فی اللہ علی العباد۔ وکل زاد عرضۃ النفاد<br>غیر التقی والبر والرشاد۔ |

| | |
|---|---|
| (۱۲) عمار بن زیاد بن سکن بن رافع | انصاری الاشہلی ۞ |
| (۱۳) سعد بن خیثمہ الانصاری الاوسی ابو عبد اللہ کنیت۔ سعد الخیر لقب ۞ | نقیب محمدی تھے۔ باپ نے کہا تم ٹھیرو۔ میں جاتا ہوں۔ انہوں نے کہا باپ مجھے بہشت میں جانے سے نہ روکو۔ انکے والد خیثمہ غزوہ احد میں شہید ہوئے پس یہ شہید بن شہید صحابی بن صحابی ہیں ۞ |
| (۱۴) مبشر بن عبد المنذر بن زبیر بن زید | الانصاری الاوسی[1] |

# نمبر ۲

## شہدا غزوۂ سویق

| | |
|---|---|
| (۱) معبد بن عمرو الانصاری۔ | |
| (۲) ایک حلیف معبد مذکورہ بالا کا۔ | |

## شہدا اُحد رضی اللہ تعالیٰ عنہم ورضوا عنہ۔

### مہاجرین

| | |
|---|---|
| (۱) حمزہ بن عبد المطلب الہاشمی۔ | عم النبی صلعم اسد اللہ و رسولہ لقب۔ سید الشہداء خطاب |
| (۲) عبد اللہ بن جحش الاسدی القرشی | المجدع فی سبیل اللہ لقب۔ نبی صلعم کے پھوپھیرے بھائی ۞ |
| (۳) شماس بن عثمان بن شرید قرشی المخزومی | بدری۔ دو ہجرتیں کیں عمر بوقت شہادت ۳۴ سال ۞ |

[1] زرقانی میں ہے۔ استشہد یوم بدر من المسلمین اربعۃ عشر رجلا۔ جلد اول ص۴۴ فہرست کے نام زرقانی اور الاستیعاب کے متفق علیہ ہیں۔ بعض نے ۲۲ تعداد بتائی ہے۔ مجھے ان کے علاوہ سعد بن خولی اور صفوان بن بیضاء فہری اور عبد اللہ بن سعید بن عاص اُموی کے نام بھی ملے ہیں۔ اس طرح فہرست کے اسماء کی تعداد ۱۷ ہے ۞

| | |
|---|---|
| (۴) مصعب بن عمیر بن ہاشم بن عبد مناف بن عبد الدار بن قصی۔ قرشی العبدری | دو ہجرتیں کیں۔ اولین مہاجر مدینہ۔ انصار کے دو قبیلے انکی تعلیم سے داخل اسلام ہوئے۔ بدر اور احد میں رایت نبوی انہی کے ہاتھ میں تھا۔ انکی شہادت کے بعد حضرت علی مرتضیٰؓ کو ملا۔ بزرگ ترین صحابہ سے ہیں ٭ المقری القاری لقب۔ عمر بوقت شہادت ۴۰ سال ٭ |

## الانصار

| | |
|---|---|
| (۵) انس بن نضر۔ بخاری | انس بن مالکؓ کے چچا۔ انکے جسم پر (۸۰) سے زیادہ زخم تیر تلوار اور نیزہ کے تھے۔ یہ اُن بزرگوں میں سے ہیں۔ جن کی شان میں آیت مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ رِجَالٌ صَدَقُوْا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَيْهِ نازل ہوئی۔ جب لشکر اسلام میں بھاگڑ پڑ گئی۔ تو انہوں نے کہا۔ الٰہی میں مسلمانوں کے افعال کی تجھ سے معذرت چاہتا ہوں اور مشرکین کے کرتوت سے برأت ظاہر کرتا ہوں۔ پھر تلوار لے کر آگے بڑھے۔ راہ میں سعد بن معاذؓ ملے۔ بولے سعد! دیکھو یہ ہے بہشت۔ بخدا مجھے اُس کی خوشبو آرہی ہے۔ حملہ کیا۔ لاشوں پر لاشے گراتے ہوئے شہید ہوئے ٭ |
| (۶) اُنَیس بن قتادہ بن ربیعہ بن خالد بن حارث ٭ | بدری ہیں ٭ |
| (۷) ابو ہُبیرہ بن حارث بن علقمہ بخاری ٭ | انکا نام ہی ابوہبیرہ ہے۔ ابواسیرؓ انکے بھائی ہیں ابواسیرہ کا نام شہدائے احد میں صرف واقدی نے لکھا۔ علماء کا خیال ہو کہ یہ غلطی ہے |
| (۸) اوس بن ارقم بن زید بن قیس خزرجی ٭ | اکابر صحابہ میں سے ہیں ٭ |

| | |
|---|---|
| (۹) ایاس بن اوس بن عتیک۔ اشہلی | انکے بھائی انس غزوۂ خندق میں شہید ہوئے ؁ |
| (۱۰) اوس بن ثابت۔ مزنی۔ | برادر حضرت حسان شاعر رسول اللہ صلعم۔ |
| (۱۱) رفاعہ بن وقش بن زغبہ بن زعوراء بن عبد الاشہل۔ | بوقت شہادت بہت بوڑھے تھے ؁ |
| (۱۲) ثابت بن وقش | رفاعہ کے برادر حقیقی۔ |
| (۱۳) عمرو بن ثابت بن وقش۔ | حذیفہ بن یمان صحابی کے بھانجے۔ |
| (۱۴) سلمہ بن ثابت بن وقش۔ | بشرح صدر۔ |
| (۱۵) ثابت بن عمرو۔ بن زید بخاری۔ | بدری ہیں۔ |
| (۱۶) ثابت بن وحداح | بنو عجلان سے ہیں۔ انہی نے کہا تھا۔ اِنْ کَانَ مُحَمَّدٌ قُتِلَ فَاِنَّ اللّٰہَ حَیٌّ لَا یَمُوْتُ۔ انہوں نے انصار کی مختصر جماعت کو فراہم کر کے حملہ کیا تھا۔ اس غزوہ کے سب سے آخری شہید ہیں ؁ |
| (۱۷) ثعلبہ بن سعد بن مالک سعدی۔ | مشہور صحابی ابو حمید ساعدی کے چچا ہیں۔ |
| (۱۸) ثقب (یا ثقیب) بن فردہ بن بدن ساعدی۔ | انساب انصار کے بڑے عالم تھے۔ |
| (۱۹) حارث بن اوس بن معاذ اشہلی۔ | بدری۔ حضرت سعد بن معاذ کے برادر زادے عمر بوقت شہادت ۲۰ سال ؁ |
| (۲۰) عمرو بن معاذ۔ اشہلی۔ | بدری حضرت سعد بن معاذ کے برادر۔ عمر ۳۲ سال ؁ |
| (۲۱) حارث بن انس بن رافع اشہلی | بدری۔ |
| (۲۲) حارث بن عبد اللہ بن سعد بن عمرو۔ خزرجی۔ | |

| | |
|---|---|
| (۲۳) حارث بن ثابت بن سفیان بن عدی - خزرجی | |
| (۲۴) حارثہ بن عمرو - | از بنو ساعدہ - |
| (۲۵) حبیب بن زید بن تمیم - بیاضی - | |
| (۲۶) حنظلہ بن ابی عامر - اوسی - | خدا کی شان انکا لقب غَسِیلُ الْمَلٰٓئِکَۃ ہے اور انکے باپ کا لقب فاسق - حضرت حنظلہ کے فرزند عبد اللہ بھی صحابی اور شہید ہیں - وہ یوم الحرہ کو ۶۳ھ میں شہید ہوئے ۔ |
| (۲۷) خارجہ بن زید بن ابو زہیر - خزرجی | عقبی - بدری - انکا خاندان بنو اغر کے نام سے مشہور ہے - انکی دختر حبیبہ ابوبکر صدیق رض کے گھر میں تھیں - انکے فرزند زید بن خارجہ کا بعد الموت تکلم کرنا روایات میں ہے حضرت خارجہ کے جسم پر دس سے زیادہ زخم تھے - مواخات میں ابوبکر صدیق رض کے بھائی |
| (۲۸) سعد بن ربیع خزرجی - | عقبی - بدری - نقیب محمدی - حضرت خارجہ نمبر ۲۷ کے ابن عم - دونوں ایک قبر میں دفن کئے گئے - بقیہ ذکر جلد اول میں ہے ۔ |
| (۲۹) جناب بن قیظی بن عمرو بن سہل - اشہلی | |
| (۳۰) صیفی بن قیظی بن عمرو بن سہل - اشہلی | نمبر ۲۹ و ۳۰ حقیقی بھائی ہیں - اور ابو الہیثم بن تیہان نمبر ۸ کے بھانجے ہیں ۔ |
| (۳۱) خثیمہ بن حارث بن مالک - اوسی - | انکے فرزند سعد کا نام شہداء بدر نمبر ۱۶ پر ہے - |
| (۳۲) ذکوان بن عبد قیس بن خلدہ زرقی | عقبی - بدری - مہاجر بھی ہیں - اور انصاری بھی مدینہ میں اسلام سب سے پہلے یہ اور اسعد بن زراہ لے کر گئے تھے ۔ |

| | |
|---|---|
| (۳۳) رافع بن مالک بن عجلان۔ زرقی خزرجی۔ | ابو مالک کنیت۔ نقیب محمدی۔ عقبہ کی ہر سہ بیعت۔ ۶ میں ۱۲ میں ۷۰ میں شامل تھے۔ |
| (۳۴) رافع۔ مولیٰ غزیہ بن عمرو۔ | |
| (۳۵) رفاعہ بن عمرو بن زید۔ خزرجی۔ | عقبی۔ بدری۔ ابوالولید کنیت۔ |
| (۳۶) سعد یا سعید بن سوید بن قیس بن ابجر۔ | خدری ہیں۔ |
| (۳۷) سہل بن عدی بن زید بن عامر اشہلی | |
| (۳۸) سہل بن قیس بن ابی کعب بن قین | بدری۔ اسلمی۔ |
| (۳۹) سُبَیع بن حاطب بن قیس بن ہیشہ | اوسی۔ |
| (۴۰) سُوَیبق بن حاطب بن حارث بن حاطب | |
| (۴۱) صخرہ بن عمرو (بشر) | بنو حلیف من الخزرج کے حلیف تھے۔ |
| (۴۲) عبداللہ بن جُبَیر بن نعمان۔ | عقبی۔ بدری۔ اس غزوہ میں سردار تیر اندازان تھے |
| (۴۳) عبداللہ بن عمرو بن وہب بن ثعلبہ۔ | ساعدی۔ |
| (۴۴) عبداللہ۔ مجذر۔ بن زیاد بلوی۔ | بدری ہیں۔ انصار کے حلیف تھے۔ |
| (۴۵) عبادہ بن خشخاش بن عمرو بن زمزمہ | |
| (۴۶) نعمان بن عبد عمرو بن مسعود۔ | بدری ہیں ۴۴ و ۴۵ و ۴۶ ایک قبر میں مدفون ہوئے۔ |
| (۴۷) عامر بن امیہ بن زید بن خشخاش بخاری | بدری۔ انکے فرزند ہشام بھی صحابی ہیں۔ |
| (۴۸) عبیدہ (عتیک) بن تیہان بن مالک | ابو ہشیج کنیت۔ بدری۔ عقبی ہیں۔ |
| (۴۹) یسار۔ | نمبر ۴۸ کے آزاد کردہ غلام ہیں۔ |
| (۵۰) عبید بن معلی بن نودان بن حارثہ | انکے بھائی رافع کا نام شہدائے بدر میں ۱۲ پر ہے |
| (۵۱) عباس بن عبادہ خزرجی | مہاجر و انصاری ہیں۔ عقبتین میں حاضر تھے عثمان بن مظعون سے مواخات تھی۔ |
| (۵۲) عامر بن مخلد بن حارث بخاری | بدری ہیں۔ انکی نسل باقی نہیں رہی۔ |

| | |
|---|---|
| (۵۳) عمرو بن ایاس | یکے از بنو عوف۔ |
| (۵۴) عمرو بن مطروف یا مطرف بن علقمہ بن عمرو بن ثقف۔ | ابو حمام۔ |
| (۵۵) عتبہ بن ربیع بن رافع | خدری۔ خزرجی۔ |
| (۵۶) عباد بن سہل بن مخرمہ | اشہلی۔ اوسی۔ |
| (۵۷) عبد اللہ۔ بن عمرو۔ بن حرام السلمی۔ خزرجی۔ | بدری نقیب محمدی۔ ابو جابر کنیت۔ مشہور صحابی جابرؓ کے والد۔ حدیث میں ہے کہ فرشتوں نے اِنکے جنازہ پر اپنے پروں سے سایہ کیا تھا۔ اور رب العالمین نے اُن سے حضوری میں بعد شہادت کلام فرمایا تھا۔ |
| (۵۸) عمرو بن جموح بن زید بن حرام۔ | سید الانصار تھے۔ پاؤں میں لنگ تھا۔ فرمایا یوں ہی لنگڑاتا ہوا بہشت میں جا پہنچونگا۔ گھر سے چلے تو یہ دعا کی تھی۔ اَللّٰهُمَّ اَرْزُقْنِيَ الشَّهَادَةَ وَلَا تَرُدَّنِيْ اِلٰى اَهْلِيْ خَائِبًا یہ نہایت سخی تھے۔ یہ شعر اِنکی صفت میں کہا گیا ہے۔<br>اِذَا جَاءَهُ السُّؤَالُ اَذْهَبَ مَالَهُ<br>وَقَالَ خُذُوْهُ اِنَّهُ عَائِدٌ غَدًا<br>۵۷ و ۵۸ ایک قبر میں دفن کئے گئے ۵۷ کی بہن ہند رضی اللہ تعالیٰ عنہا ۵۸ کی اہلیہ ہیں۔ |

[1] سیرت کی تمام کتابوں میں ایک صحابیہ کا ذکر کیا گیا ہے کہ جنگ اُحد میں اُن کے شوہر اور بھائی اور بیٹے نے شربت شہادت پیا تھا قد اصیب زوجها واخوها وابنها اور انہوں نے اِن سب کی خبر شہادت سن سن کر بھی نبی صلعم کی زیارت اور بخیر و عافیت معلوم کرنے کا شوق ظاہر کیا۔ حضورؐ کو دیکھا۔ تو کہا۔ کل مصيبة بعدك جلل آپ سلامت ہیں تو ہر ایک مصیبت کی برداشت آسان ہے۔ مجھے کسی کتاب میں ان خاتون بلند پایہ کا نام نہ ملا۔ آخر شہداء اُحد کی قرابت مندی کے سلسلہ پر نظر ڈالی۔ اور پھر صحابیات میں ایسی خاتون کا نام تلاش کیا۔ جن کے تینوں ایسے قرابتی شہداء میں ہوں۔ مجھے اس تلاش میں کئی مہینے گذر گئے۔ الحمد للہ کہ مجھے کامیابی ہوئی۔ یہ خاتون ہند ہیں۔ خلاد بدری انکا فرزند ہے۔ عبد اللہ بدری و نقیب محمدی اِنکا بھائی ہے۔ عمرو بن جموح سید الانصار انکے شوہر یہ سب جنگ اُحد ہی میں شہید ہوئے تھے۔ یہ خاتون ہر سہ لاشوں کو اونٹ پر لاد کر اُحد سے مدینہ لے گئیں۔ اور پھر گنج شہیداں میں شامل کرنے کے لئے اُحد میں لائی تھیں بیشک ایسی قوی ایمان کی خاتون ایسے ہی اعلیٰ گھرانے

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۹۷ پر)

| | |
|---|---|
| (۵۹) خلاد بن عمرو بن جموح۔ | بدری ۵۳ کے فرزند ہیں۔ |
| (۶۰) ابو ایمن۔ | ۵۳ کے آزاد کردہ غلام ہیں۔ |
| (۶۱) عمارہ بن زیاد بن سکن بن رافع[۱] | اشہلی ہیں۔ انکے جسم پر ۱۴ زخم تھے۔ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے پائے مبارک کو انکا سرہانا بنا دیا تھا۔ جب روح نکلی تو انکے رخسار حضور صلعم کے قدم پر تھے۔ |
| (۶۲) یزید بن سکن | ابو اسماء کنیت۔ عمارہ ۶۱ کے چچا ہیں۔ عامر بن یزید ان کے فرزند بھی اسی روز شہید ہوئے تھے۔ |
| (۶۳) عمرو ولد قیس بن زید بن سواد بن مالک | بنو نجار سے ہیں۔ |
| (۶۴) قیس بن عمرو بن قیس | نمبر ۶۳ عمرو کے فرزند ہیں۔ |
| (۶۵) قیس بن مخلد بن ثعلبہ بن صخر | مازنی۔ بدری ہیں۔ |
| (۶۶) مالک بن سنان | ابو سعید خدری کے باپ ہیں۔ |
| (۶۷) نوفل بن ثعلبہ | سالمی الخزرجی۔ بدری ہیں۔ |
| (۶۸) یزید بن حاطب بن عمرو۔ | اشہلی۔ |

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۹۶)

کی ہو سکتی ہیں۔ جس کا ہر فرد ایمان اور عمل میں نہایت ممتاز تھا۔ ایک روایت میں اصیب زوجھا واخوھا وابوھا ہے۔ یعنی شوہر۔ برادر و پدر شہید ہوئے تھے۔ ایسی خاتون کا نام میں متعین نہیں کر سکا۔ اسماء بنت یزید بن سکن بڑے درجہ کی خاتون ہیں۔ یہ رسول اللہ صلعم کی خدمت میں رسولۃ النسا ہو کر آئی تھیں۔ انکے والد یزید بن سکن اور بھائی عامر بن یزید شہداء احد میں ہیں۔ لیکن مجھے کسی کتاب میں انکے شوہر کا نام معلوم نہ ہو سکا۔ اگر کسی روایت میں انکے شوہر کا نام مل جاتا۔ اور وہ نام اس فہرست میں پایا جاتا۔ تو اس روایت دوم میں کی مصداق حضرت اسماء ہوتیں یہ بھی بڑے درجہ کی خاتون ہیں اور خود بھی جنگ یرموک میں کفار سے جنگ کرتی ہوئی شہید ہوئی تھیں۔

[۱] الاستیعاب نے شہدائے بدر میں ایک نام عمار بن زیاد بھی بروایت ابن الکلبی لکھا ہے وہ شاید انکے بھائی ہوں۔

| | |
|---|---|
| (۶۹) وہب بن قابوس | |
| (۷۰) حارث بن عقبہ بن قابوسؓ | نمبر ۶۹ و نمبر ۷۰ دونوں چچا بھتیجا ہیں۔ جبل مزینہ سے شہر مدینہ میں بکریاں فروخت کرنے آئے تھے شہر کو لوگوں سے خالی دیکھا معلوم ہوا کہ سب میدان احد میں مصروف کارزار ہیں۔ فوراً نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اسلام لائے۔ اور شہید ہو کر فردوس کو سدھارے ۔ |

## تتمہ

| | |
|---|---|
| حُسَیل یمان بن جابر العبسی القطعی۔ | مشہور صحابی حضرت حُذیفہ کے والد ہیں مسلمانوں کے ہاتھ سے بوجہ اشتباہ مارے گئے۔ |

## تنبیہ

چند نام۔ مالکؓ بن ایاس اور حارثؓ بن عدی بن خرشہ اور ایاسؓ بن عدی چھوڑ دیئے ہیں۔ کیونکہ امام اہل سیر ابن اسحقؒ نے انکی روایت نہیں کی۔ جو اسماء لکھے گئے ہیں۔ وہ علماء سیر کے نزدیک متفقہ ہیں اور صحیح ہیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ ۔

## شہدائے یوم الرجیع (۸) رضی اللہ تعالےٰ عنہم

| | |
|---|---|
| (۱) مرثدؓ بن کنانؓ بن حصین غنوی ۔ | انکا سلسلہ نسب سعد بن قیس بن عیلان تک منتہی ہوتا ہے باپ بیٹا دونوں صحابی دونوں بدری ہیں جن مسلمانوں کو مکہ میں قریش نے اسلام لانے کی بنا پر قید کر رکھا تھا مرثد مدینہ سے آتے جیل کی دیوار پھاند کر اندر جاتے اُن میں سے ایک مسلمان کو اُٹھاتے۔ دیوار کو دکر اُسے نکال لے جاتے۔ اسی طرح کئی مسلمانوں کی رہائی ہوئی ۔ |

[1] صحیح بخاری میں بروایت انس بن مالکؓ ہے کہ یوم احد کو ستر مسلمان شہید ہوئے تھے ۔

| | |
|---|---|
| (۲) خبیب بن عدی انصاری | اِنکا ذکر رحمۃ للعالمین جلد اول میں ہے |
| (۳) عاصم بن ثابت بن ابو افلح قیس انصاری | بدری ہیں۔ ابو سلمان کنیت بدری ہیں۔ اور احدی |
| (۴) زید بن وثنہ انصاری بیاضی۔ | بدری و اُحدی ہیں۔ کفار نے اُنکو پھانسی دیا تھا۔ پھانسی کے نیچے جاکر کہنے لگے کہ مجھے دو رکعت نماز پڑھ لینے دو۔ نبی صلعم نے آئندہ ہر مقتول کے لئے اس نماز کو مسنون فرما دیا ❊ |
| (۵) زید بن مزین انصاری بیاضی | |
| (۶) عبداللہ بن طارق بن عمرو بن مالک بَلَوِی | |
| (۷) مغیث بن عبید بن ابی ایاس بَلَوِی | ۶ و ۷ مات بھائی ہیں ❊ |
| (۸) خالد بن بکیر بن عبد یا لیل[1] | |

## شہدائے بیر معونہ (۲۶) رضی اللہ تعالےٰ عنہم

| | |
|---|---|
| (۱) منذر بن عمرو بن خُنَیس انصاری ساعدی۔ | عقبی۔ بدری نقیب محمدی۔ المعتق للموت لقب سید الشہداء خطاب ہے مواخات طلیب بن عمرو کے بھائی |
| (۲) حکم بن کیسان۔ موالے ہشام مخزومی۔ | نخلہ میں اسیر ہو کر آئے تھے مشرف باسلام ہو کر پھر فائز بشہادت ہوئے ❊ |
| (۳) حرام بن ملحان (مالک) بن خالد انصاری | بدری۔ احدی۔ انکی بہن ام سلیم حضرت انس بن مالک کی والدہ اور مشہور صحابیہ ہیں۔ دوسری بہن ام ملحان بھی صحابیہ ہیں۔ یہ جب زخمی ہوئے تو اپنے خون کو ہاتھ میں لے کر منہ پر ملتے تھے اور کہتے تھے بِرَبِّ کَعْبَۃ میرا مقصود مجھے مل گیا ❊ |

[1] علماء سیر نے اصحاب رجیع کی تعداد چھ لکھی ہے۔ حسان بن ثابت رضؓ کے اشعار میں بھی ۶ کے نام ملتے ہیں۔ صحیح بخاری میں انکی تعداد ۱۰ بتائی گئی ہے۔ ان میں سے ۸ نام مل گئے ہیں ❊

| | |
|---|---|
| (۴) سلیم بن ملحان (مالک بن خالد) انصاری | ۳ کے برادر شقیق ہیں۔ |
| (۵) حارث بن صمہ انصاری نجاری | جنگ بدر میں شامل ہونے کو آرہے تھے۔ کہ راہ ہی میں زخمی ہو گئے۔ اُحد کے بہادران ثابت قدم سے ہیں۔ بوقت شہادت انکو دشمنوں نے تیروں سے پرو پرو کر شہید کیا تھا۔ |
| (۶) ثابت بن خالد۔ نجاری | جنگ بدر و اُحد میں حاضر تھے۔ |
| (۷) عامر بن فہیرہ۔ مولیٰ ابوبکر صدیق رض | قوم ازد سے تھے۔ سیاہ چہرہ۔ روشندل۔ قدیم الاسلام ابوبکر صدیق رض نے خرید کر آزاد کر دیا تھا۔ سفر ہجرت میں ہمرکاب نبوی تھے۔ عمر بوقت شہادت۔ ۴۰ سال۔ عامر بن طفیل ان کے قاتل کا بیان ہے کہ جب انکے نیزہ مارا۔ تو انکے جسم سے ایک نور ساطع ہوا۔ قاتل یہ کرامت دیکھ کر مسلمان ہو گیا انکی لاش مقتل میں نہیں ملی تھی۔ |
| (۸) عروہ بن سماء بن صلت۔ | یہ بنو سلیم سے تھے۔ قاتل بھی اسی قبیلہ کا تھا۔ اس نے ہم قومی کی وجہ سے انکو امان دینی چاہی انہوں نے مسلمانوں سے الگ ہونے سے انکار کر دیا۔ |
| (۹) عائذ بن ماعص بن قیس بن خلدہ | انصاری الزرقی اور بدری ہیں۔ |
| (۱۰) معاذ بن ماعص ایضاً | ۹ و ۱۰ برادران شقیق ہیں۔ بدری و اُحدی۔ |
| (۱۱) مسعود بن سعد بن قیس بن خالد | ۱۰ کے برادر عمزاد۔ |
| (۱۲) سفیان بن ثابت انصاری | بنو بنیت سے ہیں۔ |
| (۱۳) مالک بن ثابت ایضاً | ۱۲ کے برادر شقیق۔ |
| (۱۴) سفیان بن حاطب بن اُمیہ | انصاری۔ ظفری احد میں حاضر تھے۔ |
| (۱۵) سہیل بن عامر بن ثقف | انصاری۔ |

| | |
|---|---|
| (۱۶) سعد بن عمرو بن ثقف۔ | م۱۵ کے برادر عمزاد ہیں۔ |
| (۱۷) طفیل بن سعد بن عمرو بن ثقف | جنگ اُحد میں حاضر تھے م۱۶ کے فرزند ہیں۔ |
| (۱۸) سہل بن عمرو بن ثقف۔ | م۱۶ کے برادر حقیقی۔ |
| (۱۹) قطبہ بن عبد عمرو بن مسعود بن عبد الاشہل | انصاری۔خزرجی۔ |
| (۲۰) منذر بن محمدؓ بن عقبہ | انصاری۔اوسی۔بدری۔اُحدی۔ |
| (۲۱) نافع بن بدیل بن ورقہ | از بنو سہم۔ |
| (۲۲) انس بن معاویہ۔ | از بنو عمرو بن مالک۔ |
| (۲۳) اُبی بن ثابت بن منذر | ابو الفتح کنیت۔ |
| (۲۴) و (۲۵) ابی بن معاذ بن انس۔ | انصاری۔بخاری۔بدری۔واقدی نے اِنکو اور انکے بھائی کو اِس سریہ کے شہداء میں شمار کیا ہے۔ |
| (۲۶) مسعود بن خلدہ بن عامر بن زریق[1] | بدری۔اُحدی۔بعض نے اِنکو شہداء خیبر میں شمار کیا ہے۔ |

## شہید مریسیع (۱)

| | |
|---|---|
| (۱) ہشام بن صبابہ۔لیثی۔ | مقیس بن صبابہ کے بھائی ہیں اور ایک مسلمان کے ہاتھ سے غلطی میں قتل ہوئے۔ |

## شہدائے خندق (۶)

| | |
|---|---|
| (۱) انس بن اوس بن عتیک بن عمرو | انصاری۔اشہلی۔احد میں حاضر تھے تیر سے شہید ہوئے۔ انکے بھائی ایاس جنگ اُحد میں شہید ہوئے تھے۔ |
| (۲) عبداللہ بن سہل بن زید | انصاری۔حارثی۔بدری ہیں۔ |
| (۳) ثعلبہ بن عنمہ بن عدی | سلمی خزرجی۔عقبی و اُحدی ہیں۔ |

[1] بیر معونہ کے شہدا کی تعداد انس بن مالکؓ نے ۷۰ بیان کی ہے (صحیح بخاری) مجھے صرف ۲۶ نام ملے۔

| | |
|---|---|
| (۴) طفیل بن مالک بن نعمان۔ | انصاری سلمی عقبی۔ بدری۔ غزوۂ اُحد میں ۱۳ زخم کھائے تھے۔ شفایاب ہو کر جنگ خندق میں شریک ہوئے۔ |
| (۵) کعب بن زید بن قیس بن مالک۔ | انصاری۔ بدری۔ بیر معونہ کے ستر اصحاب میں سے یہی زندہ بچے تھے۔ |
| (۶) سعد بن معاذ بن نعمان۔ | اشہلی خزرجی۔ سید الاوس۔ یوم خندق میں تیر لگا۔ ایک ماہ زخمی رہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بدست خاص دوبار جراحی فرمائی۔ اِهْتَزَّ لَهٗ عَرْشُ الرَّحْمٰنِ۔ ترجمہ (خدا کا عرش اِنکے لئے جھوم گیا) انہی کی شان میں ہے۔ |

## شہدائے بنو قریظہ (۲)

| | |
|---|---|
| (۱) خلاد بن سوید بن ثعلبہ۔ | انصاری الخزرجی۔ عقبہ و بدر و اُحد و خندق میں شامل تھے۔ |
| (۲) سنان[1] بن محصن۔ | یہ نام سیرت ابن دحلان سے لیا ہے۔ الاستیعاب میں سنان بن وہب بن محصن ہے اور غالباً یہی صحیح ہے واقدی نے انکا انتقال ۳۲ھ میں ہونا تحریر کیا ہے جو غالباً صحیح نہیں۔ |

## شہدائے غزوہ غابہ (۳)

| | |
|---|---|
| (۱) ذر بن ابوذر رضؓ | نبی صلعم نے ان کے قتل کئے جانے کی خبر پہلے سے بتا دی تھی۔ |

[1] چار میں سے دو کے نام ملے۔

| | |
|---|---|
| (۲) محرز بن نضلہ۔ | بنی اسد میں سے تھے۔ غزوۂ بدر و احد و خندق میں شامل تھے۔ |
| (۳) وقاص بن محرز۔ | بنو مدلج سے ہیں۔ |

## شہدائے ذی القصہ

| | |
|---|---|
| (۱) سلکان بن سلامت بن وقش بن زغبہ | انصاری۔ اشہلی۔ ابو نائلہ کنیت۔ |
| (۲) حارث بن اوس بن معلی بن لوذان | انکے چچا رافع جنگ بدر میں۔ اور دوسرے چچا عبید جنگ احد میں شہید ہوئے تھے۔ |
| (۳) و (۴) دو کس از قبیلہ مزینہ۔ | |
| (۵) یک کس از بنو غطفان۔ | |

## شہید سریہ وادی القری (۱)

| | |
|---|---|
| (۱) ورد بن مرداس۔ | |

## شہید عرینئین (۱)

| | |
|---|---|
| (۱) یسار نوبی۔ | نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے غلام تھے۔ |

## شہید غزوہ وادی القریٰ (۱)

| | |
|---|---|
| (۱) بد عسم | حبشی غلام۔ نبی صلعم نے آزاد کردیا تھا۔ |

## شہدائے خیبر رضی اللہ تعالے عنہم

| | |
|---|---|
| (۱) اوس بن حبیب | انصاری۔ حصن ناعم پر شہید ہوئے۔ |

لے ۹ شہدا میں سے دو کے نام اور تین کے نامکمل پتے ملے ہیں۔ واقدی نے ابو حیس۔ نعمان۔ محیصہ۔ حویصہ۔ ابو بردہ کے نام لکھے ہیں لیکن زرقانی نے انکی صحت سے انکار کیا ہے۔

| | |
|---|---|
| (۲) اوس بن فاکہ (یا فاتک) | انصاری۔اوسی۔ |
| (۳) اوس بن عائذ۔ | |
| (۴) اسلم۔ | خیبر کے کسی یہودی کے غلام حبشی تھے۔ میدان خیبر ہی میں اسلام لائے۔ اسی روز خلعت شہادت سے مشرف ہوئے انکی لاش خیمہ میں رکھی گئی۔ نبی صلعم لاش دیکھنے کو تشریف لے گئے تو جھٹ لوٹ آئے۔ فرمایا اس کے پاس تو اس کی بہشتی بیوی از قسم حور بیٹھی ہوئی ہے۔ |
| (۵) ثابت بن واثلہ | |
| (۶) حارث بن حاطب | انصاری۔ اوسی۔ حدیبیہ۔ احد۔ خندق میں شامل تھے غزوہ بدر کے وقت نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انکو کسی اور خدمت پر مامور فرمایا تھا۔ قلعہ سے تیر آیا۔ دماغ کی ہڈی ٹوٹ جانے سے شہید ہوئے۔ |
| (۷) رفاعہ بن مسروح | بنو اسد سے ہیں۔ بنو عبد شمس کے حلیف تھے۔ |
| (۸) ربیعہ بن اکثم بن سنجرہ | اسدی۔ مہاجر۔ ابو یزید کنیت۔ بدر۔ احد۔ خندق۔ حدیبیہ میں حاضر تھے۔ قد بہت چھوٹا تھا۔ مگر ہمت نہایت بلند عمر بوقت شہادت ۳۴ سال۔ |
| (۹) سلیم ولد ثابت بن وقش بن زغبہ۔ | احد۔ خندق۔ حدیبیہ میں حاضر تھے۔ مرحب یہودی کے ہاتھ سے زخمی ہو کر شہید ہوئے تھے۔ انکے والد اور ۲ بھائی غزوہ احد میں شہید ہوئے تھے۔ |
| (۱۰) عامر بن اکوع (سنان) | مشہور پہلوان صحابی سلمہ بن عمرو بن اکوع کے چچا ہیں |
| (۱۱) عبداللہ بن ابو امیہ بن وہب۔ | بنو اسد بن عبد العزیٰ کے حلیف اور بھانجے تھے انکا نام صرف واقدی نے لیا ہے۔ |

| | |
|---|---|
| (۱۲) عبداللہ بن حُبَیب بن اُہَیب۔ | اسعدی۔لیثی۔ |
| (۱۳) عدی بن مرہ بن سراقہ بن جناب | بُلَوی (القضاعہ) چھاتی میں نیزہ لگنے سے شہید ہوئے۔ |
| (۱۴) عروہ بن مرہ بن سراقہ | انصاری۔ |
| (۱۵) عمارہ بن عقبہ۔ | از بنو عصار بن بلیل تیر سے شہید ہوئے۔ |
| (۱۶) ابوسفیان بن حارث بن قیس۔ | انصاری۔ |
| (۱۷) عمیر بن ثابت | انصاری۔اوسی۔ابوضیاح کنیت۔بدر۔اُحد۔خندق۔حدیبیہ میں شامل تھے۔ |
| (۱۸) مسعود بن سعد بن عامر بن عدی | انصاری۔اوسی۔بدری ہیں۔ |
| (۱۹) محمود بن مسلمہ[۱] | انصاری۔حارثی۔اُحد و خندق میں حاضر تھے۔دیوارِ قلعہ کے نیچے تھے۔کہ چکی کا پاٹ انکے سر پر گرا۔تین یوم زخمی رہ کر شہید ہوئے۔ |

## سریہ خربہ

| | |
|---|---|
| (۱) مرداس بن نہیک۔ | بنو فرازہ سے تھے۔ |

## سریہ ابن ابی العرجاء

| | |
|---|---|
| (۱) اخزم بن ابی العرجاء | |

## شہدائے اطلح

| | |
|---|---|
| (۱) کعب بن عمیر۔ | غفاری۔انصاری۔کبار صحابہ میں سے ہیں۔نبی صلعم |

[۱] اہل سیر نے شہدائے خیبر کی تعداد ۱۵ لکھی ہے۔مجھے تلاش کرتے ہوئے ۲۳ نام ملے ۱۹ فہرست بالا میں درج ہیں باقی چار میں سے زنیف بن وائلہ کا نام صرف واقدی نے اور رانیف بن حبیب کا نام صرف طبری نے لیا ہے۔ بشر بن براء بن معرور کا انتقال خاتمہ جنگ کے بعد زہریلے گوشت کھانے سے ہوا تھا۔جو نبی صلعم کے لئے زینب یہودیہ نے بھیجا تھا۔مبشر بن عبدالمنذر کی بابت دو روایات ہیں (۱) بدر میں شہید ہوئے (۲) جنگ خیبر میں شہید ہوئے۔میرے نزدیک روایت اول قوی ہے۔

ان کو اکثر سرایا میں سردار ہی بنایا کرتے تھے۔ دولابی وغیرہ کا قول ہے کہ دس میں سے صرف یہی بچے تھے ۞
ابن اسحٰق کا قول ہے۔ کہ سب ہی شہید ہوئے تھے۔ دس میں سے صرف انکا نام ملا ہے۔

## شہدائے موتہ (۱۴)

نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت حارث بن عمیر الازدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنا سفیر بنا کر بھیجا تھا۔ شرجیل بن عمرو الغسانی گورنر شام نے ان کو باندھ کر قتل کر دیا اس مظلومانہ قتل کی وجہ سے یہ لشکر کشی کی گئی تھی۔ نبی صلعم نے حضرت زیدؓ کو امیر لشکر بنایا تھا۔ اور لشکر کو رخصت کرتے وقت ارشاد فرمایا تھا۔ کہ اگر زید مارے جائیں تو جعفر طیار امارت کریں۔ اگر وہ بھی مارے جائیں تو عبداللہ بن رواحہ امیر ہوں۔ وہ بھی مارے جائیں۔ تو مسلمان کسی کو اپنے میں سے سردار بنالیں[۱]۔ واقدی کی روایت میں ہے کہ نعمان نامی ایک یہودی بھی حاضر تھا۔ وہ بولا۔ کہ اگر محمدؐ سچا نبی ہے تو یہ سب مارے جائیں گے۔ پھر وہ یہودی از راہ شرارت حضرت زیدؓ کے پاس گیا اور کہا۔ کہ وصیت کر جاؤ۔ کیونکہ اگر محمدؐ سچا نبی ہے تو تم واپس نہ آؤ گے۔ حضرت زیدؓ نے فرمایا اَشْهَدُ اَنَّهٗ رَسُوْلٌ صَادِقٌ نبی صلعم نے رخصت کے وقت ان الفاظ سے لشکر کو مخاطب فرمایا تھا:۔

| | |
|---|---|
| اغزوا بسم اللہ فی سبیل اللہِ من کفر باللہ لا تغدروا ولا تغلوا۔ ولا | خدا کا نام۔ اور خدا کی راہ میں منکرین خدا سے غزا کرو۔ دیکھو غدر نہ کرنا۔ غل سے بچنا۔ بچے کو |

[۱] صحیح بخاری عن ابن عمرؓ

لا تقتلوا ولیدًا ولا امرأةً ولا کبیرًا فانیًا ولا مُنعزلًا بصومعةٍ ولا تقربوا نخلًا ولا شجرةً۔ ولا تهدّموا بناءً۔

اور عورت کو اور بڈھے کو اور مندروں میں رہنے والوں کو قتل نہ کرنا۔ پھل دار یا سایہ دار درخت کو نہ کاٹنا کسی عمارت کو نہ گرانا۔

شہداء کے اسماء مبارکہ یہ ہیں۔ زرقانی جلد ۲ صفحہ ۲۷۳ پر ہے۔ کہ ان کی تعداد بارہ تھی۔

(۱) زید بن حارثہ بن شرحبیل الکلبی۔

باپ کی طرف سے انکا سلسلہ نسب قضاعہ تک اور والدہ سعدی بنت ثعلبہ کی جانب سے بنو طے تک پہنچتا ہے۔ انکو رہزنوں نے انکی والدہ سے چھین لیا۔ اور فروخت کر دیا تھا۔ بازار عکاظ میں حکیم بن حزام نے چہار سو درہم میں انکو اپنی پھوپھی خدیجۃ الکبریٰ کے لئے خرید لیا۔ ام المومنین نے انکو نبی صلعم کے لئے ہبہ کر دیا۔ حضور صلعم نے انکو کمال شفقت و رافت سے پرورش کیا۔ انکے والد اور چچا انکو لینے آئے۔ تو انہوں نے نبی صلعم کو چھوڑ کر جانا پسند نہ کیا۔ بدر میں حاضر ہوتے اور سات سرایا میں امیر لشکر بنائے گئے۔

(امام زہری کا مذہب ہے کہ سب سے اول یہی اسلام لائے تھے) مسلمانوں میں سے صرف انہی کا نام قرآن مجید میں ہے۔ اللہ تعالےٰ نے ان کی تعریف میں فرمایا ہے انعم اللہ علیہ و انعمت علیہ (ترجمہ) انعام یافتہ خدا و انعام یافتہ رسول۔ ان کے فرزند اسامہ تھے۔ جو ام ایمن کے بطن سے تھے۔ وہ حب رسول اللہ کے لقب سے ملقب تھے حضرت زیدؓ کو نبی صلعم نے مواخات میں حضرت حمزہؓ کا بھائی بنایا تھا۔ اور مقدمہ حضانت دختر حمزہ میں انکو اخوناد

| | |
|---|---|
| | مولانا کے خطاب سے ممتاز کیا گیا تھا۔ الاستیعاب میں ہے کہ ایک دفعہ انہوں نے مکہ سے طائف تک کے لئے خچر کرایہ کیا۔ خچر والا ڈکیتی پیشہ تھا۔ وہ انکو ایک سنسان ویران جنگل میں لے گیا۔ جہاں لاشیں ہی لاشیں پڑی تھیں۔ وہ انکو قتل کرنے لگا۔ حضرت زیدؓ نے کہا کہ دو رکعت نماز پڑھ لینے دو۔ وہ بولا پڑھ لو۔ جن لاشوں کو تو دیکھ رہا ہے۔ یہ بھی نمازیں پڑھنے والے ہی تھے۔ میرے ہاتھ سے تو کوئی بھی نہ بچا۔ حضرت زیدؓ نے نماز پڑھی۔ اور تین بار یا ارحم الراحمین کہا۔ جبرئیل علیہ السلام آئے۔ اور انہوں نے ڈکیت کو قتل کر دیا۔ |
| (۲) جعفر (طیار) بن ابی طالب بن عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ | انکا مفصل حال اسی کتاب کے باب اول میں ہے اور انکی تقریر بدربار حبش جلد اول میں درج ہے۔ |
| (۳) عبداللہ بن رواحہ بن ثعلبہ الخزرجی | حدیبیہ و عمرۃ القضا میں شامل تھے۔ نبی صلعم کے شعراء خاص میں سے تھے سخت ریاضت کش تھے۔ ابوالدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک سفر میں موسم سخت گرم تھا۔ لوگ اپنے سروں کو اپنے اپنے ہاتھوں کے سایہ سے بچاتے تھے۔ اس روز تمام لشکر میں نبیؐ اور ابن رواحہ ہی روزہ سے تھے۔<br>جنگ موتہ کے لئے جب فوج روانہ ہونے لگی۔ تو لوگوں نے انکو بخیر و عافیت واپسی کی دعا دی انہوں نے فی البدیہہ یہ اشعار پڑھے۔<br>لکننی[1] اسال الرحمٰن مغفرۃً |

[1] اشعار کا ترجمہ یہ ہے۔ میرا سوال تو رحمٰن سے یہ ہے۔ کہ سر پر ایسی چوٹ لگے۔ جو کھوپڑی کو توڑ ڈالے۔ نیزہ اور تلوار میرے جگر و دل کو چھید ڈالیں۔ خدا میری مغفرت کرے اور میری لاش کو دیکھ کر لوگ کہیں شاباش غازی خوب کام کر گیا۔

| | |
|---|---|
| | وضربۃ ذات فرغ تقذف الزبدا<br>وطعنۃ بیدی حران مجھزۃ<br>بحربۃ تنفذ الاحشاء والکبدا<br>حتی یقولوا اذا مرّوا علی جدثی<br>یا ارشد اللہ من غازٍ وقد رشدا<br>انکو فوج کی کمان حضرت زید وجعفر رضی اللہ تعالی عنہما کے بعد ملی تھی۔ اس وقت میدان جنگ میں انہوں نے اشعار ذیل پڑھے اور پھر حملہ کرکے اپنا فرض ادا کرتے ہوئے جنت کو سدھار گئے۔ نبی صلعم نے ان ہر سہ امرا کی ارائک جنت پر رونق افروزی کو مشاہدہ کیا تھا۔<br>یا نفس ان لم تقتلی تموتی ۱؎<br>ھذا حمام الموت قد صلیت<br>وما تمنیت فقد اعطیت<br>ان تفعلی فعلھما ھدیت |
| (۴) جابر بن ابی صعصعہ بن زید المازنی الانصاری | |
| (۵) ابو کلاب بن ابی صعصعہ بن زید المازنی الانصاری | یہ و یہ حقیقی بھائی ہیں۔ انکے ایک بھائی قیس تھے انکو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جنگ بدر میں فوج ساقہ کا سردار بنایا تھا۔ ایک بھائی حارث تھے وہ جنگ یمامہ میں شہید ہوئے تھے۔ |
| (۶) سراقہ بن عمرو بن عطیۃ الانصاری النجاری۔ | بدر۔ احد۔ خندق۔ حدیبیہ۔ خیبر۔ عمرۃ القضا میں ہمرکاب مصطفوی تھے۔ |

۱؎ اے جان موت کا بازار گرم ہو رہا ہے۔ قتل سے بچے تو موت سامنے ہے۔ جو تو نے چاہا خدا نے دیا اب اگر زید اور جعفر کی راہ پر چلنا ہوا تو ہدایت مل گئی۔

| | |
|---|---|
| (۷) عباد بن قیس بن عبسہ الانصاری الخزرجی۔ | جنگ بدر میں مع برادر خود سُبیع بن قیس شامل تھے۔ |
| (۸) وہب بن سعد بن ابی سرح القرشی العامری۔ | اُحد۔خندق۔حدیبیہ۔خیبر میں شامل تھے۔ |
| (۹) مسعود بن سُوید بن حارثہ القرشی العدوی | بنوعدی کے اُن ستر اشخاص میں سے ہیں۔ جنھوں نے ہجرت کی تھی۔ |
| (۱۰) مسعود بن الاسود بن حارثہ۔ ایضاً | ۹ کے چچازاد بھائی بیعت الرضواں میں شامل تھے |
| (۱۱) عبادہ بن قیس بن زید بن اُمیہ الانصاری الخزرجی۔ | بدر۔اُحد۔خندق۔خیبر۔حدیبیہ میں شامل تھے |
| (۱۲) سوید بن عمرو | مواخات میں ۸ کے بھائی تھے۔ |
| (۱۳) ہوجہ بن بجیر بن عامر الضبی[۱] | |

## شہدائے مکہ (۲)

| | |
|---|---|
| (۱) حُبیش بن اشعر بن منقذ بن ربیعہ | قوم خزاعہ سے ہیں۔ |
| (۲) کرز بن جابر بن حسیل فہری قرشی | ہجرت نبوی کے بعد انہی نے قریش کی طرف سے مسلمانوں پر سب سے پہلا حملہ کیا تھا۔ بعد ازاں مسلمان ہوئے۔ سریہ عرنیئن میں سردار بنائے گئے۔ فتح مکہ کے دن حبیش پہلے شہید ہوئے۔ کرز نے اُنکی لاش اپنی ٹانگوں کے درمیان کر لی۔ اور لاش کی حفاظت کرتے اور لڑتے ہوئے شہید ہوئے۔ |

[۱] یہ فہرست انشاء اللہ مکمل ہے۔ ابن دحلان نے ۱۲ نام لکھے ہیں۔ حارث سفیر نبوی سمیت یہ تعداد ۱۴ ہو گئی ہے۔

## شہدائے حُنین (۶)

| | |
|---|---|
| (۱) ایمن بن عبد حبشی | حضرت اسامہ بن زید کے ماں جائی بھائی ہیں۔ یہ اُن جوانمردوں میں سے ہیں۔ جو یوم حُنین کو ثابت قدم رہے تھے |
| (۲) حُوَیرِث بن عبداللہ بن حلف | غفاری انصاری۔ آبی اللحم لقب۔ یہ بتوں پر جھٹکے کا گوشت پہلے سے نہیں کھایا کرتے تھے۔ |
| (۳) مرّہ بن سراقہ۔ | . |
| (۴) سراقہ بن حباب | انصاری |
| (۵) سراقہ بن حارث بن عدی | بنو عجلان سے ہیں۔ |
| (۶) یزید بن زمعہ بن اسود بن مطلب | اُم المومنین ام سلمہ کے بھانجے ہیں۔ سرداران قریش میں سے تھے۔ مہمات قومی میں اِنکا مشورہ قریش ضروری سمجھتے تھے |

## شہدائے طائف (۱۳)[1]

| | |
|---|---|
| (۱) حارث بن سہل بن ابوصعصعہ | انصاری۔ بخاری از بنو مازن انکے دو چچا جنگ موتہ میں ایک چچا جنگ یمامہ میں شہید ہوئے تھے |
| (۲) حباب بن جبیر۔ | |
| (۳) عرفطہ بن حباب بن جبیر | ۲ و ۳ باپ بیٹا ہیں۔ بنو امیہ کے حلیف ہیں |
| (۴) جُلیحہ بن عبداللہ بن حارث | لیثی ہیں۔ |
| (۵) رقیم بن ثابت | انصاری۔ اوسی۔ |
| (۶) ثابت بن جذع | انصاری۔ عقبی و بدری |

[1] یہ فہرست انشاء اللہ تعالےٰ مکمل ہے۔

| | |
|---|---|
| (۷) سعید بن سعید بن عاص بن امیہ | قرشی الاموی۔ |
| (۸) عبداللہ بن ابوامیہ بن مغیرہ۔ | قرشی المخذومی۔ام المومنین ام سلمہ کے برادر از جانب پدر |
| (۹) عبداللہ بن حارث بن عبدالمطلب | قرشی الہاشمی۔نبی صلعم کے چچیرے بھائی۔ |
| (۱۰) سائب بن حارث بن قیس بن عدی | قرشی سہمی۔بعض کا قول ہے کہ یہ طائف میں زخمی اور یوم فحل ۱۳ھ میں شہید ہوئے۔ |
| (۱۱) عبداللہ بن عامر بن ربیعہ | عَدَوی ہیں۔ |
| (۱۲) عبید بن قوال بن قیس بن وقش بن ثعلبہ | عَدَوی اُحد اور جُملہ مشاہد مابعد میں شریک ہوئے۔ |
| (۱۳) منذر بن عبید بن قوال | ۱۲ کے فرزند ہیں |

# شہدائے مشاہد مختلفہ

اس فہرست میں اُن شہیدان پاک کے نام لکھے جاتے ہیں۔جنکی بابت علمائے سیر میں یہ تو اتفاق ہے کہ وہ عہد پُر نور مصطفوی میں شہید ہوئے تھے۔مگر اُنکے مشاہد کے تعین میں اختلاف ہے۔

| | |
|---|---|
| (۱) قرہ بن عتبہ (عقبہ) الانصاری الاشہلی۔ | |
| (۲) مالک بن خلف بن عمرو الخزاعی | طلیعہ اُحد پر مع اپنے بھائی نعمان کے مامور تھے۔ |
| (۳) مخیریق | یہودی عالم از بنو نضیر تھے۔بروز جنگ اُحد ایمان لائے اور سیدھے میدان جنگ میں پہنچ گئے تھے۔اپنے مال کی وصیت نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے کر گئے تھے۔ |

لہ یہ فہرست انشاء اللہ تعالیٰ مکمل ہے۔

| | |
|---|---|
| (۴) ثابت بن النعمان بن امیہ ۔ ابو حنہ ۔ | بدری ہیں ۔ |
| (۵) سہل بن رومی بن وقش بن زغبہ ۔ | واقدی نے شہدائے اُحد میں انکا نام لیا ہے |
| (۶) یزید بن سعید الکندی ۔ والد سائب | |
| (۷) بشر بن براء بن معرور ۔ انصاری | خیبر ۔ زہر آلود گوشت کے کھانے سے شہادت واقع ہوئی ۔ |
| (۸) طفیل بن النعمان بن خنساء الانصاری | |
| (۹) مسعود بن خلدہ | الانصاری الزرقی ۔ |
| (۱۰) عبداللہ (حکم) بن سعید بن العاص بن امیہ ۔ | قرشی ۔ بدری ۔ |
| (۱۱) مسعود بن الاسود بن حارثہ | قرشی العدوی |
| (۱۲) ہبار بن سفیان بن عبدالاسد | المخزومی ۔ |

# باب چہارم

## یَقُوْلُ الَّذِیْنَ کَفَرُوْٓا اِنْ ھٰذَآ اِلَّآ اَسَاطِیْرُ الْاَوَّلِیْنَ ۝

کفارِ عرب جب قرآن مجید میں پہلی قوموں اور پچھلے نبیوں کے حالات سنتے تو قرآن مجید پر یہ پھبتی کستے کہ اس میں ہے ہی کیا۔ زیادہ سے زیادہ یہ ہے کہ محمد ہمیں اساطیر الاولین سنایا کرتا ہے۔

لغت میں اساطیر فسانہ نما قصوں کو کہتے ہیں۔ جن میں حقیقت کم ہو۔ مگر دلچسپی زیادہ ہو۔ کفارِ عرب جو علوم سے بے بہرہ خط و کتابت سے عاری۔ احوالِ عالم سے بے خبر تھے وہ تو اپنی جہالت اور ناواقفیت کی وجہ سے بہت کچھ قابلِ ترحم تھے لیکن تعجب تو یہ ہے کہ ان جاہل وحشی بُت پرستوں کے اس لفظ کو اہلِ کتاب نے نہایت پسندیدگی سے دیکھا اور خود بھی اپنی کتابوں میں بار بار اور مختلف پیرایوں کے ساتھ دہرایا ہے۔

بعض پادریوں نے یہاں تک لکھ دیا ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ سب قصے ایک عیسائی عالم ہی سے سنکر اپنی زبان میں ڈھال لئے تھے۔

ہم اس مضمون میں دکھائیں گے کہ ایک ہی قصہ کے متعلق موجودہ بائیبل کیا بیان کرتی ہے اور قرآن مجید کیا۔ اس کے ملاحظہ سے ناظرین خود ہی دیکھ سکیں گے۔ کہ قرآن مجید اپنی تعلیم میں دیگر آسمانی کتابوں سے کس قدر اعلیٰ ہے۔ ایسی پاک کتاب کے سنانے والے کی نسبت یہ خیال کرنا کس قدر غلط ہے۔ کہ وہ اپنے سے پہلی کتابوں کے

مضامین کو چرا چرا کر بیان کیا کرتا تھا۔
چونکہ عیسائی لوگوں کا یہ اعتراض ذات ستودہ صفات نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ہے۔ اس لئے ضروری ہے کہ اس باب کو سیرۃ النبی صلعم کے اندر شامل کیا جائے۔

# آدم علیہ السلام

بائیبل کی کتاب پیدائش کے باب ۲-۳ میں آدم علیہ السلام کی پیدائش۔ باغ عدن کا قیام درخت تمیز سے پھل کھانے اور باغ سے نکالے جانے کا ذکر ہے۔ درس ۱۷ باب ۳ میں یہ بھی ہے کہ زمین تیرے سبب سے لعنتی ہوئی۔ تمام بائیبل میں کہیں مذکور نہیں ہے کہ آدمؑ کے اس گناہ کی معافی بھی ہوگئی تھی لیکن قرآن مجید نے آدم علیہ السلام کے جن خاص فضائل کا ذکر کیا ہے۔ اور جن سے **بائیبل خاموش** ہے وہ یہ ہیں۔

۱۔ کہ پھل کھاتے وقت آدمؑ اللہ پاک کے حکم کو بھول گئے تھے۔
وَلَقَدْ عَهِدْنَا إِلَىٰ آدَمَ مِن قَبْلُ فَنَسِيَ (طٰہٰ۔ ع ۹)۔
۲۔ آدمؑ کی نیت میں خلاف حکم کرنے کا ارادہ شامل نہ تھا۔
وَلَمْ نَجِدْ لَهُ عَزْمًا (طٰہٰ)۔
۳۔ رب کریم نے انکی اس حرکت کو بخشدیا تھا۔ اور آئندہ انہیں بہترین راہ کی ہدایت بھی کردی تھی۔ اور آدمؑ کو اپنی درگاہ کا برگزیدہ بھی بنالیا تھا۔
ثُمَّ اجْتَبَاهُ رَبُّهُ فَتَابَ عَلَيْهِ وَهَدَىٰ (طٰہٰ۔ ع ۷)۔
۴۔ آدمؑ پر کلام الٰہی بھی نازل ہوا تھا۔

فَتَلَقّٰۤی اٰدَمُ مِنْ رَّبِّہٖ کَلِمٰتٍ (سورہ بقرہ ۔ع )۔

یہ ظاہر ہے۔ کہ اگر نسل انسانی کے پدر اعظم کو اس فضیلت سے عاری کر دیا جائے تو اُس میں کوئی بھی فضیلت نہیں رہ جاتی۔

(الف) قرآن مجید حضرت آدمؑ کے متعلق جس بات میں چپ ہے، اور بائیبل اسے بیان کرتی ہے۔ وہ یہ فقرہ ہے "خدا نے آدمؑ کو پیدا کیا۔ خدا کی صورت پر اُسے بنایا (۱/۵ پ)، یہی مطلب اس کتاب کے ۱/۲۶ میں اِن الفاظ میں ہے۔ "تب خدا نے کہا۔ کہ ہم انسان کو اپنی صورت اور اپنی مانند بنا دیں"۔

مَیں نہیں سمجھ سکتا۔ کہ اس فقرہ کے بعد کیونکر کوئی اہل کتاب خدا کے جسم اور جسمانیت سے انکار کر سکتا ہے اور کیونکر خدا کو محدود ہونے سے بری ٹھہرا سکتا ہے اور کیونکر خدا کا تصور انسان سے بالاتر ہونے کا دوسرے کو دلا سکتا ہے۔

بیشک قرآن مجید نے اس فقرہ کو چھوڑ دینے سے ثابت کر دیا کہ تقدیس و تنزیہہ ربانی کی جو تعلیم قرآن مجید میں ہے وہ سب سے اعلےٰ ہے۔

## قائن و ہابیل فرزندان آدم علیہ السلام

بائیبل نے بیان کیا ہے کہ

۱۔ قائن نے اپنے بھائی ہابیل کو مار ڈالا (۴/۸ پ)

۲۔ خداوند نے قائن پر ایک نشان لگایا کہ جو کوئی اسے پاوے مار نہ ڈالے۔

۳۔ خدا نے کہا کہ جو کوئی قائن کو مار ڈالے گا سات گنا بدلہ اس سے لیا جاویگا۔

ایک قاتل کے متعلق یہ اصول دنیا کے امن و امان کے لئے جس قدر مضر اور خطرناک ہے وہ ظاہر ہے۔ مگر قرآن مجید نے اس قصہ کو بیان فرماتے ہوئے بتایا ہے۔

(۱) کہ قائن اپنے بھائی کو قتل کرنے سے خود زیاں کار۔ اور منجملہ اصحاب نار بنا

| | |
|---|---|
| فَتَكُونَ مِنْ أَصْحٰبِ النَّارِ (مائدہ ع ۵) | تو دوزخ والوں میں سے ہوگا۔ |
| فَقَتَلَهٗ فَأَصْبَحَ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ (مائدہ ع ۵) | اس نے بھائی کو قتل کر دیا اور خسارہ والوں میں سے ہوگیا۔ |

(۲) پھر انسان کی زندگی کی قدر و قیمت اور انسان کے ہلاک کرنے کے وبال سخت اور گناہ عظیم کا بیان فرمایا۔

"کہ ایک انسان کا قتل کر دینا تمام بنی آدم کے قتل کے برابر ہے"

"اور ایک انسان کو ہلاکت سے بچا لینا تمام نسل کو ہلاکت سے بچانیکے کے برابر ہے"

| | |
|---|---|
| مَنْ قَتَلَ نَفْسًا بِغَيْرِ نَفْسٍ أَوْ فَسَادٍ فِي الْأَرْضِ فَكَأَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِيْعًا وَمَنْ أَحْيَاهَا فَكَأَنَّمَا أَحْيَا النَّاسَ جَمِيْعًا (س مائدہ۔ ع ۵) | جس نے کسی انسان کو (قصاص یا ملکی فساد کے بغیر) قتل کیا اس نے گویا سب ہی انسانوں کو قتل کیا۔ اور جس نے ایک انسان کی زندگی کو بچایا۔ اس نے گویا سب ہی انسانوں کو بچایا۔ |

اب ناظرین بائیبل اور قرآن مجید دونوں کے فرق کو۔ اور قرآن مجید کے تفوق کو بخوبی معلوم کر سکتے ہیں۔

# نوح علیہ السلام

بائیبل میں حضرت نوح علیہ السلام کا ذکر کتاب پیدائش کے ۶ باب سے شروع ہوتا ہے باب ۷، ۸ میں طوفان کا ذکر ہے۔ باب ۹ میں بعد طوفان کا ذکر اور باب ۱۰ میں اولاد نوحؑ کا ذکر ہے۔

جو کوئی شخص بائیبل کو پڑھ اور سمجھ سکتا ہے وہ بائیبل کو پڑھے اور دیکھے۔

۱ - اس میں ایک فقرہ بھی نوح علیہ السلام کے پند و نصیحت فرمانے کی بابت درج نہیں۔

۲ - اس میں ایک جگہ بھی نہیں بتایا۔ کہ جو لوگ طوفان میں ڈبو دئے گئے تھے۔ انکا خاص گناہ کیا تھا؟

۳ - اس میں نہیں بتایا گیا۔ کہ کیوں ہلاکت ہی بطور آخری علاج کے اختیار کی گئی تھی۔

۴ - اس میں نہیں بتایا۔ کہ نوحؑ کن لوگوں میں مبعوث کئے گئے تھے۔

۵ - اور کون لوگ غرق طوفان ہوئے۔

لیکن قرآن مجید ان جملہ امور پر روشنی ڈالتا ہے۔

(۱) قرآن مجید نے بتایا اِنَّا اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰی قَوْمِہٖ کہ نوحؑ اپنی ہی قوم کی طرف مبعوث ہوئے تھے۔

(۲) بتایا کہ نوحؑ (۹۵۰) سال تک برابر نصیحت کرتے رہے فَلَبِثَ فِیْہِمْ اَلْفَ سَنَۃٍ اِلَّا خَمْسِیْنَ عَامًا (س عنکبوت)۔

(۳) بتایا ہے کہ اسرار و اعلان کے تمام طریقوں سے حضرت نوحؑ قوم کو نصیحت کر چکے تھے۔

(۴) بتایا ہے کہ قوم شرک کے گندے گناہ میں آلودہ ہوگئی تھی۔

(۵) بتایا ہے کہ وہ شرک میں اتنے منہمک ہوگئے تھے کہ اولاد و احفاد دوست و احباب کو اسی شرک کے لزوم کی نصیحتیں اور وصیتیں کیا کرتے تھے۔ وَقَالُوْا لَا تَذَرُنَّ اٰلِہَتَكُمْ وَلَا تَذَرُنَّ وَدًّا وَّلَا سُوَاعًا وَّلَا یَغُوْثَ وَیَعُوْقَ

وَنَسْرًا (سورہ نوح)

(۶) بتایا ہے کہ انکی آئندہ نسلوں کے صلاحیت پذیر ہونے کی امید بھی منقطع ہو گئی تھی۔ وَلَا يَلِدُوْٓا اِلَّا فَاجِرًا كَفَّارًا (سورہ نوح)

(۷) بتایا گیا ہے کہ وہی قوم غرق کی گئی تھی جس نے شرک وطغیان وسرکشی اختیار کی تھی ❊

| | |
|---|---|
| كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوْحٍ وَّعَادٌ وَّفِرْعَوْنُ ذُو الْاَوْتَادِ وَثَمُوْدُ وَقَوْمُ لُوْطٍ وَّاَصْحٰبُ الْـَٔيْكَةِ اُولٰٓئِكَ الْاَحْزَابُ اِنْ كُلٌّ اِلَّا كَذَّبَ الرُّسُلَ فَحَقَّ عِقَابِ (سورہ ص ۱۶) | نوح۔ عاد۔ اور فرعون ذوالاوتاد اور ثمود اور قوم لوط اور اصحاب ایکہ کی جماعتوں نے ان سے پہلے تکذیب کی۔ ان سب نے رسولوں کو جھٹلایا اور اس لئے اُنپر عذاب کا آنا ٹھیک ہُوا ❊ |

(۸) قرآن مجید نے جو کچھ حضرت نوح علیہ السلام کی بابت بتایا ہے اور جس سے بائیبل خاموش ہے وہ بہت سے امور ہیں ❊

نوحؑ کے ایک نافرمان بیٹے کا قصہ جس میں بتایا گیا ہے ❊

۱۔ کہ خدا کے حکم کے سامنے اولاد کی محبت کو چھوڑ دینا چاہئے ❊

۲۔ نیز یہ کہ عالی نسب ہونا اُس شخص کے لئے ذرا بھی مفید نہیں۔ جسکے اپنے اعمال اچھے نہ ہوں اِنَّهٗ لَيْسَ مِنْ اَهْلِكَ اِنَّهٗ عَمَلٌ غَيْرُ صَالِحٍ (سورہ ھود)

۳۔ اور یہ کہ نیک باپ بُری اولاد سے کیونکر علٰحدہ ہو جاتے ہیں ❊

| | |
|---|---|
| رَبِّ اِنِّيْٓ اَعُوْذُ بِكَ اَنْ اَسْـَٔلَكَ مَا لَيْسَ لِيْ بِهٖ عِلْمٌ (ھود) | اے رب میں تجھ سے پناہ مانگتا ہوں کہ تجھ سے اس بات کا سوال کروں جس کا علم مجھے نہیں ❊ |

(۹) قرآن مجید بتاتا ہے کہ حضرت نوحؑ کے ساتھ اور بھی چند نفوس بچے تھے۔ جو

حضرت نوح علیہ السلام پر ایمان لائے تھے اور خدا نے اُنکو بھی سلامتی کے خلعت سے مشرف فرمایا تھا۔

| | |
|---|---|
| وَمَآ اٰمَنَ مَعَهٗٓ اِلَّا قَلِيْلٌ (ھود ۴۶) | نوحؑ کے ساتھ تھوڑے ہی ایمان لائے تھے۔ |
| يٰنُوْحُ اهْبِطْ بِسَلٰمٍ مِّنَّا وَبَرَكٰتٍ عَلَيْكَ وَعَلٰٓى اُمَمٍ مِّمَّنْ مَّعَكَ (ھود) | اے نوحؑ کشتی سے اتر ہماری سلامتی اور برکتوں کے ساتھ جو تجھ پر ہیں اور ان سب پر جو تیرے ساتھ ہیں۔ |

(۱۰) قرآن مجید بتاتا ہے کہ حضرت نوحؑ کی اولاد کبھی منقطع نہ ہو گی۔

| | |
|---|---|
| وَجَعَلْنَا ذُرِّيَّتَهٗ هُمُ الْبٰقِيْنَ (صٰفٰت) | ہم نے نوحؑ کی اولاد کو باقی رہنے والے بنایا۔ |

بائیبل ان جملہ افادات سے خالی ہے۔

اب بائیبل جو بات قرآن مجید سے زائد بیان کرتی ہے وہ یہ ہے۔ "نوح نے پی کر نشہ میں آیا اور اپنے ڈیرہ کے اندر آپ کو ننگا کیا حام نے اپنے باپ کو ننگا دیکھا $\frac{9}{21 و 22}$ پ۔

# فصل

## ابراہیم علیہ السّلام

بائیبل کتاب پیدائش میں ابراہیم علیہ السلام کا قصہ ۱۲ باب سے ۲۵ باب تک ہے۔ با این ہمہ بائیبل اُن فضائل کے بیان سے ساکت ہے۔ جو قرآن مجید نے حضرت خلیل الرحمٰنؑ کے بیان کئے ہیں۔

(۱) قرآن مجید میں حضرت ابراہیمؑ کا مَلَكُوْتَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ (انعام ع ۹) پر

نظر ڈالنے۔تاروں۔چاند۔سورج وغیرہ میں اہلیت الہیت نہ ہونے پر استدلال کرنے کا مفصل بیان ہے اور اس سے سبق ملتا ہے کہ کیونکر سعادتمندان ازلی اس صحیفہ قدرت کو دیکھ کر منازل خداشناسی کو طے کر جاتے ہیں*

(۲) قرآن مجید نے حضرت ابراہیمؑ کی بُت شکنی کا بیان کیا ہے اور فَجَعَلَهُمْ جُذَاذًا (انبیاء ع ۵) کہہ کر بتایا جاتا ہے کہ ابراہیم علیہ السلام اپنی ابتدائی عمر ہی سے شرک کے دشمن توحید کے فدائی تھے*

(۳) قرآن مجید میں اس مناظرہ کا ذکر ہے۔جو ابراہیمؑ نے توحید کے بارے میں اپنی قوم کے ساتھ کیا۔اور عقیدے کی پختگی میں قوم کی مخالفت کی ذرا پرواہ نہ کی تھی*

| | |
|---|---|
| وَحَآجَّهٗ قَوْمُهٗ قَالَ اَتُحَآجُّوْنِّیْ فِی اللّٰهِ وَقَدْ هَدٰىنِ (انعام-ع ۹) | اسکی قوم نے اُس سے جھگڑا کیا! ابراہیمؑ نے کہا کہ کیا تم اللہ کی بابت مجھ سے جھگڑتے ہو۔اسی نے تو مجھے ہدایت فرمائی ہے* |

(۴) قرآن مجید میں اس نصیحت کا ذکر ہے۔جو ابراہیمؑ نے اپنے باپ آذر کو فرمائی تھی*

| | |
|---|---|
| اِذْ قَالَ لِاَبِیْهِ یٰۤاَبَتِ لِمَ تَعْبُدُ مَا لَا یَسْمَعُ وَلَا یُبْصِرُ وَلَا یُغْنِیْ عَنْكَ شَیْـًٔا الخ (مریم-ع ۳) | اے باپ تو کیوں ایسی چیزوں کی پوجا کرتا ہے جو نہ سُن سکیں نہ دیکھ سکیں۔نہ تیرا کوئی کام بنا سکیں* |

قرآن پاک نے اُنکے باپ کی سختی اور ابراہیمؑ کا باپ سے علیحدہ ہو جانا بھی بتایا ہے*

یٰۤاِبْرٰهِیْمُ لَئِنْ لَّمْ تَنْتَهِ لَاَرْجُمَنَّكَ (س مریم ۳) | اے ابراہیمؑ اگر تو باز نہ آیا تو میں تجھے سنگسار کردونگا*

(۵) قرآن پاک میں اُس مناظرہ کا بھی ذکر ہے جو بادشاہ وقت سے انہوں نے کیا وہ بادشاہ سرگروہ معطلین تھا۔خدا تعالیٰ کا منکر۔انانیت کا قائل۔اللہ پاک نے حضرت ابراہیمؑ

کے اُن دلائل کو بھی بیان فرمایا ہے جنہیں سُنکر ایسا سرکش و مغرور پادشاہ بھی حیران رہ گیا تھا۔

| | |
|---|---|
| فَبُهِتَ الَّذِي كَفَرَ (بقرہ۔ع) | تب کافر حیران رہ گیا۔ |

(۶) قرآن پاک نے ابراہیمؑ کے خلاف قوم اور سلطنت کا اتفاق انکا آگ میں ڈالا جانا۔ خداوند کریم کا اپنے خلیل کو بچا لینا بیان فرمایا ہے۔

| | |
|---|---|
| قُلْنَا يٰنَارُ كُونِي بَرْدًا وَّسَلٰمًا عَلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ (انبیاء۔ع ۵) | ہم نے کہا۔ اے آگ ابراہیم علیہ السلام پر تو ٹھنڈی اور سلامتی بن جا۔ |

(۷) قرآن مجید نے اس طریقہ استدلال کا بھی ذکر کیا ہے جس سے احیائے موتیٰ کے مسئلہ میں غور کرنیوالے کیلئے ابراہیمؑ ایک روشن مثال چھوڑ گئے ہیں۔

| | |
|---|---|
| رَبِّ اَرِنِي كَيْفَ تُحْيِ الْمَوْتٰى (الخ۔ بقرہ۔ع) | اے رب مجھے دکھا تو مردوں کو کیونکر زندہ کریگا۔ |

بائیبل ان تمام باتوں سے بالکل خاموش ہے۔ بائیبل حضرت ابراہیمؑ کی کسی دینی خدمت کا ذکر تک نہیں کرتی۔

الف۔ بائیبل نے اگر کوئی ایسا ذکر بھی کیا۔ جو قرآن مجید میں نہیں۔ وہ یہ ہے کہ ابراہیمؑ نے اپنی بیوی کو سکھایا تھا۔ کہ تو کہنا کہ میں اس کی بہن ہوں ۱۱/۱۲ پ۔

ب۔ بائیبل نے لکھا ہے کہ ابراہیمؑ نے اپنی بیوی سترہ کے کہنے سے اپنے بیٹے اسمٰعیلؑ اور بیوی ہاجرہ کو گھر سے نکال دیا تھا۔ ۲۱/۱۰ تا ۱۴ پ۔ وہ بے چارے بیابان میں بھٹکتے پھرتے تھے۔

اس بیان سے ابراہیمؑ کے رحم اور انصاف پر بہت سے اعتراض وارد ہوتے ہیں۔

لیکن قرآن مجید نے جب اس واقعہ کا ذکر کیا ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ ابراہیمؑ نے بیوی اور بچے کو نکالا نہ تھا۔ بلکہ توحید کی منادی پھیلانے کے لئے ایک مرکز قائم فرمایا تھا اور توحید کی تعلیم کو تمام دنیا تک پہنچانے کے لئے اپنے کنبے کو دور دراز ممالک تک پھیلا دیا تھا۔

رَبَّنَا إِنِّي أَسْكَنتُ مِن ذُرِّيَّتِي بِوَادٍ غَيْرِ ذِي زَرْعٍ عِندَ بَيْتِكَ الْمُحَرَّمِ رَبَّنَا لِيُقِيمُوا الصَّلَاةَ فَاجْعَلْ أَفْئِدَةً مِّنَ النَّاسِ تَهْوِي إِلَيْهِمْ (سورہ ابراہیم)

اے رب میں نے اپنے کعبہ میں سے چند کو اس وادی میں جہاں زراعت نہیں ہوتی ہے تیرے عزت والے گھر کے پاس بسایا ہے اے رب میری غرض یہ ہے کہ وہ نماز کو قائم کریں۔ اس لئے اے خدا تو لوگوں کے دلوں کو انکی جانب مائل کر دے۔

یہ ایسی پاک غرض ہے جو حضرت ابراہیمؑ کی رفعتِ شان کو نہایت اعلیٰ بنا دیتی ہے جملہ وجوہات کو دیکھ کر بھی کیا کوئی کہہ سکتا ہے کہ قرآن مجید کے مضامین بائیبل سے لئے گئے ہیں۔

# لوط علیہ السلام

(۱) لوط علیہ السلام اور اُنکی قوم کا انجام کتاب پیدائش باب ۱۹ میں ہے بائیبل نے حضرت لوطؑ کی مساعی تبلیغ کا ذرا بھی ذکر کہیں نہیں کیا۔ لیکن قرآن مجید انکے زبردست دلائل وعظ کا ذکر فرماتا ہے۔

وَلُوطًا إِذْ قَالَ لِقَوْمِهِ أَتَأْتُونَ الْفَاحِشَةَ مَا سَبَقَكُم بِهَا مِنْ أَحَدٍ مِّنَ الْعَالَمِينَ (اعراف ع)

لوطؑ نے اپنی قوم سے کہا تم بیحیائی کا وہ کام کرتے ہو جو تم سے پہلے دنیا میں کسی نے بھی نہیں کیا۔

(۲) بائیبل نے لوط علیہ السلام کی عورت کے نمک کا کھمبا بنجانے کی وجہ یہ لکھی ہے کہ اُس نے پیچھے کو پھر کر دیکھ لیا تھا (۲۶ درس ۱۹ باب)۔

لیکن قرآن مجید نے ظاہر کیا ہے کہ وہ اپنے شوہر کی خیانت کرتی تھی۔

| | |
|---|---|
| كَانَتَا تَحْتَ عَبْدَيْنِ مِنْ عِبَادِنَا صَالِحَيْنِ فَخَانَتَاهُمَا (تحریم - ع ۲)۔ | نوحؑ اور لوطؑ کی جورئیں ہمارے دو صالح بندوں کے تحت میں تھیں مگر انہوں نے اُن دونوں کی خیانت کی۔ |

(۳) اب بائیبل جس مضمون کو خاص طور پر بیان کرتی ہے۔ وہ لوطؑ کی دونوں بیٹیوں کا قصہ ہے۔ دیکھو باب ۱۹ اپ

مگر قرآن مجید ایسے قصوں سے بالکل پاک ہے۔

اس ناپاک قصہ کا بُطلان خود بائیبل سے بھی ثابت کیا جا سکتا ہے۔ دیکھو پیدائش $\frac{19}{31 \text{ و } 32}$ "پلوٹھی نے اس فعل قبیحہ کے جواز میں یہ دلیل پیش کی ہے کہ زمین پر کوئی مرد نہیں جو تمام جہان کے دستور کے موافق ہمارے پاس اندر آئے"۔ یہ دلیل بالکل غلط ہے کیونکہ $\frac{19}{20 \text{ تا } 23}$ میں شہر ضغر کی موجودگی اور سلامتی کا ذکر ہے۔ پھر وہ لڑکیاں کیونکر کہہ سکتی تھیں۔ کہ زمین پر کوئی مرد نہیں۔

ہم باور کر سکتے ہیں کہ یہ داستان بے اصل و بہتان ہے۔

# اسحٰق علیہ السلام

کتاب پیدائش کے ۲۶ باب میں حضرت اسحٰقؑ کا ذکر ہے اور جو بیان اس میں قرآن مجید سے زائد ہے وہ یہ ہے "اضحاق جرار میں رہا۔ اور وہاں کے باشندوں نے اس سے اس کی جورو کی بابت پوچھا۔ وہ بولا کہ وہ میری بہن ہے" (درس ۶)۔

ناظرین خود اندازہ کر سکتے ہیں کہ کیا اس فقرہ کا قرآن مجید میں نہ ہونا اُس کی شان کو گھٹا سکتا ہے ؛

# یعقوب علیہ السلام

باب ۲۵۔ کتاب پیدائش سے معلوم ہوتا ہے کہ یعقوبؑ اور عیسوؑ دو توام بھائی تھے اور پیدائش کے اعتبار سے عیسو بڑا تھا ؛

اب مندرجہ ذیل امور پر غور کیجئے :۔

اوّل ۔ ۲۹ درس میں ہے "کہ یعقوبؑ نے لپسی پکائی ۔ اور عیسو جنگل سے آیا ۔ اور وہ ماندہ ہو گیا تھا" ؛

۳۰۔ "اور عیسو نے یعقوبؑ سے کہا ۔ کہ اس لال لال میں سے کچھ مجھے کھانے کو دے ۔ کیونکہ میں ماندہ ہو گیا ہوں ؛

۳۱۔ "تب یعقوب نے کہا ۔ کہ آج ہی اپنے پلوٹھے ہونے کا حق میرے ہاتھ بیچ

۳۲۔ "عیسو نے کہا ۔ کہ دیکھ میں تو مرنے جاتا ہوں ۔ سو پلوٹھا ہونا میرے کس کام آوے گا" ؛

۳۳۔ "تب یعقوبؑ نے کہا ۔ کہ آج ہی میرے سامنے قسم کھا ۔ اُس نے اُس کے سامنے قسم کھائی ۔ اور اُس نے اپنے پلوٹھے ہونیکا حق یعقوب کے ہاتھ بیچا" ؛

۳۴۔ "تب یعقوب نے عیسو کو روٹی اور مسور کی دال دی ۔ اُس نے کھایا اور پیا اور اُٹھ کر چلا گیا ۔ سو عیسو نے اپنے پلوٹھے ہونیکا حق ناچیز جانا" ؛

ناظرین ذرا غور کریں کہ اوپر کے قصے سے کیا حضرت یعقوبؑ کی کوئی تعریف

نکلتی ہے جنہوں نے حقیقی بھائی کو مسور کی دال اور روٹی اس وقت تک نہ دی جب تک اُس سے وہ حق نہ لے لیا۔ جو قدرت نے اُسے عطا کیا تھا۔

شکر ہے کہ قرآن مجید میں یہ داستان موجود نہیں۔

دوم۔ کتاب پیدائش کا ۲۷ باب پڑھئے جس میں یہ مذکور ہے کہ اسحٰقؑ نے بڑے بیٹے عیسو کو کہا کہ وہ شکار کا گوشت باپ کے لئے لائے اور باپ اُسے برکت دیگا حضرت یعقوبؑ کی ماں نے حضرت یعقوبؑ کو عیسو جیسا لباس پہنایا۔ اُن کا حلیہ عیسو جیسا بنایا۔ اور اُنکے ہاتھ بکری کا گوشت بنا کر اسحٰقؑ کے پاس بھیجا اور یعقوبؑ نے باپ سے کہا۔ کہ میں عیسو ہوں شکار کھائیے۔ اور برکت دیجئے اور حضرت اسحٰقؑ اس دھوکے میں آ گئے اور یعقوبؑ کو وہ برکت دی جو عیسو کو دینا چاہتے تھے۔

شکر ہے کہ قرآن مجید میں یہ قصہ بھی نہیں ہے۔

سوم۔ ۳۴۔ باب پیدائش میں دینہ دختر یعقوبؑ کا قصہ ہے۔ پھر اسی باب میں مذکور ہے کہ فرزندان یعقوب نے امیر حوی حمور سے یہ معاہدہ کر لیا۔ کہ آئندہ کے لئے بیٹیوں کی لیت دیت جاری ہو جائے گی۔ مگر پھر لاوی و شمعون تلواریں لیکر اس شہر پر گئے۔ سب مردوں کو اور سکم و حمور کو قتل کر ڈالا انکی بھیڑ۔ بکریاں۔ گائے۔ بیل۔ گدھے اور جو کچھ شہر یا کھیت میں تھا۔ سب دولت سب بچے اور انکی جوروئیں لوٹ کر لے گئے۔

شکر ہے کہ قرآن مجید میں اِس کی بابت ایک حرف بھی نہیں۔

چہارم۔ ۳۵ باب ۲۲ درس میں۔ روبن جو حضرت یعقوبؑ کا پلوٹھا بیٹا تھا۔ اور

اُس کی سوتیلی ماں کا قصّہ ہے ❖

شکر ہے یہ قصہ بھی قرآن مجید میں نہیں ❖

**پنجم** - ۳۸ باب کتاب پیدائش میں یہوداہ (جو حضرت یعقوبؑ کا تیسرا بیٹا ہے) اور اُس کی بہو تمر کا قصّہ ہے ❖

بائیبل نے یہوداہ کو الزام سے بچانے کے لئے کہا ہے" اِس نے نہ جانا کہ یہ میری بہو ہے"۔ (۱۶ - درس) لیکن اس عذر کے بعد پھر بھی یہوداہ پر ایک کسبی عورت کے ساتھ آلودہ ہونے کا جرم و گناہ قائم رہتا ہے اور یہ جرم ایسے شخص کے متعلق جو نبی کا بیٹا اور نبی کا پوتا اور بنی اسرائیل کے چند انبیاء مابعد کا باپ ہو بہت سخت ہے ❖

شکر ہے کہ قرآن مجید اس پاک گھرانے کے کسی شخص پر ایسے الزام نہیں لگاتا بلکہ یوں تعریف کرتا ہے ❖

| | |
|---|---|
| وَتَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ الْحُسْنٰى عَلٰى بَنِىْٓ اِسْرَآءِيْلَ (س اعراف ع ۱۶) | خدا تعالیٰ کا پاک فرمودہ بنی اسرائیل پر پورا ہوا ❖ |

اِن سب باتوں کو چھوڑ کر قرآن مجید نے جو کچھ خود بیان کیا ہے جو بائیبل میں مذکور نہیں۔ اُس سے حضرت یعقوبؑ کی عظمت نمایاں ہوتی ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ وہ فی الواقع اسرائیل (مردِ خدا) کا خطاب پانے کے اہل تھے ❖

(۱) قرآن مجید بتاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیمؑ کو پہلے ہی سے ایک برگزیدہ بیٹے اور ایک برگزیدہ پوتے کی بشارت عطا فرمادی تھی۔

| | |
|---|---|
| فَبَشَّرْنٰهَا بِاِسْحٰقَ وَمِنْ وَّرَآءِ اِسْحٰقَ | ہم نے سارہؓ کو اسحٰقؑ کی اور اسحٰقؑ کے بعد |

یَعۡقُوۡبَ (سورہ ھُوۡد-ع ۷) یعقوبؑ کی بشارت دی۔

(۲) قرآن مجید بتاتا ہے کہ اللہ تعالےٰ نے یعقوبؑ اور اُنکے والد پر خاص خاص الطاف فرمائے اور دنیا میں انکے لئے ثنائے جمیل اور ذکر خیر باقی رکھا۔

| | |
|---|---|
| وَوَهَبۡنَا لَهٗۤ اِسۡحٰقَ وَيَعۡقُوۡبَ ؕ وَكُلًّا جَعَلۡنَا نَبِيًّا ۝ وَوَهَبۡنَا لَهُمۡ مِّنۡ رَّحۡمَتِنَا وَجَعَلۡنَا لَهُمۡ لِسَانَ صِدۡقٍ عَلِيًّا ۔ (مریم ۳ ع) | ہم نے ابراہیمؑ کو اسحٰق و یعقوب دئے اور انکو نبی بنایا۔ اور ان سب کے لئے سچی اور بلند ترین تعریف عطا کی۔ |

ان بیانات کو پڑھ کر کیا کوئی کہہ سکتا ہے کہ یہ بیانات بائیبل سے ماخوذ ہیں۔

# یوسف علیہ السلام

حضرت یوسفؑ کا احوال کتاب پیدائش کے باب ۳۷-۱ور پھر باب ۳۹ سے ۵۰ تک ہے۔ اگرچہ یہ بارہ باب حضرت یوسفؑ کے حال میں ہیں لیکن ایک فقرہ حضرت یوسفؑ پر بھی جڑ دیا گیا ہے۔

"یوسفؑ اُنکے باپ کے پاس اُنکے بُرے کاموں کی خبر لاتا تھا" ۳۷/۲ پ۔

اس فقرہ سے یہ ظاہر ہے کہ یوسفؑ (نعوذ باللہ) ایک چغل خور تھے اور یہ بھی ظاہر ہے کہ ان کے بھائی بُرے کام کرنیوالے تھے۔

(۱) قرآن کریم نے بھی یوسفؑ کا قصہ ۱۲ رکوع میں بیان کیا ہے۔ لیکن وہ بہت سی باتوں میں بائیبل کے بیان سے زیادہ بلیغ اور ممتاز ہے۔

(۲) قرآن پاک میں ہے کہ یعقوبؑ نے حضرت یوسفؑ کا خواب سُنکر یہ تعبیر بتائی تھی۔

يَجْتَبِيكَ رَبُّكَ وَيُعَلِّمُكَ مِنْ تَأْوِيلِ الْأَحَادِيثِ وَيُتِمُّ نِعْمَتَهُ عَلَيْكَ (سورہ یوسف۔ع ۱)

خدا تعالیٰ تجھے برگزیدہ کرے گا۔ اور تجھے علم تعبیر سکھائے گا۔ اور تجھ پر اپنی نعمت کو پورا کریگا۔

(۳) بائیبل میں خواب کا تو ذکر ہے۔ مگر اس تعبیر کا ذکر نہیں۔ گو وہ مضامین موجود ہیں جس سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت یعقوبؑ کی بتائی ہوئی تعبیر ان ہی نفظوں میں پوری ہوگئی تھی۔

(۴) قرآن پاک میں ہے کہ جب بھائیوں نے یوسفؑ کو چاہ میں گرا دینے پر اجماع کر لیا تھا۔ تو اللہ تعالیٰ نے اُس وقت یوسفؑ کو انکے اطمینان خاطر کیلئے بتا دیا تھا

وَأَوْحَيْنَا إِلَيْهِ لَتُنَبِّئَنَّهُمْ بِأَمْرِهِمْ هَٰذَا وَهُمْ لَا يَشْعُرُونَ (سورہ یوسف۔ع ۲)

ہم نے یوسفؑ کو وحی کی کہ تو انکو انکے کام کی خبر دیگا اور وہ تجھے نہ پہچانتے ہونگے یعنی ایک وقت تجھے کو وہ مقدرت ہوگی کہ تو اُنکے افعال پر تنبیہ کریگا۔

لیکن بائیبل میں اس کا ذکر نہیں۔

(۵) قرآن پاک میں ہے کہ امرأۃ العزیز کے ہاتھ سے حضرت یوسفؑ کے پیراہن کا پچھلا حصہ پھٹ گیا تھا اور عورت ہی کے خاندان میں سے ایک نے یہ فیصلہ کیا تھا کہ پیراہن کے سامنے کا حصہ پھٹ گیا ہو تو یوسفؑ ملزم ہے۔ ورنہ عورت ملزمہ ہے۔ اور اس زبردست دلیل سے عزیز پر یوسفؑ کی بیگناہی و بے لوثی ثابت ہوگئی تھی۔ تب اس نے یوسفؑ سے درگذر کرنے کی التجا کی تھی۔ اور عورت کو الزام دیکر کہا تھا کہ وہ اپنے گناہ سے استغفار کرے۔

يُوسُفُ أَعْرِضْ عَنْ هَٰذَا

یوسف تو اس تہمت کا خیال نہ کر۔

وَاسْتَغْفِرِیْ لِذَنْۢبِكِ اِنَّكِ كُنْتِ مِنَ الْخٰطِـئِیْنَ (سورہ یوسفؑ ع ۳)

اے عورت تو اپنے گناہ کی معافی خدا تعالےٰ سے مانگ کیونکہ خطا تیری ہے۔

لیکن بائبل سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ عزیز پر یوسف علیہ السلام کی بے گناہی ثابت ہی نہ ہوئی تھی۔

(۶) قرآن پاک سے مستنبط ہوتا ہے کہ مصر کی اور بہت سی عورتوں نے بھی ملکر یوسفؑ کو زنِ عزیز کی بات مان لینے اور بہکانے میں کوشش کی تھی۔ اور وہ سب ناکام رہی تھیں۔ مگر بائبل اس سے بھی خاموش ہے۔

(۷) قرآن پاک نے بتایا ہے کہ جب زندان میں قیدیوں نے یوسفؑ سے اپنے اپنے خواب کی تعبیریں پوچھیں۔ تو یوسفؑ نے اوّل انکو توحید کی تعلیم دی۔ اور اپنے فرض تبلیغ کو ادا کیا تھا۔

یٰصَاحِبَیِ السِّجْنِ ءَاَرْبَابٌ مُّتَفَرِّقُوْنَ خَیْرٌ اَمِ اللّٰهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ مَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖۤ اِلَّاۤ اَسْمَآءً سَمَّیْتُمُوْهَاۤ اَنْتُمْ وَاٰبَآؤُكُمْ مَّاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ بِهَا مِنْ سُلْطٰنٍ اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ اَمَرَ اَلَّا تَعْبُدُوْۤا اِلَّاۤ اِیَّاهُ ذٰلِكَ الدِّیْنُ الْقَیِّمُ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا یَعْلَمُوْنَ (سورہ یوسف ع ۵)

اے زندان کے ساتھیو! ذرا غور تو کرو کہ بہت سے رب اچھے یا ایک زبردست خدا حقیقت تو یہ ہے کہ خدا کے سوا تم جس جس چیز کی پوجا کرتے ہو وہ خالی نام ہی نام ہیں جو تم نے اور تمہارے باپ دادا نے گھڑ لئے ہیں خدا نے انکی بابت کوئی بھی دلیل نہیں اُتاری۔ یاد رکھو کہ حکم دینے کا حق اللہ ہی کو ہے اور اللہ نے یہ حکم دیا ہے کہ اللہ کے سوا اور کسی کی عبادت نہ کرو اسی کا نام دین محکم ہے لیکن بہت لوگ ہیں جو اتنی بات بھی نہیں جانتے۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یوسفؑ کیسے عالی پایہ نبی تھے۔ جو زندان میں پہنچ کر

بھی اپنے فرضِ تبلیغ سے قاصر نہیں رہے۔ دعوت الی اللہ زندان میں بھی جاری رکھی۔ اور ہدایتِ خلق کا جو وقت اور جو موقع مل گیا۔ اُسے ضائع نہ کیا۔ یہ پاک نظیر اُن سب لوگوں کے لئے جو وعظ و ہدایت کا کام اپنے لئے پسند کرتے ہیں۔ بہترین ہدایت ہے۔ لیکن بائیبل میں یہ ذکر ہی نہیں۔

(۸) بائیبل میں ہے۔ کہ جب یوسفؑ کو فرعون نے تعبیرِ خواب کے لئے طلب کیا تو وہ جھٹ اس کے پاس چلے گئے۔ مگر قرآن مجید میں ہے کہ انہوں نے جیل سے باہر نکلنے سے انکار کر دیا۔ اور پہلے اپنے الزام کے متعلق تحقیقات کئے جانے پر زور دیا۔

اِرْجِعْ اِلٰی رَبِّكَ فَسْئَلْهُ مَا بَالُ النِّسْوَةِ

اس بیان سے حضرت یوسفؑ کی پاک دامنی، پرہیزگاری، نیز مستقل مزاجی اور عزتِ نفس کی نگہداشت پر بہترین شہادت ملتی ہے۔

(۹) قرآن مجید میں ہے کہ زنانِ مصر نے بھی یوسفؑ کی پاکدامنی کی شہادت دی تھی۔

| | |
|---|---|
| حَاشَ لِلّٰهِ مَا عَلِمْنَا عَلَيْهِ مِنْ سُوْٓءٍ | پناہ بخدا ہمنے تو یوسفؑ پر کوئی بُرائی محسوس نہیں کی |

اور خود زنِ عزیز نے بھی حضرت یوسفؑ کی صداقتِ بیان اور طہارتِ نفس کی شہادت دیتے ہوئے سارا الزام اپنے اوپر لے لیا تھا۔

| | |
|---|---|
| قَالَتِ امْرَاَتُ الْعَزِيْزِ الْـٰٔنَ حَصْحَصَ الْحَقُّ اَنَا رَاوَدْتُّهٗ عَنْ نَّفْسِهٖ وَاِنَّهٗ لَمِنَ الصّٰدِقِيْنَ ۝ ذٰلِكَ لِيَعْلَمَ اَنِّيْ لَمْ اَخُنْهُ بِالْغَيْبِ وَاَنَّ اللّٰهَ لَا | زنِ عزیز نے کہا اب تو سچ ثابت ہو گیا خود میں نے یوسفؑ کو پھسلانا چاہا اور وہ سچا ہے میں چاہتی ہوں کہ یوسفؑ جان لے کہ میں اُسے پس پشت بھی، کوئی الزام نہیں دیتی۔ ہاں خدا بھی خیانت والوں کے فریب کو چلنے |

یٰھْدِیْ کَیْدَ الْخَآئِنِیْنَ ۔ وَمَآ اُبَرِّئُ نَفْسِیْ اِنَّ النَّفْسَ لَاَمَّارَۃٌ بِالسُّوْٓءِ اِلَّا مَا رَحِمَ رَبِّیْ (سورہ یوسف)۔

نہیں دیتا۔ اور میں اپنے نفس کو بری نہیں ٹھہراتی ہوں کیونکہ نفس تو بُرائی ہی کے لئے کہا کرتا ہے بجز اُس شخص کے جس پر میرے رب کی عنایت ہو۔

لیکن بائیبل ان اوصاف کے بیان میں ساکت ہے۔ ایسے ہی دیگر مضامین اس سورہ مبارکہ میں ہیں جو بائیبل میں نہیں۔ جن سے بیسیوں مسائل اور نکات آئندہ کے لئے بھی مستخرج ہوتے ہیں میری کتاب الجمال والکمال (تفسیر سورہ یوسف) کو دیکھنا چاہیئے ناظرین رحمۃ للعالمین جلد اوّل کے ملاحظہ سے دیکھ سکتے ہیں کہ تمام سورہ مبارکہ کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے احوال مبارک کے لئے بطور پیشینگوئی بھی ہے۔

ان جملہ افادات کے بعد کیا اب بھی یہ کہنا صحیح ہو سکتا ہے کہ نبی صلعم نے بائیبل کے مضامین سُن سُنکر انکو اپنی زبان میں ڈھال لیا تھا۔

# موسیٰ علیہ السلام

موسیٰ علیہ السلام کا جس تفصیل اور تطویل کے ساتھ بائیبل میں ذکر ہے۔ اُتنا اور کسی نبی کا نہیں۔ موسیٰؑ کی دوسری کتاب خروج اور تیسری کتاب احبار اور چوتھی کتاب گنتی اور پانچویں کتاب استثنا انہی حالات میں ہیں۔ قرآن مجید میں بھی حضرت موسےؑ کے واقعات کا تذکرہ بہت ہے۔ اس قدر اور کسی نبی کا نہیں۔ تاہم مجموعۃً اس کا حجم بائیبل کی مندرجہ بالا چار کتابوں میں سے ایک کتاب کے برابر بھی نہیں۔

مضامین کے لحاظ سے ہم اکثر مقامات کا اقتباس کریں گے۔

(۱) ۱۴/۴ خروج میں ہے "کہ تب خداوند کا غصہ موسیٰ پر بھڑکا"۔ یہ اس موقع

پر ہے۔ جہاں حضرت موسیٰؑ نے رسالت کو قبول کرنے سے عذر کیا ہے۔ مگر قرآن مجید اسی موقع پر بتاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے موسیٰؑ کو نہایت الفت و شفقت سے سمجھایا تھا۔

| | |
|---|---|
| یَامُوسٰی لَا تَخَفْ اِنِّیْ لَا یَخَافُ لَدَیَّ الْمُرْسَلُوْنَ (سورہ نمل ۔ ع ۱) | موسیٰ علیہ السلام! ڈرو نہیں ہمارے ہاں رسول ڈرا نہیں کرتے۔ |

(۲) ۶/۲ خروج میں ہے "عمرام نے اپنے باپ کی بہن یوکبد سے بیاہ کیا۔ وہ اُس سے دو بیٹے جنی۔ ایک ہارون دوسرا موسیٰؑ"۔ معلوم نہیں کہ بائبل کا مقصود اِس بیان سے کیا ہے۔ قرآن مجید سے تو حضرت موسیٰؑ کی ماں کی بڑی تعریف نکلتی ہے۔

(الف) اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:۔

وَاَوْحَیْنَآ اِلٰٓی اُمِّ مُوْسٰی (سورہ قصص ۔ ع ۱) ہم نے موسیٰؑ کی ماں کی طرف وحی بھیجی۔

واضح ہو کہ دنیا میں ایسی عورتیں بہت ہی کم ہیں جن کے پاس اللہ تعالیٰ کی وحی براہ راست آئی۔ قرآن مجید سے ایسی شرف والی عورتیں مادر موسیٰ اور مادر عیسیٰ علیہما السلام ہی معلوم ہوتی ہیں۔ اور بائبل سے مادر اسمٰعیلؑ کی بھی یہی منزلت معلوم ہوتی ہے مادر اسمٰعیلؑ کے سامنے تو دو بار فرشتہ خود آیا۔ اور اُس نے خدا کا پیغام اور زمان مستقبل کی بشارت انکو پہنچائی تھی دیکھو۔ (۱۶/۷ تا ۱۱ و ۲۱/۱۷ کتاب پیدائش)۔

(ب) اللہ تعالیٰ نے دوسرے مقام پر مادر موسیٰؑ کی تعریف میں فرمایا ہے۔

لَوْلَآ اَنْ رَّبَطْنَا عَلٰی قَلْبِهَا (س قصص ع ۱) اگر ہم اُس کے قلب پر اپنا رابطہ نہ رکھتے۔

اِس سے معلوم ہوتا ہے کہ مادر موسیٰؑ کے قلب پاک کو اللہ تعالیٰ سے رابطہ حاصل تھا۔

(۳) کتاب خروج ۷/۱ میں ہے "پھر خدا نے موسیٰؑ سے کہا دیکھ میں نے تجھے

فرعون کے لئے خدا سا بنایا"۔

ناظرین فقرہ "خدا سا" پر غور کریں اور دیکھیں کہ کیا توحید کی تعلیم اسی طرح دی جایا کرتی ہے؟ اگر کوئی شخص خدا کا مشبّہ بن سکتا ہے تو خدا کی وحدانیت ذات اور وحدانیت صفات کیونکر قائم رہ سکتی ہے؟ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے:۔

لَیْسَ کَمِثْلِہٖ شَیْءٌ (سورہ شوریٰ) | کوئی بھی چیز خدا کی مثال جیسی بھی نہیں۔

فَلَا تَضْرِبُوْا لِلّٰہِ الْاَمْثَالَ (سورہ نحل) | خدا کے لئے مثالیں نہ بیان کرو۔

(۴)۔(الف) ۷/۱۱-۱۲ خروج میں ہے "کہ مصر کے جادوگروں نے بھی اپنا اپنا عصا پھینکا۔ اور وہ سانپ ہو گیا"۔

(ب) ۸/۷ خروج میں ہے کہ جادوگروں نے بھی مصر کی زمین پر مینڈک چڑھائے۔

(ج) ۸/۱۶ و ۱۷ میں ہے کہ موسیٰ نے گرد پر عصا کو مارا اور اس سے تمام ملک میں جوئیں پیدا ہو گئیں"۔ ۱۸ درس میں ہے"۔ جادوگروں نے بھی چاہا۔ کہ اپنے جادوؤں سے جوئیں نکالیں پر نہ نکال سکے"۔ ۱۹ درس میں ہے"تب جادوگروں نے فرعون سے کہا کہ یہ خدا کی قدرت ہے"۔

جادوگروں کا ذکر بائبل میں صرف اسیقدر ہے اور انکے انجام کی بابت بائبل خاموش ہے لیکن قرآن مجید فرماتا ہے:۔

(الف) فَاُلْقِیَ السَّحَرَۃُ سُجَّدًا قَالُوْٓا اٰمَنَّا بِرَبِّ ھٰرُوْنَ وَمُوْسٰی قَالَ اٰمَنْتُمْ لَہٗ قَبْلَ اَنْ اٰذَنَ لَکُمْ اِنَّہٗ لَکَبِیْرُکُمُ الَّذِیْ عَلَّمَکُمُ السِّحْرَ | ساحروں نے خدا کو سجدہ کیا۔ اور زبان سے کہا۔ کہ ہم ہارونؑ اور موسیٰؑ کے خدا پر ایمان لے آئے فرعون نے کہا تم میری اجازت کے بغیر ایمان لے آئے ہو اس سے معلوم ہوتا ہے کہ موسیٰ تمہارا بڑا ہے اسی نے

فَلَاُقَطِّعَنَّ اَيْدِيَكُمْ وَاَرْجُلَكُمْ مِّنْ خِلَافٍ وَّلَاُصَلِّبَنَّكُمْ فِيْ جُذُوْعِ النَّخْلِ وَلَتَعْلَمُنَّ اَيُّنَآ اَشَدُّ عَذَابًا وَّاَبْقٰى۔ قَالُوْا لَنْ نُّؤْثِرَكَ عَلٰى مَا جَآءَنَا مِنَ الْبَيِّنٰتِ وَالَّذِيْ فَطَرَنَا فَاقْضِ مَآ اَنْتَ قَاضٍ ؕ اِنَّمَا تَقْضِيْ هٰذِهِ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا ؕ اِنَّآ اٰمَنَّا بِرَبِّنَا لِيَغْفِرَ لَنَا خَطٰيٰنَا وَمَآ اَكْرَهْتَنَا عَلَيْهِ مِنَ السِّحْرِ ؕ وَاللّٰهُ خَيْرٌ وَّاَبْقٰى ○ (سُوْرَۃ طٰہٰ ع ۳)

تم کو جادو سکھایا ہے اب تمہارے ہاتھ پاؤں اُدھر اِدھر سے میں کاٹونگا اور اُونچے درخت کی شاخ سے تم کو پھانسی دونگا تم کو معلوم ہو جائے گا کہ ہم سے عذاب میں اشد کون ہے اور کون باقی رہنے والا ہے انہوں نے کہا ان روشن دلیلوں پر اور اپنے پیدا کرنیوالے پر ہم تجھے اختیار نہیں کرینگے تجھ کو جو کرنا ہے وہی کرلے تو اس دنیوی زندگی ہی میں کچھ کر سکتا ہے۔ ہم تو اپنے رب پر ایمان لا چکے ہیں تاکہ وہ ہماری خطاؤں کو اور اُس قصور کو کہ تیرے مجبور کرنے سے ہمنے جادو کا کام کیا معاف فرمائے اور اللہ بہت بہتر ہے اور بہت باقی رہنے والا ہے۔

اس بیان قرآنی سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ معجزات موسوی سحر کی قسم میں سے نہ تھے اور یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ہدایت نے کیونکر ساحروں کے سینے کو اسلام کے لئے کھول دیا تھا۔ اور یہ بھی نصیحت ملتی ہے کہ انسان کو دنیا کے کسی دباؤ یا مصیبت کے اندیشے سے اظہار اسلام میں تامل نہیں کرنا چاہئے اور یہ بھی حکم ملتا ہے کہ ترک اسلام کے لئے خواہ کیسے بھی عذاب اور دکھ درد دئے جائیں۔ مگر مومن کو لازم ہے کہ جان پر کھیل جائے لیکن اسلام سے منہ نہ پھرائے اور دنیائے فانی کو آخرتِ باقی پر ترجیح نہ دے ؂

ان بہترین اسباق کا بائیبل میں کہیں ذکر تک نہیں ؂

(۵) کتاب خروج $\frac{۲۴}{۹ \text{ تا } ۱۱}$ پڑھو۔" ۹۔ تب موسیٰ اور ہارون اور ندب اور ابیہو اور ستر بزرگ اسرائیلی اوپر گئے۔ اور انہوں نے اسرائیل کے خدا کو دیکھا۔ ۱۰۔ اور

اُس کے پاؤں کے تلے جیسے نیلم کے پتھر کی گچکاری اور اس کی شفافی جرم آسمان کی مانند تھی - ۱۱ - اور بنی اسرائیل کے امیروں پر اُس نے اپنا ہاتھ نہ رکھا۔ انہوں نے خدا کو دیکھا اور کھایا اور پیا"۔

ناظرین! انہوں نے خدا کے پاؤں بھی دیکھ لئے اور نیلم جیسی رنگت بھی دیکھ لی۔ جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ خدا کے سارے جسم کی رنگت بھی نیلم جیسی ہوگی۔ ہندوؤں نے غالباً اسی مقام کو پڑھ کر کنھیا جی کی نیلی رنگت ظاہر کرنا سیکھا ہے۔ بھلا جس خدا کے جسم کی شفافی اور رنگت کو دیکھ لیا گیا ہو۔ اُس کے مجسم ہونے میں کیا شبہ رہ گیا۔ اللہ اکبر ایسے ہی مقام ہیں جو بندوں کو شرک جلی میں ڈال دیتے ہیں۔ قرآن پاک تو اللہ سبحانہ کی تقدیس کرتا اور اسے جسم و جسمانیات سے بالاتر بتاتا ہوا فرماتا ہے:۔

| | |
|---|---|
| لَا تُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ وَهُوَ يُدْرِكُ الْاَبْصَارَ (سورہ انعام ع) | ابصار اُس کا ادراک نہیں کرسکتے وہ ابصار کا ادراک رکھتا ہے۔ |

ناظرین اندازہ کریں کہ کیا تعلیم قرآنی بائیبل کی تعلیم سے ماخوذ ہوسکتی ہے؟

(۶) باب ۳۲ خروج کو ایک سے ۶ درس تک پڑھ جاؤ۔ اس میں درج ہے۔

"کہ ہارونؑ نے سونے کا بچھڑا ڈھال کر بنایا۔ اور کہا اے بنی اسرائیل! یہ تمہارا معبود ہے، جو تمہیں مصر سے نکال لایا۔ پھر ہارونؑ نے اس کے لئے قربانیاں بھی کیں"۔ ایک ایسے نبی پر جو موسیٰؑ کا بھائی اور اللہ کا برگزیدہ اور خیمۂ عبادت کا امام ہو یہ الزام کہ اُس نے اپنے ہاتھ سے بت بنایا۔ اور خود اُس کے سامنے قربانیاں پیش کیں اور اُسے اسرائیل کا خدا بتایا نہایت سخت الزام ہے اور مسلمانوں کی نگاہ میں تو ایسے افعال کا مرتکب ادنےٰ درجے کا مسلمان کہلانے کا بھی استحقاق نہیں رکھتا۔ چہ جائیکہ وہ نبی ہو۔ اور

امام بنی اسرائیل بھی۔ شکر ہے کہ رب کریم نے اپنے پاک کلام قرآن مجید کے ذریعے سے اس غلطی کی اصلاح فرمائی۔ کہ یہ فعل سامری کا تھا۔

| | |
|---|---|
| فَكَذٰلِكَ اَلْقَى السَّامِرِيُّ فَاَخْرَجَ لَهُمْ عِجْلًا جَسَدًا لَّهٗ خُوَارٌ فَقَالُوْا هٰذَآ اِلٰهُكُمْ وَاِلٰهُ مُوْسٰى (طٰہٰ ع ۴) | اسی طرح سامری نے ڈالا۔ پھر سامری نے اُنکے لئے ایک بچھڑے کی صورت کالی جسکی آواز بھی بچھڑے جیسی تھی تب لوگوں نے کہا کہ یہی تمہارا اور موسیٰ کا خدا ہے |

قرآن مجید میں یہ بھی ہے کہ حضرت ہارونؑ سے حضرت موسیٰؑ نے صرف یہ دریافت کیا تھا۔ کہ ان گمراہوں کو انہوں نے کیوں نہ روکا۔

| | |
|---|---|
| قَالَ يٰهٰرُوْنُ مَا مَنَعَكَ اِذْ رَاَيْتَهُمْ ضَلُّوْٓا اَلَّا تَتَّبِعَنِ ۭ (سورہ طٰہٰ ع ۵) | موسیٰؑ نے کہا اے ہارون جب تونے ان کو گمراہ دیکھا تھا تب تجھے کس چیز نے روکا۔ کہ میری پیروی نہ کرے یعنی تبلیغ نہ کرے۔ |

اور اس کے جواب میں حضرت ہارونؑ کا یہ جواب بھی بیان فرمادیا ہے۔

| | |
|---|---|
| اِنِّيْ خَشِيْتُ اَنْ تَقُوْلَ فَرَّقْتَ بَيْنَ بَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ وَلَمْ تَرْقُبْ قَوْلِيْ (طٰہٰ ع ۵) | مجھے یہ ڈر ہوا کہ تو یہ کہیگا۔ تونے بنی اسرائیل میں تفریق کردی۔ اور میری بات کا انتظار نہ کیا۔ |

الحمدللہ۔ کہ قرآن مجید نے اس بزرگوار کی شان کو صاف کردیا۔ ورنہ اہل کتاب تو اپنے امام کو بت ساز اور بت پرستی کی ترغیب دینے والا بتا رہے تھے۔

کیا اب بھی کوئی دانشمند کہہ سکتا ہے۔ کہ قرآن مجید قصص میں بائیبل کے مضامین کو دہراتا ہے۔

## داؤد علیہ السلام

کتاب ۲ سموئیل کے ۱۱ باب کو پڑھو۔ جس میں سماۃ بنت سبع زوجہ حتی اوریاہ۔

اور داؤد کا ذکر ہے۔ اُس کے آخر میں ہے کہ پھر داؤد نے عورت کو اپنے گھر میں ڈال لیا وہ اس کی جورو بنی۔ یہ کام خداوند کی نظر میں بُرا ہوا"۔

شکر ہے کہ قرآن مجید میں حضرت داؤد کی نسبت کوئی ایسا قصہ نہیں۔ قرآن پاک تو اُنکی تعریف پھیلاتا ہے اور فرماتا ہے :۔

| | |
|---|---|
| يَا دَاوُدُ إِنَّا جَعَلْنَاكَ خَلِيفَةً فِي الْأَرْضِ فَاحْكُمْ بَيْنَ النَّاسِ بِالْحَقِّ (سورہ ص۔ ع ۲) | اے داؤد! مَیں نے تجھے الارض (دعدہ کی زمین) کا خلیفہ کیا ہے۔ لوگوں میں راستبازی سے حکومت کیا کر۔ |

بعض لوگ کہتے ہیں کہ قرآن مجید کی سورہ ص ع میں جو بیان بدیں الفاظ ہے وَهَلْ أَتَاكَ نَبَأُ الْخَصْمِ إِذْ تَسَوَّرُوا الْمِحْرَابَ الخ اس میں یہی اوریاہ والا قصہ بیان کیا گیا ہے۔ لیکن ایسی بات خوش فہمی کی وہی لوگ کہہ سکتے ہیں۔ جنکے دماغ میں پہلے سے بائیبل کے قصے نے قبضہ کر رکھا ہے۔ ورنہ قرآن مجید کے پاک کلام میں تو اس قصہ کی طرف اشارہ تک نہیں پایا جاتا۔ اور لطف یہ ہے کہ بائیبل میں اس قصّے کا جو قرآن پاک میں ان جھگڑنے والوں کے آنے اور دیوار کود کر اندر جانے کی بابت ہے کچھ ذکر نہیں ہے اور اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ دونوں جداگانہ قصے ہیں۔ قرآن مجید نے جس قصّے کو بیان کیا ہے۔ اُس سے ثابت ہوتا ہے کہ والیانِ سلطنت اور حاکمان ملک کو نفلی عبادت کے مقابلہ میں معدلت گستری اور انصاف رسانی کی جانب توجہ زیادہ تر مبذول رکھنی چاہیئے۔ نیز صاحبانِ حکومت کو اپنے قیام کے لیئے ایسی جگہ پسند کرنی چاہیئے۔ جہاں فریادیوں کی رسائی بآسانی ہو سکے۔ اور غریب رعایا کو دادرسی کے لیئے زیادہ تکلیف نہ اُٹھانی پڑے[1]۔

[1] حاشیہ اگلے صفحہ پر ملاحظہ ہو۔

۲۔کتاب ۲ سموئیل کے باب ۱۳ (۱۴ تا ۲۹) کو پڑھو جس میں امنون بن داؤدؑ اور اُس کی بہن تمر کا قصہ ہے۔پھر ابی سلوم بن داؤد کا جو تمر کا حقیقی بھائی ایک ماں سے تھا۔کہ اُس نے امنون کو دعوت کے بہانے سے بلایا۔اور اپنے نوکروں کو حکم دے کر قتل کرا دیا ❊

۳۔سموئیل ۱۶ (۲۰ تا ۲۲) میں ابی سلوم بن داؤد اور اُس کی سوتیلی ماں کا قصہ ہے ❊

شکر ہے کہ قرآن مجید میں ایسے قصے نہیں۔جن کو تفصیلاً درج کرنا بھی ہم نے نامناسب سمجھا ❊

# سلیمان علیہ السلام

بائیبل کے اول سلاطین ۳/۵ میں ہے "خداوند رات کے وقت سلیمانؑ کو خواب میں دکھائی دیا۔اور خدا نے کہا۔جو تو چاہے۔کہ میں تجھے دوں۔سو مانگ" ❊

۹۔درس میں ہے "سلیمانؑ نے عرض کیا۔تو اپنے بندے کو ایسا سمجھنے والا دل عنایت کر۔کہ وہ تیرے لوگوں کی عدالت کرے۔تاکہ میں نیک و بد میں امتیاز کروں" ❊

۱۲۔درس میں خدا کا ارشاد ہے "میں نے ایک عاقل اور سمجھدار دل تجھ کو بخشا۔ایسا کہ تیری مانند تجھ سے آگے نہ ہوا۔اور نہ تیرے بعد تجھ سا برپا ہوگا" ❊

اوّل سلاطین کے ۶/۱۱ میں سلیمان پر خدا کا کلام اُترنا درج ہے۔اس قدر توصیف و محامد کے بعد سلاطین اول کے ۱۱/۴ میں یہ بھی ہے جب سلیمان بوڑھا ہوا۔تو اُس کی

---

صفحہ ۳۳۸ کا حاشیہ

۱؎ مضمون بالا کی تحریر سے چند ماہ بعد مجھے کتاب الفصل لابن حزم کے مطالعہ کا اتفاق ہوا۔اِس امام نے دلائل سے ان لوگوں کے فہم کا بطلان کیا ہے جو ان جھگڑنے والوں کے فرشتے بتاتے ہیں۔جو بکریوں سے مراد عورتیں لیتے ہیں جو اَنَّمَا فَتَنّٰهُ سے مراد کسی گناہ کا ہونا لیتے ہیں۔دیکھو جلد چہارم ص ۱۵ کتاب مذکور۔فقط ❊

جوروؤں نے اس کے دل کو غیر معبودوں کی طرف مائل کر دیا۔ اور اُس کا دل خداوند اپنے خدا کی طرف مائل نہ تھا۔ ۵ سلیمان نے صیدانیوں کی دیوی عستاراۃ اور بنی عمون کی نفرتی ملکوم کی پیروی کی۔ ۸ یوں ہی اُس نے اپنی ساری جوروؤں کی خاطر کیا۔ جو اپنے معبودوں کی حضور بخور جلایا کرتی تھیں۔

ناظرین ذرا انصاف کریں۔ کہ جس برگزیدہ کو اللہ تعالیٰ نے اپنے دیدار سے مشرف کیا۔ جس سے خدا ہم کلام رہا ہو۔ جس کو ایسا عاقل دل دیا گیا ہو۔ کہ اُس سے پہلے اور پیچھے۔ کسی کو نہ ملا ہو۔ جس نے رب قدوس کی عبادت کے لئے بیت المقدس بنایا ہو۔ کیا اُس کا بُت پرست ہو جانا ممکن ہے۔ کیا ایسے شخص کو اُس کی جوروان بُت پرستی پر (جس کی شان مَا نَزَّلَ اللّٰهُ بِهَا مِنْ سُلْطَانٍ ہے) مائل کر سکتی ہیں۔ ہرگز نہیں ہرگز نہیں۔ یقیناً نہیں۔ قربان جایئے۔ قرآن پاک کی تعلیم کے جس نے قطعی الفاظ میں فرمایا۔

وَمَا كَفَرَ سُلَيْمٰنُ ۔ سلیمانؑ نے کبھی کفر نہیں کیا۔

اور فرمایا۔

وَوَرِثَ سُلَيْمٰنُ دَاوٗدَ سلیمانؑ اپنے باپ داؤد کا وارث ہوا۔

یہ یاد رکھنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ نے داؤد علیہ السلام کا وارث صرف سلیمانؑ کو بتایا ہے۔ حالانکہ حضرت داؤد کے سترہ[1] فرزندان ذکور تھے۔ اِس سے ظاہر ہو گیا۔ کہ یہاں وراثت سے مراد مال و اسباب کی وراثت نہیں۔ بلکہ کلام الٰہی ہے اس آیت

[1] حضرت داؤدؑ کے ۶ بیٹوں کے نام جو بمقام جبرون پیدا ہوئے ۲ سموئیل ۳/۲ تا ۵ میں اور گیارہ بیٹوں کے نام جو یروشلم میں پیدا ہوئے ۲ سموئیل ۵/۱۳ تا ۱۶ میں ہیں۔

کی ضرورت اس لئے ہوئی - کہ کتاب اول سلاطین ۱۱/۴ میں حضرت سلیمان کی بابت یہ الفاظ لکھے ہوئے تھے" - اور اُس کا دل خداوند اپنے خدا کی طرف مائل نہ تھا - جیسا اُس کے باپ داؤد کا دل تھا" اس فقرہ کے بعد جب وَوَرِثَ سُلَیْمَانُ دَاوٗدَ پڑھا جائیگا تو ثابت ہو جائیگا - کہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت و رضوان اور نبوت میں حضرت سلیمان کا وہی درجہ ہے جو حضرت داؤد کا ہے - اور وراثہ نبوت میں وہی داؤد کے وارث تھے

# ایوب علیہ السلام

بائیبل میں کتاب ایوب الگ ہی ہے جو ۲۲ صفحے پر بخط باریک ختم ہوئی ہے قرآن مجید میں انکا نام دو جگہ (سورہ النساء و انعام) ہیں انبیاء کی ذیل میں آیا ہے اور دو جگہ انکا قصہ ہے - دونوں جگہ دو دو سطروں میں اُسے ختم کیا گیا ہے ٭

سورہ انبیاء میں ہے:-

وَاَیُّوْبَ اِذْ نَادٰی رَبَّہٗٓ اَنِّیْ مَسَّنِیَ الضُّرُّ وَاَنْتَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِیْنَ فَاسْتَجَبْنَا لَہٗ فَکَشَفْنَا مَا بِہٖ مِنْ ضُرٍّ وَّاٰتَیْنٰہُ اَھْلَہٗ وَمِثْلَھُمْ مَّعَھُمْ رَحْمَۃً مِّنْ عِنْدِنَا وَذِکْرٰی لِلْعٰبِدِیْنَ ع

ایوب کا ذکر کرو جب اس نے اپنے خدا سے یہ عرض کیا - کہ مجھے تکلیفیں پہنچی ہیں - اور تو رحم کرنیوالوں میں سب سے بڑھ کر رحم کرنیوالا ہے ہم نے اس دعا کو قبول کر لیا - اسکی تکلیفیں دور کر دیں - اسے کنبہ دوچند عطا کیا یہ ہماری رحمت تھی - اور عبادت کرنیوالے اسے یاد داشت رکھ سکتے ہیں

بائیبل نے بھی ۲۲ صفحے کے بعد نتیجہ یہی نکالا ہے - جیسا کہ ایوب ۴۲/۱۰ تا ۱۵ سے ظاہر ہے - عجیب بات جسے بائیبل نے بیان کیا ہے - اور قرآن مجید میں اس پر اشارہ تک نہیں - یہ ہے ایوب ۱/۶" ایک دن ایسا ہوا - کہ نبی اللہ آئے کہ خداوند کے حضور میں

حاضر ہوں۔ اور شیطان بھی اُنکے درمیان آیا۔ ۔تب خداوند نے شیطان سے پوچھا۔ کہ تو
کہاں سے آتا ہے؟۔ ۲ باب کے ۱ و ۲ درس میں پھر یہی الفاظ ہیں۔ غور کرو کہ شیطان
کا نبیوں کے ساتھ شامل ہو کر خدا کے حضور میں پہنچ جانا کس قدر ناممکنات سے ہے؟
اِس میں خدا کے نبیوں کی کس قدر ہتک ہے؟ خدا کے دربار کی کس قدر توہین ہے۔ میں
نہیں سمجھ سکتا کہ اس بیان سے کونسی خوبی مقصود تھی ۔

الحمد للہ کہ قرآن مجید میں یہ فقرہ نہیں ۔

# زکریا علیہ السلام

زکریا علیہ السلام کا ذکر لوقا نے اپنی انجیل کے ۱/۵ تا ۲۵ میں کیا ہے اور قرآن مجید
کی سورہ مریم ۱۹ کے رکوع اول میں اس کا بیان ہے لوقا نے زکریا کی دعاء کا مضمون نہیں
لکھا۔ جو قرآن مجید میں ہے۔ حالانکہ اُس دُعا ہی سے معلوم ہوتا ہے کہ خدا کے نبی کو فرزند
کی خواہش کیوں تھی۔ آیا اُنہی اغراض پر جنکی وجہ سے سب لوگ فرزند کی تمنا کیا کرتے
ہیں یا دینی مقصد کے لئے قرآن مجید میں ہے کہ زکریا نے کہا تھا کہ بیٹا ایسا ملے۔ جو۔

| | |
|---|---|
| یَرِثُنِی وَیَرِثُ مِنْ اٰلِ یَعْقُوْبَ | میرا وارث اور آل یعقوب (یعنی اسرائیل) کا وارث ہو |

ان الفاظ سے واضح ہے کہ قوم کی بہبود و فلاح اور دین الٰہی کی اشاعت و
قیام کے لئے وہ ایک نبی فرزند کے متمنی تھے اور یہی وہ وجہ ہے۔ جو حضرت زکریا علیہ
السلام کی دعا کو استجابت حق کا مستحق بناتی ہے۔ لفظ ارث سے دھوکہ نہ کھانا چاہیے
کہ زکریا جائداد منقولہ یا غیر منقولہ کے وارث کا سوال کرتے ہیں۔ کیونکہ اگر یہی معنی ہوں تو
حضرت زکریا کا واحد بیٹا آلِ یعقوب کا جو کروڑوں کے شمار میں تھے۔ کیونکر وارث بن سکتا

تھا۔ آلِ یعقوب کے لفظ پر مزید غور مطلوب ہے کہ یہاں بنی اسرائیل نہیں کہا گیا۔ یہ دونوں دلائل یاور کرا دیں گے۔ کہ نبی فرزند کی بابت استدعا ہے اور یہی وہ وجہ ہے کہ حضرت زکریا کی دعا فوراً بشارت حق کا مژدہ لائی تھی۔ توقا نے ۱/۲۵ میں صرف یہ الفاظ لکھے ہیں "خداوند نے مجھ پر نظر کی میرے ساتھ ایسا کیا۔ تاکہ لوگوں میں سے میری شرمندگی دور کرے" یہ الفاظ ظاہر کرتے ہیں۔ کہ زکریا نے فرزند کی تمنا صرف انہی اغراض سے کی تھی۔ جو عموماً دنیا داروں کی اپنی اولاد سے وابستہ ہوتی ہیں ❊

۲۔ لوقا ۱/۲۰ میں لکھا ہے کہ جبرائیل نے زکریا کو یہ کہا تھا۔ "تو گونگا ہو جائیگا اور جس دن تک یہ چیزیں واقع نہ ہوں بول نہ سکیگا۔ اس لئے کہ تو نے میری باتو نکا جو اپنے وقت پر پوری ہونگی یقین نہ کیا"۔

اس سے دو باتیں نکلیں (۱) حضرت زکریا کا گونگا بنایا جانا بطور سزا کے تھا۔ کہ انہوں نے جبرائیل کی بات کا یقین نہ کیا (۲) گونگے پن کی مدت موعود بچہ کی ولادت تک تھی۔

قرآن پاک میں ہے کہ حضرت زکریا نے اس بشارت کی بابت علامت کا سوال کیا تھا۔ اور رب العالمین نے تین دن تک بول نہ سکنے کو علامت قرار دیا تھا۔

ناظرین دیکھ سکتے ہیں کہ کیا یہ مضامین قرآن پاک اپنے سے پہلی کتاب سے لیتا ہے یا اس کی کمی کی اصلاح کرتا اور زکریا کو ایک عیب (سزایابی) سے بچاتا ہے ❊

# یحییٰ علیہ السلام

انجیل میں حضرت یحییٰ کو یوحنا بپتسمہ دینے والا لکھا گیا ہے۔ انکا ذکر لوقا ۱/۵ تا ۸۰ میں اور پھر ۳/۱ تا ۲۰ میں نیز ۷/۱۹ تا ۲۹ میں ہے۔ قرآن مجید میں انکا ذکر سورہ مریم و

آل عمران میں ہے۔ اور بہت اختصار کے ساتھ ہے ٭

سورہ مریم میں ہے:۔

يٰيَحْيٰى خُذِ الْكِتٰبَ بِقُوَّةٍ وَ اٰتَيْنٰهُ الْحُكْمَ صَبِيًّا۔ وَّحَنَانًا مِّنْ لَّدُنَّا وَزَكٰوةً وَكَانَ تَقِيًّا وَّ بَرًّا بِوَالِدَيْهِ وَلَمْ يَكُنْ جَبَّارًا عَصِيًّا ٭

اے یحییٰ کتاب (شریعت) کو خوب تھام ہم نے اسے لڑکپن ہی میں نبوت اور نرم دلی اور پاکیزگی دی تھی۔ وہ خدا ترس اور ماں باپ سے عمدہ سلوک کرنے والا تھا۔ وہ نہ ظلم پسند تھا۔ اور نہ نا فرمان تھا ٭

اور سورہ آل عمران میں انکی صفت ان الفاظ میں ہے ٭

مُصَدِّقًا بِكَلِمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وَسَيِّدًا وَّحَصُوْرًا وَّنَبِيًّا مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ ٭

وہ کلمۃ اللہ کی تصدیق کرنے والا۔ اور سید اور عورتوں سے الگ رہنے والا۔ اور نبی صالحین میں سے تھا ٭

یہ بارہ صفات ایسے ہیں جو مجموعۃً لوقا میں نہیں ملتے ہیں اور اس سے معلوم ہوتا ہے کہ قرآن مجید باوجود اختصار انجیل سے بہت زیادہ بیان کرتا ہے اور یہ غلط ہے کہ وہ وہاں سے لیتا ہے ٭

# مسیح عیسیٰ بن مریم علیہما السلام

قرآن مجید حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ایک انسان بتاتا ہے ٭

اور عیسائی اُن کو خداوند کہتے ہیں ٭

قرآن مجید حضرت عیسیٰ کو رسول اللہ بتاتا ہے ٭

اور عیسائی اُن کو ابن اللہ کہتے ہیں ٭

اس لئے واقعات عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق عیسائی کچھ بھی نہیں کہہ سکتے۔ کہ وہ اناجیل سے ماخوذ ہیں۔ اس لئے اُنکے متعلق زیادہ طول کی حاجت نہیں ؁
البتہ قرآن مجید کا یہ احسان عیسائیت پر ہمیشہ رہیگا۔ کہ اُس نے یہود کو کاذب ٹھہرایا۔ اور مریمؑ کو صدیقہ بتا کر۔ ابن مریم کی شان کو بلند فرمایا۔ اور اس طرح انجیل یوحنا ۱۶ باب کا وہ فقرہ نبی صلعم ہی پر صادق ہؤا" کہ وہ میری بزرگی کرے گا؁

# باب پنجم

## افضلیت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

وَكَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ عَظِيمًا۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي بَعَثَ فِي كُلِّ اُمَّةٍ شَهِيدًا وَّجَاءَ بِمُحَمَّدٍ صلعم عَلٰى هٰؤُلَاءِ شَهِيدًا صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَعَلٰى جَمِيعِ اِخْوَانِهٖ مِنَ النَّبِيِّيْنَ وَالْمُرْسَلِيْنَ صَلٰوةً كَثِيْرًا كَثِيْرًا۔

امابعد نبی صلعم کی افضلیت کا مسئلہ ہر مسلمان کا ایمان ہے۔ بلکہ ایمان کی جان ہے۔ لیکن اِس مسئلہ کا بیان۔ بیان کرنے والے کے لئے آسان نہیں؁
بعض اوقات اِس مسئلہ میں ایسا اسلوب کلام اختیار کیا جاتا ہے۔ جس سے ذات سبحانہ تعالیٰ پر نقص لازم آتا ہے۔ یا ایسے پیرایہ میں ذکر ہوتا ہے کہ دیگر انبیاء علیہم السلام کی تنقیص شان نمایاں ہوتی ہے اور اس سے وہی صورت منہیہ پیدا ہو جاتی ہے جس کو

حدیث میں تخئیر بین الانبیاء بتایا گیا اور اہل اسلام کو اس سے منع فرمایا گیا ہے۔[1]

یہ یاد رکھنا چاہیے کہ حدیث شریف لَا تُخَيِّرُوْا بَيْنَ الْاَنْبِيَاءِ کو علماء سلف نے بیان فضیلت نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مانع نہیں ٹھہرایا متقدمین میں سے امام ابو نعیم اصفہانی[2] اور قاضی عیاض مالکی[3] نے اس مسئلہ پر خوب بیان فرمایا ہے:۔

قرآن مجید میں ہے:۔

تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ۔ یہ رسول ہیں ہم نے بعض کو بعض پر فضیلت دی ہے۔

اس ارشاد سے فضیلت بین الرسل کا وجود متحقق ہو گیا۔ اب اگر قرآن مجید سے نبی صلعم کی فضیلت کا ثبوت ہو جائے۔ تو ظاہر ہے کہ وہ کسی بندہ کی طرف سے تخئیر بین الانبیاء کا فعل نہ ہو گا۔ بلکہ مراد ربانی کا بیان اور تفسیر ہو گی۔ جو باتفاق علماء جائز اور ضروری ہے۔

انہی وجوہات سے میں نے ارادہ کیا ہے کہ اس باب میں صرف آیات قرآنیہ سے تمسک کیا جائے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ مجھے صورت منہیہ (تخئیر) سے بچائے۔ اور علماء کرام سے التماس ہے کہ جس طرح کی ابتداء اس احقر نے باہمہ بے بضاعتی کی ہے اُسے درجہ اکمال واتمام تک پہنچایا جائے۔

یہ مضمون اپنی موجودہ صورت میں خود راقم کے نزدیک بھی ہنوز نامکمل ہے اور

---

[1] صحیحین عن ابی سعید الخدری۔

[2] ابو نعیم مصنف کتاب حلیۃ الاولیاء ہیں۔ اعلام محدثین سے ہیں۔ ولادت ۳۳۶ھ وفات ۴۳۰ھ نام احمد بن عبداللہ بن احمد بن اسحٰق ہے۔

[3] عیاض بن موسیٰ صوبہ غرناطہ کے شہر سبتہ کے قاضی۔ فقہ۔ تفسیر حدیث وسائر علوم کے امام تھے شارق الانوار اور کتاب شفاء کے مصنف۔ ولادت ۴۷۶ھ وفات ۵۴۴ھ۔

اس کی تکمیل کے لئے چند دقیق مضامین کی بشرح وبسط لکھنے کی ضرورت تھی۔جن کو میں نے جلد سوم میں شامل کرنے کا ارادہ کیا ہے۔

اِس مضمون میں صرف انہی انبیاء کرام سلام اللہ علیہم اجمعین کے اسماء مبارک کا ذکر کیا گیا ہے۔جو قرآن حکیم میں مذکور ہیں۔

ممکن ہے کہ بعض معزز ناظرین کسی مقام کو پڑھکر تصور فرمائیں کہ اس سے فضلیت کا ثبوت کیونکر نکلا۔لیکن جب وہ دیکھیں گے کہ فضائل کثیرہ ایسے ہیں جن سے خاص خاص نبی یا رسول مخصوص پائے جاتے ہیں۔اور اُن فضائل کا بروز وظہور وجود باجود نبی اکرم صلعم میں بھی پایا جاتا ہے تو اس وقت آشکار ہوجائیگا۔کہ فَبِهُدٰىهُمُ اقْتَدِهْ کا مفہوم یہ ہے

ع　آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

## آدم علیہ السّلام

آدم علیہ السلام کے فضائل بہت ہیں۔نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات مبارک میں بھی وہ فضائل موجود ہیں۔اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَعَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ كُلَّهَا (بقرہ) | خدا نے آدم علیہ السلام کو سب اسماء سکھائے

اِس آیت میں اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کا ذکر بطور شاگرد ربانی فرمایا ہے۔ اور کچھ شک نہیں کہ جس نفس قدسی کی تعلیم خود خدائے عالم نے فرمائی ہو۔اُس کا علم فضل تام واکمل ہوگا۔

نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حق میں فرمایا گیا ہے:۔

وَيُعَلِّمُكُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَيُعَلِّمُكُمْ | یہ رسول تم کو کتاب وحکمت سکھاتا۔اور ایسے

مَالَمْ تَكُوْنُوْا تَعْلَمُوْنَ (البقرۃ ع ۱۸) (علوم) سکھاتا ہے جو تم نہ جانتے تھے۔

اِس آیت میں اللہ تعالیٰ نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر بطور استاد عالم فرمایا ہے لفظ کتاب کے تحت میں جملہ شرائع الٰہیہ آجاتے ہیں اور لفظ حکمت کے تحت میں جملہ علوم فاضلہ ونافعہ داخل ہیں اور فقرہ مَالَمْ تَكُوْنُوْا تَعْلَمُوْنَ کے تحت میں عالم ملکوت اور جہانِ قلب کے وہ سب اسرار وغوامض آجاتے ہیں۔ جن سے تازمان بعثت نبوی عالم مادی کے کان ناآشنا اور متمدن دنیا کے قلوب بے بہرہ تھے۔

۲۔ اللہ تعالیٰ نے آدمؑ کے متعلق فرمایا ہے۔

وَلَقَدْ عَهِدْنَآ اِلٰٓى اٰدَمَ مِنْ قَبْلُ فَنَسِيَ۔ ہم نے آدمؑ سے پہلے عہد لے لیا تھا مگر وہ بھول گیا۔

اس آیت میں حضرت آدمؑ کی صفت بشریت کا اظہار فرمایا گیا۔ اور بتایا گیا ہے کہ نسیان لازم بشریت ہے اس لئے کسی شخص کو شایاں نہیں کہ آدمؑ کے ایک فعل یا ترک فعل پر جس کا صدور بوجہ نسیان ہوا۔ خردہ گیری کرے۔

نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حق میں علیم الحکیم فرماتا ہے:۔

سَنُقْرِئُكَ فَلَا تَنْسٰىٓ۔ ہم تجھے پڑھاتے رہیں گے۔ اور تجھ سے نسیان[۱] نہ ہوگا۔

اس آیت میں لفظ سَنُقْرِئُكَ۔ پہلی آیت کے لفظ عَلَّمَ اٰدَمَ کے معنی کو ظاہر کر رہا ہے اور بتاتا ہے۔ کہ نبی صلعم کے لئے خود باری تعالیٰ اَلْمُقْرِئُ ہی (حرفاً

---

[۱] واضح ہو کہ تین احادیث صحیحہ میں نبی صلعم کے سہو کا ذکر ہے۔ حدیث ذی الیدین میں دو رکعت پر سلام۔ اور حدیث ابن بحینہ میں دو رکعت سے قیام۔ اور حدیث ابن مسعود میں ظہر کی پانچ رکعتوں کا پڑھا جانا بیان کیا گیا ہے۔ ہمارے نزدیک یہ احادیث بھی آیت قرآنی کی معارض نہیں۔ اول تو یہ کہ نسیان اور شے ہے۔ سہو اور شے۔ نسیان میں ذہول وغفلت وآفت ذہن شامل ہیں اور سہو صرف ایک شغل کے لئے آتا ہے۔ قرآن مجید میں ہر دو آیات مذکورہ بالا میں لفظ نسیان ہے۔ سہو نہیں۔ دوم نسیان کا تعلق علم سے ہے اور سہو کا فعل سے۔ فقط۔

حرف سکھانے والا ہے۔

اس آیت میں نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نسیان کی نفی کر دی گئی ہے اور بتایا گیا ہے کہ عوائل بشریت کو رسالت محمدیہ سے کوئی لگاؤ نہیں۔

۳۔ آدمؑ کی بابت فرمایا گیا ہے:۔

| | |
|---|---|
| فَتَلَقّٰۤی اٰدَمُ مِنۡ رَّبِّہٖ کَلِمٰتٍ فَتَابَ عَلَیۡہِ | آدمؑ نے اپنے رب سے کچھ کلمات پائے اور رب نے آدمؑ پر توجہ کی |

اس آیت سے ظاہر ہے کہ اللہ تعالےٰ نے آدم علیہ السلام کو وحی سے مشرف فرمایا۔ نیز اس فعلِ ناخوش آئندہ کے اثر سے حضرت آدمؑ کو پاک ٹھہرایا۔

نبی صلعم کے عہدِ رسالت کے یمن و برکت کی بابت فرمایا گیا ہے:۔

| | |
|---|---|
| وَیَمۡحُ اللّٰہُ الۡبَاطِلَ وَیُحِقُّ الۡحَقَّ بِکَلِمٰتِہٖ اِنَّہٗ عَلِیۡمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوۡرِ وَھُوَ الَّذِیۡ یَقۡبَلُ التَّوۡبَۃَ عَنۡ عِبَادِہٖ (سورۃ الشوریٰ ع ۳) | خدا تعالےٰ اپنے کلمات سے باطل کو محو کرتا اور حق کو حق ٹھہراتا ہے۔ وہ دلوں کی بات کا جاننے والا ہے۔ وہی ہے جو اپنے بندوں کی توبہ کو قبول فرماتا ہے۔ |

اس آیت میں اُن کلمات کا جو نبی صلعم کو اللہ تعالیٰ نے عطا فرمائے۔ ذکر ہے نیز اُن کلمات کی تاثیر و فیوض کا بھی جو امت محمدیہ کو انسے حاصل ہونیوالے ہیں۔

۴۔ آدم علیہ السلام کے متعلق اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے:۔

| | |
|---|---|
| وَلَا تَقۡرَبَا ھٰذِہِ الشَّجَرَۃَ فَتَکُوۡنَا مِنَ الظّٰلِمِیۡنَ فَاَزَلَّھُمَا الشَّیۡطٰنُ عَنۡھَا فَاَخۡرَجَھُمَا مِمَّا کَانَا فِیۡہِ وَقُلۡنَا اھۡبِطُوۡا بَعۡضُکُمۡ لِبَعۡضٍ عَدُوٌّ (البقرۃ ع ۴) | تم دونوں اس درخت کے نزدیک نہ جانا۔ تب تم ظالموں میں سے ہو جاؤ گے۔ مگر شیطان نے اُن دونوں کو پھسلایا۔ اور جہاں تھے وہاں سے نکلوایا۔ اور ہم نے کہا۔ اُترو تم سے بعض بعض کا دشمن ہوگا۔ |

اس آیت میں ایک شجرہ کا ذکر بطور آزمائش گاہ کے ہے اور صورت خلاف پائے جانے پر ظلم بر خود۔ اخراج ہبوط۔ عداوت یک دیگر کا ذکر بطور نتیجہ فرمایا گیا ہے۔

نبی صلعم کے احوال میں بھی ایک شجرہ کا ذکر اللہ تعالیٰ کے کلام میں ہے:-

| | |
|---|---|
| لَقَدْ رَضِیَ اللّٰہُ عَنِ الْمُؤْمِنِیْنَ اِذْ یُبَایِعُوْنَکَ تَحْتَ الشَّجَرَۃِ فَعَلِمَ مَا فِیْ قُلُوْبِھِمْ فَاَنْزَلَ السَّکِیْنَۃَ عَلَیْھِمْ وَاَثَابَھُمْ فَتْحًا قَرِیْبًا وَّمَغَانِمَ کَثِیْرَۃً یَّاْخُذُوْنَھَا۔ (فتح۔ ع ۳) | ان سب مومنوں سے جب وہ درخت کے نیچے نبی کی بیعت کر رہے تھے خدا راضی ہوا۔ خدا نے انکے دلوں کی حالت کو جان لیا۔ پھر ان پر سکینہ نازل فرمایا۔ نیز انکو فتح قریب دی اور مغانم کثیرہ بھی دئے۔ جن کو وہ حاصل کریں گے۔ |

یہاں بھی ایک شجرہ آزمائش گاہ ہے اور اس آزمائش کا نتیجہ رضوان الٰہی خلوص قلب۔ نزول سکینہ۔ حال و استقبال کی فتوحات و مغانم کا حصول ہے۔

۵۔ آدم علیہ السلام کی بابت اللہ تعالیٰ نے خبر دی ہے۔

| | |
|---|---|
| قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِکَۃِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْا۔ (البقرہ۔ ع ۴) | ہم نے ملائکہ سے کہا کہ آدم علیہ السلام کو سجدہ کرو۔ انہوں نے سجدہ کیا۔ |

اس آیت سے آدمؑ کی رفعت شان بخوبی نمایاں ہے۔

نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان سے اللہ تعالیٰ نے خبر دی ہے۔

| | |
|---|---|
| اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ (احزاب ع ۷) | خدا اور خدا کے فرشتے نبی پر صلوۃ بھیجا کرتے ہیں۔ |

یُصَلُّوْنَ میں استمرار پایا جاتا ہے اور اس سے ظاہر ہے کہ صلوۃ بر نبی ملائکہ کے اشغال دائمی میں سے ہے اور چونکہ رب العالمین نے بھی صلوۃ کو ذات قدسی سے نسبت

دی ہے۔ اس لئے نبی صلعم کی شان بلند کی رفعت بہت برتر ہو جاتی ہے ؛

# ادریس علیہ السلام

حضرت ادریسؑ کا زمانہ آدم اور نوح علیہما السلام کے درمیان ہے ؛

اللہ تعالےٰ اُنکی صفت میں فرماتا ہے :۔

(۱) اِنَّهٗ كَانَ صِدِّيْقًا نَّبِيًّا (سورہ مریم) وہ بہت راست گو نبی تھا ؛

نبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی صفت میں فرمایا گیا ہے۔

اَلَّذِیْ جَآءَ بِالصِّدْقِ وہ جو صدق کو لے کر آیا ؛

(۲) حضرت ادریسؑ کے حق میں ہے۔

وَرَفَعْنٰهُ مَكَانًا عَلِيًّا ہم نے ادریسؑ کو درجہ عالی پر بلند کیا ؛

اس آیت سے حضرت ادریسؑ کی بلندی شان بخوبی نمایاں ہے ؛

نبی صلعم کے حق میں اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے ؛

وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ ؕ ہم نے تیرے ذکر کو رفعت عطا کی ؛

اس کی تفسیر حدیث قدسی میں یوں ہے کہ جہاں اللہ تعالیٰ کا مبارک نام آتا ہے نبی صلعم کا اسم گرامی بھی ضرور آتا ہے۔ اذان۔ تکبیر۔ تشہد۔ خطبہ۔ نماز۔ کوئی ایسا مقام نہیں جہاں اسم ہمایوں کا مذکور نہ ہوتا ہو۔ مقام دعا میں حضور کا مبارک نام درود شریف میں آجاتا ہے۔ یہ جملہ اقسام مناسک اسلام میں ہیں۔ انبیاء پیشین نے حضور کے مقام ولادت۔ دار الہجرت۔ حلیہ۔ مکارم اخلاق۔ محاسن فضائل کا ذکر بکثرت کیا ہے۔ مجموعہ بائیبل میں حضرت ابراہیمؑ۔ حضرت یعقوبؑ۔ حضرت موسیٰؑ۔ حضرت داؤدؑ۔ حضرت

سلیمانؑ حضرت یسعیاہؑ۔ حضرت یرمیاہؑ۔ حضرت دانیالؑ حضرت حزقی ایلؑ حضرت حبقوقؑ حضرت ملاکیؑ۔ حضرت یحییٰؑ ۔حضرت عیسیٰؑ علیہم الصلوٰۃ والسلام نے محامد محمدی اور نعوت احمدی کو عجیب عجیب اسلوب سے بیان فرمایا ہے۔ اور یہ امر رفعت ذکر کی روشن ترین دلیل ہے ؂

مندرجہ بالا پیشگوئیوں کا مفصل ذکر اور شرح انشاء اللہ تعالیٰ اس کتاب کی جلد سوم میں ہوگی ؂

# الیاس علیہ السلام

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی ایک روایت سے ثابت ہے کہ حضرت ادریسؑ نبی کا نام ہی الیاس ہے۔ اس لئے اُنکا ذکر حضرت ادریسؑ کے ساتھ کیا جاتا ہے ؂

اللہ تعالیٰ کے کلام سے ثابت ہے کہ الیاس علیہ السلام نے بعل بُت کے خلاف وعظ فرمایا۔ اور لوگوں کو توحید کی دعوت دی تھی ؂

| | |
|---|---|
| اِذْ قَالَ لِقَوْمِهٖٓ اَلَا تَتَّقُوْنَ ۝ اَتَدْعُوْنَ بَعْلًا وَّتَذَرُوْنَ اَحْسَنَ الْخَالِقِيْنَ (الصّٰفّٰت ۔ ع ۴) ؂ | الیاسؑ نے اپنی قوم سے کہا کیا تم نہیں ڈرتے کہ بعل کو تو پکارتے ہو اور احسن الخالقین کو چھوڑتے ہو ؂ |

کسی بت کا نام لیکر تردید کرنا بڑی جرأت کا کام ہے۔ کیونکہ اُس سے سخت خصومت پیدا ہوتی ہے۔ نبی صلعم نے بھی عرب کی مشہور دیویوں کے نام لے لے کر بُت پرستوں پر حجت الٰہی ختم فرمائی۔ اور اُنکو توحید کی جانب دعوت فرمائی تھی۔ قرآن مجید میں ہے ؂

اَفَرَءَيْتُمُ اللّٰتَ وَالْعُزّٰى وَ مَنٰوةَ الثَّالِثَةَ الْاُخْرٰى اَلَكُمُ الذَّكَرُ وَلَهُ الْاُنْثٰى تِلْكَ اِذًا قِسْمَةٌ ضِيْزٰى اِنْ هِيَ اِلَّآ اَسْمَآءٌ سَمَّيْتُمُوْهَآ اَنْتُمْ وَاٰبَآؤُكُمْ مَّآ اَنْزَلَ اللّٰهُ بِهَا مِنْ سُلْطٰنٍ اِنْ يَّتَّبِعُوْنَ اِلَّا الظَّنَّ وَمَا تَهْوَى الْاَنْفُسُ وَلَقَدْ جَآءَهُمْ مِّنْ رَّبِّهِمُ الْهُدٰى (سورہ نجم-ع ۱)

کیا تم نے لات اور عزیٰ کو اور پھر تیسری منوٰۃ کو دیکھا۔ کیا تمہارے لئے تو بیٹے ہوں اور خدا کے لئے بیٹیاں۔ یہ تو بھونڈی بانٹ ہے۔ لوگو یہ تو نام ہی نام ہیں جو تم نے رکھ لئے ہیں اور تمہارے باپ دادوں نے گھڑ لئے ہیں خدا نے اس بات کی کوئی دلیل نہیں اتاری تم تو اپنے ہی گمان اور اپنی نفسانی خواہش کی پیروی کر رہے ہو۔ حالانکہ تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے ہدایت آچکی ہے۔

نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چونکہ بہت سے بتوں کے خلاف اپنی آواز کو بلند فرمایا تھا۔ اس لئے حضور کو بہت زیادہ سخت ابتلاؤں کا تحمل فرمانا پڑا۔

# نوح علیہ السلام

نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام اللہ تعالیٰ کے پہلے رسول ہیں۔ انہوں نے توحید کی تبلیغ میں مساعی جمیلہ فرمائیں۔ اور فی سبیل اللہ جملہ مصائب کو طیب قلب اور انشراح صدر سے برداشت کیا کتاب حمید میں انکا ذکر متعدد مقامات پر ہے۔

۱۔ دو جگہ نبی صلعم اور حضرت نوحؑ کا ذکر ایک ہی آیت میں جمع فرمایا گیا ہے۔ اور ہر دو جگہ نبی صلعم کے نام کو تقدم دیا گیا ہے۔

الف، اِنَّآ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ كَمَآ اَوْحَيْنَآ اِلٰى نُوْحٍ وَّالنَّبِيّٖنَ مِنْ

ہم نے تجھ پر وحی بھیجی جیسا کہ نوح علیہ السلام۔ اور انکے مابعد انبیاء علیہم السلام

بَعْدِہٖ (النساء ع ۲۳) | پر وحی بھیجی تھی ٭

(ب) وَاِذْ اَخَذْنَا مِنَ النَّبِيّٖنَ مِيْثَاقَهُمْ وَمِنْكَ وَمِنْ نُّوْحٍ وَّاِبْرٰهِيْمَ وَمُوْسٰى وَعِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ۔ (احزاب۔ع ۱)

جب ہم نے انبیاء علیہم السلام سے اُنکا میثاق لیا۔ اور تجھ سے اور نوحؑ سے اور ابراہیم و موسےٰ علیہم السلام اور عیسیٰ بن مریم علیہما السلام سے میثاق لیا ٭

آیت اول میں بتایا گیا ہے۔ کہ جملہ انبیاءؑ کی وحی کی حقیقت ایک ہی ہے دوسری آیت میں اولوالعزم رسولوں کے نام بتائے ہیں۔ ذرا غور کرو۔ کہ حضرت نوحؑ سے حضرت عیسیٰؑ تک جو نام بیان ہوئے ہیں۔ اُن میں ترتیب زمانی کو ملحوظ رکھا گیا ہے۔ اقتضائے ترتیب یہ تھا کہ حضور کا نام عیسیٰؑ بن مریمؑ کے بعد ہوتا۔ مگر نہیں وہ تو سب سے پہلے بیان فرمایا گیا ہے ٭

۲۔ نوح علیہ السلام کی شان میں فرمایا گیا ہے :۔

اِنَّآ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰى قَوْمِهٖ | ہم نے نوحؑ کو اُس کی قوم کی طرف بھیجا ٭

سورہ توبہ و شعراء و سورہ صٓ و ہود وغیرہ میں بھی نوحؑ کا اپنے ہی قوم کے لئے رسول ہونا بیان ہُوا ہے ٭

نبی صلعم کے بارہ میں ارشاد باری تعالیٰ ہے ٭

قُلْ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنِّىْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ جَمِيْعَا ِۨالَّذِىْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ (اعراف ع)

اے محمدؐ اُن سب کو جو نسل انسانی کے اندر داخل ہیں بتادے کہ میں تم سب کی طرف اُس خدا کا رسول ہوں جو آسمان اور زمین کا مالک ہے اُس کے سوا اور کوئی بھی معبود نہیں ٭

آیت سے ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی تمام خدائی میں محمد صلعم کی رسالت کو

وسیع فرمایا ہے ۔

۳۔ نوح علیہ السلام کا قول اللہ تعالیٰ نے نقل فرمایا ہے ۔

وَمَا اَنَا بِطَارِدِ الْمُؤْمِنِيْنَ (شعراء ع ۶) — میں ایمان والوں کو اپنے سے جدا نہ کرونگا ۔

اس آیت سے نوحؑ کا خلق اور امتِ مومنہ پر شفقت و الطاف کا حال معلوم ہوتا ہے ۔

(الف) نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھی اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا :-

وَلَا تَطْرُدِ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ (انعام ۔ ع ۱۶) ۔ — جو لوگ صبح و شام اپنے رب کو پکارتے اور اسی کی وجہِ ذات کا ارادہ کرتے ہیں ۔ تو ان کو اپنے سے الگ نہ کر ۔

۴۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت نوحؑ کو فرمایا ۔

يَا نُوْحُ اهْبِطْ بِسَلَامٍ مِّنَّا وَبَرَكٰتٍ عَلَيْكَ وَعَلٰى اُمَمٍ مِّمَّنْ مَّعَكَ (ہود ۔ ع ۴) — اے نوح کشتی سے ہماری سلامتی اور برکتوں کے ساتھ جو تجھ پر اور تیرے ساتھ کے گروہوں پر ہیں اُتر ۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جو گروہ حضرت نوحؑ کے ساتھ تھے ۔ انپر اللہ تعالیٰ نے معیت رسول کیوجہ سے برکتوں کو نازل فرمایا تھا ۔

نبی صلعم کی امت کے متعلق بھی اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے :-

(الف) هُوَ الَّذِيْ يُصَلِّيْ عَلَيْكُمْ وَمَلٰٓئِكَتُهٗ (احزاب ۔ ع ۶) — اللہ تعالیٰ اور اُس کے فرشتے تم پر رحمت بھیجتے ہیں ۔

(ب) يُرِيْدُ لِيُطَهِّرَكُمْ وَلِيُتِمَّ نِعْمَتَهٗ عَلَيْكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ (المائدہ ع ۲) — اللہ تعالیٰ کا ارادہ ہے کہ تم کو پاک کرے اور اپنی نعمت کا اتمام کرے تاکہ تم شکر کیا کرو ۔

(ج) لِيُطَهِّرَكُمْ بِهٖ وَيُذْهِبَ عَنْكُمْ رِجْزَ — تاکہ تم کو اُس سے پاک کرے اور شیطانی میل کچیل کو

الشَّیْطَانِ وَلِیَرْبِطَ عَلٰی قُلُوْبِکُمْ وَیُثَبِّتَ بِهِ الْاَقْدَامَ (انفال ع ۲) | تم سے دور کرے۔ تمہارے دلوں کو ملائے اور تمہارے پاؤں جمائے ؛

ہر سہ آیات پر غور کرو۔ صلوۃ۔ تطہیر۔ اتمام نعمت۔ دوری رجز شیطان۔ ارتباط قلوب ثبات اقدام کے وعدے اصحاب النبی صلعم کے ساتھ فرمائے گئے ہیں۔ اور جو لوگ وَالَّذِیْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ کے مصداق ہیں وہ بھی ان سب وعدوں میں اُن ہی کے تحت میں داخل ہیں۔ یہ جملہ برکات امت محمدیہ کو نبی صلعم کے اتباع و محبت کی وجہ سے عطا ہوئی ہیں ؛

# ہود علیہ السلام

ہود علیہ السلام کی نبوت پر قوم کی جرح یہ تھی۔ کہ وہ بشر ہیں ؛

قرآن مجید میں انکے الفاظ یہ ہیں :۔

وَمَا نَرٰكَ اِلَّا بَشَرًا مِّثْلَنَا (ھود ع ۳) ہم تو تجھے اپنے ہی جیسا بشر دیکھتے ہیں ؛

نبی صلعم پر بھی کفار کا بڑا اعتراض یہی تھا ؛

اَبَعَثَ اللّٰهُ بَشَرًا رَّسُوْلًا (بنی اسرائیل ع ۶) کیا خدا نے بشر کو رسول بنایا ؛

۲۔ ہود کے سامنے قوم کے مالدار لوگ کہا کرتے تھے ؛

وَمَا نَرٰكَ اتَّبَعَكَ اِلَّا الَّذِیْنَ هُمْ اَرَاذِلُنَا بَادِیَ الرَّاْیِ (ھود۔ ع ۳) | ہم دیکھتے ہیں کہ وہی لوگ تیرے پیچھے ہو لئے ہیں جو ہم میں سے رذیل اور موٹی عقل کے ہیں ؛

امتیان نبی صلعم کو بھی متکبران مکہ یوں ہی کہا کرتے تھے ؛

---

۱ ہود علیہ السلام کا زمانہ حضرت ابراہیمؑ سے پہلے کا ہے ؛

اَنُؤْمِنُ كَمَآ اٰمَنَ السُّفَهَآءُ ۚ | کیا ہم بھی وہی مان لیں جو بے سمجھ لوگ مان گئے ہیں

یہ جھوٹے مغرور جن لوگوں کو سفہاء بتاتے تھے۔ زمانہ نے دیکھ لیا۔ کہ وہی لوگ امن بسیط کے پھیلانیوالے مساواۃ کا سبق دینے والے۔ عرب مصر۔ ایران۔ شام۔ عراق و فلسطین کو علم اور تہذیب۔ تمدن اور شائستگی دینے والے تھے اور اس سے معلوم ہوجاتا ہے کہ نبی صلعم کا منصب رفیع کس قدر اعلیٰ ہے جب حضور کے اتباع والوں کی شان یہ ہے

۳۔ ہودؑ کافروں کے سامنے فرماتے ہیں :۔

وَلَآ اَقُوْلُ لَكُمْ عِنْدِىْ خَزَآئِنُ اللّٰهِ وَلَآ اَعْلَمُ الْغَيْبَ وَلَآ اَقُوْلُ اِنِّىْ مَلَكٌ (ھود۔ ع ۳) | مَیں تم سے یہ نہیں کہتا کہ میرے قبضہ میں خدا کے خزانے ہیں نہ یہ کہتا ہوں کہ مَیں غیب کا علم رکھتا ہوں نہ یہ کہتا ہوں کہ میں فرشتہ ہوں ۔

یہی الفاظ سورہ انعام ع میں ہیں اور اُنکے شروع میں لفظ قُلْ ہے یعنی اللہ تعالیٰ نے نبی صلعم کو اِن الفاظ کے سنا دینے کا حکم دیا تھا۔ ان الفاظ کے سنانے سے مدعا یہ ہے کہ خدا کا نبی اپنی نسبت کسی خوش اعتقادی کے ظنون کو پسند نہیں کرتا۔ اُن کے لئے وہی سچی تعریف کافی ہے۔ جس کا مستحق اللہ تعالیٰ نے اُنکو فرمایا ہے ۔

# صالح علیہ السلام

اللہ پاک نے بتایا ہے کہ صالحؑ علیہ السلام کے وعظ خالص توحید کے استحکام اور بطلان شرک کی بابت ہوا کرتے تھے ۔

يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ | اے میری قوم اللہ کی عباوت کرو اُس کے سوا۔ اور

ؑ صالحؑ کا زمانہ حضرت ابراہیمؑ سے پیشتر کا ہے ۔

اِلٰہٍ غَیْرُہٗ ھُوَ اَنْشَاَکُمْ مِّنَ الْاَرْضِ وَاسْتَعْمَرَکُمْ فِیْھَا فَاسْتَغْفِرُوْہُ ثُمَّ تُوْبُوْٓا اِلَیْہِ اِنَّ رَبِّیْ قَرِیْبٌ مُّجِیْبٌ۔ (سورۃ ھود۔ ع ۶)

کوئی تمہارا معبود نہیں اُسی نے تم کو خاک سے بنایا اور اُس میں آباد کیا۔ پس اُسی سے بخشش مانگو اور اُسی کی جانب توبہ کرو۔ میرا پروردگار قریب ہے۔ اور قبول کنندہ بھی ہے۔

نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وعظ بحکم ربانی یہ ہوتا تھا۔

قُلْ یٰعِبَادِ الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوْا رَبَّکُمْ لِلَّذِیْنَ اَحْسَنُوْا فِیْ ھٰذِہِ الدُّنْیَا حَسَنَۃٌ وَّاَرْضُ اللّٰہِ وَاسِعَۃٌ اِنَّمَا یُوَفَّی الصّٰبِرُوْنَ اَجْرَھُمْ بِغَیْرِ حِسَابٍ قُلْ اِنِّیْٓ اُمِرْتُ اَنْ اَعْبُدَ اللّٰہَ مُخْلِصًا لَّہُ الدِّیْنَ وَاُمِرْتُ لِاَنْ اَکُوْنَ اَوَّلَ الْمُسْلِمِیْنَ۔ قُلْ اِنِّیْٓ اَخَافُ اِنْ عَصَیْتُ رَبِّیْ عَذَابَ یَوْمٍ عَظِیْمٍ۔ قُلِ اللّٰہَ اَعْبُدُ مُخْلِصًا لَّہٗ دِیْنِیْ فَاعْبُدُوْا مَا شِئْتُمْ مِّنْ دُوْنِہٖ قُلْ اِنَّ الْخٰسِرِیْنَ الَّذِیْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَھُمْ وَاَھْلِیْھِمْ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ اَلَا ذٰلِکَ ھُوَ الْخُسْرَانُ الْمُبِیْنُ۔ (سورہ زمر۔ ع ۲)

کہدے۔ کہ اے ایمان لانیوالو رب کا تقویٰ اختیار کرو (سمجھادے) جو دنیا میں نیکی کرتا ہے اسکے لئے نیکی ہی نیکی ہے (سمجھادے) کہ خدا کی زمین فراخ ہے۔ (کوئی عبادت کرنے میں روک ٹوک کرے تو تم وہ جگہ چھوڑدو) (سمجھادے) کہ خدا صبر کرنیوالوں کو اُنکا اجر بے اندازہ دیگا۔ بتادے مجھے یہ حکم ملا ہے کہ عبادت کروں اللہ کی خالص کرکے واسطے اس کے عبادت۔ اور یہ بھی حکم ملا ہے کہ میں سب سے پہلے فرمانبرداری کروں بتادے۔ مجھے تو ڈر ہے کہ اگر نافرمانی کرونگا۔ تو اُس بڑے دن کا عذاب بھی سامنے ہے۔ بتادے کہ وہی خدا ہے اُسکی عبادت میں خلوص سے کرتا ہوں یہی میرا دین ہے۔ اب لوگوں کی مرضی جسکی پوجا چاہیں کریں۔ بتادے۔ خسارہ والے وہ ہیں۔ جو قیامت کے دن وہ خود اور اُنکا کنبہ خسارہ میں ہینگے (یاد رکھو یہی کھلم کھلا ٹوٹا ہے)۔

مندرجہ بالا آیت پر جو نبی صلعم کی تبلیغ کے مضامین پر جامع ہے۔ غور کرو کہ حضور کیسے

کیسے اسلوب بدیعہ کے ساتھ توحید کی تعلیم دیا کرتے تھے۔

# خلیل الرحمٰن ابراہیم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

سیدنا ابراہیم علیہ السلام سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نہایت قرب اور مشاکلت کلی ہے حضرت ابراہیم ہی نے دعا مانگی تھی کہ حضور کا ظہور مکہ میں ہو۔ اللہ تعالٰی نے حضور کو فرمایا۔ وَاتَّبِعْ مِلَّةَ إِبْرَاهِيمَ حَنِيفًا۔ اس لئے واقعات ذیل خاص غور کے لائق ہیں۔

۱۔ ابراہیم کو آگ میں ڈالا گیا تھا۔ اللہ تعالٰی نے اُس کا ذکر اس طرح فرمایا ہے۔ يَا نَارُ كُونِي بَرْدًا وَسَلَامًا عَلَىٰ إِبْرَاهِيمَ۔ اے آگ ابراہیم پر ٹھنڈک اور سلامتی بنجا۔

نبی صلعم کی بابت اللہ تعالٰی فرماتا ہے:۔

| | |
|---|---|
| كُلَّمَا أَوْقَدُوا نَارًا لِّلْحَرْبِ أَطْفَأَهَا اللَّهُ (مائدہ ع ۹) | وہ جب جنگ کے لئے آگ بھڑکاتے ہیں تو اللہ تعالٰی اُسے بجھا دیتا ہے۔ |

۲۔ ابراہیم علیہ السلام نے کعبہ کو بنایا۔

| | |
|---|---|
| وَإِذْ يَرْفَعُ إِبْرَاهِيمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَيْتِ وَإِسْمَاعِيلُ (البقرہ ع ۱۵) | جب ابراہیم علیہ السلام اور اسمٰعیل علیہ السلام بیت اللہ کی بنیادوں کو بلند کرتے تھے۔ |

نبی صلعم نے اُس کعبہ کو قبلہ بنانے کے لئے منتخب کیا۔ اور رب العالمین نے حضور کے میلانِ قلب کو دیکھ کر اُسی کے موافق حکم نازل فرمایا:۔

| | |
|---|---|
| قَدْ نَرَىٰ تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَاءِ فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضَاهَا (البقرہ۔ ع ۱۷) | ہم نے تیرے رُخ کا آسمان کیطرف پھرنا دیکھا۔ ہم تجھے اس قبلہ کی طرف جسے تو پسند کرتا ہے پھیر دینگے۔ |

۳- ابراہیم علیہ السلام نے بت خانہ کے بتوں کو توڑا۔

فَجَعَلَهُمْ جُذٰذًا (الانبیاء ع ۵) اُسے ٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔

نبی صلعم نے کعبہ کے ۳۶۰ بتوں کو باہر نکلوا کر دائمی حکم بطلان صنم پرستی کا صادر فرمایا۔

| | |
|---|---|
| جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ | حق آگیا ۔ باطل چلا گیا ۔ |
| اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا (بنی اسرائیل ع ۹) | باطل تو جاتے رہنے والا ہی ہے ۔ |

۴- ابراہیم علیہ السلام نے ابتدائی عمر میں ایک بیوی پر اکتفاء کر کے پھر آخر عمر میں متعدد نکاح کئے۔

نبی صلعم نے بھی اسی سنت ابراہیمی پر عمل فرمایا۔

۵- ابراہیمؑ نے لوگوں میں حج کا اعلان کیا۔

| | |
|---|---|
| وَاَذِّنْ فِى النَّاسِ بِالْحَجِّ (الحج ع ۴) | لوگوں میں حج کا اعلان کر دے ۔ |

نبی صلعم نے فرضیت حج کا حکم مع شرائط استطاعت سنایا۔

| | |
|---|---|
| وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا (اٰل عمران ع ۱۰) | اور واسطے اللہ کے اوپر لوگوں کے حج کرنا اُس گھر کا یعنی کعبہ کا جو کوئی پا سکے طرف اس کے راہ۔ |

اللہ تعالیٰ نے ابراہیمؑ کو اَلْبُغْضُ لِلّٰهِ کی صفت جلیلہ میں دنیا کے سامنے نمونہ بنایا۔

| | |
|---|---|
| قَدْ كَانَتْ لَكُمْ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ فِىْٓ اِبْرٰهِيْمَ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ اِذْ قَالُوْا لِقَوْمِهِمْ اِنَّا بُرَءٰٓؤُا مِنْكُمْ وَمِمَّا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ (ممتحنہ ع ۱) | تمہارے لئے عمدہ نمونہ ہے ابراہیم اور اُس کے ساتھیوں کا جب انہوں نے اپنی قوم سے کہہ دیا ۔ کہ ہم تم سے بھی بیزار ہیں ۔ اور جن کی عبادت تم خدا کے سوا کرتے ہو ۔ اُن سے بھی بیزار ہیں۔ |

اللہ تعالیٰ نے محمد مصطفےٰ صلعم کو تمام دنیا کے لئے اَلْحُبُّ فِی اللّٰہِ کی صفت جمیلہ میں بہترین نمونہ ٹھیرایا۔ اور ارشاد فرمایا:

| | |
|---|---|
| لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللّٰهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَن كَانَ يَرْجُوا اللّٰهَ وَالْيَوْمَ الْآخِرَ وَذَكَرَ اللّٰهَ كَثِيرًا۔ | اللہ کا رسول بہترین نمونہ ہے اُن سب کے لئے جو خدا اور قیامت پر ایمان رکھتے اور اللہ تعالےٰ کا ذکر کثیر کیا کرتے ہیں (سورہ احزاب رکوع ۳) |

یہ ظاہر ہے کہ یہی ہر دو صفات ہیں جن سے ایمان باللہ کی تکمیل ہوتی ہے۔ ان صفات میں یہی پدر اعظم اور سید ولد آدم۔ تمام عالم کے لئے اُسوہ قرار دئے گئے ہیں۔ دنیا کو ضرورت ہے۔ کہ ان بہترین اکمل ترین کی سیرت اور افعال و اقوال سے بخوبی واقف ہوں۔ تاکہ ہر قول ہر فعل ہر عمل اُسی نمونہ کے مطابق کیا جائے۔ جو منظور شدہ بارگاہ سرمدی ہے۔

۷۔ اللہ تعالیٰ نے ابراہیمؑ کے خُلق کی تعریف فرمائی ہے۔ اور ارشاد کیا۔

اِنَّ اِبْرَاهِيمَ لَأَوَّاهٌ حَلِيمٌ (التوبۃ ع ۱۴)۔ ابراہیمؑ بہت نرم دل اور بُردبار تھا۔

نبی صلعم کے خلق کی بھی کلام مبین میں صفت فرمائی گئی۔ فرمایا:

| | |
|---|---|
| (الف) اِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيمٍ (ن۔ ع ۱) | تو بزرگ ترین اخلاق پر متصرف ہے۔ |
| (ب) فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ لِنتَ لَهُمْ وَلَوْ كُنتَ فَظًّا غَلِيظَ الْقَلْبِ لَانفَضُّوا مِنْ حَوْلِكَ (آل عمران ع) | یہ اللہ تعالیٰ کی رحمت ہے کہ تجھے نرم خو بنایا۔ اگر تو درشت طبع سخت دل ہوتا تو لوگ تیرے پاس سے بھاگ جاتے۔ |

۸۔ ابراہیم علیہ السلام نے منکر وجود باری تعالیٰ کے ساتھ جو مناظرہ کیا تھا۔ وہ قرآن مجید میں مذکور ہے۔

فَاِنَّ اللّٰہَ یَاْتِیْ بِالشَّمْسِ مِنَ الْمَشْرِقِ فَاْتِ بِھَا مِنَ الْمَغْرِبِ (البقرۃ - ع ۳۵)

اللہ تعالیٰ تو آفتاب کو مشرق سے نکالتا ہے، تو اُسے مغرب سے نکال دے۔

نبی صلعم نے بھی منکر حشر اجساد پر جو دلائل قائم کئے ہیں وہ کتاب حکیم میں درج ہیں۔

قُلْ یُحْیِیْھَا الَّذِیْٓ اَنْشَاَھَآ اَوَّلَ مَرَّۃٍ وَھُوَ بِکُلِّ خَلْقٍ عَلِیْمُ نِ الَّذِیْ جَعَلَ لَکُمْ مِّنَ الشَّجَرِ الْاَخْضَرِ نَارًا فَاِذَآ اَنْتُمْ مِّنْہُ تُوْقِدُوْنَ - (یٰس - ع ۵)

کہہ دے مردہ کو وہی زندہ کریگا جس نے اسے بار اول پیدا کیا تھا۔ وہ ہر پیدائش کی حالت کا خوب علم رکھتا ہے۔ وہ جس نے سبز درخت سے آگ کو نکالا جس سے تم روشنی لیا کرتے ہو۔

ہر دو واقعات میں مشابہت کلی اس طرح بھی قائم ہو جاتی ہے کہ دلائل ابراہیمی بھی تعلیم من اللہ کا نتیجہ تھے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے بتا دیا۔ تِلْکَ حُجَّتُنَآ اٰتَیْنٰھَآ اِبْرٰھِیْمَ اور براہین محمدی بھی وحی من اللہ ہیں۔ اسی آیت کے آغاز میں لفظ قل اس راز کا انکشاف کر رہا ہے۔

# لوط علیہ السلام

حضرت لوط[1] علیہ السلام حضرت ابراہیمؑ کے برادر زادہ ہیں۔ بی بی سارہ کے بعد سب سے پہلے یہی حضرت ابراہیمؑ پر ایمان لائے تھے اور خلیل الرحمٰن صلعم کی محبت میں انہوں نے ہجرت الی اللہ کی تھی۔

(۱) قوم نے ان کو اخراج کی دھمکی دی تھی۔

لَئِنْ لَّمْ تَنْتَہِ یٰلُوْطُ لَتَکُوْنَنَّ مِنَ الْمُخْرَجِیْنَ (سورۃ شعرآء ع ۹)

اے لوطؑ اگر تو ہم کو نصیحت کرنا نہیں چھوڑیگا تو یہاں سے نکال دیا جائے گا۔

[1] حضرت لوطؑ کا زمانہ ۱۸۹۸ء قبل م پایا جاتا ہے۔ انکی وفات کا زمانہ معلوم نہیں ہوا فقط۔

نبی صلعم کے اخراج کی بھی تجاویز کی گئی تھیں۔ اللہ تعالیٰ خبر دیتا ہے:-

| | |
|---|---|
| نَكَثُوْٓا اَيْمَانَهُمْ وَهَمُّوْا بِاِخْرَاجِ الرَّسُوْلِ (التوبۃ - ع ۲) | اپنی سوگندوں کو توڑ دیا۔ اور رسول کو باہر نکال دینے کا قصد کر لیا۔ |

(۲) لوطؑ کی قوم کی حالت اللہ تعالیٰ نے ان جامع الفاظ میں بیان فرمائی ہے
كَانَتْ تَّعْمَلُ الْخَبٰٓئِثَ۔ (انبیاء - ع ۵)۔ وہ خباثت والے کام کیا کرتے تھے
نبی صلعم کی ثنا میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-

| | |
|---|---|
| وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبٰٓئِثَ وَيَضَعُ عَنْهُمْ اِصْرَهُمْ وَالْاَغْلٰلَ الَّتِيْ كَانَتْ عَلَيْهِمْ ط (اعراف - ع ۱۹) | ہمارا نبی لوگوں پر خبیث عادتوں ناپاک چیزوں کو حرام ٹھیراتا ہے اُنکے بوجھ اتارتا اور اُنکی گردنوں سے طوق نکالتا ہے۔ |

(۳) لوط علیہ السلام کی مدد اور اُن کے اعداء کی تباہی کے لئے فرشتوں کا اُترنا قرآن پاک میں مذکور ہے:-

| | |
|---|---|
| يٰلُوْطُ اِنَّا رُسُلُ رَبِّكَ لَنْ يَّصِلُوْٓا اِلَيْكَ (سورہ هود - ع ۷) | اے لوط ہم تیرے خدا کے فرستادے ہیں تیرے دشمن تیرے قریب نہ آئیں گے۔ |

نبی صلعم کو اللہ تعالیٰ مدد فرشتگان کی بابت فرماتا ہے:-

| | |
|---|---|
| يُمْدِدْكُمْ رَبُّكُمْ بِخَمْسَةِ اٰلٰفٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ مُسَوِّمِيْنَ۔ | خدا تمہاری مدد پانچہزار فرشتوں سے جن کی مدد پر اور فرشتے بھی ہوں گے۔ فرمائے گا۔ |

مؤلف کتاب کے ایک نعتیہ قصیدہ کا مطلع ہے:-

اے از جہان و ہر چہ درو برتر آمدہ
بہر تو قدسیان مدد لشکر آمدہ

# اسمٰعیل علیہ السّلام

قرآن مجید حضرت اسمٰعیلؑ کی صفت میں فرماتا ہے:۔

كَانَ صَادِقَ الْوَعْدِ (مریم-ع۴)

نبی صلعم کے وعدوں کے پورا ہونیکا ذکر اللہ تعالیٰ نے مومنین کی زبان سے فرمایا ہے

| | |
|---|---|
| قَالُوْا هٰذَا مَا وَعَدَنَا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَصَدَقَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ (احزاب-ع ۳) | یہ تو وہی ہے جس کا وعدہ خدا اور رسولؐ نے ہم سے کیا تھا۔ اور خدا و رسولؐ نے سچ فرمایا تھا۔ |

۲۔ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی صفت میں فرمایا گیا ہے۔

| | |
|---|---|
| كَانَ يَاْمُرُ اَهْلَهٗ بِالصَّلٰوةِ وَالزَّكٰوةِ (مریم-ع۴) | اپنے کنبہ کو صلوٰۃ اور زکوٰۃ کا حکم دیا کرتا تھا |

اس آیت میں سکھایا گیا ہے کہ اصلاح اوّل کنبہ سے شروع ہونی چاہیئے۔

نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرمایا گیا ہے:۔

| | |
|---|---|
| (الف) وَاْمُرْ اَهْلَكَ بِالصَّلٰوةِ وَاصْطَبِرْ عَلَيْهَا۔ (طٰہٰ ع ۸) | اپنے کنبہ کو نماز کا حکم دے اور اُسی پر قائم رہ۔ |
| (ب) وَاَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ (سورہ شعراء۔ ع ۱۱) | اپنے کنبہ کے زیادہ نزدیکیوں کو (خصوصیت سے) ڈرا دے۔ |

ہر دو آیات سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ نبی صلعم نے اہل کے علاوہ اقارب کو بھی خاص اہتمام سے تبلیغ رسالت فرمائی تھی۔

۳۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:۔

| | |
|---|---|
| وَعَهِدْنَا اِلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْمٰعِيْلَ | ہم نے ابراہیمؑ و اسمٰعیلؑ سے عہد لیا کہ تم دونوں |

اَنْ طَهِّرَا بَيْتِيَ لِلطَّآئِفِيْنَ وَالْعٰكِفِيْنَ وَالرُّكَّعِ السُّجُوْدِ - (البقرہ - ع ۱۵) | میرے گھر کو طواف والوں اعتکاف والوں اور رکوع و سجود والوں کے لئے پاک کرو۔

یہ ظاہر ہے کہ اس عہد میں حضرت اسحٰقؑ اور ان کی شاخ داخل نہیں۔

حضرت اسمٰعیلؑ کے فخر دودمان فرزند یعنی نبی صلعم نے دنیا کو یہ حکم سنایا۔

فَوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ شَطْرَهٗ (البقرہ ع ۱۷) تم اپنے منہ مسجد الحرام کے سامنے کے رخ پھیرو۔

اس حکم سے ظاہر ہے۔ کہ نبی صلعم ہی نے بتایا کعبہ ہی تمام مساجد دنیا کا قبلہ ہے

# حضرت اسحٰق علیہ السلام

اسحٰقؑ علیہ السلام کا ذکر قرآن مجید میں منفرداً کم آیا ہے حضرت ابراہیمؑ کے ساتھ یا حضرت اسمٰعیلؑ کے ساتھ یا حضرت یعقوبؑ کے ساتھ انکا اسم گرامی آتا ہے۔

۱۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔

وَبَشَّرْنٰهُ بِاِسْحٰقَ۔ | ہم نے ابراہیمؑ کو اسحٰقؑ کی بشارت دی

اس سے ظاہر ہے۔ کہ حضرت اسحٰقؑ[۱] کی پیدائش کی بشارت انکی پیدائش سے پیشتر دی گئی تھی۔ اور یہ بڑا منصب اور فضیلت ہے۔

۲۔ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بابت اللہ تعالیٰ نے خبر دی۔ کہ حضرت عیسیٰ[۲] نے لوگوں سے کہا تھا۔

---

۱ حضرت ابراہیمؑ کی عمر پوری سو سال کی تھی۔ جب حضرت اسحٰقؑ پیدا ہوئے۔ یہ ۴۰ سال کے تھے۔ جب ان کی شادی ربقہ خاتون سے ہوئی۔ وہ نحور برادر ابراہیمؑ کی پوتی ہیں۔ ۶۰ سال کے تھے۔ جب انکے ہاں دو توام بچے عیسو و یعقوبؑ پیدا ہوئے۔ زیادہ تر فلسطین میں رہے ۱۸۰ سال کی عمر پاکر والد کی قبر کے برابر مدفون ہوئے۔

وَمُبَشِّرًا بِرَسُوْلٍ یَّاْتِیْ مِنْ بَعْدِی اسْمُهٗٓ اَحْمَدُ۔ (الصّف۔ ع ۱)

میں احمد رسولؐ کی جو میرے بعد آئیں گے بشارت دیتا ہوں ؛

# حضرت یعقوب علیہ السلام

یعقوبؑ علیہ السّلام کا ایک وعظ جو انہوں نے بیٹوں کو مخاطب کر کے فرمایا۔

قرآن مجید میں مذکور ہے :۔

اِذْ قَالَ لِبَنِیْهِ مَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ بَعْدِیْ قَالُوْا نَعْبُدُ اِلٰهَكَ وَاِلٰهَ اٰبَآئِكَ اِبْرٰهٖمَ وَاِسْمٰعِیْلَ وَاِسْحٰقَ اِلٰهًا وَّاحِدًا وَّنَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ۔ (البقرۃ۔ ع ۱۶)

یعقوبؑ نے بیٹوں سے پوچھا تم میرے بعد کس کی عبادت کرو گے؟ وہ بولے۔ تیرے خدا کی اور تیرے باپ دادا اوں ابراہیمؑ و اسمٰعیلؑ و اسحٰقؑ کے خدا کی جو اکیلا معبود ہے ہم عبادت کرینگے اور ہم اُسی کے فرمانبردار ہیں گے

نبی صلعم کا پیغام بھی کل دنیا کے لئے یہی ہے :۔

یٰٓاَیُّهَا النَّاسُ اعْبُدُوْا رَبَّكُمُ الَّذِیْ خَلَقَكُمْ وَالَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ الَّذِیْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ فِرَاشًا وَّالسَّمَآءَ بِنَآءً وَّاَنْزَلَ مِنَ

اے لوگو اپنے رب کی عبادت کرو جس نے تم کو اور تم سے پہلوں کو پیدا کیا۔ کہ تم تقویٰ اختیار کرو وہ خدا جس نے تمہارے لئے زمین کو فرش اور آسمان کو چھت بنایا۔ اور اوپر سے پانی اُتارا۔ پھر پانی سے

لہ جوان ہو کر ماموں کے گھر گئے۔ اُس کی دو لڑکیوں سے نکاح کیا۔ ۲۰ سال وہاں رہ کر واپس شام کو آئے۔ واپسی کے وقت اللہ تعالیٰ نے اِن کو اسرائیل کا خطاب دیا۔ انکی واپسی کے بعد حضرت اسحٰقؑ کا انتقال ہوا۔ یہاں آکر برادران یوسفؑ نے حضرت یوسفؑ کو چاہ میں گرایا۔ جب حضرت یوسفؑ کا پتہ لگ گیا تب حضرت یعقوبؑ بیٹوں پوتوں اور اُنکی ازواج سمیت کنبہ کے ۶۸ لوگوں کے ساتھ مصر گئے۔ وہاں ۱۷ سال رہے۔ وہیں انتقال ۱۴۷ سال کی عمر میں ہوا۔ ۴۰ دن تک انکے جسم میں خوشبو بھری گئی۔ پھر لاش کو کنعان لائے اور حضرت ابراہیمؑ کے قبرستان میں دفن کئے گئے فقط ؛

| | |
|---|---|
| السَّمَآءِ مَآءً فَاَخْرَجَ بِهٖ مِنَ الثَّمَرَاتِ رِزْقًا لَّكُمْ فَلَا تَجْعَلُوْا لِلّٰهِ اَنْدَادًا وَّ اَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ (البقرہ۔ ع ۳) ؏ | میوے بنائے۔ کہ تم کھاؤ پس اللہ کے ساتھ اوروں کو شریک نہ بناؤ۔ جب تم جانتے ہو کہ خدا کے برابر کا کوئی بھی نہیں ؏ |

۲۔ یعقوب علیہ السلام کی تعلیم یہ تھی :-

| | |
|---|---|
| وَلَا تَايْئَسُوْا مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ اِنَّهٗ لَا يَايْئَسُ مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ اِلَّا الْقَوْمُ الْكَافِرُوْنَ (یوسف۔ ع ۱۰) | اللہ تعالیٰ کی رحمت سے کبھی ناامید مت بنو۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے ناامید تو کافر ہی ہؤا کرتے ہیں ؏ |

نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعلیم بھی اپنی امت کو یہ ہے :-

| | |
|---|---|
| وَلَا تَهِنُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ (آل عمران ع ۱۴) | ہمت نہ ہارو۔ غم زدہ نہ بنو تم ہی غالب رہو گے جب تم مومن ہو ؏ |

۳۔ زیان کار گنہگار فرزند حضرت یعقوبؑ سے درخواست کرتے ہیں :-

| | |
|---|---|
| يَآ اَبَانَا اسْتَغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَآ اِنَّا كُنَّا خَاطِئِيْنَ۔ (یوسف ع ۱۱) | اے باپ ہمارے لئے ہمارے گناہوں کی مغفرت چاہو ہم تو جان بوجھ کر خطا کرنیوالے ہیں |

اور یعقوبؑ اُن کو فرماتے ہیں :-

| | |
|---|---|
| سَوْفَ اَسْتَغْفِرُ لَكُمْ رَبِّيْ اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ۔ (یوسف۔ ع ) | میں اپنے رب سے تمہارے لئے مغفرت کا سوال کرونگا اور وہ تو خطاؤں کو ڈھانپنے والا۔ عاجزوں پر رحم کرنیوالا ہے |

ربّ العالمین کل اہل عالم سے فرماتا ہے اور انکو رحمتِ عالم کی شان بتاتا ہے :-

| | |
|---|---|
| وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ | جب ان لوگوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا اگر یہ تیرے پاس آئیں اور خدا سے بخشش چاہیں اور رسول بھی |

لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا - (النساء - ع ۹)٭

اُن کے لئے بخشش چاہے تب وہ دیکھیں گے کہ خدا تو بہت التفات اور رحم فرمانے والا ہے ٭

نبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی شان بلند کو معلوم کرنے کے لئے وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ پر غور کرنا چاہئے یہی راز ہے کہ ہر دعا کے اول و آخر درود شریف پڑھنے کی تاکید کیجایا کرتی ہے۔ کیونکہ عہد نبوی صلعم کے لوگوں کو یہ مبارک موقع حاصل تھا۔ کہ حضور پر نور میں حاضر ہو کر اپنے لئے دعا کرائیں۔ اُس عہد ہمایوں کے انقراض کے بعد اہل عالم کے واسطے صرف یہی طریق رہ گیا ہے۔ کہ حضور پر درود بھیجکر اللہ تعالیٰ کی رحمت و برکت کا مستحق خود کو ٹھہرائیں۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓى اٰلِ مُحَمَّدٍ فِى الْاَوَّلِيْنَ وَالْاٰخِرِيْنَ وَفِىْ مَلَاِ الْاَعْلٰٓى اِلٰى يَوْمِ الدِّيْنِ ٭

# یوسف علیہ السّلام

حدیث پاک میں حضرت یوسفؑ کو الکریم ابن الکریم ابن الکریم ابن الکریم فرمایا گیا ہے۔

۱- قرآن مجید میں اُنکے رُویا کا ذکر ہے ٭

خواب اور علوم غیبیہ

اِنِّىْ رَاَيْتُ اَحَدَ عَشَرَ كَوْكَبًا وَّالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ رَاَيْتُهُمْ لِىْ سَاجِدِيْنَ - (یوسف۔ع ۱)

مَیں نے گیارہ تارے اور سورج چاند کو دیکھا۔ مَیں نے دیکھا کہ وہ مجھے سجدہ کر رہے ہیں ٭

حضرت یوسفؑ کا یہ خواب چند سال کے بعد اس طرح پورا ہوا۔ کہ یوسفؑ کے والدین اور گیارہ کے گیارہ بھائی اُن کے مل جانے پر سجدہ گزار ہوئے تھے۔ خواب

پورا ہوا۔ مگر لمبی مدت کے بعد خواب پورا ہوا لیکن درمیانی زمانہ میں بھائیوں کی عداوت کی وجہ سے حضرت یوسف علیہ السلام کو بہت سی تکالیف اٹھانی پڑیں۔ اور بھائیوں کو بھی انکی علیحدگی کے بعد مصائب جھیلنی پڑیں۔ بھائی یہ نہ سمجھتے تھے کہ یوسفؑ کا اُن کے اندر رہنا باعث یُمن و برکت ہے ❖

نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خواب کا ذکر بھی قرآن مجید میں ہے:۔

لَقَدْ صَدَقَ اللّٰهُ رَسُوْلَهُ الرُّءْيَا بِالْحَقِّ لَتَدْخُلُنَّ الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ اٰمِنِيْنَ مُحَلِّقِيْنَ رُءُوْسَكُمْ وَ مُقَصِّرِيْنَ لَا تَخَافُوْنَ (سورہ فتح۔ ع ۴)

خدا تعالیٰ نے اپنے رسول کا خواب بالکل سچا کر دکھایا۔ خواب یہ تھا۔ کہ مسلمان احرام کے لباس میں انشاء اللہ داخل مسجد الحرام ہونگے اور اُن کو کسی مخالف کا ذرا خوف نہ ہوگا ❖

یہ خواب ایک سال ہی کے بعد پورا ہو گیا تھا۔ مکّہ سے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علیحدہ رہنے کی مدت آٹھ سال تھی۔ اور اہل مکّہ اس عرصہ میں قحط و وبا کی مصائب کے شکار رہے تھے۔ یوسفؑ کا خواب تھوڑا سا استعارہ لئے ہوئے تھا۔ مگر نبی صلعم کا خواب استعارہ و تعبیر سے بالاتر اور بالکل صورت ظاہری کا مظہر تھا چنانچہ آیت بالا میں لفظ بالحق کا لطیف اشارہ اِسی جانب ہے ❖

۲۔ یوسفؑ پر امراۃ العزیز کے نام سے بہتان لگایا گیا۔ اور نبی صلعم پر امراۃ زید کے نام سے افتراء پردازی کی گئی۔ ہر دُو واقعات میں اگر اندرونی امتیاز ہے تو یہ۔ کہ حضرت یوسفؑ پر فعل سوء (کار بد) کا بہتان باندھا گیا۔ اور نبی صلعم پر نکاح کر لینے میں الزام تراشی کی گئی ❖

۳۔ یوسفؑ کے خلاف اُنکے بھائیوں نے جو مشورہ کیا وہ یہ تھا:۔

ارادہ قتل وغیرہ

اُقْتُلُوْا يُوْسُفَ اَوِاطْرَحُوْهُ اَرْضًا | یوسفؑ کو قتل کر دو یا کسی جگہ پھینک دو

نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خلاف بھی قریش نے جو مشورہ کیا وہ یہ تھا۔

وَاِذْ يَمْكُرُ بِكَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِيُثْبِتُوْكَ اَوْ يَقْتُلُوْكَ اَوْ يُخْرِجُوْكَ (سورہ انفال - ع ۴)۔ | جب کافر تیرے لئے خفیہ خفیہ تدبیریں کر رہے تھے۔ کہ تجھے قید کریں یا قتل کریں یا وطن سے خارج کریں۔

یوسف علیہ السلام کو انکے بھائیوں نے چاہ سیاہ میں گرا بھی دیا تھا۔ مگر نبی صلعم کو خدا نے دشمنوں کے ہر شر سے محفوظ رکھا۔

۴۔ یوسفؑ کی خدمت میں انکے بھائی عرض کر رہے ہیں۔

مصیبت اخوان

يٰۤاَيُّهَا الْعَزِيْزُ مَسَّنَا وَاَهْلَنَا الضُّرُّ وَجِئْنَا بِبِضَاعَةٍ مُّزْجٰىةٍ فَاَوْفِ لَنَا الْكَيْلَ وَتَصَدَّقْ عَلَيْنَا۔ (یوسف ع ۱۰) | اے حاکم ہم پر اور ہمارے کنبہ پر قحط کی تکلیف ہے اور ہم سرمایہ بھی تھوڑا لائے ہیں مگر تو ہم کو پورا ناپ دلادے اور ہم پر اپنی مہربانی فرما۔

نبی صلعم کے بعد حضورؐ کی قوم بھی قحط شدید کی جس زبون حالت تک پہنچ گئی تھی اُس کا ذکر آیت ذیل میں ہے (جیسا کہ ابن مسعودؓ نے تفسیر کی ہے جو صحیح بخاری میں ہے)

فَارْتَقِبْ يَوْمَ تَاْتِى السَّمَآءُ بِدُخَانٍ مُّبِيْنٍ يَّغْشَى النَّاسَ هٰذَا عَذَابٌ اَلِيْمٌ۔ (سورہ دخان۔ ع ۱)۔ | اس روز کا انتظار کر جس روز آسمان دھواں ہی دھواں نظر آئیگا۔ جو لوگوں کو ڈھانپ لیگا۔ اور لوگ پکار اٹھیں گے۔ کہ یہ تو بہت دردناک عذاب ہے۔

۵۔ حضرت یوسفؑ نے مصر سے بھائیوں کو غلہ دلایا تھا۔

اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ثمامہ بن اثال کو حکم دے کر نجد سے اہل مکہ کے لئے غلہ بھجوایا تھا۔

# شعیب علیہ السلام

حضرت شعیب علیہ السلام - ایک مشرک مالدار - ترازو کش قوم میں مبعوث ہوئے تھے - اس لئے اُنکے مواعظ توحید کے بعد زیادہ تر اموال کے متعلق ہوتے تھے ۔

اللہ تعالیٰ نے انکا وعظ اس طرح بیان فرمایا ہے :-

| | |
|---|---|
| یٰقَوْمِ اَوْفُوا الْمِكْيَالَ وَالْمِيْزَانَ بِالْقِسْطِ وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ اَشْيَآءَهُمْ (سورہ ھود - ع ۸) | اے قوم ماپ اور تول کو انصاف کے ساتھ پورا کرو - اور لوگوں کی چیزوں میں گھاٹا نہ ڈالا کرو ۔ |

نبی صلعم نے بھی امت کو اس بارہ میں جو تعلیم دی ہے وہ آیات ذیل سے ظاہر ہے

| | |
|---|---|
| وَاَقِيْمُوا الْوَزْنَ بِالْقِسْطِ وَلَا تُخْسِرُوا الْمِيْزَانَ (سورہ الرحمٰن) | تول کو انصاف کے ساتھ قائم کرو - اور تول میں گھاٹا نہ ڈالا کرو (ڈنڈی نہ مارو) ۔ |
| وَيْلٌ لِّلْمُطَفِّفِيْنَ الَّذِيْنَ اِذَا اكْتَالُوْا عَلَى النَّاسِ يَسْتَوْفُوْنَ وَاِذَا كَالُوْهُمْ اَوْ وَّزَنُوْهُمْ يُخْسِرُوْنَ (پ ۳۰ ع ۷) | تطفیف والوں پر عذاب و نفرین ہے یہ وہ ہیں کہ جب لوگوں سے لیتے ہیں - تو اپنا گھر پورا کر لیتے ہیں اور جب لوگوں کو ماپ یا تول کر دیتے ہیں تب انکو گھاٹا پہنچاتے ہیں ۔ |

۲ - اللہ تعالیٰ نے حضرت شعیبؑ کی بابت بتایا ہے :-

| | |
|---|---|
| قَالَ الْمَلَاُ الَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ لَنُخْرِجَنَّكَ يٰشُعَيْبُ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَكَ مِنْ قَرْيَتِنَآ (اعراف ع ۱۱) | قوم کے متکبر سرداروں نے کہا اے شعیب ہم تجھے اور تجھ پر ایمان لانے والوں کو اپنی بستی سے نکال دینگے ۔ |

نبی صلعم پر ایمان لانے والوں کے اخراج اور اُنکی نصرت رسول صلعم کا ذکر

اس طرح فرمایا گیا ہے :-

اَلْمُهٰجِرِيْنَ الَّذِيْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ وَاَمْوَالِهِمْ يَبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا وَّيَنْصُرُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ۔ (سورہ حشر۔ ع ۱)

مہاجر لوگ جو اپنے گھروں اور ملکیتوں سے نکالے گئے وہ اللہ کے فضل اور خوشنودی کے جویا۔ اور خدا تعالیٰ اور رسول خدا صلعم کی نصرت کرنیوالے ہیں ؂

۳۔ کفّار نے حضرت شعیبؑ کے دلائل سے عاجز ہو کر یوں کہا تھا ؂

يٰشُعَيْبُ مَا نَفْقَهُ كَثِيْرًا مِّمَّا تَقُوْلُ۔ (سورہ ھود۔ ع ) ؂

اے شعیب تیری بہت سی باتیں ہیں جو ہماری سمجھ میں نہیں آتیں ؂

نبی صلعم کو بھی ایسے ہی کفار کے ساتھ سابقہ پڑا تھا۔ جس کا ذکر آیت ذیل میں ہے :-

وَقَالُوْا قُلُوْبُنَا فِيْۤ اَكِنَّةٍ مِّمَّا تَدْعُوْنَاۤ اِلَيْهِ وَفِيْۤ اٰذَانِنَا وَقْرٌ وَّمِنْۢ بَيْنِنَا وَبَيْنِكَ حِجَابٌ (سورہ فصلت۔ ع ۱)

کافروں نے کہا کہ ہمارے دل تیری دعوت سے دور ہیں اور ہمارے کانوں میں تیری بات سننے کے لئے گرانی ہے اور ہمارے تیرے درمیان پردے پڑے ہوئے ہیں ؂

یہودیوں نے بھی آنحضرت صلعم کو یہی جواب بُت پرستوں کا سا دیا تھا ؂

وَقَالُوْا قُلُوْبُنَا غُلْفٌ۔ (سورہ البقرہ۔ ع ۱۱) ؂

یعنی ہمارے دلوں پر تہ در تہ غلاف چڑھے ہوئے ہیں تیری تعلیم وہاں تک نہیں جاسکتی ؂

۴۔ حضرت شعیبؑ سے انکی قوم نے کہا تھا :-

يٰشُعَيْبُ اَصَلٰوتُكَ تَاْمُرُكَ اَنْ نَّتْرُكَ مَا يَعْبُدُ اٰبَآؤُنَاۤ اَوْ اَنْ نَّفْعَلَ فِيْۤ اَمْوَالِنَا مَا نَشٰٓؤُا (سورہ ھود ع ۸)

اے شعیب کیا تیری نماز یہ بھی ضروری ٹھیراتی ہے کہ ہم اپنے باپ دادا کے بتوں کو چھوڑ دیں کیا تیری نماز اس سے بھی روکتی ہے کہ ہم اپنے روپیہ پیسے سے جسطرح چاہیں ویسا بیوہار کیا کریں ؂

معلوم ہوتا ہے کہ یہ سود خوار قوم چاہتی ہے کہ نماز پڑھ کر نبیؐ کو بھی خوش کر دیں اور اپنے آبائی شرک پر رہ کر سود خواری پر بھی قائم رہیں لیکن اگر نماز اور سود دونوں ساتھ ساتھ نہ نبھ سکیں۔ تو ایسی نماز کو دور ہی سے سلام کر دیں۔ اور اگر ایسی نماز بت پرستی کیساتھ جمع نہ ہو سکے۔ تو نبیؐ کی کوئی بات بھی نہ مانیں ممکن ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عہد میں بھی کسی مالدار شخص کے دل میں اسلام لانے سے پیشتر ایسی آرزو ہو۔ اور اسی لئے اللہ تعالیٰ نے ایسے لوگوں کی امید خام کو منقطع کرنے کے لئے اور مسلمانوں کو کامل الایمان بنانے کے لئے ہی یہ حکم دیا ہو۔

| | |
|---|---|
| يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَذَرُوا مَا بَقِيَ مِنَ الرِّبٰوا إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ فَإِنْ لَمْ تَفْعَلُوا فَأْذَنُوا بِحَرْبٍ مِنَ اللّٰهِ وَرَسُولِهٖ وَإِنْ تُبْتُمْ فَلَكُمْ رُءُوسُ أَمْوَالِكُمْ لَا تَظْلِمُونَ وَلَا تُظْلَمُونَ (بقرہ ۔ ع ۳۸) | اے ایمان لانیوالو اگر تم مومن بن گئے ہو تو اللہ کا تقویٰ اختیار کرو۔ اور سود کی جو رقم وصول کرنی ہے اسے چھوڑ دو اگر ایسا نہ کرو گے تو خدا اور رسولؐ کے ساتھ جنگ کا اعلان سمجھ لو۔ اور اگر پھر باز آجاؤ۔ تب تمہارا راس المال تم کو ملیگا۔ نہ تم دوسرے پر ظلم کرو۔ اور نہ تم پر ظلم ہوگا۔ |

راقم مضمون کے نزدیک اس حکم سے یہ متبادر ہے کہ اگر کوئی مسلمان کسی رقم قرضہ مع سود کی نالش کرے تو قاضی اسلام اُس کے تمام دعویٰ کو خارج کر دے کیونکہ راس المال ملنے کی صورت اِنْ تُبْتُمْ کی شرط پر منحصر ہے۔

## کلیم اللہ موسیٰ علیہ السلام

انبیاء بنی اسرائیل میں موسیٰ علیہ السلام ایک شان خاص کے نبی ہیں۔ توراۃ میں

درج ہے۔ کہ موسیٰؑ جیسا کوئی نبی بنی اسرائیل میں نہیں ہوا۔

یتیمی

۱۔ موسیٰ علیہ السلام کے حالات پڑھتے وقت مجھے گمان ہوتا ہے۔ کہ حضرت موسیٰ یتیمی ہی میں پیدا ہوئے تھے۔ دریا میں ڈالنے کے لئے والدہ موسیٰؑ کو وحی کا ہونا پھر اُنکا خبر تابوت لانے کے لئے اپنی بیٹی ہی کو بھیجنا۔ اُنکے والد بزرگوار کا مذکور نہ پایا جانا اُس گمان کو قوی کرتے ہیں۔ واللہ اعلم۔

نبی صلعم بھی دنیا میں سانس لینے سے پیشتر یتیم بن چکے تھے۔

۲۔ موسیٰؑ کی تربیت آسیہ مکرمہ نے کی تھی۔ اور وہ فضیلت کی مستحق ٹھہریں اسی طرح حلیمہ سعدیہ بھی نبی صلعم کے ساتھ شفقت مادرانہ کا برتاؤ کرتی تھیں۔ اور وہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے منصب پر فائز ہوئیں۔

۳۔ موسیٰؑ اپنے مخالفین میں سے بچکر نکل گئے تھے اور نبی صلعم بھی اپنے محاصرین کی آنکھوں میں خاک ڈالتے ہوئے گھر سے غار ثور کو تشریف لے گئے تھے۔

دختر شعیب و خدیجۃ الکبریٰ

۴۔ موسیٰؑ کو دختر شعیبؑ نے اُنکی قوت و امانت کے اوصاف سے پہچانا تھا۔ اور خدیجۃ الکبریٰؓ نے بھی نبی صلعم کے اوصاف صدق و امانت کو دیکھ کر اپنا دل حضور کی نذر کیا تھا۔

۵۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰؑ سے کلام فرمانے کا واقعہ بیان فرمایا ہے

| | |
|---|---|
| فَلَمَّا قَضٰی مُوْسَی الْاَجَلَ وَسَارَ بِاَهْلِهٖۤ اٰنَسَ مِنْ جَانِبِ الطُّوْرِ نَارًا ۚ قَالَ لِاَهْلِهِ امْكُثُوْۤا اِنِّیْۤ اٰنَسْتُ نَارًا لَّعَلِّیْۤ اٰتِیْكُمْ مِّنْهَا بِخَبَرٍ اَوْ جَذْوَةٍ مِّنَ النَّارِ لَعَلَّكُمْ تَصْطَلُوْنَ | جب موسیٰؑ دس برس حضرت شعیبؑ کے پاس رہکر مدت پوری کر کے اپنی بیوی کو لیکر رات کو روانہ ہوا تب اُس نے طور کی جانب آگ دیکھی اُس نے اپنے اہل سے کہا ٹھہرو میں نے آگ دیکھی ہے میں جاتا ہوں شاید وہاں سے کچھ خبر راہ کی ملے یا آگ میں سے |

منہ استثناء ۳۳

**نظارہ محمدی صلی اللہ علیہ**

فَلَمَّآ اَتٰھَا نُوْدِیَ مِنْ شَاطِئِ الْوَادِ الْاَیْمَنِ فِی الْبُقْعَۃِ الْمُبٰرَکَۃِ مِنَ الشَّجَرَۃِ اَنْ یّٰمُوْسٰی اِنِّیْٓ اَنَا اللّٰہُ رَبُّ الْعَالَمِیْنَ (سورہ قصص۔ ع ۴)

کوئی انگارہ لے آؤں کہ تم تاپ سکو جب موسیٰؑ وہاں پہنچا۔ تب اُس مبارک جگہ میں میدان کے داہنے کنارے کے ایک درخت سے یہ آواز دی گئی۔ اے موسیٰ میں اللہ ہوں سب عالموں کا پالنے والا ٭

اس نظارہ کا تعلق جہاں تک حبّیات سے ہے اُس کا ذکر۔ آگ۔ وادی۔ شجرہ اور ندا کے الفاظ میں فرمایا گیا ہے۔

نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاک نظارہ کا بھی قرآن مجید میں ذکر ہے اور ہم اُن آیات کو جو اُس نظارہ پاک کے متعلق ہیں۔ درج کرتے ہیں ٭

سُبْحٰنَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ لَیْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَی الْمَسْجِدِ الْاَقْصَی الَّذِیْ بٰرَکْنَا حَوْلَہٗ لِنُرِیَہٗ مِنْ اٰیٰتِنَا (سورہ بنی اسرآئیل۔ ع ۱)

پاک ہے وہ خدا جو اپنے بندہ کو شبا شب مسجد الحرام سے مسجد اقصیٰ تک لیگیا (اور واپس لایا) وہ مسجد جس کے گردو نواح کو ہم نے برکت دی ہے یہ سیر اسلئے تھی کہ اپنے بندہ کو ہم اپنی آیات دکھائیں ٭

فرمایا:۔

وَلَقَدْ رَاٰہُ نَزْلَۃً اُخْرٰی عِنْدَ سِدْرَۃِ الْمُنْتَھٰی عِنْدَھَا جَنَّۃُ الْمَاْوٰی اِذْ یَغْشَی السِّدْرَۃَ مَا یَغْشٰی مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰی لَقَدْ رَاٰی مِنْ اٰیٰتِ رَبِّہِ الْکُبْرٰی۔ (سورہ نجم ع ۱)

اس کا دوبارہ نزول بھی دیکھا سدرۃ المنتہیٰ کے قریب جسکے پاس ہی جنت الماویٰ ہے۔ اسوقت سدرہ کو ڈھانپ رکھا تھا جس شے نے کہ ڈھانپ رکھا تھا نبی کی آنکھ نے جو کچھ وہاں دیکھا اسکی دید میں کچھ شبہ نہیں ہوا۔ اور نہ آنکھ اس نظارہ کیوقت ادھر اُدھر ہوئی۔ نبی نے خدا کی بڑی بڑی آیتوں کو دیکھا ٭

فرمایا:۔

مَا کَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَاٰی۔

آنکھ نے جو کچھ دیکھا دل نے اُسے نہیں جھٹلایا یعنی

(سورہ نجم ع ۱) | نظارہ کی حقیقت پر دل تصدیق کرتا تھا۔

فرمایا۔

فَاَوْحٰی اِلٰی عَبْدِہٖ مَآ اَوْحٰی (سورہ نجم ع ۱) پھر خدا نے اپنے بندہ پر وحی کی۔ جو کی۔

یہ نظارہ جس قدر روحانیت اور رؤیت عینی و یقین قلبی پر حاوی ہے۔ اُس کا صحیح علم تو اللہ تعالیٰ اور پھر رسول اللہ صلعم کے سوا کس کو ہو سکتا ہے۔ مگر الفاظ کی شوکت اور معانی کی برتری مفہوم کی رفعت اُس بے چون و چگون کیفیت کو تعقل انسانی کے سامنے اس طرح مصور و متشکل بنا رہی ہیں اور قلب و دماغ اُس سے متلذذ و متکیف بھی ہو رہے ہیں اور معہذا گہری حیرت اور عمیق در ربودگی کو بھی ساتھ ساتھ لئے ہوئے ہیں۔

۲۔ موسیٰ علیہ السلام اور بنی اسرائیل کا فرعون نے تعاقب کیا تھا۔ وہ بالکل قریب پہنچ جاتا ہے۔ تو بنی اسرائیل پکار اٹھتے ہیں۔

اِنَّا لَمُدْرَکُوْنَ (سورہ شعراء ع ۴) | ہم تو پکڑے گئے۔

موسیٰ علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

کَلَّا اِنَّ مَعِیَ رَبِّیْ سَیَهْدِیْنِ۔ (سورہ شعراء ع ۴) | نہیں ایسا نہیں میرا خدا میرے ساتھ ہے وہ میری رہبری فرمائے گا۔

معیّت

ذرا غور کرو۔ کہ موسیٰؑ اس معیت ربانی میں اپنی قوم کو اپنے ساتھ شامل نہیں فرماتے۔ جس کی وجہ غالباً یہ تھی۔ کہ قوم ہنوز ایسے پست درجہ پر تھی۔ کہ اِس معیت کی اہلیت اُن میں نہ تھی۔

---

ؔ جملہ آیات پر ذرا تدبر سے غور کرنا چاہئے۔ کہ نبی صلعم کی نصرو بصیرت اور وحی و رویت اور لسان و جوارح کا تزکیہ کیسے اسلوب بدیع میں فرمایا گیا ہے۔

نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھی ایسا ہی موقع پیش آیا حضور اقدس۔ اور حضور کے یارِ غار ابوبکر صدیق کھوہ کے اندر ہیں۔ اور کفار ناہنجار یلغار کرتے ہوئے اُس کے کنارہ پر آگئے ہیں۔ ابوبکرؓ کی زبان خاموش ہے۔ مگر اندرونِ قلب میں ضرور آندوہ کا ایک جوش ہے۔ نبی صلعم فرماتے ہیں ؎

لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا (توبہ ع ۶) ابوبکر دل کا فکر دور کر۔ اللہ تو ہمارے ساتھ ہے ؎

موسیٰ علیہ السلام کے لفظ (معی) اور نبی صلعم کے لفظ (معنا) پر تدبر کرنے سے واضح ہو جاتا ہے کہ نبی صلعم کا جذب کس قدر قوی ہے کہ اپنے ساتھی کو بھی اُسی معیّت الٰہیہ میں شامل فرما لیتے ہیں۔ جو حضور فداہ ابی و امّی کو خود حاصل تھی ؎

۷۔ بنی اسرائیل نے موسیٰؑ کے حکم جہاد کی تعمیل کرنے سے انکار کیا۔ اور یوں گستاخانہ انکی جناب میں کہا تھا ؎

| | |
|---|---|
| فَاذْهَبْ اَنْتَ وَرَبُّكَ فَقَاتِلَا اِنَّا هٰهُنَا قَاعِدُوْنَ (سورہ مائدہ ع ۴) | تو اور تیرا خدا جاؤ۔ اور دونوں جنگ کرو ہم تو یہیں بیٹھے رہیں گے ؎ |

رب العالمین نے اُن کی سزا میں حکم دیا ؎

| | |
|---|---|
| فَاِنَّهَا مُحَرَّمَةٌ عَلَيْهِمْ اَرْبَعِيْنَ سَنَةً يَتِيْهُوْنَ فِي الْاَرْضِ فَلَا تَاْسَ عَلَى الْقَوْمِ الْفٰسِقِيْنَ (سورہ مائدہ ع ۴) | اُن لوگوں پر وعدہ کی زمین کا داخلہ حرام ہے چالیس سال تک یہ اسی زمین میں چکر لگاتے رہیں گے تو ان فاسقوں کا (اس فیصلہ کی وجہ سے) افسوس نہ کر ؎ |

بنی اسرائیل کا یہ قصور چالیس سال کے بعد معاف ہوا۔ اور پھر انہوں نے حضرت موسیٰؑ کے خلیفہ حضرت یوشع بن نون کے ساتھ جہاد کیا۔ اور ظفریاب ہوئے ؎

نبی صلعم کے عہد ہمایوں میں بھی ایسا ہی واقعہ کچھ گنوار لوگوں کے ساتھ ہوا

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

قُلْ لِّلْمُخَلَّفِيْنَ مِنَ الْاَعْرَابِ سَتُدْعَوْنَ اِلٰى قَوْمٍ اُولِيْ بَاْسٍ شَدِيْدٍ تُقَاتِلُوْنَهُمْ اَوْ يُسْلِمُوْنَ فَاِنْ تُطِيْعُوْا يُؤْتِكُمُ اللّٰهُ اَجْرًا حَسَنًا (سورہ فتح۔ع ۲)

اے نبی اعراب بادیہ نشینوں کو جو تیرے ساتھ سے پچھڑ گئے تھے کہ دیجئے۔ کہ عنقریب تم کو ایک سخت جنگجو قوم کے ساتھ لڑنے کیلئے دعوت دی جائیگی یا تو ان سے تمہاری لڑائی ہوگی۔ یا وہ مسلمان ہو جائیں گے اگر تم نے اُس وقت حکم مانا تب اللہ تعالیٰ تم کو بہترین اجر عطا فرمائے گا۔

سورہ فتح کا نزول ۶ھ میں ہوا تھا نبی صلعم کی حیات میں ان مخلفین کو کبھی دعوت نہیں دی گئی تھی کیونکہ قرآن مجید ہی نے اِن مخلّفین کو جب انہوں نے نبی صلعم کے ہمرکاب چلنے کی ایک دفعہ اجازت بھی چاہی تو یہ بھی بتا دیا تھا۔

فَقُلْ لَّنْ تَخْرُجُوْا مَعِيَ اَبَدًا وَّلَنْ تُقَاتِلُوْا مَعِيَ عَدُوًّا۔ (سورہ توبہ۔ع ۱۱)

اے نبی کہہ دے کہ اب تم کو میری معیت میں خروج کا کبھی بھی موقع نہ ملیگا۔ اور میری معیت میں تم کسی دشمن سے جنگ نہ کرو گے۔

البتہ ۱۱ھ میں ابوبکر صدیق نے جملہ اشخاص و اقوام کو دعوت الی الجہاد دی تھی اور جُند در جُند عساکر اُنکی دعوت پر جمع ہوتے تھے۔ اس واقعہ سے نبی صلعم کی فضیلت آشکارا ہے کہ بنی اسرائیل اور مسلمان دونوں کا قصور ایک ہی تھا۔ اُنکا گناہ چالیس سال کی آوارہ گردی و حیرانی کے بعد معاف ہوا تھا۔ اور مسلمانوں کا قصور چار سال کے اندر ہی اندر ضمنًا یہ بھی ثابت ہوا کہ ابوبکرؓ کی دعوت فی الواقع الٰہی حکم تھا۔ اور ابوبکرؓ کی خلافت بالکل یوشع بن نون کی خلافت کی سی تھی۔ یہ تشبیہ کامل ہو جاتی ہے۔ جب یہ دیکھا جاتا ہے کہ ارض موعودہ کی بشارت حضرت موسیٰؑ نے اپنی قوم کو دی تھی۔ اور یہ بشارت

یوشع بن نون کے ہاتھ پر پوری ہوئی تھی۔ اور نبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے بھی ارض موعودہ کی فتح کی نوید مسلمانوں کو دی تھی۔ اور اُس کا ایفاء ابوبکرؓ و عمرؓ ہی کے مبارک عہد میں ہوا تھا۔

۸۔ فرعون کی عداوت اور بنی اسرائیل پر لشکر کشی کا نتیجہ اللہ تعالیٰ نے اس طرح بیان فرمایا ہے:۔

[illegible] کی کامیابیاں

فَاَخْرَجْنٰهُمْ مِّنْ جَنّٰتٍ وَّ عُیُوْنٍ وَّ كُنُوْزٍ وَّ مَقَامٍ كَرِیْمٍ كَذٰلِكَ وَ اَوْرَثْنٰهَا بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ (سورہ شعراء ع ۴)

پھر ہم نے اُن کو باغوں اور چشموں اور خزانوں اور ستھرے مکانوں سے نکال دیا۔ ایسا ہی ہوا۔ اور ہم نے ان سب چیزوں کا وارث بنی اسرائیل کو بنایا۔

نبی صلعم پر بھی کفار نے احزاب و عساکر کے ساتھ حملہ کیا تھا جس کا نتیجہ اللہ تعالیٰ نے اس طرح ظاہر فرمایا:۔

وَرَدَّ اللّٰهُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا بِغَیْظِهِمْ لَمْ یَنَالُوْا خَیْرًا وَكَفَى اللّٰهُ الْمُؤْمِنِیْنَ الْقِتَالَ وَكَانَ اللّٰهُ قَوِیًّا عَزِیْزًا۔ وَاَنْزَلَ الَّذِیْنَ ظَاهَرُوْهُمْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ مِنْ صَیَاصِیْهِمْ وَقَذَفَ فِیْ قُلُوْبِهِمُ الرُّعْبَ فَرِیْقًا تَقْتُلُوْنَ وَتَاْسِرُوْنَ فَرِیْقًا وَاَوْرَثَكُمْ اَرْضَهُمْ وَدِیَارَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ وَاَرْضًا لَّمْ تَطَـُٔوْهَا وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرًا۔ (سورہ احزاب۔ ع ۳)۔

خدا نے کافروں کو دلی رنج کیساتھ واپس کر دیا وہ کچھ بھی بہتری حاصل کر سکے اور مومنین کی جنگ کا اللہ تعالیٰ خود کافی ہوا۔ ہاں اللہ تعالیٰ تو قوی و غالب ہے خدا نے اُن اہل کتاب کو جو حملہ آوروں کے مددگار ہوئے تھے قلعوں سے اُتارا اور اُنکے دلوں کو رعب سے بھر دیا تم نے اُن میں سے ایک حصّہ کو قتل کیا ایک حصّہ کو اسیر کیا۔ خدا نے تم کو انکی زمین اور گھروں اور مالوں کا اور اُس زمین کا جس پر تمہارا لشکر بھی نہ گیا تھا وارث کر دیا۔ ہاں خدا ہر شے پر قدرت رکھنے والا ہے۔

۹۔ موسیٰ علیہ السلام نے عطیۂ نبوت کا مژدہ پاکر عرض کیا تھا۔

| | |
|---|---|
| رَبِّ اشْرَحْ لِیْ صَدْرِیْ۔ (طٰہٰ) | اے خدا میرا سینہ کھول دے۔ |

نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حق میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

| | |
|---|---|
| اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ۔ | کیا ہم نے تیرا سینہ کھول نہیں دیا۔ |

شرح صدر

۱۰۔ موسیٰؑ نے فرائض نبوت کی گراں باری کا اندازہ کر کے عرض کیا تھا:۔

| | |
|---|---|
| وَاجْعَلْ لِّیْ وَزِیْرًا مِّنْ اَهْلِیْ هَارُوْنَ۔ (سورہ طٰہٰ ع ۲)۔ | میرے کنبہ میں سے ہارون کو میرا وزیر (وزر اٹھانیوالا) (بوجھ بٹانے والا) بنادے۔ |

اللہ تعالیٰ نے نبی صلعم کے حق میں ارشاد فرمایا ہے:۔

| | |
|---|---|
| وَوَضَعْنَا عَنْكَ وِزْرَكَ الَّذِیْٓ اَنْقَضَ ظَهْرَكَ۔ | اُس وزر کو جس نے تیری پشت کو جھکا دیا تھا۔ ہم نے تجھ سے اتار دیا۔ |

رضا و رضوان

۱۱۔ موسیٰؑ جناب باری تعالیٰ میں عرض کرتے ہیں۔

| | |
|---|---|
| وَعَجِلْتُ اِلَیْكَ رَبِّ لِتَرْضٰى۔ (سورہ طٰہٰ۔ ع ۴)۔ | تیری جانب آنے میں اے رب میں نے اس لئے جلدی کی کہ تو راضی ہو جائے۔ |

نبی صلعم کے حق میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

| | |
|---|---|
| وَلَسَوْفَ یُعْطِیْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى۔ | تیرا رب تجھے اتنا کچھ عطا فرمائے گا۔ کہ تو راضی ہو جائے۔ |

پہلی آیت میں رضوان ربّانی مطلوب ہے۔ اور دوسری آیت میں رضائے محمدی منطوق۔

وسلام علی المرسلین والحمد للہ رب العالمین۔

# حضرت ہارونؑ علیہ السلام

حضرت ہارونؑ علیہ السلام حضرت موسیٰ علیہ السلام کے حقیقی بڑے بھائی تھے۔
انکو حضرت موسیٰؑ کی دعا و التجا پر نبوت عطا ہوئی تھی۔

۱- بائیبل میں ہے کہ حضرت ہارونؑ کے متعلق عبادت خانہ کا اہتمام تھا۔ اور وہی امام جماعت تھے۔

قرآن مجید سے ثابت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خود امامت فرماتے اور مومنین اُنکے ساتھ ہو کر عبادت کیا کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

| | |
|---|---|
| اِنَّ رَبَّكَ يَعْلَمُ اَنَّكَ تَقُوْمُ اَدْنٰى مِنْ ثُلُثَيِ الَّيْلِ وَنِصْفَهٗ وَثُلُثَهٗ وَطَآئِفَةٌ مِّنَ الَّذِيْنَ مَعَكَ - (مزمل - ع ۲) | خدا جانتا ہے کہ تو دو تہائی شب سے کم اور نصف شب اور ایک ثلث شب کے وقت عبادت کیلئے قیام کیا کرتا ہے اور تیرے ساتھ والوں میں سے بھی ایک گروہ ایسا ہی کیا کرتا ہے۔ |
| فرمایا۔ اَلَّذِيْ يَرٰىكَ حِيْنَ تَقُوْمُ وَتَقَلُّبَكَ فِي السّٰجِدِيْنَ (شعراء ع ۱۱) | خدا تجھے دیکھتا ہے جب تو سجدہ کرنیوالوں کے اندر رکوع و سجود کرتا اور قیام کیا کرتا ہے۔ |

۲- قرآن مجید میں حضرت موسیٰؑ کی زبان سے فرمایا گیا ہے۔

| | |
|---|---|
| وَاَخِيْ هٰرُوْنُ هُوَ اَفْصَحُ مِنِّيْ لِسَانًا۔ (سورہ قصص - ع ۴) | ہارون علیہ السلام میرا بھائی - وہ تو مجھ سے بہت زیادہ فصیح البیان ہے۔ |

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ہارون سلام اللہ علیہ کمال فصیح تھے۔

---

ؑ حضرت ہارون علیہ السلام نے حضرت موسیٰؑ سے دو سال پیشتر ۱۴۵۳ قبل مسیح کوہ طور پر جو ادوم کی سرحد سے ملا ہوا تھا - وفات پائی - بائیبل کتاب گنتی ۲۰ - ۲۸ - فقط۔

فصاحت و بلاغت کی تعریف

فصاحتُ بلاغت ایک وجدانی شے ہے۔ اور الفاظ میں اُس کی تصویر دکھانا مشکل ہے۔ ایک فاضل کا قول ہے:۔

فصاحت آنست کہ در گزارش زبان کج مج نشود
وبلاغت آنست کہ معنی کثیر در الفاظ اندک گفتہ شود

یہ یاد رکھنا چاہئے۔ کہ فصاحت و بلاغت کا تعلق الفاظ سے بھی ہے۔ اور معانی سے بھی۔ اسلوب کلام سے بھی اور مناسبت موقع سے بھی۔ قائل کی شان اور مستمع کی حیثیت سے بھی۔ اور ملکی و قومی و شخصی خصوصیت سے بھی جب کلام ان جملہ اوصاف پر حاوی ہو تو کچھ شک نہیں۔ کہ وہ فصاحت و بلاغت کے ذروۂ اعلیٰ پر پہنچ جاتا ہے۔

نبی کریم صلعم کی حدیث پاک میں یہ جملہ اوصاف اس فراوانی سے موجود ہیں۔ کہ جوہر شناس کو اندازہ فصاحت لگانے میں اعتراف قصور کے سوا کوئی چارہ نہیں رہ جاتا۔ نمونہ کے لئے چند اقوال مبارکہ درج کرتا ہوں۔ وضاحت بیان ایجاز کلام۔ جزل الفاظ۔ صحت معانی کا اندازہ ماہرین فن پر منحصر ہے۔

(۱) مَا هَلَكَ امْرُءٌ عَرَفَ قَدْرَهُ

۱۔ جو کوئی اپنی قدر جان لیتا ہے وہ ہلاک نہیں ہوتا۔

(۲) حُبُّكَ لِلشَّيْءِ يُعْمِي وَيُصِمُّ۔

۲۔ کسی شے کی محبت انسان کو اندھا بہرہ کر دیتی ہے۔

(۳) يَدُ الْعُلْيَا خَيْرٌ مِّنْ يَّدِ السُّفْلٰى

۳۔ اوپر کا ہاتھ نیچے کے ہاتھ سے بہتر ہے۔ (دینے والے کا درجہ لینے والے سے برتر ہے)۔

(۴) اَلْخَيْرُ كَثِيْرٌ وَّ قَلِيْلٌ فَاعِلُهٗ۔

۴۔ نیکی کے اقسام تو بہت ہیں۔ مگر کرنیوالے کم ہیں۔

(۵) رَحِمَ اللّٰهُ عَبْدًا قَالَ خَيْرًا فَغَنِمَ اَوْ سَكَتَ فَسَلِمَ۔

۵۔ خدا اُس بندہ پر رحم کرے جو بولتا ہے تو اچھی بات ہی کہتا ہے یہ تو وہ ہے جو بہت کچھ حاصل کر لیتا ہے یا چپ رہتا ہے تو اپنے آپ کو بچا لیتا ہے۔

(۶) ثَلَاثٌ مُنْجِيَاتٌ وَثَلَاثٌ مُهْلِكَاتٌ

فَاَمَّا الْمُنْجِيَاتُ۔

۱۔ فَخَشْيَةُ اللّٰهِ فِي السِّرِّ وَالْعَلَانِيَةِ۔

۲۔ وَالْاِقْتِصَادُ فِي الْغِنٰى وَالْفَقْرِ۔

۳۔ وَالْحُكْمُ بِالْعَدْلِ فِي الرِّضَا وَالْغَضَبِ

وَاَمَّا الْمُهْلِكَاتُ

۱۔ فَشُحٌّ مُّطَاعٌ۔

۲۔ وَهَوًى مُّتَّبَعٌ۔

۳۔ وَاِعْجَابُ الْمَرْءِ بِنَفْسِهٖ ۞

منجیات

۶۔ نجات دہندہ تین باتیں ہیں اور ہلاک کنندہ تین ۞

نجات دہندہ یہ ہیں:۔

(۱) ظاہر و باطن میں اللہ تعالیٰ کے لئے عاجزی کرنا۔

(۲) فراخ دستی و تنگدستی میں میانہ روی کرنا۔

(۳) عدل کرنا۔ خواہ وہ فریق مقدمہ سے خوش ہو یا ناخوش ہو

مہلکات

ہلاک کنندہ یہ ہیں:۔

(۱) بخل جو تم پر حکم کرنے لگے ۞

(۲) خواہش بیجا جس کے پیچھے تم لگ چلو۔

(۳) خود پسندی ۞

(۷) لَا تَزَالُ اُمَّتِيْ بِخَيْرٍ مَّا لَمْ تَرَى الْاَمَانَةَ مَغْنَمًا وَالصَّدَقَةَ مَغْرَمًا ۞

۷۔ میری امت ہمیشہ بہبودی میں رہیگی۔ جبتک امانت کو لوٹ نہیں سمجھے گی اور صدقہ کو جرمانہ نہیں خیال کریگی

اب میں اصل مطلب کی جانب عود کرتا ہوں۔ نبی صلعم کی فصاحت و بلاغت کے متعلق قرآن مجید میں معاندین کی زبان سے کہا گیا ہے ۞

سِحْرٌ يُّؤْثَرُ (سورہ المدثر ع ۱) | وہ کلام تو جادو ہے۔ جو اثر کر جاتا ہے ۞

مخالفین نے خواہ اسے جادو کہا۔ یا کچھ اور۔ مگر شہادت موجود ہے کہ حضورؐ کا کلام زبان سے نکلتے ہی دلوں میں جاگزین ہوتا۔ اور دلوں پر قبضہ کر لیتا تھا ۞

مصرع۔ سخن کز دل آید بود دل پذیر۔

غرض نبی صلعم کی فصاحت و بلاغت ملک میں اس درجہ مسلّمہ تھی کہ مخالفین کے زمرہ میں نبوت سے انکار کرنے والے تو پائے جاتے تھے۔ مگر آنحضرت صلعم کی

فصاحت وبلاغت سے انکار کرنیوالا جزیرہ نمائے عرب میں کوئی موجود نہ تھا۔ اور نہ آج تک کسی شخص نے خواہ وہ کسی مذہب و ملت کا ہو۔ عربیت میں مہارت حاصل کرنے کے بعد اس کا انکار کیا ہے۔

فقرہ بالا میں مَیں نے جزیرہ عرب کا لفظ استعمال کیا ہے۔ وجہ یہ ہے کہ عرب کے مختلف اقطاع میں مختلف لغت اور لہجے پائے جاتے تھے۔ نبی صلعم کے اس کلام کو دیکھو۔ جو حجازیوں کے ساتھ تھا۔ پھر اُسے جو اہل مدینہ کے ساتھ۔ علیٰ ہذا حضورؐ کے اُن کلمات پر جو وائل کندی اور قطن عُلَیمی اور طہفہ نہدی اور ابو ثور بن نمط ہمدانی و دیگر ملوک یمن و فربان روایان حضرموت کو ارشاد فرمائے۔ غور کرو۔ ہر لغت ہر لسان میں فصاحت کا بحر زخار موجزن ہے۔ کہ مکی و مدنی بھی منہ تکتے رہجاتے

# الیسع علیہ السلام

الیسع یا یسع وہی ہیں۔ جن کو بائیبل نے یوشع بن نون کہا ہے۔

۱۔ سورہ کہف میں اِن کو فتی موسےٰ کہا گیا ہے۔ قرآن مجید میں نبی صلعم کے فتی یعنی زیدؓ کا بھی ذکر ہے۔

۲۔ الیسع ہی کا ذکر اس آیت میں ہے۔

| | |
|---|---|
| قَالَ رَجُلَانِ مِنَ الَّذِيْنَ يَخَافُوْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمَا (مائدہ ۲۔ ع) | اُن لوگوں میں سے جو خدا سے ڈرنے والے تھے دو شخصوں نے جن پر خدا نے انعام کیا تھا۔ کہا۔ |

لے یوشع بن نون نے ۱۴۲۶ قبل م میں بعمر ۱۱۰ سال وفات پائی ۲۵ سال حضرت موسیٰ کے بعد خلافت و نبوۃ کی وعدہ کی زمین کو انہی نے فتح کیا۔ کتاب یشوع $\frac{24}{29}$ کے

اس آیت میں اِنکا وصف اَنْعَمَ اللّٰہُ عَلَیْہِمَا کے الفاظ میں فرمایا گیا ہے ؂

قرآن مجید نے حضرت زیدؓ کا ذکر بھی ان الفاظ میں فرمایا ہے ؂

اَنْعَمَ اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاَنْعَمْتَ عَلَیْہِ (الاحزاب ع۵) خدا نے اُس پر انعام کیا اور رسُول نے بھی اُس پر انعام کیا۔

۳۔ حضرت الیسع کا نام سورہ (صٓ) میں آیا ہے اور اُنکو اللہ تعالیٰ نے مِنَ الْاَخْیَار بتایا ہے ؂

نبی صلعم کو اور حضورؐ کی تبعیت میں اُمت کو خیر کلی کے عطا ہونے کا ذکر قرآن مجید میں فرمایا گیا ہے ؂

مَا یَوَدُّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا مِنْ اَھْلِ الْکِتٰبِ وَلَا الْمُشْرِکِیْنَ اَنْ یُّنَزَّلَ عَلَیْکُمْ مِّنْ خَیْرٍ مِّنْ رَّبِّکُمْ۔ (بقرہ۔ ع ۱۳)

اہلِ کتاب میں سے کفر والے اور مشرک یہ پسند نہیں کرتے کہ تمہارے رب کی طرف سے تم پر خیر نازل ہو ؂

# داؤد علیہ السّلام

داؤد علیہ السّلام بنی اسرائیل کی کھوئی ہوئی عزت کو بحال کرنیوالے۔ اسباط دوازدہ کے تفرقہ کو جمعیت سے بدل دینے والے منکرین اللہ سے جہاد کرنے والے ملک اور قوم کو عزت و رفعت دینے والے حکومت اور نبوت کے جامع تھے۔ اور صفات بالا میں نبی کریم صلعم سے مشابہت رکھنے والے ہیں۔ مزید برآں حضرت داؤدؑ نے قدوم میمنت لزوم نبوی کے متعلق بنی اسرائیل کو بہت سی امارات و علامات بتائی ہیں۔ اور بشارات دی ہیں ؂

۱۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤدؑ کی مدح میں فرمایا ہے ؂

فضیلت علمیہ

وَلَقَدْ اٰتَیْنَا دَاوٗدَ وَسُلَیْمٰنَ عِلْمًا (نمل ع ۲)۔ ہم نے داؤد اور سلیمان کو علم عطا کیا۔

بیشک نعمتِ علم سب سے برتر نعمت ہے خصوصًا انبیاء کا علم جو براہ راست رب العالمین سے انکو ملا کرتا ہے۔ اور اسی لئے اللہ تعالیٰ نے صراحت فرما دی ہے۔

وَکُلًّا اٰتَیْنَاہُ حُکْمًا وَّعِلْمًا (سورہ انبیاء ع )۔ ہم نے سب نبیوں کو حکم اور علم عطا فرمایا

نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بابت اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:۔

وَعَلَّمَکَ مَا لَمْ تَکُنْ تَعْلَمُ (سورہ نساء ع ۱۷)، جو جو کچھ تو نہ جانتا تھا۔ اسکی تجھے تعلیم دی۔

نیز فرمایا۔

وَقُلْ رَّبِّ زِدْنِیْ عِلْمًا (سورہ طٰہٰ ع ) اے رب مجھے علم میں بڑھاتا رہ۔

پہلی آیت سے واضح تھا۔ کہ حضور کو جملہ علوم کی تعلیم ابتداہی میں دی گئی تھی۔ اب دوسری آیت سے آشکارا ہے۔ کہ حضور کا علم ساعت بساعت لحظہ بہ لحظہ ترقی پذیر زیادت میں تھا۔

فضل ربانی

۲۔ حضرت داؤد کی شان میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَلَقَدْ اٰتَیْنَا دَاوٗدَ مِنَّا فَضْلًا۔ (سورہ سباء ع ۲) ہم نے اپنی طرف سے داؤد کو فضل عطا فرمایا

نبی کریم صلعم کی شان میں فرمایا گیا ہے۔

وَکَانَ فَضْلُ اللّٰہِ عَلَیْکَ عَظِیْمًا (سورہ نساء ع ۱۷) تجھ پر اللہ تعالیٰ کا فضل عظیم ہے۔

ارضی و معنوی خلافت

۳۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤد سے ارشاد فرمایا:۔

| | |
|---|---|
| یٰدَاوٗدُ اِنَّا جَعَلْنٰکَ خَلِیْفَۃً فِی الْاَرْضِ فَاحْکُمْ بَیْنَ النَّاسِ بِالْحَقِّ وَلَا تَتَّبِعِ الْھَوٰی (سورہ صٓ۔ ع ۲) | اے داؤد ہم نے تجھے الارض کا خلیفہ بنا دیا اب تو لوگوں کا فیصلہ راستبازی سے کیا کر اور خواہش کے پیچھے نہ چلنا۔ |

الارض وعدہ کی زمین کو کہتے ہیں۔ حضرت داؤد علیہ السلام اسی زمین کے خلیفہ ہوئے تھے وعدہ کی زمین کو اللہ تعالیٰ نے اولاد ابراہیم علیہ السلام کے لئے تا بحشر لکھ دیا ہے۔ بشارت مندرجہ آیت سے پیشتر حضرت داؤد بکریاں چرایا کرتے تھے لیکن اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤد کو بڑھایا۔ اور اُن کو الارض کا خلیفہ بنایا *

قرآن مجید میں نبی صلعم کو خبر دی گئی ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ حضور پر ایمان لانے والوں کو اس الارض کا خلیفہ بنائے گا *

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا يَعْبُدُوْنَنِيْ وَلَا يُشْرِكُوْنَ بِيْ شَيْئًا (سورہ النور ع ۷)

اللہ تعالیٰ نے وعدہ کیا تم میں سے اُنکے ساتھ جو ایمان لا چکے ہیں۔ اور عمل صالح کرتے ہیں کہ۔ خدا تعالیٰ اُنکو الارض کا خلیفہ بنائے گا جیسا کہ اُس نے اُن سے پہلوں کو خلیفہ بنایا اور اُنکے لئے اُنکے دین کو جسے خدا تعالیٰ نے اُنکے واسطے پسند کر چکا ہے تمکین بخشے گا۔ اور اُنکے خوف کو امن کیساتھ بدل دیگا۔ وہ میری ہی عبادت کیا کرینگے اور میرے ساتھ کسی کو بھی شریک یا ذرا بھی شرک نہ کرینگے *

آیت پر تدبر کرنے سے امور ذیل بصراحت واضح ہوتے ہیں۔

الف ۔ آیت کے مخاطب وہ لوگ ہیں۔ جو نزولِ آیت سے پیشتر ایمان اور عمل صالح کے اوصاف سے موصوف تھے *

ب ۔ آیت میں خلافت کا وعدہ کیا گیا ہے۔

ج ۔ اُس خلافت کا عطیہ منجانب خدا تعالیٰ ہوگا *

د ۔ یہ خلافت اُس الارض کی ہوگی جس کی خلافت قبل ازیں اللہ تعالیٰ نے

اپنے مقبول بندوں کو دی تھی۔

ہ - اس خلافت کا نشان ایک یہ ہوگا۔ کہ اللہ کے پسند کردہ دین کو عزت و مکنت ملیگی۔

و اس خلافت کا نشان ایک یہ ہوگا۔ کہ امن بسیط قائم ہو جائے گا۔ اور خوف دہراس اٹھ جائے گا۔

ز اس خلافت والے اللہ تعالیٰ کے بڑے عبادت گزار مخلص بندے ہونگے۔

ح اس وعدہ کے اندر۔ دو سے زائد مسلمان داخل ہیں۔ کیونکہ لَیَسْتَخْلِفَنَّهُمْ میں ضمیر جمع موجود ہے۔ اور عربی میں دو سے زائد کے لئے صیغہ جمع آتا ہے۔

ضروری ہے کہ آیت کا زمانہ نزول معین کیا جائے۔ واضح ہو۔ کہ یہ آیت سورہ نور کی ہے اور سورہ نور میں قصہ افک بھی مذکور ہے۔ یہ قصہ غزوہ مریسیع میں ہوا۔ اور یہ غزوہ ۵ھ کا ہے۔ ہاں واقعہ افک کے بعد وعدہ خلافت کا الحاق اس حکمت پر مبنی ہے۔ کہ جھوٹی دنیا کے کذاب لوگوں نے صدیق کے دل کو صدمہ پہنچایا رب العالمین نے اس وعدہ سے انکی دلدہی فرمائی۔ وللہ الحجۃ البالغہ۔

نتیجہ یہ ہے کہ آیت کا نزول ۵ھ کا ہے اور اس سے یہ فائدہ حاصل ہوا کہ خلافت کے واسطے چن لئے جانے کا اعزاز صرف انہی سابقین کو تھا۔ جو ۵ھ سے پیشتر ایمان اور عمل صالح کے اوصاف سے موصوف تھے۔

خلفائے اربعہ کو دیکھو وہ سب ۵ھ سے بہت پہلے کے مشرف بہ ایمان ہیں۔ امام حسن علیہ السلام کو بھی انہی میں شامل کرو جنہوں نے ۶ ماہ خلافت کی تھی کیونکہ انکا وجود باجود بھی ۳ھ سے رونق افروز عالم تھا۔ اب تاریخ کو دیکھئے۔ کہ ابوبکر وعمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما ہی وہ ہیں جنہوں نے اسلام میں سب سے پیشتر اس الارض

پر خلافت پائی تھی۔ چونکہ خلفائے اربعہ کو جو عطیات ملے۔ وہ سب نبی صلعم ہی پر ایمان لانے کے طفیل تھے۔ اس لئے آیت اِسْتِخْلَاف سے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی کی فضیلت آشکارا ہوتی ہے ؎

۱۳۔ حضرت داؤد علیہ السّلام کی بابت اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَاَلَنَّا لَهُ الْحَدِيْدَ (سورہ سبا۔ع ۲) ہم نے لوہے کو اُس کے لئے نرم بنا دیا ؎

تلینت جلود و قلوب

نبی صلعم کے لائے ہوئے کلام پر ایمان لانے والوں کے احوال میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

| | |
|---|---|
| تَلِيْنُ جُلُوْدُهُمْ وَقُلُوْبُهُمْ اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ ذٰلِكَ هُدَى اللّٰهِ يَهْدِيْ بِهٖ مَنْ يَّشَآءُ (سورہ الزمر۔ع ۵) ؎ | انکے جسم اُن کے قلب اللہ تعالیٰ کے ذکر کے لئے نرم ہو جاتے ہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کی ہدایت ہے جسے چاہتا ہے اُسے عطا فرماتا ہے |

# حضرت سلیمان علیہ السّلام

حضرت سلیمان علیہ السّلام حضرت داؤد علیہ السّلام کے نامور فرزند ہیں۔ باپ کے سترہ بیٹوں اور اٹھارہ بیٹیوں میں سے یہی صحیح طور پر اپنے نامور باپ کے قائم مقام تھے اور اس لئے قرآن مجید میں وَوَرِثَ سُلَيْمٰنُ دَاوٗدَ۔ کی تخصیص فرمائی گئی ہے ؎

۱۔ حضرت سلیمانؑ نے جو گفتگو سفیرانِ سبا سے فرمائی تھی۔ اُس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت سلیمانؑ کو زر و مال دنیوی کی پروا نہ تھی ؎

مال و دولت

| | |
|---|---|
| اَتُمِدُّوْنَنِ بِمَالٍ فَمَآ اٰتٰنِۦَ اللّٰهُ خَيْرٌ مِّمَّآ اٰتٰكُمْ (سورہ النمل۔ع ۱۳) ؎ | کیا تم مال سے میری مدد کرتے ہو۔ مجھے تو جو کچھ اللہ تعالیٰ نے دیا ہے وہ اس سے بہتر ہے جو تم کو دیا ہے ؎ |

نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَوَجَدَكَ عَائِلًا فَأَغْنَىٰ (پ عمّ) خدا نے دیکھا کہ آپ بڑے کنبے والے ہیں پس خدا نے آپکو غنی عطا فرمائی

۲۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت سلیمان علیہ السلام کی بابت فرمایا ہے۔

وَلِسُلَيْمَانَ الرِّيحَ ۔ (السبا۔ ع ۲) | ہم نے ہوا کو سلیمانؑ کا مسخر بنا دیا تھا۔

نبی صلعم کے حالات کے بیان میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

إِذْ جَاءَتْكُمْ جُنُودٌ فَأَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيحًا وَجُنُودًا لَّمْ تَرَوْهَا (سورہ الاحزاب۔ ع ۲) | جب لشکر تم پر چڑھ آئے تو ہم نے ان پر ہوا کو اور ان لشکروں کو جو تم نے نہ دیکھے تھے بھیجا۔

اِس آیت میں ہوا کی اُس خدمت کا ذکر ہے جو اُس نے دشمنان اسلام کے تباہ و برباد کرنے میں ادا کی تھی۔ صحیح بخاری کی حدیث میں ہے۔ نُصِرْتُ بِالصَّبَا باد صبا میری نصرت کا آلہ بنا دی گئی ہے۔

قرآن مجید میں امت محمدیہ کے متعلق بھی لفظ ریح کا استعمال ہوا ہے۔ گو اُس کے معنی اُس جگہ دوسرے ہیں۔ فرمایا۔

وَأَطِيعُوا اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَلَا تَنَازَعُوا فَتَفْشَلُوا وَتَذْهَبَ رِيحُكُمْ ۔ (انفال۔ ع ۶) | خدا۔ اور رسول کی اطاعت کرو آپس میں نزاع نہ کرو۔ پھر تو گر جاؤ گے۔ اور تمہاری ہوا نکل جائیگی۔

غرض حضرت سلیمانؑ کے زیر حکومت ایک (ریح) تھی اور اولین مسلمانوں کے قبضہ میں بھی ایک (ریح)، ہمارے باہمی نزاعوں نے اُس ریح کو کھو دیا۔ اور مسلمانوں کی ہوا بگڑ گئی۔

۳۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت سلیمانؑ کی شوکت کا ذکر فرمایا ہے۔

وَحُشِرَ لِسُلَيْمَانَ جُنُودُهُ مِنَ الْجِنِّ وَالْإِنْسِ وَالطَّيْرِ (النمل۔ ع ۲)

سلیمان علیہ السلام کے لیے جن اور آدمی اور پرندے کے لشکر جمع کئے گئے۔

نبی صلعم کے احوال مبارکہ میں بھی ان تینوں کا ذکر آیا ہے:۔

(۱) جنوں کی بابت اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اسْتَمَعَ نَفَرٌ مِّنَ الْجِنِّ فَقَالُوا إِنَّا سَمِعْنَا قُرْآنًا عَجَبًا يَهْدِي إِلَى الرُّشْدِ فَآمَنَّا بِهِ۔ (الجن)۔

کچھ جنوں نے قرآن کو سنا تو وہ بولے کہ ہم نے عجیب کتاب کو جو نہایت پڑھی جانے والی ہے سنا ہے وہ ہدایت کی راہ دکھاتی ہے اس لئے ہم اس پر ایمان لے آئے ہیں۔

(۲) بنی آدم کے لشکروں کا ذکر اس آیت میں ہے۔

إِذَا جَاءَ نَصْرُ اللَّهِ وَالْفَتْحُ وَرَأَيْتَ النَّاسَ يَدْخُلُونَ فِي دِينِ اللَّهِ أَفْوَاجًا

جب اللہ کی نصرت اور فتح آگئی اور تو نے لوگوں کو دیکھ لیا کہ اللہ کے دین میں فوج در فوج داخل ہو رہے ہیں۔

(۳) طیر کی خدمات کا ذکر اس سورہ مبارکہ میں ہے۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ أَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِأَصْحَابِ الْفِيلِ أَلَمْ يَجْعَلْ كَيْدَهُمْ فِي تَضْلِيلٍ وَأَرْسَلَ عَلَيْهِمْ طَيْرًا أَبَابِيلَ تَرْمِيهِمْ بِحِجَارَةٍ مِّن سِجِّيلٍ فَجَعَلَهُمْ كَعَصْفٍ مَّأْكُولٍ۔

کیا تو نے نہ دیکھا۔ کہ تیرے رب نے اصحاب فیل کے ساتھ کیسی کی۔ کیا ان کے مفسدانہ ارادوں کو ملیامیٹ نہیں کر دیا۔ اور ان پر ابابیل پرندے بھیجے جو انکے اوپر سنگریزے پھینکتے تھے اور پھر انکو کھائے ہوئے بھس جیسا بنا دیا تھا۔

جملہ مفسرین کا اجماع ہے کہ یہ واقعہ ارہاص نبوت تھا۔ اور اس لئے یہ بھی نبی کریم صلعم کے فضائل میں سے ہے۔ الفاظ قرآنی میں بھی الم تر اور ربک میں دو دفعہ خطاب کے صیغے مستعمل ہوئے ہیں۔ اور یہ الفاظ بتاتے ہیں۔ کہ مفسرین رحمہم اللہ کا بیان

بالکل مراد ربانی کی وضاحت ہے۔

# حضرت یونس علیہ السّلام

یہ شہر نینوٰ[1] کے لئے رسولؑ بنا کر بھیجے گئے تھے۔ وہاں ایک لاکھ سے زائد آبادی تھی۔ لوگوں نے نبیؑ کی اطاعت سے انکار کیا۔ حضرت یونس علیہ السلام اُن سے خفا ہو کر وہاں سے چلے آئے تب لوگ پچتائے حضرت یونسؑ اللہ تعالیٰ کے حکم سے دوبارہ گئے اور یہ سب لوگ مسلمان ہو گئے۔

اللہ تعالیٰ حضرت یونسؑ کے حال میں فرماتا ہے۔

| | |
|---|---|
| فَالْتَقَمَهُ الْحُوتُ (صٰفّٰت۔ ع ۵) | مچھلی نے اُن کو لقمہ بنالیا۔ |

یونسؑ مچھلی کے شکم میں تین دن تک رہے تھے۔

نبی صلعم بھی تین دن تک غار کے شکم میں رہے تھے۔ قرآن پاک میں ہے:۔ تین روز

| | |
|---|---|
| إِذْ أَخْرَجَهُ الَّذِينَ كَفَرُوا ثَانِيَ اثْنَيْنِ إِذْ هُمَا فِي الْغَارِ۔ (التوبہ ع ۶) | جب کافروں نے نبی کو نکال دیا تھا اور اس وقت نبی دو میں دوسرا تھا اور وہ دونوں اُس وقت غار کے اندر تھے۔ |

یونسؑ کا شکم ماہی میں جانا بھی سرکش قوم سے علیٰحدہ ہونے کے بعد تھا۔ اور نبی صلعم کا شکم غار میں رہنا بھی ہجرت از مکہ کے وقت تھا۔

۲۔ اللہ تعالیٰ حضرت یونسؑ کی بابت فرماتا ہے۔

| | |
|---|---|
| فَلَوْلَا أَنَّهُ كَانَ مِنَ الْمُسَبِّحِينَ لَلَبِثَ فِي بَطْنِهِ۔ (الصّٰفّٰت۔ ع ۵) | اگر وہ تسبیح نہ کرتا تو مچھلی کے پیٹ ہی میں رہتا۔ |

[1] حضرت یونسؑ (یونہ) بن متی کا زمانہ قریباً ۸۶۲ قبل م ہے۔ یونہ نبی کی کتاب مجموعہ بائیبل میں شامل ہے

اِس سے واضح ہوتا ہے کہ شکم ماہی میں جانے کے بعد بھی یونس علیہ السّلام ذکر الٰہی سے غافل نہ ہوئے تھے ؂

نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا غار کے اندر یاد الٰہی میں تر زبان ہونا اور معیت ربّانی سے شاد کام ہونا قرآن مجید کی آیت ذیل میں ہے۔

| | |
|---|---|
| لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا (التوبۃ ع) | غم نہ کر۔ اللہ تعالیٰ تو ہمارے ساتھ ہے ؂ |

۳۔ یونس علیہ السلام کی تسبیح کا ذکر قرآن پاک میں فرمایا گیا ہے

| | |
|---|---|
| لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ اِنِّیْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ (سورہ انبیاء ع ۶) | کوئی بھی معبود نہیں ہے مگر تو۔ تو پاک ہے اور میں اپنے اوپر ظلم کرنے والوں میں سے ہوں ؂ |

اس آیت پر غور کرو کہ اللہ تعالیٰ کی تقدیس اور بندہ کی تقصیر کو جمع کر دیا گیا ہے ؂

نبی صلعم نے بھی ایک جواب میں ہر دو امور کو جمع فرمایا ہے۔

| | |
|---|---|
| قُلْ سُبْحَانَ رَبِّیْ هَلْ كُنْتُ اِلَّا بَشَرًا رَّسُوْلًا (بنی اسرائیل۔ ع ۱۰) | کہہ دے میرا رب پاک ہے۔ میں تو ایک بشر و رسول ہوں ؂ |

اس آیت میں اللہ تعالیٰ کی تنزیہ بھی فرمائی۔ اور اپنے آپ کو بھی تزکی نفس سے محفوظ کیا اس قسم کی دیگر آیات بھی ہیں۔ جہاں ہر دو اصول کو جمع کیا گیا ہے ؂

| | |
|---|---|
| فَسُبْحَانَ الَّذِیْ بِیَدِهٖ مَلَكُوْتُ كُلِّ شَیْءٍ وَّاِلَیْهِ تُرْجَعُوْنَ (یٰسٓ۔ ع ۵) | پاک ہے وہ مالک جس کے ہاتھ میں ہر چیز کی جان ہے اور تم سب اسکی طرف جانیوالے ہو ؂ |

دعا سکھائی گئی ہے ؂

سُبْحٰنَكَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ (آل عمران۔ ع) تو پاک ہے ہم کو آگ کے عذاب سے بچا ؂

۴۔ یونسؑ کی دعا کی بابت اللہ تعالیٰ نے مومنین برخدا۔ و رسولؐ سے وعدہ فرمایا ہے

وَكَذٰلِكَ نُنْجِي الْمُؤْمِنِيْنَ (سورہ انبیاء ع ۶)۔ یعنی ایمان والوں کو اس تسبیح کے ورد سے اسی طرح اللہ تعالےٰ غم سے نجات دیگا۔ جیسی یونس علیہ السلام کو دی تھی۔

# حضرت ایوب علیہ السلام

ایوب علیہ السلام بڑے درجہ کے نبی ہیں۔ سورہ نساء کے آخری رکوع میں ان کا نام ہے۔ اور اس مقام سے ظاہر ہے کہ ان پر وحی ربانی کا نزول ہوا۔

ا۔ اللہ تعالیٰ حضرت ایوب کی صفت میں فرماتا ہے:۔

اِنَّا وَجَدْنَاهُ صَابِرًا۔ (ص۔ ع ۴) ہم نے اسے صابر پایا۔

صبر فضائل محمودہ میں سے اعلیٰ فضیلت ہے اور دین و دنیا کا کوئی منصب عالی حاصل نہیں ہوسکتا۔ جب تک صفت صبر حاصل نہ ہو۔ پختگی ارادہ۔ ثبات واستقلال اور توکل علی اللہ درحقیقت صبر ہی کی شاخیں ہیں۔

اللہ تعالیٰ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صفت میں فرماتا ہے:۔

وَمَا صَبْرُكَ اِلَّا بِاللّٰهِ۔ (سورہ النمل۔ ع ۱۶) تیرا صبر تو خاص اللہ تعالےٰ کے لئے ہے (اور تیرا صبر تو خاص اللہ تعالیٰ کی اعانت سے ہے)

اس آیت میں نبی صلعم کے لئے۔ دو صفات کا اظہار فرمایا گیا ہے۔ اول صبر دوم خلوص۔

(ب) فرمایا۔ فَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ اپنے رب کے حکم سے صبر کر تو تو ہماری

---

نے حضرت ایوب کا زمانہ اہل کتاب نے ۱۵۲۰ قبل م تجویز کیا ہے۔ ابتلا کے بعد وہ ۱۴ ہزار بھیڑوں ۶ ہزار اونٹوں۔ ایک ہزار جوڑے بیل۔ ایک ہزار گدھوں کے مالک۔ سات بیٹوں تین بیٹیوں کے باپ تھے۔ ۱۴۰ سال عمر پائی۔

| | |
|---|---|
| فَاِنَّكَ بِاَعْيُنِنَا۔ (الطور۔ ع ۲) | آنکھوں کے سامنے ہے ٭ |

عالم محبت میں یہ فقرہ عجیب دل آویز اور مسرت خیز ہے ٭

۲۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت ایوبؑ علیہ السلام کی صفت میں فرمایا ہے ٭

| | |
|---|---|
| نِعْمَ الْعَبْدُ۔ (صٓ۔ ع ۴) | اچھا بندہ ٭ |

نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا عبودیت میں کامل ہونا مقامات متعددہ میں ہے۔ یہ مسلمہ ہے۔ کہ معراج نبویہ حضورؐ کے مراتب میں سے مرتبہ اقصےٰ ہے۔ اُس جگہ اللہ تعالیٰ نے حضورؐ کا ذکر لفظ عبد ہی سے فرمایا ہے ٭

| | |
|---|---|
| سُبْحَانَ الَّذِیْ اَسْرٰی بِعَبْدِهٖ۔ (بنی اسرائیل۔ ع ۱) | پاک ہے وہ خدا تعالیٰ جس نے شبا شب اپنے بندہ کو سیر کرائی ٭ |

نبی صلعم کی صفت نماز میں بھی حضورؐ کا ذکر لفظ عبد سے کیا گیا ہے ٭

عبودیت

| | |
|---|---|
| اَرَاَیْتَ الَّذِیْ یَنْهٰی عَبْدًا اِذَا صَلّٰی۔ (سورہ علق ۱) ٭ | کیا اُس سرکش کو دیکھا کہ جب میرا عبد نماز پڑھتا ہے۔ تو وہ روکتا ہے ٭ |
| وَلَمَّا قَامَ عَبْدُ اللّٰهِ یَدْعُوْهُ (الجن ع ۱) | جب اللہ کا عبد کھڑا ہو کر اُسے پکارتا ہے ٭ |

غالبًا یہی راز ہے کہ نماز کو معراج المومنین کہا گیا ہے ٭

۳۔ اللہ تعالیٰ حضرت ایوبؑ کی صفت میں فرماتا ہے ٭

| | |
|---|---|
| اِنَّهٗ اَوَّابٌ۔ (صٓ۔ ع ۴) | وہ اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرنیوالا تھا۔ |

اُنکے رجوع الی اللہ کا واقعہ قرآن مجید میں اس طرح بیان فرمایا گیا ہے ٭

| | |
|---|---|
| نَادٰی رَبَّهٗ اَنِّیْ مَسَّنِیَ الشَّیْطٰنُ بِنُصْبٍ وَّعَذَابٍ۔ (صٓ۔ ع ۳) ٭ | اپنے رب کو پکارا اور عرض کیا کہ مجھے شیطان دکھ اور تکلیف سے چھو گیا ہے ٭ |

اس سے ظاہر ہے کہ وہ دکھ اور تکلیف میں اللہ تعالیٰ ہی کو پکارتے تھے اور یہ بھی ثابت ہے کہ وہ دعا میں حُسنِ ادب کی پوری مراعات فرماتے تھے۔ دکھ درد وغیرہ کو ذاتِ سبحانی کی طرف نسبت دینے سے اجتناب کرتے تھے۔

نبی صلعم کا زندگی کے ہر لمحہ میں رجوع الی اللہ فرمانا۔ اس آیت سے واضح ہے

| | |
|---|---|
| اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ لَاشَرِیْکَ لَہٗ وَبِذٰلِکَ اُمِرْتُ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِیْنَ۔ (سورہ انعام ع ۱۰) | میری نماز میری قربانی میری زندگی میری موت اللہ ہی کے لئے ہے۔ جو تمام عالم کا پالنے والا ہے اس کا کوئی بھی شریک نہیں لوگو! مجھے ایسا ہی بتانے کا حکم ملا ہے اور میں سب سے پہلے اس حکم کے فرمانبرداروں میں سے ہوں۔ |

## زکریا علیہ السلام

اللہ تبارک و تعالیٰ نے حضرت زکریا کا مذکور فرماتے ہوئے فرمایا ہے :۔

| | |
|---|---|
| ذِکْرُ رَحْمَتِ رَبِّکَ عَبْدَہٗ زَکَرِیَّا۔ (سورہ مریم ع ۱)۔ | یہ تیرے پروردگار کی رحمت کا ذکر ہے۔ جو اس نے اپنے بندہ زکریا پر فرمائی۔ |

نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حق میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

| | |
|---|---|
| رَحْمَۃً مِّنْ رَّبِّکَ اِنَّ فَضْلَہٗ کَانَ عَلَیْکَ کَبِیْرًا۔ (بنی اسرائیل ع) | تیرے رب کی رحمت ہے۔ اور اس کا فضل تجھ پر بڑا ہے۔ |

نیز فرمایا۔

| | |
|---|---|
| وَمَآ اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَۃً لِّلْعٰلَمِیْنَ۔ (سورہ انبیاء ع ۷)۔ | ہم نے تجھے تمام جہانوں کے لئے رحمت بنایا ہے۔ |

اِس مقام میں نبی صلعم کا اسم مبارک "رحمت" رکھ دیا ہے۔ یعنی پیکر نورانی کو رحمت مُتشکّل فرمایا ہے اور یہ غایت درجہ کا شرف ہے۔

۲۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت زکریاؑ کی دعاء کا ذکر فرمایا ہے۔

| | |
|---|---|
| اِذْ نَادٰی رَبَّهٗ نِدَآءً خَفِیًّا (سورہ مریم ع ۱) | جب اُس نے نہایت پست آواز سے اپنے رب کو پکارا۔ |

یہ دعا قبول کی گئی تھی۔ اور اُنکو یحییٰؑ نامی فرزند کی بشارت دی گئی تھی۔ اس سے زکریاؑ کی بڑی تعریف نکلتی ہے۔ کہ باوجود فقدانِ اسبابِ ظاہر یہ اُن کی دعا کو قبول فرمایا گیا۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق اللہ عزوجل فرماتا ہے:۔

| | |
|---|---|
| قَدْ نَرٰی تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِی السَّمَآءِ فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضٰهَا۔ (البقرۃ۔ ع ۱۷) | ہم نے تیرے چہرے کا آسمان کی طرف اُٹھنا دیکھا۔ ہم تجھے اُس قبلہ کی طرف پھرا دینگے جسے تو پسند کرتا ہے۔ |

دعا ما

اِس آیت سے نبی کریم صلعم کا نہایت شرف اور احترام ظاہر ہوتا ہے۔ کہ جس امر کی جانب قلبِ اطہر میں میلان اور وجہ انور میں تقلّب ہی پیدا ہوا ہے۔ جسے ہنوز دل سے زبان پر نہیں لایا گیا۔ اُسے اللہ تعالیٰ شرف قبولیت عطا فرماتا ہے۔

معاملہ اہم تھا۔ ہزاروں انبیاء کے تسلیم کردہ قبلہ کا تبدیل کرنا تھا۔ مگر باری تعالیٰ کو اپنے حبیب کی پسند اور میلان طبع کا پورا کرنا اُس سے بھی زیادہ مقدم تھا۔ قبلہ بدل دیا گیا۔ اور صاف طور پر فرما دیا گیا۔

| | |
|---|---|
| وَمَا جَعَلْنَا الْقِبْلَةَ الَّتِیْ كُنْتَ عَلَيْهَآ اِلَّا لِنَعْلَمَ مَنْ يَّتَّبِعُ الرَّسُوْلَ مِمَّنْ | قبلہ کو جس پر تو ہے۔ قبلہ اسلئے کیا گیا ہے کہ رسولؐ کی پیروی کرنے والوں اور اُلٹے پھر جانے |

يَّنْقَلِبُ عَلٰى عَقِبَيْهِ ۔ (البقرہ ۔ ع ۱۷) والوں کی ہم الگ الگ شناخت قائم کردیں۔

# حضرت یحییٰ علیہ السلام

ا۔ یحییٰ علیہ السلام اپنے والد پیر ہر مر زکریا علیہ السلام کی دعا کا نتیجہ ہیں۔ جو انہوں نے محراب مسجد میں مانگی تھی۔

نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی اپنے بڑھے باپ ابراہیمؑ (جو قوموں کے باپ ہیں)، کی دعا کا نتیجہ ہیں۔ جو انہوں نے تعمیر بیت اللہ کے وقت بشمولیت حضرت اسمٰعیلؑ مانگی تھی۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَاِذْ يَرْفَعُ اِبْرٰهٖمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَيْتِ وَاِسْمٰعِيْلُ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ رَبَّنَا وَاجْعَلْنَا مُسْلِمَيْنِ لَكَ وَمِنْ ذُرِّيَّتِنَآ اُمَّةً مُّسْلِمَةً لَّكَ وَاَرِنَا مَنَاسِكَنَا وَتُبْ عَلَيْنَا اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ ۔ (البقرہ ۔ ع ۱۵)

جب ابراہیم اور اسمٰعیل علیہما السلام بیت اللہ کی بنیادوں کو بلند کر رہے تھے۔ تب وہ دعا کر رہے تھے (ایک دعا کرتا دوسرا آمین کہتا تھا)، کہ اے سمیع وعلیم اس عمارت کو قبول فرما۔ اور اے ہمارے رب ہم دونوں کو اپنا فرمانبردار رکھ اور ہماری ذریت کو بھی فرمانبردار بنا۔ اور اے تواب الرحیم ہمکو جملہ آداب عبادت سکھا اور ہماری فرمانبردار ذریت ہی میں سے ایک عظیم الشان رسول مبعوث کر۔

۲۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے حضرت یحییٰؑ کی بابت فرمایا ہے:

مُصَدِّقًا بِكَلِمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ ۔ ایک کلمہ کی جو اللہ کی جانب سے ہوگا تصدیق کرنے والا۔

قرآن پاک نے حضرت عیسیٰؑ کو كَلِمَةٌ مِّنَ اللّٰهِ کہا ہے۔ اور حضرت یحییٰؑ کو اُن کا

مصدق

مصدق بتایا ہے۔ کچھ شک نہیں۔ کہ یحییٰؑ نے حضرت عیسیٰؑ کے قدوم میمنت لزوم کی خبر لوگوں کو دی تھی۔ اور انکے فضائل سے لوگوں کو باخبر بنایا تھا۔

نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کا نام عزّوجلّ نے مُصَدِّقٌ لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ (اپنے سے پہلوں کی تصدیق کرنیوالا) رکھا ہے اور اس سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی کریم صلعم نے تصدیق انبیاء کے کام کو زیادہ وسعت کے ساتھ سرانجام فرمایا تھا۔

الف۔ نبی صلعم نے بعض ایسے انبیاء کے اسماء مبارکہ سے اطلاع دی اور انکے حالات بیان فرمائے۔ جن سے اہل کتاب بھی واقف نہ تھے مثلاً ہودؑ۔ صالحؑ۔ شعیبؑ۔

ب۔ بعض انبیاء کی نبوت کی حضورؐ نے تصدیق فرمائی۔ جن کی تکذیب اہل کتاب کرتے تھے مثلاً حضرت سلیمانؑ کی تصدیق بمقابلہ یہود ونصاریٰ اور حضرت عیسیٰؑ کی تصدیق بمقابلہ یہود۔

تصدیق نبوت وسیع تر طریق سے

ج۔ پھر اس سے بھی بڑھکر ایک وسیع ترین اصول تمام دنیا کی آگاہی کے لئے ظاہر فرمایا۔ جس سے دنیا کے لوگ بالکل بےخبر تھے۔

بنی اسرائیل کا دعویٰ تھا۔ کہ بنی اسرائیل کے سوا اور کسی قوم کو نبوت عطا نہیں کی گئی۔

پارسیوں کا دعویٰ تھا۔ کہ مہ آبادیوں وغیرہ کے سوا جو سب ایرانی نژاد تھے۔ اور کسی قوم کو نبوت نہیں دی گئی۔ یہی دعویٰ ہندوؤں کا تھا۔ اور یہی دعویٰ چین والوں کا اور یہی دعویٰ قدیم مصریوں کا تھا۔ گویا ہر قوم اپنے دعویٰ میں دنیا کی تمام تر قوموں کو جھوٹا بتاتی تھی۔ اور اس سے وہ منافرت اور جدائی پیدا ہوتی تھی۔ جس نے قوموں کو قوموں سے اور ملکوں کو ملکوں سے الگ الگ کر رکھا تھا۔ نبی صلعم ہی نے مُصَدِّقٌ لِّمَا

بَیْنَ یَدَیْہِ کا لقب حاصل کر کے اس عقدہ کو کھولا۔ اس راز کو آشکارا کیا اور مختلف آیات قرآنی کی تلاوت فرمائی جن میں مختلف الفاظ اور متنوع اسلوب کے اندر بتایا گیا۔

وَاِنْ مِّنْ اُمَّۃٍ اِلَّا خَلَا فِیْھَا نَذِیْرٌ (فاطر۔ ع ۳) کوئی امت نہیں مگر یہ کہ اُنہیں نذیر ہوا ہے

وَلِکُلِّ قَوْمٍ ھَادٍ (سورہ رعد ع ۱) | ہر قوم میں ایک ہادی ہوا ہے۔

وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا بِلِسَانِ قَوْمِہٖ۔ (سورہ ابراھیم۔ ع ۱) | ہر رسول کو ہم نے اُس کی قوم کی زبان میں بھیجا۔

وَیَوْمَ نَبْعَثُ فِیْ کُلِّ اُمَّۃٍ شَھِیْدًا۔ (سورہ النمل۔ ع ) | قیامت کے دن ہم ہر امت میں سے اپنا شہید۔ (خدا کا گواہ) اٹھائیں گے۔

یہ پاک تعلیم جس قدر وسیع ہے۔ اُسی قدر قوموں میں محبت بڑھانے برادرانہ تعلقات مضبوط کرنے والی بھی ہے۔

۳۔ حضرت یحییٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے سیّد بھی فرمایا ہے (آل عمران رکوع ۴) اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو بھی اِسی خطاب سے مخاطب کیا ہے:۔

فرمایا۔ یٰسٓ۔ (پ ۲۲) | اے سیّد[1]۔

۴۔ حضرت یحییٰ کو اللہ تعالیٰ نے حصور بھی فرمایا ہے۔

نبی صلعم بھی حصور تھے حصور کے لغوی معنی۔ حصر کردہ شدہ۔ باز داشتہ ہیں۔ جس سے مراد وہ بزرگوار ہوتا ہے۔ جس کا محافظ خود رب العالمین ہو۔ چنانچہ نبی صلعم کے متعلق فرمایا گیا ہے۔ وَاللّٰہُ یَعْصِمُکَ مِنَ النَّاسِ۔ اللہ تعالیٰ تیری حفاظت سب طرح کے لوگوں سے فرمائے گا۔

[1] یہ معنی امام جعفر صادق سے مروی ہیں۔ دیکھو کتاب الشفاء صد ۱۶ مطبوعہ بریلی ۱۲۰۶ھ۔

حصُور کے معنیٰ وہ شخص بھی کئے گئے ہیں جو باوجود قوت عورتوں کی جانب ملتفت نہ ہو۔ جس شخص کو نبی صلعم کی سیرت پر عبور ہے۔ وہ جانتا ہے کہ ۲۵ سال کی عمر تک نبی صلعم نے شادی نہ کی تھی۔ اس عمر کے بعد شادی ہوئی بھی تو نبی صلعم کی طلب اور شوق پر نہیں بلکہ خود منکوحہ کے اشتیاق والتجا پر۔ جس کی قبولیت اس لئے ہوئی۔ کہ حضور کسی کے سوال کو رد نہ فرمایا کرتے تھے۔ پھر عالم سیرت کو یہ بھی معلوم ہوگا۔ کہ ۵۳ سال کی عمر تک صرف ایک ہی بیوی حضور کے گھر میں تھی۔ ۵۰ سال کی عمر تک صرف خدیجۃ الکبریٰ اور ۵۳ سال کی عمر تک صرف سودہؓ اور یہ دونوں جو یکے بعد دیگرے نکاح میں آئیں۔ اُس وقت اپنی جوانی کو پورا کر چکی تھیں۔ ایسی عورات سے مناکحت پر رضامند ہونا اور مقصور رہنا صرف اسی کا کام ہے۔ جسے اس جنس لطیف کی خصوصیات نفیسہ اپنی جانب ملتفت نہ کرسکتی ہوں۔ انکے بعد دیگر نکاح جس طرح ہوئے۔ اُنکا بیان ناظرین کو ہمارے مضمون امہات المومنین میں ملیگا۔ جس سے واضح ہوگا۔ کہ نبیؐ کی خواہش کا انہیں کچھ دخل نہ تھا ہاں تبارک و تعالیٰ کے اس ارشاد کو بھی پڑھو:۔

| | |
|---|---|
| يَاأَيُّهَا النَّبِيُّ إِنَّا أَحْلَلْنَا لَكَ | اے نبیؐ ہم نے تیرے لئے حلال کر دی ہیں۔ |
| أَزْوَاجَكَ اللَّاتِي آتَيْتَ أُجُورَهُنَّ | (۱) تیری بیویاں جن کے مہر تو ادا کر چکا ہے۔ |
| وَمَا مَلَكَتْ يَمِينُكَ مِمَّا أَفَاءَ | (۲) اور وہ عورتیں جو اللہ کے دئے ہوئے فے میں سے |
| اللَّهُ عَلَيْكَ وَبَنَاتِ عَمِّكَ | تیرے داہنے ہاتھ لگیں (۳) اور چچا کی بیٹیاں (۴) اور |
| وَبَنَاتِ عَمَّاتِكَ وَبَنَاتِ خَالِكَ | تیری پھوپھیوں کی بیٹیاں (۵) اور ماموں کی بیٹیاں (۶) |
| وَبَنَاتِ خَالَاتِكَ اللَّاتِي هَاجَرْنَ مَعَكَ | اور خالاؤں کی بیٹیاں جنہوں نے تیرے ساتھ ہجرت کی ہو۔ |
| وَامْرَأَةً مُؤْمِنَةً إِنْ وَهَبَتْ نَفْسَهَا | (۷) اور وہ مومن عورت جو اپنا نفس نبی کو ہبہ کر دے |

لِلنَّبِيِّ إِنْ أَرَادَ النَّبِيُّ أَنْ يَسْتَنْكِحَهَا خَالِصَةً لَّكَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ (احزاب ع ۶) | بشرطیکہ نبی اس سے نکاح کا ارادہ بھی رکھتا ہو۔ یہ خاص تیرے لئے ہے اور مومنین کے لئے نہیں ؞

ان ہفتگانہ اقسام کی عورتوں میں سے مورّخ کو نظر آئے گا کہ حضورؐ کے نکاح میں صرف پہلی اقسام ہی کی عورتیں ہیں۔ دیگر اقسام کی کوئی عورت نہیں ؞

قسم دوم کے تحت میں ایک یا دو نام بیان کئے جایا کرتے ہیں۔ مگر انکی صحت میں بہت بحث ہے ممکن ہے کہ کوئی شخص حضرت زینب بنت جحش کے نام کو قسم چہارم کے تحت میں پیش کرے۔ ہم تسلیم کرینگے کہ یہ ام المومنین حضورؐ کی پھوپھی زاد ہیں۔ مگر انکا شمار تو قسم اوّل میں ہو چکا ہے۔ غرض جس مقدس نے باوجود اجازت ربانی اور حلّت قرآنی ان اقسام کی عورتوں کی جانب کبھی نظر التفات بھی نہ کی ہو۔ اُس کے حصُور ہوتے میں کیا کلام ہے ؞

۵۔ یحییٰؑ کو نبی بھی فرمایا گیا۔ نبی کریم صلعم کو قرآن پاک میں گیارہ دفعہ یاایھا النبی سے مخاطب کیا گیا ہے۔ اور بائیس دفعہ حضورؐ کا ذکر باسم نبی فرمایا گیا ہے ؞

۶۔ یحییٰؑ کو خُذِ الْكِتٰبَ بِقُوَّةٍ فرمایا گیا ہے یعنی اے یحییٰ کتاب کو قوت سے تھام ؞

نبی صلعم کی بابت فرمایا گیا ہے ؞

يُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ (سورہ جمعہ)۔ لوگوں کو کتاب و حکمت سکھانیوالا ؞

۷۔ یحییٰؑ کی شان میں ہے۔

حَنَانًا مِّنْ لَّدُنَّا۔ | خدا کی جانب سے نرم خو نرم دل ؞

نبی صلعم کی شان میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللهِ لِنْتَ لَهُمْ وَلَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيْظَ الْقَلْبِ لَا انْفَضُّوْا مِنْ حَوْلِكَ فَاعْفُ عَنْهُمْ وَ اسْتَغْفِرْ لَهُمْ - (آل عمران - ع ۱۷)

یہ خدا کی رحمت ہے کہ اُس نے تجھے نرم بنایا۔ اگر تو بدخو یا سخت دل ہوتا تو لوگ تیرے پاس سے بھاگا کرتے (اور استفاضہ سے محروم رہتے) پس آپ انکی تقصیرات کو معاف کیا کریں اور انکے لئے بخشش کی دعا کر دیا کریں۔

۸۔ یحییٰ کو وَ زکوٰۃً فرمایا گیا ہے۔ یعنی وہ ستھرے اور پاکیزہ تھے۔

نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان میں فرمایا گیا ہے۔

وَ يُزَكِّيْهِمْ - وہ لوگوں کو پاکیزہ بنانے والا ہے۔

۹۔ یحییٰ علیہ السلام کی صفت میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔

وَكَانَ تَقِيًّا - وہ بہت تقویٰ والا تھا۔

نبی صلعم کے دربار میں حاضر رہنے والوں کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

فَاَنْزَلَ اللهُ سَكِيْنَتَهٗ عَلٰى رَسُوْلِهٖ وَعَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ وَ اَلْزَمَهُمْ كَلِمَةَ التَّقْوٰى وَكَانُوْا اَحَقَّ بِهَا وَ اَهْلَهَا - (سورۃ الفتح - ع ۳)

پھر خدا نے اپنے رسول پر اور مومنین پر سکینہ نازل فرمایا۔ اور کلمہ تقویٰ کا لزوم مومنین کے ساتھ کر دیا۔ اور یہ مومنین اس کلمہ کے سب سے زیادہ حقدار اور سب سے بڑھکر اہل بھی ہیں۔

کلمۃ التقویٰ

۱۰۔ اللہ تعالیٰ نے یحییٰ کو بَرًّا بِوَالِدَيْهِ ماں باپ کیساتھ نیکی کرنیوالا فرمایا ہے۔

نبی صلعم تو یتیم تھے۔ ماں باپ سے سلوک کرنے کا حضور کو موقع حاصل ہی نہ تھا حضور کی نبوت کے عہد مبارک میں ام ایمن رضی اللہ تعالیٰ عنہا زندہ تھیں۔ یہ حبشن تھیں اور لونڈی تھیں انہوں نے حضور کو گود میں کھلایا تھا۔ نبی صلعم انکی نہایت عزت فرمایا کرتے۔ انکی ملاقات کے لئے اُنکے گھر جایا کرتے۔ اور اُنکی بعد اُنکی کے

لقب سے انکو یاد کیا کرتے - ماں کے بعد یہی میری ماں ہے، اُن کے بیٹے اسامۃؓ کو ایک زانو پر ایک طرف اور امام حسنؓ کو ایک زانو پر ایک طرف لے کر بیٹھتے ۔

حضرت عباسؓ حضورؐ کے چچا تھے - انکو صنوابی (باپ کا ہمسر) بتایا کرتے تھے ان حالات سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ صفت نبی صلعم میں کس قدر کامل تھی -

## حضرت عیسیٰ مسیح علیہ السلام

حضرت مسیح کی شان بلند انبیا کرام کے زمرہ میں نہایت نمایاں ہے ۔

۱- قرآن حکیم میں ہے کہ انکی جدہ (نانی صاحبہ) نے انکی والدہ مریم صدیقہؑ کی پیدائش کے وقت یہ دعا کی تھی ۔

| | |
|---|---|
| اِنِّیْٓ اُعِیْذُھَا بِکَ وَ ذُرِّیَّتَھَا مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ (اٰل عمران - ع ۴) | میں اس لڑکی کو اور اس کی نسل کو شیطان رجیم سے تیری پناہ میں دیتی ہوں ۔ |

نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھی استعاذہ کے متعلق یہی تعلیم دی گئی ہے ۔

| | |
|---|---|
| وَ قُلْ رَّبِّ اَعُوْذُ بِکَ مِنْ ھَمَزٰتِ الشَّیٰطِیْنِ وَ اَعُوْذُ بِکَ رَبِّ اَنْ یَّحْضُرُوْنِ - (المومنون - ع ۶) ۔ | اے پروردگار میں ساوس شیطان سے تیری پناہ لیتا ہوں - اور اے پروردگار مجھے تیری ہی حفاظت درکار ہے اس بارہ میں کہ شیطان میرے حضور میں آسکیں ۔ |

۲- فرقان حمید میں مریم و عیسیٰ سلام اللہ علیہما کی بابت ہے ۔

| | |
|---|---|
| وَ اٰوَیْنٰھُمَآ اِلٰی رَبْوَۃٍ - (المومنون - ع ۳) ۔ | ہم نے مریم اور ابن مریم علیہما السلام کیلئے ایک بلند جگہ میں ٹھکانا بنایا ۔ |

یہ آیت حضرت عیسیٰؑ کے عہد طفلی کے متعلق ہے اور ظاہر کرتی ہے - کہ اُن کی

پرورش میں الٰہی سامان تھے۔ نبی کریم صلعم کی بابت حیّ القیوم فرماتا ہے ؂

اَلَمْ یَجِدْكَ یَتِیْمًا فَاٰوٰی۔ تو دنیا میں یتیم ہو کر آیا تھا۔ پھر خدا ہی نے تیرا ٹھکانا بنایا؂

حضرت عیسیٰؑ کا باپ نہ تھا۔ اور نبی صلعم بھی پیدائش کے وقت بے پدر تھے۔

حضانت پدری سے مہجوری میں ہر دو مقدسین یکساں حالت میں تھے ؂

۳۔ حضرت عیسیٰؑ کا کلام کلام اللہ میں بیان کیا گیا ہے ؂

| | |
|---|---|
| اِنِّیْ عَبْدُ اللّٰهِ اٰتٰنِیَ الْكِتٰبَ وَجَعَلَنِیْ نَبِیًّا۔ (مریم ع ۲) | میں اللہ کا بندہ ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے کتاب دی اور نبی بنایا ہے ؂ |

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان میں قادر ذوالجلال خود فرماتا ہے ؂

| | |
|---|---|
| اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْۤ اَنْزَلَ عَلٰی عَبْدِهِ الْكِتٰبَ وَلَمْ یَجْعَلْ لَّهٗ عِوَجًا قَیِّمًا۔ (سورہ کہف ع ۱) ؂ | حمد ہے اُس اللہ کو جس نے اپنے عبد پر کتاب کو نازل کیا۔ اور اُس کتاب میں کوئی کجی نہ رہنے دی بلکہ اُسے پائدار (صداقت) بنایا ؂ |

۴۔ عیسیٰ علیہ السلام کا فرمودہ ہے۔ جو کتاب اللہ میں ہے ؂

| | |
|---|---|
| وَجَعَلَنِیْ مُبٰرَكًا اَیْنَ مَا كُنْتُ۔ | مجھے مبارک بنایا جہاں کہیں بھی میں رہوں ؂ |

نبی صلعم کی تعلیم اپنی اُمت کو اس مبارکی کے حاصل کرنے کے متعلق قرآن پاک میں یہ ہے۔

| | |
|---|---|
| فَسَلِّمُوْا عَلٰۤی اَنْفُسِكُمْ تَحِیَّةً مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ مُبٰرَكَةً طَیِّبَةً (نور۔ ع ۸) | تب اپنے لوگوں پر سلام بھیجو۔ تمہارے لئے اللہ کی جانب سے یہ مبارک طیّب تحفہ ہے ؂ |

۵۔ عیسیٰؑ اُن احکام کا ذکر کرتے ہیں۔ جو اُنکی شریعت میں واجب العمل تھے ؂

| | |
|---|---|
| وَاَوْصٰنِیْ بِالصَّلٰوةِ وَالزَّكٰوةِ | خدا نے مجھے صلوٰۃ اور زکوٰۃ کا حکم دیا ہے |

مَا دُمْتُ حَيًّا۔ (سورہ مریم۔ع۲) | جب تک زندہ رہوں ؎

نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو معبود حقیقی کا فرمان ہے ؎

وَاعْبُدْ رَبَّكَ حَتّٰى يَاْتِيَكَ الْيَقِيْنُ۔ (سورہ حجر۔ع۶) ؎ | موت آنے تک اپنے پروردگار کی عبادت کئے جا ؎

۶۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حق میں رب القدوس فرماتا ہے۔

وَاَيَّدْنَاهُ بِرُوْحِ الْقُدُسِ ؎ | ہم نے روح القدس سے اُس کو مدد دی ؎

نبی صلعم کے حال میں معین المتین نے فرمایا۔

وَاَيَّدَهٗ بِجُنُوْدٍ لَّمْ تَرَوْهَا (سورۃ التوبہ۔ع۶) ؎ | ہم نے نبی صلعم کو ایسے لشکروں سے مدد دی جن کو انسانوں نے نہیں دیکھا ؎

نیز فرمایا:۔

هُوَ الَّذِيْٓ اَيَّدَكَ بِنَصْرِهٖ (انفال ع) | خدا نے تیری تائید اپنی نصرت سے کی ؎

نیز فرمایا:۔

قُلْ نَزَّلَهٗ رُوْحُ الْقُدُسِ مِنْ رَّبِّكَ بِالْحَقِّ۔ (نمل۔ع۱۴) ؎ | کہہ دے کہ اس کلام ربانی کو روح القدس لیکر میرے رب کی طرف سے حق کے ساتھ آیا ہے

۷۔ فرقان حمید میں حضرت عیسیٰؑ کی رسالت کا مدعا آیت ذیل کے اندر بیان کیا گیا ہے۔

وَاِذْ قَالَ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ يٰبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اِنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ مُّصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيَّ مِنَ التَّوْرٰىةِ | عیسیٰؑ بن مریمؑ نے کہا اے بنی اسرائیل میں تمہاری طرف اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں میں توراۃ کی جو مجھ سے پہلے آئی ہے تصدیق کرتا ہوں اور

زمزم عبادت

تائید ملکوتی

وَمُبَشِّرًا بِرَسُوْلٍ يَّأْتِيْ مِنْ بَعْدِي اسْمُهٗ اَحْمَدُ - سُوْرَۃ الصف ع ۱

میں اُس رسول کی تم کو بشارت دیتا ہوں جو میرے بعد آئے گا۔ اُس کا نام احمد ہوگا۔

مسیح نے اپنی رسالت کے دو مقصد بیان کئے تصدیق توراۃ اور بشارت احمد۔ ہم درج کریں گے کہ حضرت مسیح نے ہر دو مقاصد کے متعلق کیا کیا۔

(الف) تصدیق توریت۔

حضرت مسیح نے فرمایا۔ نمبر ۱۷۔ یہ خیال مت کرو کہ میں توریت یا نبیوں کی کتاب کو منسوخ کرنے آیا۔ میں منسوخ کرنے کو نہیں بلکہ پوری کرنے کو آیا ہوں۔ نمبر ۱۸۔ کیونکہ میں تم سے سچ کہتا ہوں۔ کہ جب تک آسمان اور زمین ٹل نہ جائیں ایک نقطہ یا شوشہ توراۃ کا ہرگز نہ مٹے گا۔ جب تک سب کچھ پورا نہ ہو۔ انجیل متی۔ ۵ باب۔ ۱۷ و ۱۸ درس۔

یہ کلام معجز نظام جس استحکام کے ساتھ فرمایا گیا ہے اُس سے بخوبی ظاہر ہے۔ کہ حضرت عیسیٰ مسیح نے اپنی رسالت کے مقصد اولین کو بخوبی پورا فرمایا۔

(ب) بشارت اسمہ احمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

اس بشارت میں دو لفظ زیادہ تر قابل تدبر ہیں۔

اوّل۔ مِنْ بَعْدِی۔ اِس سے یہ ضروری ٹھہرتا ہے۔ کہ حضرت عیسیٰؑ کے بعد آنے والا وہی شخص ہو جسکی بشارت حضرت عیسیٰؑ نے دی۔ اور اُس مبشر اور عیسیٰؑ کے درمیان کوئی تیسرا شخص جو رسول بھی ہو اور احمد نام بھی رکھتا ہو۔ حائل نہ ہو۔ کیونکہ اگر ایسا ہوتا تو ایک وجہ التباس کی ہوسکتی تھی۔ الفاظ آیات کا یہ مفہوم کچھ ہمارا ہی طبعزاد نہیں ہے بلکہ شفاء میں قاضی عیاضؒ نے اور خصوصیات صغریٰ میں امام جلال الدین سیوطیؒ نے اور انسان العیون میں ابن دحلان نے بیان کیا ہے کہ اسم پاک احمد ایسا نام ہے جو نبی صلعم

اسم مبارک احمد صلعم

سے پیشتر کسی ایک انسان کا بھی نہیں رکھا گیا۔

دوم- قابل تدبر اسمہٗ اَحْمَدُ ہے کہ کیا فی الواقع نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام احمد تھا- واضح ہو کہ نبی صلعم کے ذاتی نام دو ہیں- احمدؐ اور محمدؐ- اسم پاک احمدؐ حضور کی والدہ نے بشارت رؤیا کے موافق رکھا- اور اسم پاک محمدؐ حضور کے دادا نے رکھا ان دونوں اسموں کا مادہ ایک ہی ہے- یعنی دونوں اسم مبارک "حمد" سے بنتے ہیں- اسم پاک احمدؐ حمد سے افعل التفضیل ہے اور اسم پاک محمدؐ حمد سے مُفعّل کے وزن پر ہے- امام ابن القیمؒ نے کتاب جلاء الافہام میں تحریر کیا ہے کہ علماء کے ایک گروہ کا قول ہے انہی میں ابو القاسم سہیلی وغیرہ ہیں- کہ آنحضرت صلعم کا اسم مبارک احمدؐ پہلے رکھا گیا- اور اسم مبارک محمدؐ بعد میں رکھا گیا- اور یہی وجہ ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام کی بشارت میں حضورؐ کا اسم مبارک "احمدؐ" واقع ہوا ہے[1]۔

اس ثبوت میں کہ احمدؐ حضورؐ کا اسم مبارک ہے ہم دلائل پیش کرینگے۔

## احادیث

ا- امام ابن سعد نے طبقات الکبیر میں روایت کی ہے:-

| | |
|---|---|
| عَنْ اَبِیْ جَعْفَرٍ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِیٍّ قَالَ اُمِرَتْ اٰمِنَةُ وَھِیَ حَامِلٌ بِرَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ | امام باقر فرماتے ہیں- کہ جب آمنہ کے شکم مبارک میں نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تھے اُس وقت آمنہ کو حکم ہوا تھا- کہ وہ بچہ کا |

[1] یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حمد سے مناسبت خاص ہے حضورؐ کا اسم مبارک احمدؐ و محمدؐ ہے- حضورؐ کے مقام شفاعت کا نام مقام محمود ہے- حضورؐ کے ہاتھ میں میزان محشر میں جو رایت ہوگا اس کا نام "لواء الحمد" ہے- اور حضورؐ کی امت کا نام حمادون ہے- اور حضورؐ پر نازل شدہ کتاب کا الحمد للہ سے آغاز ہوتا ہے۔

اَنْ تُسَمِّیَہٗ اَحْمَدَ ۞ | نام احمد رکھیں ۞

۲۔ امام ابن سعد نے طبقات الکبیر میں بروایت مرفوع بیان کیا ہے :-

عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِیٍّ یَعْنِیْ اِبْنَ الْحَنَفِیَّۃِ اِنَّہٗ سَمِعَ عَلِیَّ ابْنَ اَبِیْ طَالِبٍ عَلَیْہِ السَّلَامُ یَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سُمِّیْتُ اَحْمَدَ ۞

محمد ابن حنفیہ کہتے ہیں۔ میں نے اپنے باپ علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہ کہتے ہوئے سنا۔ کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میرا نام احمد رکھا گیا تھا ۞

۳۔ خصائص الکبریٰ میں بیہقی کی روایت مندرج ہے :-

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَدِمَ الْجَارُوْدُ ابْنُ عَبْدِ اللّٰہِ فَاَسْلَمَ وَقَالَ وَالَّذِیْ بَعَثَکَ بِالْحَقِّ لَقَدْ وَجَدْتُ وَصْفَکَ فِی الْاِنْجِیْلِ وَلَقَدْ بَشَّرَ بِکَ ابْنُ الْبَتُوْلِ ۞

ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ جارود بن عبد اللہ (جو ملک یمن کے سب سے بڑے عیسائی عالم تھے) آئے اور اسلام لائے تھے اور انہوں نے کہا کہ اس خدا کی قسم ہے جس نے حضور کو حق کیساتھ مبعوث کیا ہے کہ میں نے آپکا وصف انجیل میں دیکھا ہے اور بتول مریم کے فرزند عیسیٰ نے آپ ہی کی بشارت دی ہے ۞

۴۔ امام ابن سعد نے طبقات الکبیر میں روایت کی ہے۔

عَنْ سہل مولیٰ عثیمۃ انہ کان نصرانیاً من اہل مریس وکان یقرأ الانجیل فذکر ان صفۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی الانجیل وہو من ذریۃ اسمٰعیل اسمہ احمد ۞

سہل مولیٰ عثیمہ کہتے ہیں۔ کہ اہل مریس کے اندر ایک نصرانی تھا جو انجیل پڑھا کرتا تھا اس نے بتایا کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صفت انجیل[ف] میں درج ہے وہ اسمٰعیل علیہ السلام کی نسل سے ہونگے اور انکا نام احمد ہو گا ۞

ف یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ اکثر علماء نے لفظ توراۃ کو اور بعض نے لفظ انجیل کو مجموعہ بائیبل کے معنی میں استعمال کرتے ہیں ۞

۵۔ صحیح مسلم میں بروایت جبیر بن مطعم عن ابیہ ہے:

| | |
|---|---|
| قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ لِیْ اَسْمَاءً اَنَا مُحَمَّدٌ وَ اَنَا اَحْمَدُ وَ اَنَا الْمَاحِیْ الَّذِیْ یَمْحِیْ اللّٰہُ بِیَ الْکُفْرَ وَ اَنَا الْحَاشِرُ الَّذِیْ یُحْشَرُ النَّاسُ عَلٰی قَدَمِیْ وَ اَنَا الْعَاقِبُ الَّذِیْ لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ ۔ | کہا نبی صلعم نے فرمایا۔ میرے کئی نام ہیں میں محمدؐ ہوں میں احمدؐ ہوں میں ماحی ہوں۔ کہ خدا تعالیٰ نے میرے ذریعے سے کفر کو محو کیا۔ میں حاشر ہوں کہ سب لوگ میرے قدم پر قیامت کو اٹھیں گے۔ میں عاقب ہوں۔ کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ۔ |

۶۔ یہی حدیث صحیح بخاری میں بھی ہے۔

صحیحین کی حدیث پر غور کرنا چاہئے۔ کہ نبی صلعم نے (۵) نام بتائے۔ اُن میں سے دو اسم محمدؐ و احمدؐ کے معنی نہیں بتائے اور (۳) اسماء ماحی و حاشر و عاقب کے معنی بتائے ہیں۔ اس سے صاف ثابت ہوگا۔ کہ محمدؐ و احمدؐ حضور کے ذاتی نام ہیں۔ اگر ان میں سے کوئی ایک نام بھی وصفی ہوتا۔ تو اُس کے معنی بھی اسی طرح بیان فرما دیتے۔ جیسا کہ اسم نمبر ۳ نمبر ۴ نمبر ۵ کے معنی بتائے تھے۔

## دوم اشعار

ائمہ تاریخ کے نزدیک مسلمہ اشعار عرب کی شہادت کسی واقعہ کے متعلق ایسی ہی یقینی ہے۔ جیسا کہ ائمہ لغت کے نزدیک کسی لفظ کے استعمال کے لئے اشعار قدماء کی شہادت قطعی ہوتی ہے۔

الف۔ اشعار قبل از ولادت نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

۱۔ تُبّع۔ جس کا نام قرآن مجید میں بھی آیا ہے یمن کے بادشاہوں میں سے تھا۔

اُس نے یثرب پہنچکر۔ اوس و خزرج و یہود سے جنگ کی تھی۔ اہل یثرب دن کو لڑتے اور رات کو تبع کی مہمانی کرتے۔ تین شب اسی طرح گزر گیے۔ تبع شرمندہ ہُوا۔ اور اُس نے صلح کی درخواست کردی معاہدہ صلح کے طے کرنے کی غرض سے اُجیحہ بن الحلاج اُوسی۔ اور بنیامین قرظی[1] مامور ہوئے۔ اُجیحہ نے تبع سے عرض کیا۔ کہ ہم تو آپ ہی کی قوم میں سے ہیں[2]۔ ہم سے کیوں جنگ کی گئی۔ بنیامین یہودی نے کہا۔ کہ آپ اس شہر کو فتح بھی نہ کر سکتے۔ تبع نے کہا کیوں۔ کہا۔ یہ شہر ایک نبی کا فرودگاہ ہے۔ جو قریش میں سے ہوگا۔ تبع نے اس پر یہ شعر پڑھا ؎

| | |
|---|---|
| اَلْقٰی اِلَیَّ نَصِیْحَۃً کَیْ اَزْدَجِرْ | عَنْ قَرْیَۃٍ مَّحْجُوْرَۃٍ بِمُحَمَّدٖ |
| اُس نے مجھے نصیحت کی کہ مَیں اُس آبادی سے ہٹ جاؤں ۔ | جو محمد کی وجہ سے محفوظ رکھی گئی ہے ۔ |

پھر یہ اشعار تصنیف کیے :۔

| | |
|---|---|
| شَہِدْتُ عَلٰی اَحْمَدَ اَنَّہٗ | رَسُوْلٌ مِّنَ اللّٰہِ بَارِیِ النَّسَمِ |
| فَلَوْ مُدَّ عُمْرِیْ اِلٰی عُمْرِہٖ | لَکُنْتُ وَزِیْرًا لَّہٗ وَابْنَ عَمِّ |

ترجمہ اشعار۔ مَیں شہادت دیتا ہوں کہ احمد صلعم اُس اللہ کے رسول ہیں جو جان آفرین ہے۔ اگر میری عمر اُس کی عمر تک لمبی ہوئی تو مَیں ضرور اس کا وزیر اور ابن عم بنوں گا ۔

تلمسانی کا قول ہے کہ اشعار بالا بطور تواتر ثابت ہوئے ہیں[3] ۔

۲۔ قُس بن ساعدہ نجران کا اسقف۔ اور حکماء عرب میں سے تھا۔ اس کے اشعار ہیں :۔

---

[1] بنو قریظہ سے قرظی کہلاتے ہیں ۔ [2] اوس و خزرج کا نسب اہل یمن سے ملتا ہے۔ یہ سیل عرم کے بعد مدینہ میں آگئے تھے

[3] اگر تلمسانی کا یہ فقرہ اس روایت میں نہ ہوتا۔ تو مَیں ان اشعار کے درج کرنے کی ضرورت نہ سمجھتا ۔

| | |
|---|---|
| اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ | لَمْ یَخْلُقِ الْخَلْقَ عَبَثْ |
| اَرْسَلَ فِیْنَا اَحْمَدًا | خَیْرُ نَبِیٍّ قَدْ بَعَثْ |
| لَمْ نُحْیِنَا مِنْہُ سُدًی | مِنْ بَعْدُ عَیْشٍ وَالْکَرَثْ |
| صَلّٰی عَلَیْہِ اللّٰہُ مَا | حَجَّ لَہٗ رَکْبٌ وَحَثْ |

ب ۔ اشعار جو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیات طیبہ میں لکھے گئے ۔

(۱) حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ المؤید بروح القدس ۔ نبی صلعم کی نعت میں فرماتے ہیں :۔

| | |
|---|---|
| مَتٰی یَبْدُ فِی اللَّیْلِ الْبَہِیْمِ جَبِیْنُہٗ | یَلُحْ مِثْلَ مِصْبَاحِ الدُّجَی الْمُتَوَقِّدِ |
| جب شب تاریک میں اسکی پیشانی نمایاں ہوتی ہے | تو روشن چراغ کی طرح چمکا کرتی ہے |
| فَمَنْ کَانَ اَوْمَنْ قَدْ یَکُوْنُ کَاَحْمَدٍ | نِظَامٌ لِحَقٍّ اَوْنَکَالٌ لِمُلْحِدِ |
| حق کو استحکام دینے اور ملحد کو ذلیل بنانے میں | احمد صلعم جیسا نہ کوئی تھا ۔ اور نہ آئندہ کو ہوگا |

یہ اشعار دیوان حسانؓ میں موجود ہیں اور ان پر حضرت عائشہ صدیقہؓ کی شہادت امام ابن عبد البر کی کتاب الاستیعاب میں موجود ہے ۔ وہ لکھتے ہیں کہ حضرت عائشہؓ نے ان اشعار کو پڑھا ۔ اور فرمایا :۔

کَانَ وَاللّٰہِ کَمَا قَالَ فِیْہِ شَاعِرُہٗ ۔ بخدا نبی صلعم ایسے ہی تھے جیسا کہ آپ کے شاعر نے ان ابیات میں کہا ہے

۲ ۔ کعب بن مالک الانصاریؓ بھی حضور کے شعرائے خاص میں سے تھے حضرت کعب اُن تین بزرگواروں میں سے ہیں ۔ جن کی توبہ قبول کئے جانے کا ذکر قرآن پاک میں ہے وہ غزوۂ اُحد کے متعلق فرماتے ہیں :۔

غَدَاۃً اَجَابَتْ بِاَسْیَافِہَا | جَمِیْعًا بَنُو الْاَوْسِ وَالْخَزْرَجِ

صبح کے وقت تمام بنو اوس و خزرج نے اپنی اپنی | تلواروں کو سنبھال کر حضور کے حکم کی تعمیل کی

وَاَشْیَاعُ اَحْمَدَ اِذْ شَایَعُوْا | عَلَی الْحَقِّ ذِی النُّوْرِ وَالْمَنْهَجِ

اشیاع احمد (مہاجرین)، نے بھی ایسا ہی کیا وہ سب | نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ حق پر چلتے ہیں

۳۔ کعب بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ واقعہ خیبر کے متعلق فرماتے ہیں:-

وَنَحْنُ وَرَدْنَا خَیْبَرًا وَفُرُوْضَهٗ | بِکُلِّ فَتًی عَارِی الْاَشَاجِعِ مِذْوَدِ

ہم خیبر اور اس کے قلعوں تک پہنچے۔ ہمارا ہر جوان | پھرتیلا۔ اور عمدہ بچاؤ سے لڑنے والا

یَرَی الْقَتْلَ مَجْدًا اِنْ اَصَابَ شَهَادَةً | مِنَ اللّٰهِ یَرْجُوْهَا وَفَوْزًا بِاَحْمَدِ

ہم میں سے ہر ایک یہ سمجھتا تھا کہ اگر شہادت ملی تو ایسا مرنا | خدا کے ہاں سے فضیلت اور احمد کی خوشنودی حاصل کرنے کا سبب ہوگا

ج۔ اشعار جو نبی صلعم کی وفات کے بعد صحابہ کرام نے پڑھے۔

۱۔ حسان بن ثابت رضی ایک لمبے قصیدہ میں فرماتے ہیں:-

اَطَالَتْ وُقُوْفًا تَذْرِفُ الْعَیْنُ جَهْدَهَا | عَلٰی طَلَلِ الْقَبْرِ الَّذِیْ فِیْهِ اَحْمَدُ

آنکھ پوری طاقت سے بہ رہی ہے اور میں اُس قبر کے | ڈھیر پر دیر سے کھڑا ہوا ہوں جس کے اندر احمد صلعم ہیں

فَبُوْرِکْتَ یَا قَبْرَ الرَّسُوْلِ وَبُوْرِکَتْ | بِلَادٌ ثَوٰی فِیْهِ الرَّشِیْدُ الْمُسَدَّدُ

اے قبر رسول تو مبارک ہے اور اے عرب تو مبارک ہے | کہ تیرے اندر نبی کی (جو رشید المسدد ہیں) خوابگاہ ہے

۲۔ خاتم الخلفاء علی مرتضیٰ رض کو جب خوارج نے کہا کہ وہ اُن کے سامنے اپنے ایمان کی تجدید کریں اور از سرِ نو داخل فی الاسلام ہوں۔ تو انہوں نے زبان مبارک سے یہ اشعار پڑھے تھے:-

یَا شَاهِدَ الْخَیْرِ عَلَیَّ فَاشْهَدْ | اِنِّیْ عَلٰی دِیْنِ النَّبِیِّ اَحْمَدْ

مَنْ شَکَّ فِی اللّٰهِ فَاِنِّیْ مُهْتَدِیْ

لہ ماخوذ از کتاب الکامل لابو العباس المبرد۔

ترجمہ۔ اے خدا لگتی بات کہنے والے تو گواہ رہنا۔ کہ میں نبی احمد صلعم کے دین پر ہوں اللہ کے بارہ میں۔ اور کوئی شک پر ہو۔ تو ہو میں تو ہدایت یافتہ ہوں ؂

۳۔ جگر گوشہ رسول سیدہ بتول رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے اشعار اپنے والد احمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات پر ہیں ؂

صُبَّتْ عَلَیَّ مَصَائِبٌ لَوْ اَنَّھَا | صُبَّتْ عَلَی الْاَیَّامِ صِرْنَ لَیَالِیَا
مَاذَا عَلٰی مَنْ شَمَّ تُرْبَۃَ اَحْمَدًا | اَنْ لَّا یَشُمَّ مُدَی الزَّمَانِ غَوَالِیَا

ترجمہ۔ مجھ پر ایسی مصیبتیں پڑی ہیں۔ کہ اگر دن پر آپڑتیں تو رات بن جاتا۔ جو کوئی قبر احمد صلعم سونگھ لے اُس پر کیا واجب ہے؟ یہ واجب ہے کہ وہ مدت العمر خوشبو نہ سونگھے ؂

ان جملہ حوالجات سے ہمارا مقصود باقتضائے مقام یہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اسم مبارک احمد، حضور کی ولادت سے پہلے اور حیات کے اندر اور ارتحال کے بعد یعنی ہر زمانہ ہی میں مسلم ومحقق رہا ہے۔ قبل از ولادت یہی پاک نام عرب یمن۔ نجران اور شام کے یہودیوں اور عیسائیوں میں معروف تھا۔ اور ہر فرقہ اپنی فتح ونصرت کو حضور کی تشریف آوری و رونق افروزی عالم پر منحصر سمجھتا تھا حضور کی حیات وممات میں حضور کے شاعران خاص۔ اور ذوی القربیٰ حضور کو اس نام سے یاد کیا کرتے تھے

ہم نے بیان کیا ہے۔ کہ حضور کی ولادت سے پیشتر عرب میں یا کسی دیگر ملک میں جہاں زبان عربی متداول تھی کسی شخص کا نام احمد نہیں رکھا گیا۔ یعنی قدرت الٰہیہ نے حضرت عیسیٰ والی بشارت کو جو بحق نبی کریم صلعم تھی۔ پونے چھ سو سال تک اس قدر محفوظ کیا۔ کہ اِس عرصہ میں کوئی بھی اس نام سے موسوم نہیں کیا گیا۔ اب اسی دلیل کی تذییل میں ہم یہ ظاہر کرنا چاہتے ہیں۔ کہ حضور کے بعد اس اسم ہمایوں و گرامی کا امت

محمدیہ میں بطور تیمن و تبرک کس قدر زیادہ استعمال ہوا کیونکہ حضور کے بعد مِنْ بَعْدِی کی شرط اٹھ چکی تھی۔ اور التباس کا مظنہ جاتا رہا تھا۔ اب صرف حصول یُمن و برکت کا مقصد رہ گیا تھا۔ اس لئے قدرت الٰہیہ نے جیسا کہ نبی کریم صلعم کی ولادت سے پیشتر اس امر کی صیانت و حفاظت فرمائی تھی۔ کہ مبشر اصلی اور موعود حقیقی کے سوا اور کوئی شخص بھی اس اسم سے برائے نام بھی موسوم نہ ہو۔ اسی طرح رحمت ربانی کا اقتضا یہ ہوا۔ کہ حضورؐ کے بعد اس اسم سامی کی خوب اشاعت ہو۔ اور ہر موسوم شخص گویا اپنے نام ہی سے یہ ثابت کرتا رہے کہ اس اسم کا مبشر دنیا میں آچکا ہے۔ اور بشارت عیسیٰؑ مسیح کی صداقت دنیا پر آشکارا ہو چکی ہے۔

پس میں چاہتا ہوں کہ ایک فہرست ایسے علماء محدثین و مفسرین و فقہاء و علماء و شاہان و امراء کی پیش کروں جو اسم احمد سے اسلام میں موسوم ہوئے تھے۔ اگر ایسے اسماء کا بالاستیعاب استقصاء کیا جاتا۔ تو ایک جلد درکار ہوتی۔ مگر اس جگہ اسم مبارک احمدؐ کے اعداد (۵۳) کے مطابق نام تحریر کئے جاتے ہیں۔

## ائمہ محدثین (۱۰)

۱۔ احمد بن محمد بن حنبل (ابو عبداللہ، امام اہل السنۃ والجماعت یکے از ائمہ اربعہ رحمۃ اللہ علیہم۔

۲۔ احمد بن الحسین بن علی بن عبداللہ بن موسیٰ الحافظ الکبیر ابوبکر بیہقیؒ۔

۳۔ احمد بن علی بن شعیب بن علی بن سنان (ابو عبدالرحمٰن امام نسائیؒ)۔

۴۔ احمد بن محمد بن ابراہیم النیشاپوری المفسر المشہور ابو اسحٰق الثعلبیؒ۔

۵۔ احمد بن عبداللہ بن احمد بن اسحٰق الاصبہانی (الحافظ ابونعیمؒ)۔

۶۔ احمد بن یحییٰ بن اسحٰق الراوندی (ابو الحسین) رحمۃ اللہ علیہ۔

۷- احمد بن علی بن ثابت بن احمد الحافظ ابو بکر المعروف بالخطیب البغدادیؒ۔

۸- احمد بن محمد بن احمد بن محمد سلفۃ الاصبہانی (الحافظ ابو طاہرؒ)۔

۹- احمد بن الحسین بن یحییٰ بن سعید الہمدانی ابو الفضل الحافظ معروف بدیع الزمانیؒ۔

۱۰- احمد بن عبد العلیم بن عبد اللہ بن ابی القاسم الحرانی دمشقی۔ شیخ الاسلام ابن تیمیہ ابو العباسؒ

## فقہاء محققین (۱۹)

۱۱- احمد بن عمرو بن شریح (ابو العباسؒ)۔

۱۲- احمد بن ابی احمد المعروف بابن القاص الطبری الفقیہ (ابو العباسؒ)۔

۱۳- احمد بن عامر بن بشیر بن حامد المروزی القاضی ابو حامدؒ۔

۱۴- احمد بن محمد بن احمد المعروف بابن القطان البغدادی (ابو الحسینؒ)،

۱۵- احمد بن محمد بن سلامۃ بن عبد الملک الازدی الطحاوی (ابو جعفرؒ)۔

۱۶- احمد بن ابی طاہر محمد بن احمد الاسفرائینی (الشیخ ابو حامدؒ)۔

۱۷- احمد بن محمد بن احمد بن القاسم الضبی المحاملیؒ۔

۱۸- احمد بن محمد بن احمد بن جعفر ابو الحسین المعروف "قدوری"ؒ۔

۱۹- احمد بن ابی داؤد فرح بن جریر الایادی القاضی (ابو عبد اللہؒ)۔

۲۰- احمد بن محمد بن عبد الرحمٰن الہروی القاشانی (ابو عبیدؒ)۔

۲۱- احمد بن محمد بن المظفر الخوافی (ابو المظفرؒ)۔

۲۲- احمد بن علی بن محمد الوکیل ابو الفتح المعروف "بابن برہان"ؒ۔

۲۳- احمد بن موسیٰ بن یونس بن محمد الاربلی (ابو الفضل شرف الدینؒ)۔

۲۴- احمد بن محمد بن ابو الفضل المعروف بابن الخازن ابو الفضلؒ۔

۲۵- احمد بن فارس بن زکریا بن محمد الرازی (ابو الحسینؒ)۔

۲۶- احمد بن محمد الحسینؒ ابو بکر ناصح الدینؒ۔

۲۷- احمد بن منیر بن احمد الطرابلسیؒ (ابو الحسین مھذب الدین)۔

۲۸- احمد بن علی بن ابراہیم الغسانی الاسوانیؒ (القاضی الرشید)۔

۲۹- احمد بن عبد الغنی بن احمد اللخمی المالکیؒ (ابو العباس)۔

## عرفاء کاملین (۴)

۳۰- احمد بن محمد بن محمد بن احمد الطوسی الغزالیؒ (ابو الفتوح برادر امام غزالی)۔

۳۱- احمد سرہندی الشیخ الامام المجدد الف ثانی فاروقیؒ۔

۳۲- احمد المدعو شاہ ولی اللہ المحدث بن شاہ عبد الرحیم۔ الفقیہ الدہلویؒ۔

۳۳- احمد بریلوی السید الامام المجاہد فی سبیل اللہؒ۔

## وزراء و امراء (۶)

۳۴- احمد بن محمد بن عبد الکریم بن سہل الکاتب ابو العباس صاحب کتاب الخراج۔

۳۵- احمد بن عبد اللہ بن سلیمان التنوخی (ابو العلاء المعری)۔

۳۶- احمد بن عبد الملک الاشجعی الاندلسی ذی الوزارتین الاعلیٰ۔

۳۷- احمد بن ہارون الرشید بن المہدی الہاشمی (ابو العباس)۔

۳۸- احمد بن طولون صاحب دیار مصریہ (ابو العباس)۔

۳۹- احمد بن المستنقر بن الظاہر (ابو القاسم)۔

## شعراء و ادباء (۱۲)

۴۰- احمد بن الحسین بن الحسن بن عبد الصمد الجعفی الکوفی۔ ابو الطیب المتنبی۔

۴۱ - احمد بن محمد الدارمی المصیصی المعروف بالنامی (ابو العباس)۔

۴۲ - احمد بن محمد بن اسمٰعیل بن ابراہیم طباطبا۔

۴۳ - احمد بن محمد الانطاکی (ابو حامد الشاعر)۔

۴۴ - احمد بن جعفر بن موسیٰ برمکی الندیم۔

۴۵ - احمد بن محمد بن العاصی بن محمد الاندلسی (ابو عمرو)۔

۴۶ - احمد بن عبداللہ بن احمد بن غالب المخزومی اندلسی القرطبی (ابو الولید)۔

۴۷ - احمد بن محمد الخولانی الاندلسی (المعروف بابن الآبار)۔

۴۸ - احمد بن یوسف السلیکی (ابو نصر)۔

۴۹ - احمد بن محمد بن علی الثعلبی الدمشقی (ابو عبداللہ)۔

۵۰ - احمد بن محمد بن احمد المیدانی النیشاپوری (ابو الفضل)۔

۵۱ - احمد بن عبداللہ بن احمد اللخمی القاسی (ابو العباس)۔

## نحویین

۵۲ - احمد بن محمد بن اسمٰعیل بن یونس المرادی المصری ابوجعفر۔

۵۳ - احمد بن بکر بن بقیۃ العبدی ابوطالب۔

# یہاں تک

جو کچھ مذکور ہُوا فضیلت خاتم النبیین کا بیان مرسلین رب العالمین کے فضائل کے ساتھ ساتھ تھا۔ مگر حضور کی نعوت عالیہ و محامد متکاثرہ ایسے بھی ہیں۔ جن میں حضور صلعم بالکل منفرد ہیں۔ اُن کا بیان انشاء اللہ تعالیٰ اس کتاب کی جلد سوم میں ہوگا۔

خاتمہ باب سے پیشتر اس جگہ ایک مختصر سا مضمون جو ایک آیت مبارکہ کے تحت میں لکھا گیا تھا۔ درج کر دیتا ہوں۔ امید ہے کہ محبان صادق و متبعین مخلص اسے بھی اس باب سے متناسب پائیں گے۔

اللہ جل و علا نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو یوں مخاطب فرماتا ہے:۔

یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ اِنَّاۤ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّ مُبَشِّرًا وَّ نَذِیْرًا وَّ دَاعِیًا اِلَى اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ وَ سِرَاجًا مُّنِیْرًا

# شَاهِدًا

قرآن مجید میں نبی صلعم کو شاہد بھی فرمایا گیا ہے اور شہید بھی مندرجہ ذیل آیات پر غور کرو:۔

یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ اِنَّاۤ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّ مُبَشِّرًا (سورہ احزاب ع ۶)۔

اِنَّاۤ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّ مُبَشِّرًا۔ (سورہ فتح ع ۱)۔

وَ فِیْ هٰذَا لِیَكُوْنَ الرَّسُوْلُ شَهِیْدًا عَلَیْكُمْ (سورہ حج ع ۱۰)۔

وَ یَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَیْكُمْ شَهِیْدًا۔ (سورہ بقر۔ ع ۱۷)۔

وَ جِئْنَا بِكَ عَلٰى هٰۤؤُلَآءِ شَهِیْدًا۔ (سورہ نساء ع ۶)۔

شہادت امر واقع کو بیان کرنا۔ اور دوسرے شخص کو اپنے بیان کے ذریعے سے اس امر کا باور کرانا ہے۔

نبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی شہادت جسے حضور نے ادا کیا۔ اور جسے ادا فرما کر لوگوں کو تیقن کے درجہ تک پہنچایا امور ذیل کے متعلق تھی ہستی باری تعالیٰ۔ تقدیس ذات و تنزیہ

صفات۔ سلسلہ وحی۔ وجود نبوت۔ اعمال کا جزا و سزا سے تعلق۔ جزا و سزا کی حقیقت۔ وجود عالم معاد۔ عالم ارواح۔ علوم مابعد الطبیعہ۔ ان امور کو حسن و ضاحت اور کمال علم۔ اور روشن دلائل۔ اور براہین قاطعہ سے نبی صلعم نے بیان فرمایا۔ اور پھر اپنے گفتار و کردار سے اس صداقت کے تیقن کو ملحدوں اور دہریوں منکروں۔ اور مادہ پرستوں کے قلوب میں مستحکم فرمایا۔ یہ حضور ہی کا حصہ تھا۔ معلوم ہوتا ہے کہ قدرت الہیہ اور حکمت ربانیہ نے نبی صلعم کو دنیا کے سامنے بطور اپنے ہی گواہ کے پیش کیا ہے۔ یہ ایک قانونی حقیقت ہے کہ گواہوں کی قلت یا کثرت کسی معاملہ کے ثبوت و نفی پر ذرا مؤثر نہیں۔ بلکہ شہادت کو قوت دینے اور صداقت کے درجہ تک پہنچانیوالی جو شے ہے وہ شاہد کی ثقاہت اعتبار اور راستبازی ہے۔ نبی صلعم کی راستبازی اور اعتبار کی یہ حد تھی۔ کہ جب کفار نے ابوبکر صدیقؓ سے دریافت کیا کہ تم نے کیونکر محمدؐ کو۔ رسول خدا تسلیم کر لیا۔ تو انہوں نے جواب دیا تھا۔ کہ یہ ہونٹ جھوٹ بولنے والے کے نہیں۔ ہرقل نے ابوسفیان کے جواب میں کہا تھا۔ کہ جس شخص نے کبھی کسی مخلوق پر جھوٹ نہیں بولا۔ ناممکن ہے۔ کہ وہ اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھنے لگے۔ ابوجہل جیسے الدالخصام نے کہا تھا۔ کہ "محمد میں تجھے جھوٹا نہیں سمجھتا۔ مگر تیری تعلیم پر میرا دل ہی نہیں جمتا"۔

صداقت اور اعتبار ہو تو ایسا ہو۔ کہ خواہ کوئی شہادت کو قبول کرتا ہے یا نہیں لیکن شہادت دہندہ کی ثقاہت کے خلاف ایک حرف بھی زبان سے نہیں نکالتا۔ یا بقول ابوسفیان نہیں نکال سکتا۔ بلکہ ہر شخص دل میں سمجھ گیا ہے۔ کہ اس کے خلاف لب کشائی کرنا اپنی ہنسی کرانا اور خود کو ذلیل کرنا ہے۔

حضورؐ نے اس شہادت کو دشت و جبل میں آشکار کیا۔ بیابان اور شہروں کے سمع اور قلب تک پہنچایا۔ اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کے نعرہ سے فضائے ارض و سمار کو بھر دیا۔

اور سننے والوں کے دل و دماغ کو شک انکار اور تذبذب و گمان کے ہوائے فاسد سے خالی کر دیا۔ اللہ اکبر۔ شاہد کس زبردست شہادت سے اٹھا ہے۔ جس کے منہ سے نکلتے ہی وہی کلمہ شہادت ہر ایک کی زبان پر رواں ہے اور کیا عجمی۔ کیا عربی۔ کیا شرقی۔ کیا غربی۔ ہر ایک اُسی شہادت کا کلمہ خواں ہے۔ شاہد خاموش نہیں ہو جاتا۔ جب تک ہزار در ہزار اور شمار در شمار بندوں کو وَتَكُونُوا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ کے فرض پر آمادہ نہیں کر لیتا۔ اور اسود و احمر اور عبید و ملوک کو كُونُوا قَوَّامِينَ لِلّٰهِ شُهَدَآءَ بِالْقِسْطِ کے وجوب امری کا پابند نہیں ٹھہرا دیتا۔ شاہد کی صداقت پر لاکھوں شاہد عینی موجود ہو گئے ہیں۔ ملکوں اور قوموں۔ جزیروں اور وادیوں نے اُس کی شہادت سے ایقان حاصل کر لیا ہے۔ تب شاہد اس داوری گاہ سے عزم رحلت فرماتا ہے اور چلتے وقت بھی اُن سب کو یہ سنا دیتا ہے۔ اَنْتُمْ تُسْأَلُونَ عَنِّيْ فَمَآ اَنْتُمْ قَآئِلُوْنَ قَالُوْا بَلَّغْتَ وَاَدَّيْتَ وَنَصَحْتَ فَقَالَ بِاَصْبَعِهٖ يَرْفَعُهَآ اِلَى السَّمَآءِ وَيَنْكُتُهَآ اِلَى النَّاسِ اَللّٰهُمَّ اشْهَدْ۔ اَللّٰهُمَّ اشْهَدْ۔ اَللّٰهُمَّ اشْهَدْ۔ وہ پوچھتا ہے کہ لوگو۔ وہ قاضی جہاں۔ ربّ زمین و زماں جب دریافت فرمائیگا۔ کہ میں نے اپنی شہادت کو کیونکر ادا کیا تو آپ کیا بتائیں گے۔ سب کے سب متفق اللفظ بول اُٹھتے ہیں۔ اجی حضورؐ نے تو جتنا کچھ فرمانا تھا۔ اسے خوب ہی فرمایا۔ حضورؐ نے تو تبلیغ و تفہیم کا حق ادا کر دیا۔ حضورؐ کو تو اپنی شہادت سے معاملہ کا کھوٹا کھرا پن الگ الگ کر کے دکھا دیا۔ شاہد آسمان کی جانب انگشت شہادت اٹھاتا۔ پھر لوگوں کی طرف جھکاتا۔ اور اپنے بھیجنے والے سے مخاطب ہو کر عرض کرتا ہے۔ الٰہی میری شہادت کی شہادت کو سُن لے۔ میری گواہی کا تو خود گواہ رہنا۔ ان لوگوں کے بیان کو محفوظ فرما لینا۔ ایسے شاہد پر دل و جان خود بخود قربان ہوتے ہیں۔ جو داوری گاہ عالم میں شہادت کیلے

لئے اکیلا آیا۔ اور لاکھوں لوگوں کو گواہ بنا گیا۔ فی الحقیقت اللہ تعالیٰ نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو شاہد اور شہید فرما کر حضورؐ کی بہترین خوبی سے دنیا کو آگاہ فرمایا ہے ؎

## دوسری صفت حضور صلعم کی مُبَشِّرًا وَنَذِیرًا فرمائی گئی ہے

تمام قرآن مجید پر نظر ڈال جائیے کسی نبیؑ کی نسبت عَلَیْہِمْ وَعَلٰی نَبِیِّنَا الصَّلٰوۃ وَالسَّلَامُ بَشِیْرٌ وَنَذِیْرٌ دونوں لفظ وارد نہیں ہوئے۔ نبی صلعم کی شان میں مُبَشِّرٌ وَّمُنْذِرٌ کے لفظ بھی ہیں۔ اور بَشِیْرٌ وَّنَذِیْرٌ بھی۔ اور چونکہ یہ فضیلت جامعیت نبی کریم صلعم ہی کی ذات مبارک میں پائی گئی ہے۔ اس لئے یہ اوصاف حضورؐ کے علوّ مرتبتِ نبوت کا اظہار کرنے میں خاص ہیں ؎

بشارت کے متعلق دیکھئے۔ کہ کہیں تو مومنین کو اس امر کی بشارت دی گئی۔ کہ اَنَّ لَھُمْ مِّنَ اللّٰہِ فَضْلًا کَبِیْرًا[1] اور کسی جگہ فرمایا۔ لَھُمُ الْبُشْرٰی فِی الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا وَفِی الْاٰخِرَۃِ لَا تَبْدِیْلَ لِکَلِمٰتِ اللّٰہِ ذٰلِکَ ھُوَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ[2] اور کسی جگہ فرمایا۔ فَبَشِّرْ عِبَادِ الَّذِیْنَ یَسْتَمِعُوْنَ الْقَوْلَ فَیَتَّبِعُوْنَ اَحْسَنَہٗ[3] یہ سب روحانی اور اخلاقی بشارات ہیں۔ اور انہی کے لئے مسلمانوں کو ابھارا اور تیار کیا گیا ہے ؎

انذار کے معنی ڈرانا کئے جاتے ہیں لیکن ڈرانا صحیح طور پر انذار کے مفہوم کو ادا نہیں کرسکتا۔ بلکہ اُس کے مفہوم کو اُلٹ دیتا ہے۔ انذار کے معنی تو یہ ہیں۔ کہ شخص کو اُس کے

---

[1] سورہ احزاب ع ۶۔ ترجمہ یہ ہے۔ مومنین کو بشارت سنا دیجئے کہ ان کے لئے اللہ کی طرف سے بہت بڑا فضل ہے۔
[2] سورہ یونس رکوع ۷۔ ان کے لئے دنیا کی زندگی میں بھی اور آخرت میں بھی بشارت ہے۔ خدا کے فرمودہ میں تبدیلی نہیں ہے۔ یہ بشارت برترین کامیابی ہے۔ [3] سورہ زمر۔ رکوع ۲۔ ترجمہ۔ اُن بندوں کو بشارت سنادے۔ جو بات سنتے ہیں اور پھر سب سے اچھے طریقہ پر چلتے ہیں ؎

ہونے والے نقصان سے آگاہ کر دیا جائے۔

انبیاء علیہم السلام اپنی اپنی اُمت کو اُن کے افعال ناشائستہ کے عواقب بد سے آگاہ کیا کرتے اور بُرے انجام اور بُرے نتیجہ کی خبر دیا کرتے تھے۔ یہ صفت دِل سوزی و ہمدردی سے پیدا ہوتی۔ خدا ترسی و رحمدلی سے ظہور پکڑتی۔ محبت نوع انسانی اور حب جنس سے اشاعت پاتی ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مبارک حالات سے ان جملہ اوصاف کا بدرجہ کمال ہونا بخوبی ثابت ہے اور اسی لئے راہ گم کردہ قوم کو غلط راستہ کی کجی۔ اور اُس کے خطرات سے آگاہ کرتے رہنا حضورؐ کا خاصہ فطرۃ ہو گیا تھا۔ حدیث صحیح میں ہے کہ میری اور تمہاری مثال ایسی ہے کہ تم جلتی آگ کی خندقوں میں منہ کے بل پروانہ وار گر رہے ہو اور میں کمر سے پکڑ پکڑ کر تم کو خندق سے پیچھے ہٹا رہا ہوں۔

## دَاعِیًا اِلَی اللّٰہِ بِاِذْنِہٖ

نبی صلعم نے دعوت الی اللہ کو جس گرمی سے شروع کیا۔ اور جس کامیابی تک پہنچایا وہ حضورؐ ہی کا حصہ ہے۔

الف۔ اُس پہاڑی وعظ کو دیکھو جس پر سے یا آل فہر و یا آل غالب کی آواز سے عرب کو حضورؐ نے بُلایا تھا۔

ب۔ اُس خلوت کدہ کا خیال کرو جہاں مکہ سے دُور اور دامانِ کوہ کے سایہ میں ارقم بن ابو ارقم کے گھر کے اندر خفیہ خفیہ تعلیم دی جاتی تھی۔

ج۔ کوہ طائف کا واقعہ یاد کرو جہاں حضورؐ کا خون جسم سے بہ رہا۔ جوتے میں جم رہا تھا اور زبان پر دعوت الی اللہ کا وعظ جاری تھا۔

د۔ عکاظ کے بڑے سالانہ میلے پر نظر ڈالو جہاں نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یَا اَیُّھَا النَّاسُ قُولُوا لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ تُفْلِحُوا کا نعرہ لگا رہے ہیں اور سنگدل ابو لہب حضورؐ کے پیچھے پیچھے جا رہا اور حضورؐ کو دیوانہ بتا رہا ہے۔

ہ۔ مکہ سے باہر پہاڑیوں کی گھاٹی عقبہ کا تصور کرو تاریکی چھا گئی ہے۔ بے پناہ مسافر اس پُرخطر مقام پر ٹھہرنا نہیں چاہتا ہے۔ مگر راستہ کی صعوبت اور خطرات راہ کے تصور نے یثرب کے قافلہ کو اُسی جگہ ٹھہر جانے پر مجبور کر دیا ہے۔ نورِ عالم صلعم اُسی تاریکی میں یکہ و تنہا اس لئے گام فرسا ہیں۔ کہ شاید کسی ایک نفس ہی کے کان میں اپنی دعوت کی آواز پہنچا سکیں۔

و۔ کوہ تنعیم کے دامن تک نظر کو بڑھاؤ۔ چالاک دشمن نے حضورؐ کو بے یار و مددگار اور آرام میں دیکھ کر حضورؐ کی تلوار پر قبضہ کر لیا ہے۔ حضورؐ کو گستاخانہ لہجہ اور متکبرانہ انداز سے جگایا ہے حضورؐ دیکھتے ہیں کہ دشمن سر باختہ ایک تیغ آختہ کے ساتھ کھڑا ہے اور پوچھتا ہے کہ اب تم کو کون بچائے گا۔ حضورؐ اُس وقت بھی دعوت الی اللہ کے فرض کو فراموش نہیں کرتے۔ اُسے وہی مبارک نام سناتے ہیں جو غافل انسان کے زنگ آلود دل کا حجاب اُٹھا دیتا۔ جو قلب مردہ کو حیات تازہ عطا کرتا ہے۔

ز۔ راہ ہجرت کی سیر کرو سینکڑوں میل کا سفر درپیش ہے۔ خشک پہاڑیوں۔ اور بے آب و گیاہ میدانوں سے دو اونٹ گذر رہے ہیں۔ جنہوں نے راہ میں کہیں آرام نہیں لیا ہے۔ حضورؐ کے ہمرکاب وہ مخلص اور ایک وفادار ہے۔ کینہ توز دشمن کے تعاقب کا ہر لحظہ خطر لگا ہوا ہے اور یہی اندیشہ راہواروں اور رہروؤں کو تیز گامی سے لئے جا رہا ہے۔ پھر بھی نبی صلعم دعوت الی اللہ کے فرض کو نہیں بھول گئے ہیں۔ اُمّ معبد الخزاعیہ۔ سراقہ

بن مالک المدلحی اور بریدہ بن الحصیب اسلمی اور اس کے ستر ساتھی وغیرہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے اس خشک بیابان ہی میں آبِ حیات پیا۔ اور چشمۂ زندگی حاصل کیا ہے ؂

ح۔ آٹھ یوم کی شبا روزی تگاپو کے بعد خدا کا رسولؐ قبا پہنچ گیا ہے۔ صبر آزما سفر نے بے زبان حیوانوں کو بھی تھکا دیا ہے۔ مگر حضورؐ اس دعوت الی اللہ کے شوق کی تعمیل میں دوسرے ہی دن ایک مسجد کے قیام کا اہتمام فرما رہے ہیں۔ جہاں سے حَیَّ علَی الصَّلٰوۃِ اور حَیَّ عَلَی الفلاح کی صدا ہر صبح و مسا پہاڑیوں سے ٹکراتی۔ غافلوں کو جگاتی شائقوں کو بلاتی آج تک اس داعی کی پکار کو تازہ کر رہی ہے ؂

ط۔ حضور صلعم قبا سے مدینہ کو جاتے ہیں۔ اہل مدینہ زن و مرد۔ پیر و جوان۔ یہود و نصاریٰ۔ صابی و ترسا بھی اہل ایمان کی طرح ہمہ تن چشم اور ہمہ تن شوق بن رہے ہیں راہ ہی میں نماز کا وقت ہو جاتا ہے اور خدا کا رسولؐ اسی جگہ دعوت الی اللہ کے لئے ٹھہر جاتا۔ بنی سلیم کے قلوبِ سلیم کو تقویٰ کے رنگ سے رنگین بنا تا رضوانِ ربانیہ کی نوید سے شاد کام فرماتا ہے ؂

ی۔ مدینہ میں بنو اشہل اور بنو غفار۔ اوس و خزرج کا ہر شخص دل و دیدہ کو حضورؐ کے فرشِ راہ بنائے بابی انت وامی۔ بابی وامی۔ عرض کر رہا ہے۔ مگر حضورؐ دعوت الی اللہ کے لئے ابن سلول کے پاس جاتے ہیں۔ کوچہ میں صاف زمین پر اُس کے قریب جا بیٹھتے ہیں وہ ناک چڑھاتا۔ تیوری پر تیوری ڈال کر رومال کو منہ پر رکھ لیتا ہے اور زبان سے کہتا ہے محمد تم نے تو گرد سے اور تمہاری سواری نے اپنی بُو سے میرے دماغ کو پریشان کر دیا ؂

نبی صلعم ہنس پڑتے ہیں اور آیات قرآنیہ کی تبلیغ فرما کر دعوت الی اللہ کا اتمام فرماتے ہیں ؂

ک۔ رُبَیِّع بنتِ معوذ ایک شب کی بیاہی ہوئی دُلہن کے پاس تشریف لیجاتے اور اُسے دعوت الی اللہ فرماتے ہیں وہاں انصار کی چھوٹی چھوٹی لڑکیوں کو حربیہ اشعار فخریہ لہجہ میں پڑھتے ہوئے سنتے ہیں۔ تو ان کو بھی عقائد صحیحہ کی تلقین فرماتے ہیں ؎

ل سسکتی ہوئی جان توڑتی ہوئی نواسی کو گود میں لیتے ہیں۔ اُس وقت بھی دعوت الی اللہ میں مصروف نظر آتے ہیں۔ اکلوتے بچّہ ابراہیمؑ کی لاش پر بیٹھتے ہیں۔ اُس وقت بھی حاضرین کو سُخط اور رضاء الہیہ کے معانی سمجھاتے استقامت کا نمونہ دکھاتے ہیں ؎

م۔ آخری مرض ہے۔ گیارہ دن کی تپ شدید اور درد سر میں ذرا تخفیف ہوئی ہے ضعف اس قدر ہے کہ پاؤں کے بل کھڑا نہیں ہوا جاتا۔ مگر دعوت الی اللہ میں وہی سرگرمی ہے۔ سر پر پٹی باندھے ہوئے۔ عباسؓ و علیؓ کے کندھوں پر سہارا دئے ہوئے مسجد میں تشریف لاتے ہیں۔ ممبر پر نہ کھڑا ہوا جاتا ہے اور نہ چڑھا جاتا ہے اس کے زیرین زینہ پر بیٹھ جاتے ہیں۔ اور نصیحت بالغہ و مواعظ مودعہ سے دعوت الی اللہ کی تکمیل فرماتے ہیں ؎

ن۔ آخری دن ہے۔ سفر آخرت میں صرف پانچ گھنٹہ کا وقفہ رہ گیا ہے مسلمان صبح کی نماز کے لئے مسجد میں جمع ہیں۔ نبی صلعم ضعف اور شدت درد سر کی وجہ سے اپنے بستر پر جسے کھجوروں کے پٹھوں سے نرم بنایا گیا ہے۔ لیٹے ہیں۔ دعوت الی اللہ کا فرض پھر حضورؐ کے قلب پاک میں تازہ حرارت پیدا کرتا ہے مسجد اور حجرہ مبارک کے درمیان جو پردہ پڑا ہوا تھا۔ اسے ہٹاتے ہیں۔ تھوڑی دیر تک تبسم کے ساتھ اُس نظارہ کا ملاحظہ فرماتے ہیں۔ جو ایک خدا کی عبادت کے لئے سینکڑوں مسلمانوں کے یک دل و یک جہت و یک آواز ہونے سے پیدا ہو گیا تھا۔ اب پھر زمین پر گھسٹتے ہوئے آگے بڑھتے ہیں۔ اور اس بڑے مجمع کے سامنے پھر آخری دفعہ دعوت الی اللہ کی نورانی مثال قائم فرماتے ہیں ؎

س۔آخری گھڑی ہے۔بیوی۔بیٹی۔نواسے۔اُس تنگ حجرہ میں جمع ہیں۔ جس کے اندر دس سے زیادہ اشخاص کے لئے گنجائش نہیں ہے۔اُس وقت بھی دعوت الی اللہ اور ترحم بر عباد اللہ کی تعلیم زبان پر ہے۔ اَلصَّلٰوۃ۔ اَلصَّلٰوۃ وَمَا مَلَکَتْ اَیْمَانُکُمْ۔نماز نماز اور لونڈی غلاموں کے حقوق۔

ع۔آخری سانس ہے۔دیدۂ حق بین کو آسمان کی جانب بلند کیا ہے۔ اُس پاک نام کا اعلان فرماتے ہوئے جس کی دعوت عمر بھر دیتے رہے اَللّٰھُمَّ الرَّفِیْقُ الْاَعْلٰی کہتے ہوئے چشم حق بین کو فانی نظاروں سے بند کر لیا ہے۔

ہم کو تاریخ بشر ایسا نمونہ دکھانے سے قاصر ہے۔جس کی زندگی کا ایک ایک لمحہ دعوت الی اللہ ہی میں پورا ہوا ہو۔اس لئے دَاعِیًا اِلَی اللّٰہِ بِاِذْنِہٖ کا خطاب نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی کی ذات مبارک سے خاص معلوم ہوتا ہے اور اسی لئے خداوند کریم نے حضور صلعم کو اس صفت سے معرف فرمایا ہے۔

# سِرَاجًا مُّنِیْرًا

سورہ فرقان اور سورہ نوح میں آفتاب کو سِرَاجًا۔اور سورہ عم میں سِرَاجًا وَّھَاجًا فرمایا ہے۔مگر سِرَاجًا مُّنِیْرًا۔ایسا لفظ ہے جس کا استعمال ذات پاک نبوی کے سوا اور کسی کے لئے نہیں فرمایا گیا۔

نظام شمسی میں آفتاب کا بہت بڑا درجہ ہے کیونکہ اس نظام کے جملہ سیاروں کا قبلۂ اعظم جس کا طواف اِن اجرام پر لازم ہے۔یہی نیر اکبر ہے۔

عالم کون و فساد میں بھی آفتاب کی بہت بڑی ضرورت ہے۔اُس کی حرارت

اُس کا نور ہر ایک شے کے وجود اور قیام پر گہرا اثر رکھتا ہے۔ ہاں عالمِ مادی کا آفتاب ایسا ہی ہے۔

اب خداوندِ کریم عالمِ روحانی کے نیّرِ اعظم کو اپنے[1] نور میں دکھاتا ہے اور سیّدنا مولانا محمد رسول اللہ کو سِرَاجًا مُّنِیرًا کے خطاب سے روشناسِ عالم فرماتا ہے۔ سچ ہے کہ جملہ سیارگانِ سمائے نبوت کا مدارِ اعظم بھی ہیں۔ اور عالمِ شریعت کی بقائے دوام کی علتِ اولیٰ بھی (صلّی اللہ علیٰ نبیّہ)۔

آفتاب رات کی تاریکی کو دور کرتا ہے۔ اور سراجِ منیر نے ظلمتِ کفر و شرک کو محو کر دیا ہے۔ آفتاب کی روشنی سب تاروں پر چھا جاتی۔ انہیں چھپا لیتی ہے سراجِ منیر کی شریعت بھی تمام شریعتوں کی مہیمن ثابت ہوتی ہے۔ آفتاب کی روشنی جرائم کا ارتکاب روک دیتی ہے۔ سراجِ منیر کے نور نے بھی معاصی کو بند کر دیا ہے۔

آفتاب ایک وقت میں کرہ ارض کے صرف ایک ہی پہلو کو روشن کر سکتا ہے لیکن اِس سراجِ منیر نے وقتِ واحد میں جاہلیت کی ظلمت۔ جہالت کی تاریکی۔ کفر و شرک کی سیاہی۔ رسوم کے اندھیر۔ رواج کی گھٹا۔ تقلید کی تیرگی کو اپنی نورانی شعاعوں سے اُٹھا کر۔ دلوں کو نورِ ایمان سے دماغوں کو عقائدِ صحیحہ کے لمعات سے۔ آنکھوں کو کتابِ مبین کے مطالعہ سے۔ خلا کو نورانی تعلیم سے۔ دھندلے تذبذب کو دلائلِ ساطعہ سے۔ تاریک ظنون کو براہینِ مبیّنہ سے روشن فرما دیا۔ اِس روشنی میں ہر ایک نے حقیقتِ اشیاء کو دیکھا۔ اور ہر ایک کی نگاہ خود اپنے آپ کو بھی دیکھ سکنے کے قابل ہوئی۔ وہ جو انسانیت کی حقیقت کو فراموش کر بیٹھے تھے اب خود اصحابی

[1] قرآن مجید کا نام نور بھی ہے۔

کَالنُّجُوْمِ بِاَیِّہِمُ اِہْتَدَیْتُمْ ثابت ہوئے۔ وہ جو عمایت سے راہ و رہنما گم کردہ تھے اب خود خضر راہ بنے ⁂

بعض شپّر چشم آفتاب کی روشنی میں چندھیا جاتے ہیں۔ اور بعض بُوم لمبع رات کی تاریکی ہی میں پر و بال کھولتے ہیں۔ یہی حال اُن تیرہ درونوں کا ہے۔ جو انوار محمّدی کی تاب نہیں لاسکتے۔ اور ضوء رسالت سے ستیز نہیں ہوتے۔ مومنین کو تو اس سراج ربّانی پر پروانہ وار نثار ہونا ضروری ہے ⁂

---

# باب ششم

## وَمَآ اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَۃً لِّلْعٰلَمِیْنَ

اِس آیت مبارکہ کو زیب عنوان کرتے ہی مجھے خیال آیا۔ قرآن مجید میں دیکھنا چاہئے کہ لِلْعٰلَمِیْنَ کا لفظ کن کن اشیاء یا اشخاص کے متعلق آیا ہے؟ مجھے مندرجہ ذیل آیات میں یہ لفظ ملا ⁂

| | |
|---|---|
| (۱) اِنْ ھُوَ اِلَّا ذِکْرٰی لِلْعٰلَمِیْنَ | انعام۔ ع ۱۰۔ |
| (۲) اِنْ ھُوَ اِلَّا ذِکْرٌ لِّلْعٰلَمِیْنَ | سُورۂ یُوسُف۔ سُورۂ ص۔ سورۂ تکویر۔ |
| (۳) وَمَا ھُوَ اِلَّا ذِکْرٌ لِّلْعٰلَمِیْنَ | سورہ (ن) |
| (۴) اِلَی الْاَرْضِ الَّتِیْ بٰرَکْنَا فِیْھَا لِلْعٰلَمِیْنَ | سُورہ انبیاء ع ۵۔ |

(۵) اَوَّلَ بَیْتٍ وُّضِعَ لِلَّذِیْ بِبَکَّۃَ مُبٰرَکًا
وَّهُدًی لِّلْعٰلَمِیْنَ۔ سورہ الِ عمران-ع-۱۰-

(۶) فَاَنْجَیْنٰهُ وَاَصْحٰبَ السَّفِیْنَةِ وَجَعَلْنٰهَا
اٰیَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ۔ سورہ عنکبوت ع ۲-

(۷) وَجَعَلْنٰهَا وَابْنَهَا اٰیَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ انبیآء ع ۲-

(۸) اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ لِّلْعٰلَمِیْنَ سُورہ انبیآء ع ۵-

آیات بالا پر غور کرنے سے واضح ہوتا ہے کہ آیات نمبر۱ نمبر۲ نمبر۳ میں قرآن مجید کو ذکر للعالمین فرمایا گیا ہے اور اس میں کلام نہیں۔ کہ یہ خدا ہی کا کلام ہے۔ جو جملہ عالمین کے لئے ذکر ہے ٭

نبی صلعم کا اسم مبارک تو اس مصدر کے ساتھ مذکّر ہے ٭

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے فَذَكِّرْ اِنَّمَآ اَنْتَ مُذَكِّرٌ۔ (س غاشیہ) ٭

آیات نمبر۴ و نمبر۵ میں اللہ تعالیٰ نے لفظ برکت کا استعمال کیا ہے۔ آیت نمبر۴ بیت المقدس کے لئے ہے اور آیت نمبر۵ بیت الحرام کے لئے۔ مسلمان اِن دونوں مسجدوں کو اُسی ادب اور احترام کا مستحق سمجھتے ہیں۔ جو کلام الٰہی میں اُنکے لئے ظاہر فرمائے گئے ہیں اور چونکہ لفظ برکت ہر دو کے لئے مشترک ہے اور لفظ (هدًی) بیت الحرام کے لئے خاص اور زائد ہے۔ اس لئے بیت الحرام کا درجہ بھی بیت المقدس سے زیادہ تسلیم شدہ ہے ٭

آیات نمبر۶ و نمبر۷ و نمبر۸ میں لفظ آیت کا استعمال ہُوا ہے۔ اور اُس کا مصداق ان مختلف آیات میں متعدد ہے ٭

آیت نمبر۶ میں حضرت نوحؑ کی کشتی کو با اہل کشتی کو آیت فرمایا گیا ہے۔

آیت نمبر ۷ میں حضرت مریمؑ اور اُنکے فرزند با فرزند کو آیت بتایا گیا ہے ؛
آیت نمبر ۸ میں نوع انسان کی مختلف زبانوں اور متلون رنگتوں کے اختلاف کو
آیت بیان کیا گیا ہے ؛

اور ان سب کا خلاصہ یہ ہے۔ کہ

ذِکرٌ للعالمین — صرف قرآن مجید ہے ؛
مُبارکٌ للعالمین — بیت المقدس و بیت الحرام ہیں ؛
اٰیاتٌ لِلعالمین — اصحابِ نوح اور کشتیٔ نوح۔ اور حضرت مریمؑ۔ و حضرت ابنِ مریمؑ اور اقوامِ عالم کا اختلاف الوان اور تبلبلِ السنہ ہیں ؛

اور لفظ رحمت ایسا لفظ ہے جس کا استعمال نبی صلعم ہی کے لئے ہوا ہے حضور کے سوا کسی دوسرے کے لئے نہیں ہوا۔ ہم دیکھتے ہیں۔ کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے ؛
وَرَحْمَتِي وَسِعَتْ كُلَّ شَيْءٍ۔ (الاعراف ع ۱۹) میری رحمت ہر شے سے زیادہ وسیع ہے۔
پس جب نبی صلعم کو جملہ عالمین کے لئے رحمت بنایا گیا ہے۔ تو ثابت ہو گیا۔ کہ حضور صلعم کی نبوت بھی جملہ عالمین کے لئے ہے ؛

یہ یاد رکھنا چاہئے کہ رحمۃ للعالمین وہی وجود مزکّی ٹھیرے گا
جس نے اہل عالم۔ بلکہ عالم در عالم کی بہبود و سود۔ رفاہ و فلاح۔ خیر و صلاح۔ عروج وارتقا صفا و بہا کے لئے بلا شائبہ غرض اور بلا آمیزشِ طمع اپنی مقدس تر زندگی کو صرف کیا ہو ؛
جس نے بندوں کو خدا سے ملایا ہو ؛

جس نے الٰہی جلوہ انسانوں کو دکھایا ہو۔

جس نے دل کو پاک۔ روح کو روشن دماغ کو درست طبع کو ہموار بنایا ہو۔

جس کی تعلیم نے امن عامہ کو مستحکم اور مصلحت عامہ کو استوار کیا ہو۔

جو غریبی و امیری۔ جوانی و پیری۔ امن اور جنگ۔ امید و ترنگ۔ گدائی و پادشاہی مستی و پارسائی۔ رنج و راحت۔ حزن و مسرت کے ہر درجہ۔ ہر پایہ اور ہر مقام پر انسان کی رہبری کرتا ہو۔

جس نے فلک کی بلندی۔ زمین کی پستی۔ رات کی تاریکی۔ دن کی روشنی سورج کی چمک۔ جگنو کی دمک۔ ذرہ کی پرواز۔ قطرہ کی طراوت میں عرفان ربانی کی سیر کرائی ہو۔

جس کی تعلیم نے درندوں کو چوپانی۔ بھیڑیوں کو گلہ بانی۔ رہزنوں کو جہانبانی غلاموں کو سلطانی۔ شاہوں کو اخوانی سکھائی ہو۔

جس نے خشک میدانوں میں علم و معرفت کے دریا بہائے ہوں۔

جس نے سنگلاخ زمینوں سے کتاب و حکمت کے چشمے چلائے ہوں۔

جس نے خود غرضوں کو محبت قومی کا دردمند بنایا ہو۔

جس نے دشمنوں کو اپنا جگر بند ٹھہرایا ہو۔

| | |
|---|---|
| وہ ۔ غریب کا محب | مسکین کا ساتھی ۔ |
| شاہوں کا تاج | آقاؤں کا آقا ۔ |
| غلاموں کا محسن | یتیموں کا سہارا ۔ |
| بے آسروں کا آسرا | بے خانمانوں کا ماوا ۔ |
| دردمندوں کی دوا | چارہ گروں کا دردمند ۔ |

| | |
|---|---|
| مساوات کا حامی | اخوت کا بانی |
| محبت کا جوہری | اخلاص کا مشتری |
| صدق کا منبع | صبر کا معدن |
| خاکساری کا نمونہ | رحمتِ ربانی کا پُتلا |
| اولین انسان | آخرین رسول |

اگر رحمۃ للعالمین کے لقب سے ملقب نہ ہوگا۔ تو پھر ان جملہ صفات کے جامع کا اور کیا نام ہوگا؟

ہاں رحمۃ للعالمین وہی ہے جس نے ملکوں کی دوری۔ اقوام کی بیگانگی رنگتوں کا اختلاف زبانوں کا تباین دور کرکے سب کے دلوں میں ایک ہی ولولہ سب کے دماغوں میں ایک ہی تصور سب کی زبانوں پر ایک ہی کلمہ جاری کر دیا ہو۔

ہاں رحمۃ للعالمین وہی ہے جو یہودیوں کی طرح نذر و منت کی قبولیت کے واسطے بنی لاوی کا واسطہ ضروری نہیں ٹھہراتا۔

جو۔ کاتھولکوں کی طرح آسمان کی کنجیاں شخص واحد کے ہاتھ میں سپرد نہیں کر دیتا

جو۔ روح کو سُرگ یا نرگ میں دھکیل دینے کی طاقت صرف برہمنوں ہی کو عطا نہیں کرتا۔

جو۔ خاص رقبہ کے باشندوں کو آسمانی پادشاہت کے فرزند نہیں ٹھہراتا۔

جو۔ نسلِ واحد کے افراد ہی کو خدا کی برگزیدہ قوم نہیں قرار دیتا۔

جو۔ یہودیوں۔ عیسائیوں۔ زردشتیوں۔ برہمنوں جینیوں۔ اور لاماؤں کی طرح اپنے سوا باقی سب پر رحمت و افضال کے بھرپور خزانے بند نہیں کرتا

ہاں رحمۃ للعالمین وہی ہے۔ جو بندہ کو خدا کی حضوری تک پہنچاتا۔ اور اُسے اُدْعُوْنِیْ اَسْتَجِبْ لَکُمْ کی قدسی آواز سے آشنا بناتا ہے اور خدا و بندہ کے درمیان کسی تیسرے کے لئے کوئی رخنہ باقی نہیں چھوڑتا۔

ہاں۔ رحمۃ للعالمین وہی ہے۔ جس کے دربار میں۔

| | | |
|---|---|---|
| عداس نینوائی | بلال حبشی | سلمان پارسی |
| صہیب رومی | ضماد ازدی | طفیل دوسی |
| ذوالکلاع حمیری | عدی طائی | اثامہ نجدی |
| ابوسفیان اُموی | ابوذر غفاری | ابوعامر اشعری |
| کرز فہری | ابوحارث مصطلقی | سراقہ مدلجی |

پہلو بہ پہلو بیٹھے نظر آتے ہیں۔ اتنی قوموں اور اتنے مختلف الدعاوی سرداروں کا مجمع کسی اور جگہ بھی نظر آتا ہے؟

یہاں ہر شخص اپنے اپنے ملک اور اپنی اپنی قوم کا حق وکالت ادا کر رہا ہے اور ہر شخص اپنے اپنے دامان دل کی وسعت کے موافق پھولوں سے جھولیاں بھر رہا ہے اور اپنے اپنے ملک کے مشام جان کو اُنسے معطر کر رہا ہے۔

ہاں۔ رحمۃ للعالمین وہی ہے۔ جس کے دربار میں عثمان طلحہ بھی موجود ہے۔ جو کعبہ کا کلید بردار ہونے سے حجازی قوموں میں اُسی اعزاز کا مالک سمجھا جاتا تھا جو عزت کلیسائے روما کے مسند نشین کو آسمان کے کلید بردار ہونے کی حیثیت سے حاصل ہے

اُس کے دربار میں عبداللہ بن سلام بھی موجود ہے بنسب عالی کے سلسلہ کو دیکھو تو یوسف بن یعقوب بن اسحٰق بن ابراہیم علیہم الصلوٰۃ والسلام تک منتہی ہوتا ہے۔ قومی

وجاہت پر نظر کرو تو یہودان بنو قریظہ و بنو قینقاع و بنو نضیر و خیبر و فدک کا بچہ بچہ انہیں خیرنا و ابن خیرنا کہہ کر یاد کرتا ہے*

فضیلت علمی اور امامت قوم کی بزرگی کا اندازہ کرنا ہو۔ تو سن لو۔ کہ ربیون اور احبار تک سیدنا و ابن سیدنا کہہ کر ان کو مخاطب کرتے ہیں یہی بزرگوار دربار محمدی کے صف نعال میں جا گزین ہے اور دل ہی دل میں یہ کہکر خوش ہو رہا ہے۔ ع

تیری مجلس میں جہاں بیٹھ گئے بیٹھ گئے

اسی دربار میں صرمہ بن انس بھی حاضر ہے صحف انبیاء کا عالم ہے سوریا اور یروشلم کے متواتر سفر کر چکا ہے۔ توراۃ و انجیل کو قدیم زبانوں میں پڑھا ہے۔ دربار ہرقل میں اس کی بڑی تعظیم کی جاتی ہے اور دربار حبش میں اس کی کرامتوں کا خوب چرچا ہے عیسایان حجاز کا گویا سب سے بڑا بشپ یہی ہے اب وہی مَا الْمَسِيحُ ابْنُ مَرْيَمَ إِلَّا رَسُولٌ کو بار بار پڑھ رہا ہے اور توحید خالص کی لذت میں مستغرق ہے*

اسی دربار میں سلمان بھی موجود ہے۔ فارس کے بڑے زمیندار کا اکلوتا بیٹا ہے۔ جو زرتشتی مذہب چھوڑ کر۔ کاتھولیکی عیسائی بنا۔ پھر اطمینان قلب نہ پاکر دین حنفیہ کی طلب میں ایران سے شام۔ شام سے عراق۔ عراق سے حجاز پہنچا تھا۔ اب تو دل و جان کو حضورؐ کے قدموں کا فرش بنا چکا ہے۔ کوئی شخص اگر ان سے باپ دادا کا نام پوچھتا ہے۔ تو فرما دیتے ہیں سلمان بن اسلام بن اسلام بن اسلام سبعین مرۃً (اسی طرح ستر بار کہتے چلے جاؤ)*

اسی دربار میں خالد بن ولید بھی حاضر ہے۔ بت پرستی کی تائید اور بتوں کی حمایت میں شجاعت و مردانگی کے جوہر دکھا چکا ہے۔ احد میں اسلامی لشکر کو فاش شکست دے چکا ہے۔ نتیجہ یہ ہونا چاہیئے۔ کہ فتح کا غرور اور غلبہ کا نشہ اس کے زیادہ غفلت اور ترقی رعونت

کا سبب بن جائے لیکن رحمتِ عالم کی خاکساری نے اس فاتح کے دل کو بھی فتح کر لیا ہے وہ خود ہی کھچا کھچا آتا ہے اور لات و عزیٰ کے توڑنے کی خدمت حاصل کرنیکی التجا کر رہا ہے۔

اسی دربار میں شاہ حبش کا عریضہ پیش ہو رہا ہے۔ جو سلطنت چھوڑنے اور حاضر خدمت ہو جانے کی اجازت کا خواستگار ہے۔

اسی دربار میں ذو البجادین موجود ہے جو گھر بار اہل و عیال چھوڑ کر آیا ہے۔ کمل کا تہ بند۔ کمل کا کرتہ جس پر ببول کے کانٹوں نے بخیہ گری کی ہے زیب تن ہے۔ فرط شوق اور جوش انبساط سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ وہ آج شاہ کج کلاہ سے اپنے آپکو برتر سمجھ رہا ہے۔

ہاں رحمۃ للعالمین وہی ہے جو یہودیوں جیسی مخذول و مقہور قوم کے ساتھ ان الفاظ میں معاہدہ کرتا ہے۔

| | |
|---|---|
| الف۔ اِنَّ یہود بنی عوف امۃ مع المؤمنین | یہود بھی مسلمانوں کی طرح ایک قوم سمجھی جائیگی۔ |
| ب۔ وَاِنَّ بَینہم النصر علیٰ مَن حَارَبَ | جو کوئی اُن سے لڑے مسلمان انکو مدد دیں گے |
| ج۔ اِنَّ بینہم النصح والنصیحۃ وَ البر دون الاثم۔ | مسلمانوں اور یہودیوں کے تعلقات خیر اندیشی نفع رسانی نیکی کے ہوں گے۔ |
| د۔ وان بطانۃ یھود کانفسھم۔ | یہودیوں کے حلیف بھی اس معاہدہ میں اس کے ساتھ شامل ہیں۔ |
| ۵۔ وَاِنَّ النَّصْرَ لِلْمَظْلُوْمِ[ے]۔ | مظلوم کی ہمیشہ مدد کی جائے گی۔ |

رحمۃ للعالمین وہی ہے۔ جو خراج گزار اور مفتوح عیسائیوں کے ساتھ ان الفاظ میں معاہدہ کرتا ہے۔

| | |
|---|---|
| ۱۔ لنجران جوار اللّٰہ وذمۃ محمد | اہل نجران کو خدا کی حفاظت اور محمد رسول کی ذمہ داری |

ے سیرت ابن ہشام جلد اول صفحہ ۱۷۸۔

| | |
|---|---|
| النبی علی انفسھم وملتھم وارضھم وَاموالھم وغائبھم وَشاھدھم وعشیرتھم وتبعھم ۔ | حاصل ہوگی انکی جان اور مذہب اور ملک اور اموال کے متعلق تمام موجودہ اشخاص اور غیر موجودہ اور انکی قوم اور انکے پیرو اسی ذمہ داری میں شامل ہوں گے ۔ |
| ۲ - وان لا یغیر والما کانوا علیہ ۔ | انکی موجودہ حالت تبدیل نہیں کی جائیگی ۔ |
| ۳ - ولا یغیر حق من حقوقھم ۔ | انکے حقوق میں سے کوئی حق بدلا نہ جائے گا ۔ |
| ۴ - ولا یغیر کلما تحت ایدیھم من قلیل او کثیر[۱] ۔ | اور جو کچھ تھوڑا بہت انکے قبضہ میں ہے اس میں کوئی تغیر نہ کیا جائے گا ۔ |

رحمۃ للعالمین وہ ہے جو کافروں اور منکروں کو بھی باآواز بلند سناتا ہے ۔

| | |
|---|---|
| لَکُمْ دِیۡنُکُمْ وَلِیَ دِیۡنِ ۔ | تمہارے لئے تمہارا دین اور میرے لئے میرا دین ۔ |

رحمۃ للعالمین وہی ہے ۔ جو دین اور مذہب کے متعلق کل دنیا کو یہ اصول سکھاتا ہے ۔

| | |
|---|---|
| لَآ اِکْرَاہَ فِی الدِّیۡنِ قَدۡ تَّبَیَّنَ الرُّشۡدُ مِنَ الۡغَیِّ ۔ | دین کے معاملہ میں کسی پر کوئی بوجھ نہیں ہے تحقیق ہدایت اور گمراہی میں ظاہر باہر امتیاز ہوگیا ہے ۔ |

پھر اسی سلسلہ میں اپنی حیثیت کو کھلے لفظوں میں ظاہر کرتا ہے ۔

| | |
|---|---|
| مَا عَلَی الرَّسُوۡلِ اِلَّا الۡبَلٰغُ | رسول کا کام لوگوں کو احکام الٰہی کا سنا دینا ہے اور بس ۔ |

رحمۃ للعالمین وہی ہے جو تمام عالم سے نیکی اور عمدہ سلوک کی تعلیم اس طرح پر دیتا ہے ۔

| | |
|---|---|
| لَا یَنۡھٰکُمُ اللّٰہُ عَنِ الَّذِیۡنَ لَمۡ یُقَاتِلُوۡکُمۡ فِی الدِّیۡنِ وَلَمۡ یُخۡرِجُوۡکُمۡ | خدا تم کو لوگوں کے ساتھ نیکی اور اچھا سلوک کرنے سے نہیں روکتا ۔ بلکہ خدا تو ایسے کام کرنیوالوں |

[۱] فتوح البلدان بلاذری ۔

مِنْ دِيَارِكُمْ اَنْ تَبَرُّوْهُمْ وَتُقْسِطُوْٓا اِلَيْهِمْ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِيْنَ ۔ (سورہ ممتحنہ ۔ ع ۲)

سے محبت کرتا ہے لیکن یہ لوگ ایسے ہوں کہ انہوں نے دین کے لئے تم سے جنگ نہ کی ہو اور دین کے لئے تم کو وطن سے نہ نکالا ہو۔

رحمۃ للعالمین ہی ہے جو دشمنوں کیساتھ برتاؤ کے طریق کی اسطرح تعلیم دیتا ہے:۔

اِدْفَعْ بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ فَاِذَا الَّذِیْ بَیْنَكَ وَبَیْنَهٗ عَدَاوَةٌ كَاَنَّهٗ وَلِیٌّ حَمِیْمٌ ۔ (سورہ فصلت ع ۵)

بدی کا بدلہ نیکی سے دو۔ پھر جس شخص کے ساتھ تمہاری عداوت ہے وہ تمہارا گرم جوش حامی بن جائے گا۔

رحمۃ للعالمین وہ ہے۔ جو اخوت اور محبت کا نام نعمت الٰہی رکھتا ہے اور فرماتا ہے

وَكُنْتُمْ بِنِعْمَتِهٖٓ اِخْوَانًا ۔

تم خدا کی نعمت سے بھائی بھائی بن گئے ہو۔

رحمۃ للعالمین وہ ہے۔ جو معاملاتِ انصاف میں عداوت و نفرت کے تاثرات سے ہم کو علیحدہ رہنے کا حکم دیتا ہے اور خالص انصاف کرنیکا حکم دیتا ہے۔

وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ عَلٰٓى اَلَّا تَعْدِلُوْا اِعْدِلُوْا هُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰى وَاتَّقُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ خَبِیْرٌ بِمَا تَعْمَلُوْنَ (مائدہ ۔ ع ۲)

کسی قوم سے مخالفت کا ہونا تمہیں انصاف نہ کرنیکی طرف کھینچ نہ لیجائے انصاف ہی کرو۔ یہی خدا شناسی سے قریب تر ہے اور تقویٰ اختیار کرو تم جو کچھ کرتے ہو خدا خوب جانتا ہے ۔

فرمایا:۔

وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ اَنْ صَدُّوْكُمْ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اَنْ تَعْتَدُوْا وَتَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى

قوم کی یہ مخالفت کہ انہوں نے تم کو مسجد الحرام سے روک دیا تھا تم کو ادھر نہ لیجائے کہ تم ان پر زیادتی کرنے لگو تم تو نیکی اور تقویٰ کے کاموں میں انکی مدد کرو۔

وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَی الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ وَاتَّقُوا اللّٰہَ (سورہ مائدہ ع ۱)۔

اور گناہ و سرکشی کے کاموں میں اُنکا ساتھ نہ دو۔ خدا سے ڈرتے رہو۔

رحمۃ للعالمین وہی ہے جو شہادت واقعہ کے لئے لوگوں کو اس طرح تیار کرتا ہے

یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کُوْنُوْا قَوّٰمِیْنَ لِلّٰہِ شُھَدَآءَ بِالْقِسْطِ۔ (مائدہ ع ۲)

اے ایمان والو اللہ کے لئے کھڑے ہو جاؤ اور انصاف کے ساتھ شہادت دیا کرو۔

انصاف کا وجود شہادت ہی پر قائم ہے۔ اس لئے شہادت کی بابت پھر ان الفاظ میں تعلیم دی گئی۔

یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کُوْنُوْا قَوّٰمِیْنَ بِالْقِسْطِ شُھَدَآءَ لِلّٰہِ وَلَوْ عَلٰٓی اَنْفُسِکُمْ اَوِ الْوَالِدَیْنِ وَالْاَقْرَبِیْنَ اِنْ یَّکُنْ غَنِیًّا اَوْ فَقِیْرًا فَاللّٰہُ اَوْلٰی بِھِمَا فَلَا تَتَّبِعُوا الْھَوٰٓی اَنْ تَعْدِلُوْا وَاِنْ تَلْوٗٓا اَوْ تُعْرِضُوْا فَاِنَّ اللّٰہَ کَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِیْرًا۔ (نساء ع ۲۰)

اے ایمان والو انصاف کیساتھ قیام کرنیوالے اور اللہ کے لئے گواہی دینے والے بن جاؤ۔ خواہ تمہاری گواہی خود تمہارے خلاف یا تمہارے والدین کے خلاف یا اقربا کے خلاف ہو (امیر ہو یا غریب کہ رعایت یا رحم کے خیالات تمہیں آتے ہوں) مگر یہ یاد رکھو کہ خدا ان دونوں سے بڑھکر ہے دیکھو ایسا نہ کرنا کہ سچی شہادت سے عدول کرو یا دبی زبان سے کوئی بات کہو یا گواہی سے ٹل ہی جاؤ یہ باتیں تو خواہش نفس پر چلنے کی ہیں اور جو کچھ تم کرتے ہو خدا خوب جانتا ہے۔

ہاں رحمۃ للعالمین وہی ہے۔ جو ہر انسان کو اُس کی بیوی کے متعلق یہ تعلیم دیتا ہے۔

وَمِنْ اٰیٰتِہٖٓ اَنْ خَلَقَ لَکُمْ مِّنْ اَنْفُسِکُمْ اَزْوَاجًا لِّتَسْکُنُوْٓا اِلَیْھَا وَجَعَلَ بَیْنَکُمْ مَّوَدَّۃً وَّرَحْمَۃً اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یَّتَفَکَّرُوْنَ۔ (روم ع ۳)۔

خدا کے نشانوں میں سے ایک یہ ہے کہ اُس نے تمہاری بیویوں کو تمہاری جنس کا بنایا تاکہ تم ان سے تسلی پاؤ۔ پھر تمہارے درمیان محبت اور پیار قائم کر دیا۔ سوچنے والوں کے لئے اُس کے اندر بہت سے نشان ہیں۔

رحمۃ للعالمین وہی ہے۔جس نے شوہر بیوی کے رشتہ کو اتنا پاک ٹھہرایا۔کہ بہشت میں جاتے وقت بھی اس جوڑے کو ایک دوسرے سے الگ نہ کیا۔بلکہ یوں خبر دی ؛

| | |
|---|---|
| اُدْخُلُوا الْجَنَّةَ اَنْتُمْ وَاَزْوَاجُكُمْ تُحْبَرُوْنَ - (الزخرف - ع ۷) ؛ | تم اور تمہاری بیویاں شادی و نشاط اور نعمت و شادمانی کے ساتھ جنت میں چلے جاؤ ؛ |

رحمۃ للعالمین وہی ہے۔جو شوہر اور بیوی کے حقوق کی بابت یہ فیصلہ سناتا ہے۔

| | |
|---|---|
| وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِيْ عَلَيْهِنَّ (سورہ بقرہ - ع ۲۸) ؛ | عورتوں کے حق شوہروں پر ویسے ہی ہیں۔ جیسے شوہروں کے حق عورتوں پر ؛ |

پھر سنیارٹی کے متعلق یہ تعلیم فرماتا ہے۔

| | |
|---|---|
| اَلرِّجَالُ قَوّٰمُوْنَ عَلَى النِّسَآءِ بِمَا فَضَّلَ اللّٰهُ بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ وَّ بِمَآ اَنْفَقُوْا مِنْ اَمْوَالِهِمْ - (نساء ع ۶) ؛ | مرد غالب ہیں عورتوں پر بوجہ اُس فضیلت کے جو خدا نے (پیدائش سے) ایک کو دوسرے پر دی ہے اور اس وجہ سے کہ مرد اپنا مال عورتوں پر صرف کرتے ہیں ؛ |

ہاں رحمۃ للعالمین وہی ہے۔جو ایک انسان کی جان کی قدر و قیمت ان الفاظ میں ظاہر فرماتا ہے۔

| | |
|---|---|
| مَنْ قَتَلَ نَفْسًا بِغَيْرِ نَفْسٍ اَوْ فَسَادٍ فِي الْاَرْضِ فَكَاَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِيْعًا وَمَنْ اَحْيَاهَا فَكَاَنَّمَآ اَحْيَا النَّاسَ جَمِيْعًا - (مائدہ - ع ۵) ؛ | اگر کسی شخص نے ایک انسان کو بھی قتل کر دیا (دار جب القصاص اور مجرم اس سے الگ ہیں) گویا اس نے تمام انسانوں کو قتل کر دیا۔اور جس نے ایک شخص کی جان بچائی۔گویا اُس نے تمام انسانوں کی جان بچائی ؛ |

رحمۃ للعالمین وہ ہے۔جو خونخوار لڑائیوں کو بند کرتا۔حکمرانی کی آرزو یا توسیع ملک کی تمنا یا غلبۂ قوت کے اظہار یا جوشِ انتقام کے دفع کے اصول پر لڑائی کرنے کو

قطعاً ممنوع ٹھہراتا ہے وہ جنگ کو صرف مظلوم کی امداد کا آخری ذریعہ عاجزوں درماندوں عورتوں بچوں کو ظالموں کے ہاتھ سے چھڑانے کا وسیلہ۔ مذاہب مختلفہ اور ادیان متعددہ میں عدل و توازن قائم کرنے کا آخری حیلہ بتاتا ہے دنیا کا رحمدل سے رحمدل شخص بھی ان اصولوں کے لئے لڑائی کی ضرورت سے انکار نہیں کر سکتا! در معمولی سمجھ کا انسان بھی ایسی لڑائی کو سراپا رحمت کہنے میں ذرا تامل نہیں کر سکتا! اب اصول بالا پر رحمۃ للعالمین کے بتائے ہوئے احکام کو سنو۔

(۱) اُذِنَ لِلَّذِيْنَ يُقٰتَلُوْنَ بِاَنَّهُمْ ظُلِمُوْا وَاِنَّ اللّٰهَ عَلٰى نَصْرِهِمْ لَقَدِيْرُ۔ اَلَّذِيْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ بِغَيْرِ حَقٍّ اِلَّآ اَنْ يَّقُوْلُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ وَلَوْلَا دَفْعُ اللّٰهِ النَّاسَ بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لَّهُدِّمَتْ صَوَامِعُ وَبِيَعٌ وَّصَلَوٰتٌ وَّمَسٰجِدُ يُذْكَرُ فِيْهَا اسْمُ اللّٰهِ كَثِيْرًا۔ (سورہ حج ع ۶)۔

جن مسلمانوں سے قتال ہوا۔ انکو جنگ کی اجازت دیگئی ہے کیونکہ وہ مظلوم تھے اور خدا انکی نصرت پر قدرت رکھتا ہے یہ وہ لوگ ہیں جو اپنے گھروں سے بلا کسی وجہ کے نکالے گئے ہیں صرف اسلئے کہ انہوں نے اللہ کو اپنا پروردگار مان لیا ہے۔ اگر خدا تعالیٰ (یہ اجازت دیکر) بعض لوگوں (دشمنوں) کو بعض لوگوں (مسلمانوں) کے ذریعہ سے روک نہ دیتا تب عیسائیوں کے گرجے یہودیوں کے معابد۔ پارسیوں کے مندر! در مسلمانوں کی مسجدیں جن میں خدا کا بہت نام لیا جاتا ہے ضرور گرائی جاتیں۔

(۲) وَمَا لَكُمْ لَا تُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَالْمُسْتَضْعَفِيْنَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَآءِ وَالْوِلْدَانِ الَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اَخْرِجْنَا مِنْ هٰذِهِ الْقَرْيَةِ الظَّالِمِ اَهْلُهَا۔ (النساء ع ۱۰)۔

تم خدا کی راہ میں! در ضعیف ضعیف مردوں اور عورتوں اور بچوں کے بچاؤ کیلئے کیوں جنگ نہیں کرتے حالانکہ وہ دعائیں کر رہے ہیں۔ کہ خدایا ہم کو اس بستی سے نکال جہاں کے باشندے بڑے ظالم ہیں۔

ان احکام سے واضح ہے کہ اسلام میں جنگ کو اختیار کیا گیا ہے۔ تو نہ ملک گیری کے لئے نہ ہوس حکمرانی کے لئے۔ بلکہ ضعیفوں۔ عورتوں۔ بچوں کو ظالموں کے پنجہ سے رہائی دینے کے لئے جنگ کو اختیار کیا گیا تھا۔ نہ تلوار کا خوف دلا کر کلمہ اسلام پڑھوانے کے لئے۔ بلکہ یہودیوں عیسائیوں ترساؤں کے معابد کو حفاظت و حمایت میں شامل مساجد کے کر اِن سب کو انہدام سے بچانے کے لئے۔

کیا کسی اور مذہب کی پاک ترین کتاب سے بھی یہ بیان مل سکتا ہے کہ ادیان مختلفہ کے بچاؤ۔ اور اُنکی عبادت گاہوں کے قیام کے واسطے کسی قوم نے جنگ کی ہو۔ اگر نہیں۔ اور ہم کو وثوق کے ساتھ یقین ہے کہ ہرگز نہیں۔ تو سب کو اقرار کرنا پڑے گا کہ یہ رحمۃ للعالمین ہی کی رحمت قلبی کا نتیجہ ہے۔ کہ جنگ کا مقصد ایسا مقدس بنایا جس سے آج دنیا کا کوئی مذہب انکار نہیں کر سکتا۔

ایسی ضروری جنگ کے لئے رحمۃ للعالمین یہ بھی ضروری ٹھہراتے ہیں۔ کہ الٹی میٹم ایک لمبے وقت کا دیا جائے۔ تاکہ اس عرصہ میں باہمی سمجھوتے کی ایسی صورتیں نکل آئیں۔ جس سے جنگ ٹل بھی جائے۔

قرآن مجید میں ہے:۔

فَسِيحُوا فِي الْأَرْضِ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ۔ (التوبہ ع ۱)۔ یعنی تم کو چار ماہ کی مہلت ہے۔

جنگ کے لئے اتنی مہلت کا دیا جانا ہی رحمت ہے لیکن جنگ شروع ہو جانے کے بعد مستثنیات کا خاص طور پر ذکر ہے۔

| | |
|---|---|
| (الف)۔ إِلَّا الَّذِينَ يَصِلُونَ إِلَىٰ قَوْمٍ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُم مِّيثَاقٌ | جو لوگ ایسی قوم سے تعلق رکھتے ہوں۔ جن سے تمہارا عہد ہے۔ |

(ب) اَوْ جَآؤُكُمْ حَصِرَتْ صُدُوْرُهُمْ اَنْ يُّقَاتِلُوْكُمْ اَوْ يُقَاتِلُوْا قَوْمَهُمْ ۔ یا وہ جو حاضر ہو کر ظاہر کر دیں کہ وہ تم سے یا اپنی قوم سے جنگ کرنے میں رُک گئے ہیں (سورہ نساء ع ۱۲)۔

تو وہ جنگ سے مستثنیٰ ہوں گے۔ چنانچہ صاف لفظوں میں فرمایا:۔

فَاِنِ اعْتَزَلُوْكُمْ فَلَمْ يُقَاتِلُوْكُمْ وَاَلْقَوْا اِلَيْكُمُ السَّلَمَ فَمَا جَعَلَ اللّٰهُ لَكُمْ عَلَيْهِمْ سَبِيْلًا ۔ (نساء۔ ع ۱۲) ۔ پھر اگر یہ لوگ علیحدہ ہو جائیں اور تم سے جنگ نہ کریں اور تم سے صلح کی درخواست کریں۔ تب خدا نے تم کو ان پر کوئی راہ نہیں دی۔

خیال کرو۔ کہ یہ احکام کس طرح ظاہر کرتے ہیں کہ اس جنگ کا مقصد دین کو بجبر قبلوانے کا ہرگز نہیں۔

غور کرو کہ ایک معاہد قوم کا وجود بھی تم کو نظر آئے گا۔ جو مسلمان نہیں۔ اگر مسلمان ہوتے۔ تو اُن سے مسلمانوں کا تعلق (بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ مِّيْثَاقٌ) ہی کا نہ ہوتا۔ بلکہ وہ تو (فَاِخْوَانُكُمْ فِي الدِّيْنِ) کے درجہ میں ہوتے۔

پھر اس معاہد قوم کی بھی اتنی عزت ہے کہ اگر فریق جنگ میں سے کوئی شخص اس کے پاس چلا جائے۔ تو وہ فریق جنگ کے حکم سے نکل جائے گا۔

پھر وہ شخص بھی جنگ سے مستثنیٰ ہو جائیگا۔ جو مسلمانوں سے یہ عہد کر لے۔ کہ وہ نیوٹرل (غیر جانبدار) رہے گا۔ نہ مسلمانوں کا طرفدار ہو گا۔ نہ اُنکے مخالفین کا۔ دیکھو اگر جنگ کی بنیاد مذہب کا بجبر قبلوانا ہوتا۔ تو ان غیر مذاہب والوں کے لئے یہ ضوابط کبھی نہ ہوتے۔

ہاں رحمۃ للعالمین وہ ہے۔ جو انسان کو اخلاق فاضلہ اور فضائل محمودہ اور محاسن جمیلہ اور صفات کاملہ کی تعلیم دیتا ہے۔

ماں باپ کی بابت سکھایا:۔

وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ وَقُلْ رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِيْ صَغِيْرًا - (بنی اسرائیل ع ۳)

اُنکے لئے ذلت کے بازؤوں کو زمین پر بچھادے اور دعا بھی کیا کر۔ اے خدا۔ اُنپر رحم کر جیسا کہ انہوں نے مجھے چھٹپنے سے پالا ہے ؞

اس حکم میں فرمانبرداری اطاعت و خدمتگذاری کا بھی حکم دیا۔ اور یہ بھی بتا یا۔ کہ ماں باپ کے لئے دعا کرنا بھی ضروری ہے۔ کیونکہ جس طرح بچہ ماں باپ کی تربیت کا محتاج ہے اسی طرح ہر انسان خدا کے رحم کا محتاج ہے ؞

قصوروالوں کی معافی کے متعلق فرمایا گیا ؞

وَلْيَعْفُوا وَلْيَصْفَحُوا اَلَا تُحِبُّوْنَ اَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَكُمْ (سورہ نور۔ ع ۳)

چاہئے کہ تم معافی دیا کرو اور درگذر کیا کرو۔ کیا تم یہ پسند نہیں کرتے ہو کہ خدا تمکو معاف کر دے ؞

معافی دینا انسان کو ذرا مشکل اور شاق گذرتا ہے اس لئے اُسے سمجھایا گیا ہے۔ کہ جب انسان معافی کا خدا سے خواستگار ہے۔ تو کیا وجہ ہے کہ وہ خود معافی دینے کو پسند نہیں کرتا۔ گویا یہ اصول بتا دیا۔ معاف کرو۔ تم کو بھی معاف کیا جائے گا ؞

زنا کی برائی کے متعلق بھی استدلال کا ایسا ہی طریق اختیار کیا گیا ہے ؞

وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنٰى اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً وَسَاءَ سَبِيْلًا - (بنی اسرائیل۔ ع ۴)

زنا کے قریب بھی نہ جاؤ یہ تو بے حیائی ہے اور بُرا راستہ ہے ؞

بُرے راستہ کے لفظ پر غور کرنا چاہئے۔

ایک عیاش مزاج شاید اپنی شوریدگی طبع کی حالت میں زنا کو کچھ معیوب نہ سمجھتا ہو۔ مگر اسے غور کرنا چاہئے۔ کہ کسی کی بہو بیٹی کو اپنے بستر پر بلانا تو اسے ناگوار نہیں گذرتا لیکن کیا اُسے یہ بھی ناگوار نہیں ہے کہ اُس کی بیٹی بہو غیر کے بستر پر جائے۔ اگر اُس کی

غیرت اُسے پسند نہیں کرتی تو اُسے سمجھ لینا چاہیئے کہ یہ شخص خود اپنے طرزِ عمل سے ایسی ہی برائیوں کا رستہ بنا رہا ہے؟ یہ رستہ سب سے پہلے اُس کے گھر تک سیدھی سڑک بن جائیگا۔

رحمۃ للعالمین وہ ہے جس نے شراب اور جوئے کی حرمت کا حکم تمام عالم کو سنایا۔ شراب کو رِجس اور عملِ شیطان اور بنائے عداوت و سببِ بُغض و سرمایہ غفلت اور ذریعہ دوری از خدا بتایا۔ یہ فیصلہ اُس زمانہ کا ہے۔ جب تمام دنیا شراب پر لٹو تھی جب بزرگوار یونان کی ہدایت کے پابند سادہ پانی پینے کو معیوب سمجھتے تھے۔ جب ایران شراب کے پیالہ کو جامِ جم سمجھتا تھا۔ جب ہندوستان دیوتاؤں اور ٹھاکروں کے تقرب کے لئے اُس کا استعمال ضروری سمجھتا تھا۔ جب بہت سے مراسم دینی و دنیوی کی تکمیل شراب کے بغیر نہیں ہوسکتی تھی۔ جب عرب کے کسی شاعر و زبان آور کا کلام اُس کی توصیف سے خالی نہ ہوتا تھا۔ اسلام کے اس حکم کا تیرہ سو برس تک دنیا نے مقابلہ جاری رکھا تھا۔ لیکن یورپ کی جنگ عظیم (از ۱۹۱۴ تا ۱۹۱۸ء) نے اس حکم کی اصلیت کو منکشف کر دیا۔

کنگ امپرر جارج پنجم نے ترک مے نوشی میں اول قوم کو خود نمونہ بنکر دکھایا۔ پھر روس و انگلستان و فرانس میں ایک حد تک اِس پر عمل کیا گیا۔ امریکہ نے شراب تیار نہ کرنے کا عزم ظاہر کیا۔ فی الواقع ترک شراب ایک رحمت ہے۔

اور جس وجود پاک نے سب سے پہلے دنیا کو اس مسئلہ کی ہدایت کی وہ رحمۃ للعالمین ہے۔ ایسے احکام قرآن مجید اور حدیث پاک سے سینکڑوں کی تعداد میں شمار کئے جاسکتے ہیں۔ ناظرین غور سے معلوم کرینگے کہ ہم نے اس مضمون میں جن مسائل کا ذکر کیا ہے یہ خالص ایسے مسائل ہیں کہ مُسلم و غیر مُسلم ہر دو مساوی طور پر اُن سے مستفید ہوسکتے ہیں۔ چنانچہ

مستفید ہو رہے ہیں۔ ان مسائل کے ترک کر دینے کے بعد تمدّن کے قیام اور شائستگی کے وجود کی بقا ہی نہیں رہ سکتی۔ اس لئے دنیا کو ماننا پڑے گا۔ کہ نبیؐ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلّم فی الواقع رحمۃٌ للعالمین تھے۔

البتہ اہل اسلام کے ساتھ نبی صلّعم کو التفات خاص ہے۔ اور یہ لوگ اس آفتاب حقیقت سے زیادہ تر منور ہونے کی سعی کیا کرتے ہیں۔ اس لئے رب العالمین نے حضورؐ کی صفت میں فرمایا ہے۔ وَبِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ۔ دیکھو رحمت کے ساتھ یہاں رافت کا اضافہ ہو گیا ہے۔

مبارک ہیں وہ لوگ جو نبیؐ صلّعم کی رحمت و رافت سے استفاضہ کرتے ہیں۔

# باب ہفتم

## حُبُّ النّبی صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم

غزلیات و ابیات کے شیدا لفظ عشق کا استعمال اکثر کیا کرتے ہیں۔ قرآن مجید اور احادیث پاک کے ماہرین سے یہ امر مخفی نہیں ہے کہ ہر دو کلام پاک میں لفظ عشق کا استعمال نہیں ہوا ہے[۱]۔ قاموس میں ہے۔ الجنون فنون والعشق من فنہ یستجلبہ المرأ علیٰ نفسہ باستحسان بعض الصور والشمائل۔ یعنی جنون کے بہت سے اقسام ہیں عشق بھی جنون کی ایک قسم ہے۔ اس مرض کو انسان اپنے نفس پر بعض صورتوں یا خصلتوں کے اچھا سمجھ لینے سے خود وارد کر لیا کرتا ہے۔

پس جب عشق کے معنی قسمے از جنون ہوئے۔ تو ضروری تھا۔ کہ خدا تعالیٰ اور رسول کے پاک کلام میں اس لفظ کا استعمال نہ کیا جاتا۔ اور اسے فضائل محمودہ یا محاسن جمیلہ سے شمار نہ کیا جاتا۔ بیشک قرآن حکیم اور احادیث رسول کریم میں لفظ محبت کا استعمال ہوا ہے۔ اور اس سے ثابت ہو گیا۔ کہ محبت ہی صفت کمال انسانی ہے۔

محبت اور عشق میں یہ بھی فرق ہے۔ کہ محبت روح کے میلان صحیحہ کا نام ہے

---

[۱] ولا یحفظ عن رسول اللہ صلعم لفظ العشق فی حدیث صحیح البتۃ زاد المعاد ج ۲ صہ ۹۶۔ واضح ہو کہ حدیث مَنْ عشق فعف فمات فھو شھید۔ اور حدیث مَنْ عشق وکتم وعف وصبر الخ ہر دو صحیح نہیں۔ ابن جوزی نے موضوعات میں انکا ذکر کیا ہے۔ ان کا راوی صرف سوید بن سعید ہے اور ائمہ حدیث نے اس کی نسبت سخت ترین الفاظ استعمال کئے ہیں۔

اور عشق میں اس شرط کا پایا جانا ضروری نہیں۔ محبوب وہ ہے۔ جو فی الواقع اپنے کمالات علیہ کی وجہ سے محبت کئے جانے کے شایاں ہو۔ معشوق وہ ہے جسے کسی نے اچھا سمجھ لیا ہو۔ محبوب۔ محبوب ہی ہے۔ خواہ کوئی محب پیدا ہو یا نہ ہو۔ مگر معشوق معشوق نہیں جب تک کوئی اس کا عاشق موجود نہ ہو۔ غالباً مشہور مثل "لیلیٰ را بچشم مجنوں باید دید" کے واضع نے انہی معانی کو ایک دوسرے اسلوب میں بیان کر دیا ہے۔

بعض نے محبت کے معنی شوق الی المحبوب بیان کئے ہیں۔

بعض کہتے ہیں۔ کہ محبت ایثار للمحبوب کا نام ہے۔

بعض نے کہا محبت اسے کہتے ہیں۔ کہ قلب کو مرادِ محبوب کا تابع بنا دیا جائے میرے نزدیک تعریف محبت تو وہی ہے۔ جو ہم اوپر لکھ آئے ہیں اور یہ معانی تو صرف ثمراۃ محبت کو بیان کرتے ہیں۔

محبت روح انسانی کی وہ صفت نورانی ہے۔ جو جسم انسانی میں آنے سے پیشتر بھی روح کے اندر پائی جاتی اور کارفرما تھی۔ حدیث شریف اَلْاَرْوَاحُ جُنُوْدٌ مُّجَنَّدَۃٌ الخ۔ اسی معنی کی جانب اشارہ کرتی ہے۔

محبت کے مدارج محبوب کے مدارج پر منحصر ہوتے ہیں۔ محبوب جتنا زیادہ اسمیٰ واعلیٰ ہوگا محبت کا درجہ بھی اسی قدر ارفع دائمی ہوگا۔ محبت کو ذات و صفات محبوب سے جس قدر زیادہ عرفان ہوگا۔ اسی قدر زیادہ استحکام سے اس کا اس کی جانب میلان ہوگا۔

یُحِبُّوْنَهُمْ كَحُبِّ اللّٰهِ ۔ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ ؕ رسوۃ

مشرک لوگ شرکاء کے ساتھ اللہ کی محبت جیسی محبت کرتے ہیں۔ مگر جو ایمان والے ہیں ان کی

محبتیں خدا کے ساتھ بہت زیادہ بڑھی ہوئی ہیں ٭

البقرہ ۔ع ۲۰) ٭

یہ یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ سیرۃ النبی صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے لکھنے کا مقصد اس خاکسار کا۔ بلکہ جملہ علمائے کبار کا یہی ہے اور یہی ہونا چاہیئے۔ کہ نبی کریم صلعم کے وجود باجود کے متعلق پڑھنے والے کے قلب کو ایمان فواد کو ایقان۔ روح کو راح اور صدر کو انشراح حاصل ہو جائے اور محبت کا وہ پاک چشمہ جو خس و خاشاکِ علائق سے دب گیا تھا یا سنگلاخ جہل میں رک گیا تھا۔ پھر فوارہ وار اُسی بلندی تک موجزن ہو جائے۔ جس بلندی سے چلا تھا ٭

محبّت ہی یاس کو دھکیل دینے والی۔ اور مصائب کو کشادہ پیشانی کے ساتھ جھیل لینے والی ہے۔ محبت ہی دل کی زندگی اور زندگی کی کامیابی ہے۔ محبت ہی کامیابی کو دوام و بقا کا تاج پہناتی اور پھر اس بقاء کو تخت ارتقاء پر بٹھاتی ہے ٭

محبّت ہی ہے جس کی صفت میں حبیب اللہ صلعم نے فرمایا ہے :۔

اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ[1] ۔ ہر شخص کا حشر اُسی کے ساتھ ہوگا جس سے وہ محبت کرتا ہے ٭

ہم لکھ چکے ہیں۔ کہ محبت کی بنیاد کسی کمال اصلی پر ہوتی ہے سینکڑوں اشخاص حاتم طائی سے محبّت رکھتے ہیں۔ اس لئے نہیں۔ کہ انہیں اُس کی جائداد سے کوئی پیسہ یا پائی ملی ہو۔ بلکہ اس لئے کہ ایسے اشخاص کو صفت جود و سخا سے محبت ہوتی ہے ۔ سینکڑوں اشخاص نوشیروانِ عادل سے محبّت رکھتے ہیں۔ نہ اس لئے کہ انکو کسی مظلمہ میں دادرسی یا کسی دعوٰی میں ڈگری اُس کی داوری گاہ سے ملی ہو۔ بلکہ اس لئے کہ یہ لوگ صفت عدل و داد کو محمود سمجھتے ہیں ٭

---

[1] صحیح بخاری عن ابی موسٰی۔ باب علامۃ الحب۔ کتاب البر والصلۃ ٭

سینکڑوں اشخاص رستم و اسفندیار کی داستان کو پورے جوش سے پڑھتے یا سرگرمی سے سنا کرتے ہیں۔ اس لئے نہیں کہ وہ بھی اُنکی فتوحات میں حصہ دار ہیں۔ بلکہ اس لئے کہ صفت مردانگی و شجاعت سے اُنکو محبت ہوتی ہے ۔

بیسیوں اشخاص سقراط و فلاطون الٰہی کے نام محبت اور پیار سے لیا کرتے ہیں اس لئے نہیں کہ وہ بھی اُنکے مدرسہ خاص میں جس کے دروازے عوام پر ہمیشہ بند رہتے تھے کچھ اسباق سُن چکے ہیں۔ بلکہ اس لئے کہ یہ لوگ علم و حکمت کے خود قدردان ہوتے ہیں ۔

بیسیوں اشخاص شیکسپیر و ہومر۔ فردوسی و سعدی۔ لبید و متنبی۔ بیاس اور والمیک کی فصاحت و بلاغت کے بیان میں اپنی تمام تر قوت گویائی کو صرف کر دیا کرتے ہیں۔ اس لئے نہیں۔ کہ وہ بھی اس شہرت دہی کے اجارہ دار ہیں۔ بلکہ اس لئے کہ یہ لوگ راز فطرت انسانی کے مشتاق ہوتے ہیں۔ اور ہر شخص کی مدح کو جو اس فن میں تکلم کرے۔ پسند کرتے ہیں ۔

یہاں جس ہستی مزکی کی محبت کا مذکور ہے۔ اُس کی شان بلند کا تعقل کرنے کے لئے خیال کرو ۔

| | | |
|---|---|---|
| ایک | آدم علیہ السلام | انابت الی اللہ کا راز آشکار کرنے والا ۔ |
| ایک | ادریس علیہ السلام | علوم اولین و آخرین کا درس دینے والا ۔ |
| ایک | نوح علیہ السلام | اسرار و اعلان سے تبلیغ کرنے والا ۔ |
| ایک | ابراہیم علیہ السلام | گنہگاروں کے لئے رب العزۃ سے درگزر اور رحمت کا سوال کرنیوالا ۔ |
| ایک | اسماعیلؑ | بیت اللہ کو معظم ٹھہرانے والا ۔ |

ایک یعقوب علیہ السلام خدائے قادر سے عہد باندھنے والا ❊

ایک یوسفؑ بدخواہ و بداندیش پر ترحم کرنیوالا ❊

ایک موسےؑ قوم کو برگزیدہ بنانے والا ❊

ایک ہارونؑ امام فصیح ❊

ایک یحییٰؑ مُبلّغ متواضع ❊

ایک داؤدؑ قوم کو اجتماعی قوت دینے والا ❊

ایک سلیمانؑ خداؔ کے لئے پاک گھر بنانے والا ❊

صلی اللہ علیہ و علی جمیع اخوانہ من النبیین والمرسلین ❊

ہاں وہ جس کے منہ میں خدا کا کلام ہونے کی خبر موسیٰؑ نے دی ❊

ہاں وہ جسے عیسیٰ مسیح نے روح الحق بتایا ❊

ہاں وہ جس کی ہیبت و جلال سے داؤدؑ نے دشمنوں کو مرعوب بنایا ❊

ہاں وہ جس کے حسن و جمال کا نشید سلیمانؑ نے مقدس میں گایا ❊

وہ جس کی حمد سے حبقوقؑ نے عالم کو پرآوازہ کیا ❊

وہ جس کے خیر مقدم کی تہنیت سے ملاکیؑ نے خدا کے گھر کو جلال دیا ❊

وہ جس کے لباس اور ران پر "شہنشاہوں کا شہنشاہ خداوندوں کا خداوند" لکھا ہوا یوحنا نے پڑھا ❊

وہ جس کے پیچھے پیچھے آسمانی فوجوں کا چلنا صاحب مکاشفات نے مشاہدہ کیا ❊ کیا کوئی صاحب بصر۔ صاحب دل

ایسے محبوب۔ ایسے محمود۔ ایسے مصطفی۔ ایسے محمدؐ پر دل و جان سے فدا نہ ہوگا۔ اور اس فدا

ہونے کو اپنے لئے غایت شرف اور انتہائی کمال انسانیت نہ سمجھے گا۔

یاد رکھو کہ آیت ذیل میں اسی راز کا انکشاف کیا گیا ہے۔

قُلْ اِنْ کَانَ اٰبَآؤُکُمْ وَاَبْنَآؤُکُمْ وَاِخْوَانُکُمْ وَاَزْوَاجُکُمْ وَعَشِیْرَتُکُمْ وَاَمْوَالُ نِ اقْتَرَفْتُمُوْھَا وَتِجَارَۃٌ تَخْشَوْنَ کَسَادَھَا وَمَسٰکِنُ تَرْضَوْنَھَآ اَحَبَّ اِلَیْکُمْ مِّنَ اللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ وَجِھَادٍ فِیْ سَبِیْلِہٖ فَتَرَبَّصُوْا حَتّٰی یَاْتِیَ اللّٰہُ بِاَمْرِہٖ۔ (التوبہ ع ۳)

سب لوگوں کو سنا دے کہ اگر تم کو ماں باپ بیٹے بیٹیاں بہن بھائی زن و شوہر قوم و قبیلہ اور مال جو تم نے جمع کیا۔ اور تجارت جس کے خسارہ کا تم کو ڈر لگا رہتا ہے اور وہ محل جن میں بسنا تم کو اچھا معلوم ہوتا ہے (وہ سب) زیادہ پیارے ہیں خدا اور رسول سے اور راہ خدا میں جہاد کرنے سے تب تم منتظر رہو کہ خدا تمہارے لئے اپنا کوئی حکم دے۔

اس آیت میں جن جن شخصیتوں یا چیزوں کا ذکر کیا گیا ہے۔ اُن کی محبت عام میلان انسانی کے موافق مسلّمہ ہے اور اسی لئے رب العالمین نے جو فَطَرَ النَّاسَ عَلَیْھَا کا مالک ہے۔ ان سب کے ساتھ انسانی محبت کی نفی نہیں فرمائی اور نہی نہیں کی۔ بلکہ تفریق درجات کے سبق کی تعلیم دی ہے۔ مصرع

گر فرق مراتب نہ کنی زندیقی

یہی راز صحیحین کی اس حدیث پاک عن انسؓ میں کھولا گیا ہے۔

لَا یُؤْمِنُ اَحَدُکُمْ حَتّٰی اَکُوْنَ اَحَبَّ اِلَیْہِ مِنْ وَّالِدِہٖ وَوَلَدِہٖ وَالنَّاسِ اَجْمَعِیْنَ۔

کوئی شخص تم میں سے مومن نہیں بن سکتا جب تک اُسے رسول اللہ کے ساتھ ماں باپ اور اولاد اور باقی سب اشخاص سے بڑھ کر محبت نہ ہو۔

صحیح ابن خزیمہ میں ہے[1]:

[1] زرقانی جلد ۶ صفحہ ۲۸۔

لَا یُؤْمِنُ اَحَدُکُمْ حَتّٰی اَکُوْنَ اَحَبَّ اِلَیْہِ مِنْ اَھْلِہٖ وَمَالِہٖ ۞

کوئی مومن نہیں بن سکتا جب تک میں اُسے اسکے اہل و مال سے زیادہ محبوب نہیں ہوتا ۞

ہمارا اعتقاد ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہ صرف محبوب بلکہ حبیب ہیں یعنی حضورؐ کے وہ صفاتِ عالیہ اور فضائلِ متکاثرہ اور محاسنِ جمیلہ اور نعوتِ رفیعہ جنہوں نے حضورؐ کو حبیبِ خدا۔ اور محبوبِ خلقِ خدا بنا دیا ہے۔ ثبات و استقرار رکھتے اور دوام و بقا سے متمکن ہیں ۞

میں چاہتا ہوں کہ نبی صلعم کے محاسنِ اخلاق اور اشرفِ افعال کے اوّل چند نمونے پیش کروں۔ اور پھر دکھاؤں کہ ایسی صفاتِ عالیہ کے مالک سے کون شخص محبت کرنا نہیں چاہتا ۞

# جود و سخا کا بیان

۱۔ جنگِ حُنین میں چھ ہزار قیدی۔ ۲۴ ہزار اونٹ۔ ۴۰ ہزار بکریاں۔ چار ہزار اوقیہ (چھٹانک) چاندی غنیمت میں حاصل ہوئی تھی۔ نبی صلعم نے اُن میں سے ایک چیز کو بھی نہیں چھوا۔ گھر سے جس خیر و برکت کیساتھ تشریف لائے تھے۔ اسی طرح واپس گئے ۞

۲۔ حضرت عائشہؓ سے روایت ہے ۞

مَا تَرَكَ رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم دینارًا وَلَا درھمًا وَلَا شاۃً وَلَا بعیرًا وَلَا اوصٰی بشیءٍ ۞

نبی صلعم نے اپنی وفات کے بعد کوئی سکّہ چاندی یا سونے کا۔ یا بکری یا اونٹ دنیا میں نہیں چھوڑا اور نہ کسی شے کی بابت کوئی وصیت ہی فرمائی ۞

۳۔ معلی بن زیاد نے حسن سے روایت کی ہے کہ نبی صلعم کی خدمت میں ایک سوالی

آیا۔ فرمایا بیٹھو۔ خدا دے گا۔ پھر دوسرا آیا۔ پھر تیسرا آیا۔ حضورؐ نے سب کو بٹھا لیا۔ حضورؐ کے پاس دینے کو اُس وقت کچھ نہ تھا۔ اتنے میں ایک شخص آیا۔ اور اُس نے چار اوقیہ چاندی حضورؐ میں پیش کی حضورؐ نے ایک ایک اوقیہ تو اُن تینوں کو تقسیم فرما دئے۔ اور ایک اوقیہ کی بابت پکار بھی دیا۔ مگر کوئی لینے والا نہ اُٹھا۔ رات ہوئی تو حضورؐ نے وہ چاندی اپنے سرہانے رکھ لی حضرت عائشہؓ نے دیکھا کہ حضورؐ کو نیند نہیں آتی اُٹھتے ہیں۔ اور نماز پڑھنے لگتے ہیں۔ پھر ذرا لیٹ کر اُٹھتے ہیں اور نماز پڑھنے لگ جاتے ہیں۔ اُم المومنینؓ نے پوچھا حضورؐ کو آج کچھ تکلیف ہے۔ فرمایا نہیں۔ اُنھوں نے پھر پوچھا۔ تب کوئی خاص حکم خدا کا آیا ہے۔ جس کی وجہ سے یہ بیقراری ہے۔ فرمایا نہیں اُم المومنینؓ نے کہا پھر حضورؐ آرام کیوں نہیں فرماتے۔ اُس وقت حضورؐ نے وہ چاندی نکال کر دکھائی۔ فرمایا۔ یہ ہے۔ جس نے مجھے بیقرار کر رکھا ہے۔ مجھے ڈر لگا۔ کہ مبادا یہ میرے پاس ہی ہو[1] اور میری موت آجائے ۔

۴۔ ابوہریرہؓ سے روایت ہے۔ نبی صلعم نے فرمایا:۔

| | |
|---|---|
| مَنْ تَرَكَ دَيْنًا فَعَلَيَّ وَمَنْ تَرَكَ مَالًا فَلِوَرَثَتِهٖ ۔ | جو مسلمان قرض چھوڑ مریگا۔ میں اُسے ادا کروں گا اور جو مسلمان ورثہ چھوڑ مریگا اُسے اُس کے وارث سنبھالیں گے[2] |

۵۔ جابر بن عبداللہؓ صحابی انصاری سے روایت ہے ۔

| | |
|---|---|
| مَا سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَيْئًا قَطُّ فَقَالَ لَا ۔ | نبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے کبھی کسی چیز کا بھی سوال نہیں کیا گیا۔ جس کے جواب میں حضورؐ نے لا (نہیں) فرمایا ہو[3] ۔ |

اسی حدیث کا مفہوم کسی نے یوں ادا کیا ہے ۔

---

[1] اعلام النبوۃ صفحہ ۱۵۵ ۔ [2] اعلام النبوۃ صفحہ ۱۵۵ ۔ [3] صحیحین ۔

نرفت لا بزبان مبارکش ہرگز          مگر باشھد ان لا الٰہ الا اللہ۔

ان روایتوں کو دیکھو۔ اور اُنکے معانی پر غور کرو۔ ثابت ہو جائے گا۔ کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فی الحقیقت اَجوَدَ النَّاسِ بِالخَیرِ (نیکیوں میں سب سے زیادہ سخاوت والے)[1] تھے۔

# عدل و انصاف کا بیان

۱۔ نبی صلعم کی اس صفت کا اعتراف اعدا بھی کرتے تھے۔ ربیع بن خثیم سے روایت ہے۔ کہ بعثت سے پیشتر بھی لوگ اپنے مقدمات کو نبی صلعم کی حضور میں فیصلہ کے لئے لایا کرتے تھے[2]۔

۲۔ حجر اسود کے نصب کرنے میں جو جھگڑا قریش میں ہو گیا تھا۔ اُس کا ذکر رحمۃ للعالمین جلد اول میں موجود ہے۔ قابل ذکر یہ ہے کہ قرار داد یہ تھی۔ جو کوئی شخص اب سب سے پہلے کعبہ میں آئے وہی حکم قرار پائے۔ نبی صلعم آنکلے۔ تو لوگوں کی خوشی و مسرت کی کوئی حد نہ تھی۔ اور خوش ہو ہو کر پکارتے تھے۔

هٰذَا مُحَمَّدٌ هٰذَا الأَمِینُ قَدْ رَضِینَا بِهٖ۔ | د۔ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آگئے اس کے فیصلہ پر تو ہم سب ہی خوش ہیں[2]۔

تیقن انصاف ہو تو ایسا ہو۔ کہ فیصلہ سننے سے پیشتر ہی ہر مخالف اُس فیصلہ پر رضامندی کا اظہار کرتا ہے۔

۳۔ فاطمہ نام مکہ کی ایک عورت چوری میں ماخوذ ہوئی۔ اُسامہ بن زیدؓ نے

---

[1] شفاء ص ۹۵ ۔ [2] شفاء

جس سے حضورؐ نہایت محبت کیا کرتے تھے۔ یہ وہ بن سے اُس کی سفارش کردی۔ ناخوش ہو گئے۔ اور فرمایا۔ کہ تم حدود الٰہی میں سفارش کرتے ہو۔ دیکھو۔ اگر میری بیٹی فاطمہؓ بھی ایسا کرتی تو میں وہی فیصلہ کرتا۔ جو اس کے لئے کروں گا۔

# نجدت و شجاعت کا بیان

نجدت اُس صفت کو کہتے ہیں۔ کہ موت کے سامنے نظر آنے پر بھی اعتماد علی النفس قائم رہے۔ شجاعت قوت غضبیہ کے اُس کمال کو کہتے ہیں۔ جو انقیادِ عقل سے حاصل ہوتا ہے۔ نبیؐ کے ان صفات کے متعلق بیسیوں روایات اور راویوں کے عینی مشاہدات موجود ہیں۔

حضرت علی مرتضیٰؓ کے نام اور اُن کی شجاعت کے بلند کارناموں سے کون ناواقف ہوگا۔ وہی فرماتے ہیں۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

| | |
|---|---|
| انا کنا اذا حمی الباس و احمرت الحدق اتقینا برسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ ثما یکون احد اقرب الی العدو منہ۔ | جب گھمسان کا رن پڑتا۔ اور لڑنے والوں کی آنکھوں میں خون اُتر آتا۔ اُس وقت ہم نبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی اوٹ لیا کرتے تھے اور ہم میں سب سے آگے دشمن کی جانب نبی صلعم ہی ہوتے تھے۔ |

۲۔ جنگ حنین میں دشمنوں نے پہاڑ کے درہ میں بیٹھ کر تیروں کا ایسا مینہ برسایا۔ کہ مسلمانوں کی بارہ ہزار فوج کا منہ موڑ دیا۔ کسی نے اس واقعہ کے متعلق براء بن عازب سے پوچھا۔ کہ کیا تم رسول اللہ صلعم کو چھوڑ کر بھاگ گئے تھے؟

| | |
|---|---|
| قال نعم لکن رسول اللہ صلعم لم یفر ثم قال لقد رایتہ علی بغلتہٖ | تو براءؓ نے کہا ہاں۔ مگر رسول اللہ صلعم تو پھر بھی نہ بھاگے۔ میں نے دیکھا۔ کہ حضور صلعم اپنے |

ؒ صحیح نسائی۔

| | |
|---|---|
| البَیْضَآءَ وَ ابو سفیان اٰخِذٌ بِلجامھا وَالنبی صلی اللہ علیہ وسلم یقول انا النبی لا کذب ؛ | سفید خچر پر چڑھے ہوئے ہیں۔ ابوسفیان بن حارث بن عبدالمطلب ہاشمی نے لگام پکڑ رکھی ہے اور حضورؐ یہ فرما رہے ہیں۔ انا النبی لا کذب ؛ |

خچر پر سوار ہونا ہی ثبات و استقلال کی دلیل ہے۔ بھاگنے والا تو تیز گام گھوڑے کو پسند کیا کرتا ہے سفید خچر کا انتخاب بھی مردانگی کی دلیل ہے۔ ورنہ لڑائی میں ایسے رنگ کا جانور پسند کیا جاتا ہے۔ جو ذرا سے گرد و غبار میں چھپ جائے۔ فوج کی خاکی وردی کا مدعا بھی یہی ہے۔ بارہ ہزار فوج کے بھاگ جانے پر میدان میں کھڑے رہنا بھی کوہ تحمل ہی کا کام ہے۔ ایسے وقت میں خود بول بول کر اپنی شناخت دشمن کو کرانا۔ اور اسی دعوے کو دہرانا۔ جو حملہ آوروں کے کینہ و عداوت کا موجب تھا۔ صرف قمر نبوۃ ہی کا خاصہ نور پاشی ہے ؛

اسی واقعہ کے متعلق عباسؓ عم النبی صلعم کی روایت میں ہے:۔

| | |
|---|---|
| وَلّی المُسلِمُونَ مُدبِرِینَ فَطَفِقَ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یرکض بغلتہ نحو الکفار وانا اٰخِذٌ للجامھا اَکُفُّھَا ارادۃ ان لا تسرع وابوسفیان اٰخِذٌ ابرکابہ ؛ | مسلمان پیٹھ پھیر کر بھاگ گئے۔ اُس وقت نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خچر کو ایڑ لگانے اور دشمن کی جانب بڑھانے لگے میں نے لگام۔ اور ابوسفیان نے رکاب پکڑ لی اس ارادہ سے کہ حضورؐ کو آگے بڑھنے سے روک دیں ؛ |

صحیح مسلم میں اسی واقعہ کے متعلق پھر یہ الفاظ ہیں ؛

| | |
|---|---|
| نزل النبی صلعم عن بغلتہ | نبی صلعم اپنے خچر سے اتر پڑے ؛ |

یہ شجاعت کی غایت الغایت ہے کہ جس دشمن کے سامنے سے بارہ ہزار فوج بھاگ

رہی ہے حضورؐ اس کے مقابلہ کے لئے اپنی سواری آگے کو لے جا رہے ہیں۔ اور جب اہلبیت کے دو شخص عمؓ اور ابن العم نے سواری کو روک لیا۔ تو حضورؐ پیادہ ہو کر آگے بڑھنے کو ہیں ◆

۳۔ صحیحین میں انس بن مالکؓ سے روایت ہے۔ مدینہ میں ایک رات غل سا ہوا لوگ سمجھے چھاپہ آپڑا۔ سب لوگ مل کر آبادی سے باہر اُس شور کی جانب کو چلے۔ آگے چلے تو انہیں نبی صلعم واپس ہوتے ہوئے ملے حضورؐ گھوڑے پر سوار۔ اور تلوار حمائل کئے ہوئے تھے۔ یعنی آواز سُنکر سب سے پہلے اور تن تنہا تفتیش کو تشریف لے گئے تھے اور ہم سے فرماتے تھے کہ لَمْ تُرَاعُوا لَمْ تُرَاعُوا۔ ڈرو نہیں۔ ڈرو نہیں ◆

۴۔ ناظرین کو بیعۃ العقبہ کی بنیادی ملاقات کا واقعہ تو یاد ہی ہوگا۔ کہ شب تاریک اور منزل پُرخطر کے خوف سے ایک قافلہ پہاڑ کی گھاٹی میں پناہ لینے پر مجبور ہو جاتا۔ اور آبادی تک پہنچنے کی جرأت نہیں کرتا۔ اور نبی صلعم جنکی جان کا دشمن مکہ کا ایک ایک شخص تھا۔ ایسے وقت اور ایسے مقام میں اس لئے چکر لگا رہے ہیں۔ کہ شاید کسی راہ گم کردہ ضلالت کو ہدایت فرما سکیں ◆

۵۔ تمام دنیا کے مقابل سچے اصول کی اشاعت کے لئے کھڑے ہونا۔ اور ایک ایسے ملک میں جہاں خونریزی و سفاکی ہی کی حکومت تھی۔ ہر ایک کی مذہبی ضلالت کا اعلان کرنا۔ کسریٰ و قیصر و حبش کے حکمرانوں اور عرب کے جنگ جو قبائل کے خشم و غضب کی پروانہ کرنا شجاعت اور قوۃ قلب کا وہ بہترین نمونہ دکھاتا ہے۔ جس کی نظیر تاریخ میں ملنی مشکل ہے ◆

# تواضع کا بیان

مسکنت و تواضع نبی صلعم کی صفت لازم تھی۔ تواضع ہی تھی کہ خچر اور حمار پر چڑھ جاتے دوسرے کو ساتھ سوار کر لیتے۔ مسکینوں غریبوں کی عیادت فرماتے۔ فقراء کے برابر جا بیٹھتے صحابہ کے درمیان مل جل کر بیٹھ جاتے۔ اپنی نشست کے لئے نہ جانب صدر کی ضرورت سمجھتے نہ کوئی امتیازی نشان بناتے۔ غلاموں اور خادموں کے ساتھ بیٹھ کر کھانا کھا لیتے۔ بازار سے سودا خرید کر اور خود اٹھا کر لے آتے۔ اپنے جانوروں کو خود چارہ ڈالتے۔ اونٹ کی زانو بندی کر دیتے۔ گھر کے چھوٹے چھوٹے کام کاج اپنے ہاتھ سے کر لیا کرتے تھے جب ہزاروں جان نثار ایسی خدمت سرانجام دینے کو اپنی سعادت دارین سمجھنے والے موجود اور آمادہ ہوتے تھے۔

انسؓ کہتے ہیں حضورؐ حج کو تشریف لے گئے۔ میں نے دیکھا۔ کہ جو چادر حضورؐ کے اوپر تھی۔ اس کی قیمت چار درہم سے زیادہ نہ ہو گی۔

یہود ان بنو قریظہ کی جانب تشریف لے گئے۔ تو اس روز حمار پر سوار تھے۔ جس کی باگ کھجور کے پٹھے کی رسی سے بنی ہوئی تھی۔ اور اس کی پشت پر صرف کھجور کی صف[۱] پڑی ہوئی تھی۔

ابو ہریرہؓ کہتے ہیں حضورؐ نے ایک دکان سے پاجامہ خریدا۔ اٹھنے لگے تو دکاندار نے حضورؐ کے ہاتھ پر بوسہ دینا چاہا۔ حضورؐ نے جھٹ ہاتھ کو پیچھے ہٹا لیا۔ اور زبان مبارک سے فرمایا۔

---

۱؎ کھجور کی صف میں نے اکاف من لیف کا ترجمہ کیا ہے۔ یہ لفظ شمائل ترمذی میں ہے۔

هٰذَا تَفْعَلُہُ الاَعَاجِمُ بِملوکھا وَلَسْتُ بِمَلِكٍ انما انا رَجُلٌ منکم۔

یہ تو عجمی لوگ اپنے بادشاہوں کے ساتھ کیا کرتے ہیں میں بادشاہ نہیں ہوں۔ میں تم ہی میں سے ایک ہوں

# حیاء کا بیان

اَبُوسعید خدریؓ سے روایت ہے :۔

کان رسول اللہ صلعم اَشَدُّ حیاءً من العذراء فی خِدْرِھا وکان اِذَا کَرِہَ شیئًا عرفناہُ فی وَجْھِہٖ متفق علیہ۔

نبی صلعم پردہ نشین کنواری لڑکی سے بھی زیادہ شرمگین تھے۔ کوئی مکروہ چیز دیکھ لیتے تو زبان سے کچھ نہ فرماتے حضورؐ کے چہرہ پر کراہت کے آثار نمایاں ہو جاتے تھے۔

اِسی صفت حیا کا اثر تھا۔ کہ کسی کو رو۔ در۔ رو کسی عیب کے متعلق کچھ نہ فرماتے :۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے۔

انہ کان عند رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم رجلٌ بہ اثر صفرۃٍ وکان رسول اللہ صلّعم لا یکاد یواجہ احدًا بشیءٍ یکرھہ فلمّا قام قالَ للقوم لو قلتم لہ یدع ھذہ الصفرۃ۔[1]

ایک شخص آنحضرت صلعم کی خدمت میں زعفران کا رنگ ملے ہوئے آیا حضورؐ کی عادت مبارک تھی کہ کسی کے سامنے ایسی بات نہ کہا کرتے تھے۔ جسے وہ ناپسند کرتا ہو جب وہ چلا گیا تو حضورؐ نے لوگوں سے فرمایا کاش تم اس سے کہ دیتے۔ کہ وہ اس رنگ کو چھوڑ دیتا۔

۳۔ بعض اوقات لوگوں کی طول کلامی سے حضورؐ تھک جاتے۔ یا زیادہ بیٹھے رہنے کی وجہ سے مجبور ہو جاتے۔ تب بھی حیا کی وجہ سے خود تکلیف اٹھاتے۔ اور اُن سے کچھ نہ فرماتے۔

[1] شمائل ترمذی۔

# شفقت و رافت کا بیان

ایک گنوار آیا۔ اُس نے سوال کیا۔ حضورؐ نے اُسے دیدیا۔ اور پوچھا۔ کہ ٹھیک ہے۔ وہ بولا نہیں پھر نہیں۔ تم نے میرے ساتھ کچھ بھی سلوک نہیں کیا۔ مسلمان یہ سُنکر بے تابانہ اُس کی طرف اُٹھے۔ حضورؐ نے اشارہ کیا۔ کہ رُک جاؤ۔ پھر حضورؐ گھر میں تشریف لے گئے۔ اور گھر سے لاکر اور بھی کچھ دیا۔ وہ خوش ہو کر دعائیں دینے لگا۔ نبی صلعم نے فرمایا۔ تیرا پہلا کلام میرے اصحاب کو ناگوار گذرا تھا۔ کیا تم پسند کرتے ہو۔ کہ اُنکے سامنے بھی اسی طرح کہ دو۔ جس طرح اب میرے پاس کہ رہے ہو۔ تاکہ اُنکے دل بھی تیری طرف سے صاف ہو جائیں۔ وہ بولا ہاں میں کہ دونگا۔ پھر اگلے دن یا شام ہی کو وہ گنوار آگیا۔ آپ نے اصحاب سے فرمایا۔ کہ اب یہ مجھ سے خوش ہے۔ کیوں ٹھیک ہے نا۔ وہ بولا۔ ہاں۔ اور پھر دعا دی۔ نبی صلعم نے فرمایا۔ ایک شخص کی اونٹنی بھاگ گئی۔ لوگ اس کے پیچھے دوڑے وہ آگے ہی آگے بھاگتی رہی۔ مالک بولا۔ تم سب ٹھہر جاؤ۔ میری اونٹنی ہے۔ اور میں ہی اسے سمجھ سکتا ہوں۔ لوگ ہٹ گئے۔ اونٹنی گھاس پات کھانے میں لگ گئی مالک نے آگے سے جاکر اُسے جا پکڑا۔ اور کاٹھی ڈال لی۔

میری اور اس گنوار کی مثال تو ایسی ہی تھی۔ اگر تم اُسے اُسی حالت پر قتل کر دیتے۔ تو بیچارہ جہنم میں جاتا[1]۔

۲۔ نبی صلعم نے اللہ تعالیٰ سے عرض کی تھی۔ کہ اے خدا میری اِس عرض کو ایک مضبوط عہد سمجھا جائے۔ کہ اگر میں کسی شخص کو از راہ بشریت بد دعا بھی دے بیٹھوں۔ تو میری اس بد دعا کو بھی اُس کے حق میں رحمت و برکت اور زکوٰۃ و تقرب بنا دینا۔

[1] کتاب الشفا صفحہ ۵۵۔

۳۔ امام احمد و طبرانی نے روایت کی ہے کہ ایک شخص کو گرفتار کر کے نبی صلعم کے سامنے پیش کیا گیا اور عرض کیا گیا۔ کہ یہ حضورؐ کے قتل کا ارادہ کرتا ہے۔ نبی صلعم نے اُسے تسلی دے کر فرمایا۔ کہ تم اس الزام سے نہ ڈرو۔ پھر اُسے رہا کر کے یہ بھی فرمایا، کہ اگر تیرا ارادہ بھی ہوگا۔ تو تو قابو نہ پا سکے گا[۱]۔

## عفو و کرم

عفو کی صورت اُس وقت متحقق ہوتی ہے کہ جرم ثابت ہو۔ اور مجرم کو سزا دینے کی طاقت حاصل ہو۔ پھر معافی دی جائے۔

کرم کے معنی میں داد و دہش یا عزت افزائی کی صورت شامل ہے۔ یہ عفو کے بغیر بھی پائی جاتی ہے اور عفو کے ساتھ بھی اور اُس وقت اس کی شان اور بھی زیادہ نمایاں ہو جاتی ہے۔ نبی صلعم کے عفو تقصیر کے ساتھ عموماً کرم بھی پایا جاتا تھا۔

۱۔ صحیحین میں حضرت انسؓ سے روایت ہے۔ کہ ایک اعرابی آیا۔ حضورؐ کی چادر کو زور سے کھینچا۔ چادر کا کنارہ حضورؐ کی گردن میں کھب گیا اور نشان پڑ گیا۔ پھر وہ اعرابی بولا۔ محمدؐ میرے یہ دو اونٹ ہیں۔ ان کی لاد کا کچھ سامان مجھے بھی دو۔ کیونکہ جو مال تیرے پاس ہے وہ نہ تیرا ہے نہ تیرے باپ کا ہے۔

نبی صلعم چپ سے ہو گئے۔ پھر فرمایا۔ مال تو اللہ کا ہے اور میں اُس کا عبد ہوں۔

پھر پوچھا۔ جو برتاؤ تم نے مجھ سے کیا۔ تم اس پر ڈرتے نہیں ہو؟

اعرابی۔ بولا نہیں۔

پوچھا کیوں؟

[۱] کتاب الشفاء صفحہ ۱۴۰

اعرابی مجھے معلوم ہے۔ کہ تم برائی کے بدلے برائی نہیں کیا کرتے ہو۔ نبی صلعم ہنس دئے اور حکم دیا۔ کہ ایک اونٹ کے بوجھ کے جَو۔ ایک کی کھجوریں دیجائیں ۔

۳۔ حضورؐ کو زید بن سعنہ یہودی کا قرض دینا تھا۔ وہ تقاضا کے لئے آیا حضورؐ کے کندھے کی چادر اُتار لی۔ اور کرتہ پکڑکر سختی سے بولا۔ کہ عبدالمطلب کی اولاد بڑی نادہنند ہے۔ حضرت عمرؓ نے اُسے جھڑکا۔ اور سختی سے جواب دیا۔ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تبسم فرماتے رہے۔ اُس کے بعد عمر فاروقؓ سے فرمایا۔

انا وھو کنا الی غیر ھذا منك احوج یا عمر تامرنی بحسن القضاء وتامرہ بحسن التقاضی ۔

عمرؓ تم کو مجھ سے اور اس سے اور طرح کا برتاؤ کرنا تھا۔ تم مجھے کہتے کہ ادائی ہونی چاہئے۔ اُسے سکھاتے کہ تقاضا اچھے لفظوں میں کرنا چاہئے

پھر زید کو مخاطب کر کے فرمایا:۔

لقد بقی من اجلہ ثلاث ۔

ابھی تو وعدہ میں تین دن باقی ہیں ۔

پھر عمر فاروقؓ سے فرمایا۔ جاؤ۔ اِس کا قرض ادا کرو۔ اور بیس صاع زیادہ بھی دینا کیونکہ تم نے اِسے جھڑکا بھی تھا۔ ؎

۴۔ حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ کوہ تنعیم سے ۸۰ شخص یہ ارادہ کر کے اترے کہ نبی صلعم کو قتل کر دیں (حضورؐ دامان کوہ میں اُترے ہوئے تھے) انہوں نے اپنے کام کے لئے نماز صبح کا وقت انتخاب کیا تھا جس میں نبی صلعم لمبی قرأت پڑھا کرتے تھے (

؎ رواہ البیہقی مفصلاً۔ کتاب الشفا صہ ۴۵ ۔ واضح ہو کہ وزن صاع ہمارے ۸۰ روپیہ تولہ سیر کے حساب سے دو سیر ساڑھے تین چھٹانک کا ہوتا ہے۔ یہی واقعہ ابن سعنہ کے اسلام کا موجب ہوا۔ اُس نے سنا تھا کہ نبی موعود کا حلم ہر جہالت پر سابق ہوگا۔ اور شدت جہل اس کے حلم کی افزونی کا سبب ثابت ہوگی۔ اسی پیشینگوئی کی آزمائش کے لئے اس نے یہ حرکات کی تھیں ۔

وہ آئے اور پکڑے گئے۔ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سب کو چھوڑ دیا۔

۴۔ ابوسفیان بن حرب اُموی وہ شخص تھا جس نے اُحد احزاب وغیرہ میں حضورؐ پر فوج کشی کی تھی۔ وہ قبل از اسلام دوران ایام جنگ میں گرفتار ہو گیا۔ حضورؐ نے نہایت مہربانی سے اُس سے کلام فرمایا۔

| | |
|---|---|
| وَيْحَكَ يَا اَبَا سُفْيَانَ اَلَمْ يَاْنِ لَكَ اَنْ تَعْلَمَ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ۔ | افسوس ابوسفیان ابھی وقت نہیں ہوا۔ کہ تم اتنی بات سمجھ جاؤ کہ خدا کے سوا اور کوئی بھی عبادت کے لائق نہیں۔ |

ابوسفیان بولا:۔

| | |
|---|---|
| بِاَبِيْ اَنْتَ وَاُمِّيْ مَا اَحْلَمَكَ وَاَوْصَلَكَ وَاَكْرَمَكَ ۔ | میرے ماں باپ حضورؐ پر قربان آپ کیسے بردبار کیسے قرابت کا حق ادا کرنے والے اور کس قدر دشمنوں پر عفو و کرم کرنے والے ہیں۔ |

۵۔ زینب بنت الحارث بن سلام خیبری یہودیہ نے گوشت میں زہر ڈال کر حضورؐ کو کھلایا۔ اُس نے اقبال جرم بھی کر لیا۔ نبی صلعم نے پھر بھی اُسے معاف فرما دیا۔

# زہد فی الدُّنیا

واقعات زہد کے بیان میں مَیں نے اُس زمانہ کے حالات کو لیا ہے۔ جب نبی صلعم کا حکم تمام عرب میں نافذ تھا۔ جب بحرین سے حبش تک حضورؐ کا کلمہ پڑھا جاتا تھا۔ تاکہ معلوم ہو جائے کہ نبی صلعم کا زہد اضطراری نہ تھا۔ بلکہ اختیاری تھا۔ اس کا سبب لاچاری نہ تھی بلکہ فطری سُبک روحی کہ علائق مادی سے پیوستگی پسند بھی نہ کر سکتے تھے۔

۱۔ اُمّ المومنین عائشہؓ فرماتی ہیں۔ نبی صلعم نے کبھی شکم سیر ہو کر نہیں کھایا۔ اور کبھی فاقہ کا شکوہ کسی سے نہیں فرمایا۔ ناداری حضورؐ کو غنی سے زیادہ پیاری تھی۔ کبھی ایسا

ے مسلم و ابوداؤد و ترمذی و نسائی۔

ہوتا۔ کہ بھوک کی وجہ سے رات بھر نیند نہیں آئی۔ مگر اگلے دن کا روزہ پھر رکھ لیتے تھے اگر حضورؐ چاہتے تو خدا تعالیٰ خزائن ارض کی کنجیاں اور ثمرات و تمتعات زندگی کی افزائشیں سب ہی عطا فرما دیتا۔

مَیں حضورؐ صلعم کے فاقہ کی حالت کو دیکھ کر رو پڑا کرتی۔ اپنا ہاتھ حضورؐ کے پیٹ پر پھرایا کرتی (کہ فاقہ سے کیسا دب گیا ہے) اور کہا کرتی واری جاؤں دنیا میں سے اتنا ہی قبول کر لیجئے۔ جو جسمانی طاقت کے قائم رکھنے کو کافی ہو۔ تو جواب میں فرما دیتے۔

| | |
|---|---|
| یا عائشۃ مالی والدُّنیا اَخْوانِی مِنْ اُولِی الْعَزْمِ مِنَ الرُّسُل صَبَرُوا علیٰ مَاھُوَ اَشَدُّ مِنْ ھٰذا فمضوا علی حالھم فقدِمُوا علیٰ ربھم فاکرم مأبھم واجزل ثوابھم فاجدنی استحیی ان ترفھت فی معیشتی ان یقصر لی غدًا دونھم ومامن شئی ھو احبُّ الیَّ من اللُّحوقِ بِاَخوانی وَاَخِلَّائِی۔ | عائشہ مجھے دنیا سے کیا کام میرے بھائی اولوالعزم رسول تو اس سے بھی زیادہ حالت پر صبر کیا کرتے تھے وہ اسی چال پر چلے۔ اور خدا کے سامنے گئے۔ خدا نے اُن کا اکرام کیا۔ اور اُن کو پورا پورا ثواب دیا۔ اب اگر میں آسودگی زندگی کو پسند کرتا ہوں تو مجھے یہ بھی شرم آتی ہے کہ کل کو اُن سے کم رہ جاؤں۔ دیکھو مجھے تو جو چیز سب سے زیادہ پیاری ہے۔ وہ یہ ہے کہ اپنے بھائیوں اور خلیلوں سے جاملوں۔ |

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں۔ کہ اس گفتگو کے بعد حضورؐ صرف ایک ہی مہینہ تک رونق افروز عالم رہے۔ اور پھر رفیق اعلیٰ سے جا ملے۔

اَللّٰھُمَّ دَاحِیَ الْمَدْحُوَّاتِ وَبَارِیَ الْمَسْمُوکَاتِ وَجَبَّارَ الْقُلُوبِ عَلٰی فِطْرَتِھَا شَقِیِّھَا وَسَعِیْدِھَا اجْعَلْ شَرَآئِفَ صَلَوَاتِکَ وَنَوَامِیَ

---

لے کتاب الشفا صـ۶۳۔

بَرَكَاتِكَ وَرَأْفَتَهُ تَحَنُّنِكَ عَلٰى مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَرَسُولِكَ الْخَاتِمِ لِمَا سَبَقَ وَالْفَاتِحِ لِمَا أُغْلِقَ وَالْمُعْلِنِ الْحَقِّ بِالْحَقِّ وَالدَّامِغِ لِجَيْشَاتِ الْأَبَاطِيلِ كَمَا حُمِّلَ فَاضْطَلَعَ بِأَمْرِكَ لِطَاعَتِكَ مُسْتَوْفِزًا فِي مَرْضَاتِكَ بِغَيْرِ نِكْلٍ عَنْ قَدَمٍ وَّلَا وَهْنٍ فِي عَزْمٍ وَاعِيًا لِّوَحْيِكَ حَافِظًا لِّعَهْدِكَ مَاضِيًا عَلٰى نَفَاذِ أَمْرِكَ حَتّٰى أَوْرٰى قَبَسًا لِّقَابِسٍ آلَاءُ اللّٰهِ تَصِلُ بِأَهْلِهِ أَسْبَابُهُ بِهٖ هُدِيَتِ الْقُلُوبُ بَعْدَ خَوْضَاتِ الْفِتَنِ وَالْإِثْمِ وَأَبْهَجَ مُوْضِحَاتِ الْأَعْلَامِ وَمُنِيْرَاتِ الْإِسْلَامِ وَنَائِرَاتِ الْأَحْكَامِ فَهُوَ أَمِيْنُكَ الْمَأْمُوْنُ وَخَازِنُ عِلْمِكَ الْمَخْزُوْنِ وَشَهِيْدُكَ يَوْمَ الدِّيْنِ وَبَعِيْثُكَ نِعْمَةً وَّرَسُوْلُكَ بِالْحَقِّ رَحْمَةً[1]۔

۲۔ علی مرتضیٰؓ کی روایت میں ہے۔ کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دریافت کیا۔ کہ حضورؐ کی سنت (طریقہ) کیا ہے۔ فرمایا:۔

---

[1] الحزب الاعظم۔ المنزل السادس۔ ترجمہ یہ ہے۔ اے مبسوطات کے پھیلانیوالے۔ اے مرفوعات کو بلند کرنیوالے اے شقی وسعید کے دلوں کو انکی فطرت پر درست کرنیوالے۔ اپنے بزرگ ترین درود۔ اور ترقی کرنیوالی برکتوں اور مہربانی سے بھری ہوئی محبت کو محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل فرما۔ وہ تیرا بندہ تیرا رسول نبوت کا خاتم اور بند دروازوں کا فاتح وہ حق کا حق کے ساتھ اعلان کرنیوالا۔ وہ بطلان کی فوجوں کو کچل دینے والا۔ وہ ذمہ داریوں کو پورا کرنیوالا۔ وہ جس نے ذراسی لغزش قدم یا ذراسی سستی عزم کے بغیر تیرے حکم پر تیری اطاعت میں قیام کیا۔ اور تیری خوشنودی کو پورا کیا۔ وہ تیری وحی کا محافظ تیرے عہد کا نگہبان۔ وہ تیرے حکم کے نفاذ کا دلدادہ۔ وہ جس نے راہ گیروں کے لئے سر راہ مشعل جلائی (جس کے اسباب بفضل خدا ان لوگوں کو مل جاتے ہیں) وہی محمدؐ جس کے سبب سے اُن دلوں کو جو کفر و گناہ میں غوطے کھا رہے تھے۔ نجات ملی۔ وہ جس کی وجہ سے روشن دلائل کے جھنڈے نمایاں ہوئے۔ ضیاء اسلام چمکی۔ اور نورانی احکام کی روشنی پڑی۔ وہ تیرا امین مامون۔ وہ تیرے علم مخزن کا خزینہ دار۔ وہ قیامت کے دن تیرا گواہ۔ وہ تیری نعمت کا اُٹھایا ہوا۔ اور تیری رحمت کا فرستادہ سچا رسول۔

| | | |
|---|---|---|
| المعرفۃ راس مالی | (۱) میرا راس المال اصل سرمایہ تو | معرفت ہے ٭ |
| والعقل اصل دینی | (۲) میرے دین کی جڑ | عقل ہے ٭ |
| والحب اساسی | (۳) میری بنیاد | محبّت ہے ٭ |
| والشوق مرکبی | (۴) میری سواری | شوق ہے ٭ |
| وذکر اللہ انیسی | (۵) میرا انیس | ذکر الٰہی ہے ٭ |
| والثقۃ کنزی | (۶) میرا خزانہ | اعتماد بر خدا ہے ٭ |
| والحزن رفیقی | (۷) میرا ساتھی | غم دل ہے ٭ |
| والعلم سلاحی | (۸) میرا ہتھیار | علم ہے ٭ |
| والصبر ردائی | (۹) میرا لباس | صبر ہے ٭ |
| والرضاء غنیمتی | (۱۰) میرا مال یغما | رضاء سبحانی ہے ٭ |
| والعجز فخری | (۱۱) میرا فخر | عجز بدرگاہ ربانی ہے ٭ |
| والزُّھد حرفتی | (۱۲) میرا پیشہ | زُہد ہے ٭ |
| والیقین قوتی | (۱۳) میری خوراک | یقین ہے ٭ |
| والصدق شفیعی | (۱۴) میرا شفیع | صدق ہے ٭ |
| والطاعۃ حسبی | (۱۵) میرا اندوختہ | طاعت الٰہی ہے ٭ |
| والجھاد خلقی | (۱۶) میرا خلق | جہاد ہے ٭ |
| وقرۃ عینی فی الصلوٰۃ[1] | (۱۷) میری آنکھوں کی ٹھنڈک تو | نماز میں ہے ٭ |

[1] الشفاء صہ ۶۵ ٭

# عام اخلاق

۱۔ اُمّ المومنین خدیجۃ الکبریٰ کی شہادت نبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلّم کی نبوت سے پیشتر کے اخلاق کی بابت بربناء پانزدہ سالہ تجربہ یہ ہے:۔

انك لتصل الرحم (۱) آپ قرابتیوں سے سلوک کرنے والے۔

وتحمل الكل (۲) درماندوں کو سواری دینے والے۔

وتكسب المعدوم (۳) ناداروں کو سرمایہ دینے والے۔

و تقرء الضيف (۴) مہمانوں کی خدمت کرنے والے۔

وتعين على نوائب الحق[1] (۵) مصیبت زدوں کی اعانت فرمانے والے ہیں۔

۲۔ بیہقی نے ابو قتادہؓ سے روایت کی ہے کہ نجاشی کا وفد حضور میں آیا۔ تو نبی صلعم بنفس نفیس اُنکی آسائش کا اہتمام فرماتے تھے۔ صحابہ نے عرض کی۔ کہ خدمت کے لئے ہم حاضر ہیں۔ فرمایا۔ ہاں۔ مگر انهم كانوا لِاَصْحَابِنَا مُكْرِمِيْنَ وَاِنِّيْ اُحِبُّ اَنْ اُكافِيْهِم۔ ان لوگوں نے حبش میں میرے صحابہ کی عزت کی تھی۔ اس لئے میں چاہتا ہوں کہ خود ہی اُنکی ضروریات کو پورا کردوں۔

۳۔ انس بن مالکؓ کہتے ہیں۔ میں نے دس سال نبی صلعم کی خدمت کی۔ اس عرصہ میں مجھے کبھی ہشت تک نہیں کی۔ میں نے کوئی کام کر لیا۔ تو یہ نہ فرمایا۔ کہ کیوں کیا۔ کوئی کام نہ کیا تو یہ نہ پوچھا۔ کہ کیوں نہیں کیا (الف)۔ حضورؐ نے مجھے ایک کام کے لئے فرمایا۔ میں نے کہا کہ میں نہیں جاتا۔ میرے دل میں یہ تھا۔ کہ میں جاؤں گا۔ میں وہاں

---

[1] صحیح بخاری کتاب مبعث النبی صلعم۔

سے نکلا۔ تو لڑکوں کے ساتھ کھیل میں لگ گیا (آغاز خدمت کے وقت حضرت انسؓ کی عمر سال کی تھی) نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی وہاں آ گئے میری گردن پر ہاتھ رکھا میں نے لوٹ کر دیکھا تو حضور ہنس رہے تھے اور فرمایا پیارے انیس اب تو اس کام کو جاؤ۔ میں نے عرض کیا ہاں جاتا ہوں (ب) ؎

۴۔ نبی صلعم کثیر السکوت تھے۔ بلا ضرورت نہیں بولا کرتے تھے جب بولتے تو کوئی ضروری جزو کلام کا باقی نہ رہ جاتا تھا۔ اور کوئی فضول لفظ استعمال نہ ہوتا تھا حضورؐ کی مجلس حلم و حیا اور خیر و امانت کی مجلس ہوتی تھی۔ تبسم ہی حضورؐ کا ہنسنا تھا۔ اصحاب بھی حضورؐ کے سامنے تبسم ہی پر اکتفا کرتے تھے؎۔ حضورؐ کی راستگوئی ایسی مسلمہ تھی۔ کہ نضر بن حارث جیسا جانی دشمن ایک دن قریش سے کہنے لگا۔ کہ محمدؐ بچپن ہی سے تم میں سب سے زیادہ پسندیدہ۔ سب سے زیادہ سچا۔ سب سے بڑھکر امانتدار مانا جاتا تھا۔ اب جو اس کی ڈاڑھی کے بال پک گئے۔ اور اس نے اپنی تعلیم تمہارے سامنے پیش کی تو تم نے کہہ دیا۔ کہ وہ ساحر ہے!!! نہیں نہیں بخدا وہ ساحر تو نہیں؎۔

## المختصر

اِس بحر ناپیدا کنار کی شناوری محال ہے اور خلاصۃ المقال یہ ہے کہ کیا ایسے اخلاق فاضلہ کا ہادی۔ ایسے محاسن جمیلہ کا مالک ایسے اشرف اقوال کا صاحب ایسے جمیل السجایا کا متجمل ایسا ہے کہ اس سے محبت کی جائے؟ یا ایسا ہے کہ اس سے محبت نہ کی جائے؟ میں تو زور سے کہوں گا۔ کہ جو کوئی بھی شخص ایسے محمدؐ۔ ایسے ستودہ۔ ایسے محمود

---

۱؎ الف صحیحین ب مسلم ؎ ۲؎ شفاء صـ ۱۱ ؎ ۳؎ شفاء صـ ۶۰ ؎

ایسے وجود باجود۔ ایسے مصطفےٰ ایسے برگزیدہ سے محبت نہیں کرتا۔ وہ فی الحقیقت ان جملہ اخلاق وصفات سے محبت نہیں رکھتا۔ اور اس لئے وہ خود بھی ان اخلاق وصفات سے متصف ہونے کی صلاحیت نہیں رکھتا۔ اَعَاذَنَا اللّٰہُ مِنْہَا۔

آؤ۔ ہم تو محبت کریں اور محبت کرنا اُن سے سیکھیں۔ جن کو خدا نے خود اپنے پیارے کی محبت وصحبت کے لئے چُن لیا تھا۔

یہ یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ محبت ہی ادب و توقیر سکھاتی ہے اور محبت ہی اتباع و اطاعت پر آمادہ کرتی ہے۔ تعظیم وہی تعظیم ہے۔ جس کا منشا محبت ہو۔ اور اکرام وہی اکرام ہے۔ جس کا مبدا محبت ہو۔

عُروہ بن مسعود ثقفی کو قریش نے صلح حدیبیہ سے پیشتر اپنا سفیر بنا کر حضورِ عالی میں روانہ کیا تھا۔ اُسے سمجھایا گیا تھا۔ کہ مسلمانوں کے حالات کو ذرا غور سے دیکھے۔ اور قوم کو آکر بتائے۔ عروہ نے دیکھا۔ کہ نبی صلعم وضو کرتے ہیں۔ تو بقیہ آبِ وضو پر صحابہ یوں گرے پڑتے ہیں۔ گویا ابھی لڑ پڑیں گے۔ حضورؐ کے لب وغیرہ کو زمین پر نہیں گرنے دیتے۔ وہ کسی نہ کسی کے ہاتھ ہی پر روک لیا جاتا ہے۔ جسے وہ منہ پر مل لیتے ہیں حضورؐ کوئی حکم دیتے ہیں۔ تو تعمیل کے لئے سب دوڑے پڑتے ہیں۔ حضورؐ کچھ بولتے ہیں۔ تو سب چُپ چاپ ہو جاتے ہیں۔ تعظیم کا یہ حال ہے کہ حضورؐ کی جانب آنکھ اُٹھا کر نہیں دیکھتے۔ عروہ نے یہ سب کچھ دیکھا۔ اور قوم سے آکر بیان کیا۔ لوگو! میں نے کسریٰ کا دربار بھی دیکھا۔ اور قیصر کا دربار بھی دیکھا۔ نجاشی کا دربار بھی دیکھا۔ مگر اصحابِ محمدؐ جو تعظیم محمدؐ کی کرتے ہیں۔ وہ تو کسی بادشاہ کو بھی اپنے دربار اور ملک میں حاصل نہیں۔

زیدؓ بن دثنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کفار نے پکڑ لیا۔ اور قریش نے قتل کے لئے اُن سے خرید لیا تھا۔ جب اُنکو سولی دینے کے لئے لے چلے تو ابوسفیان بن حرب نے اُس سے کہا۔ زید تجھے خدا ہی کی قسم۔ تم چاہتے ہو؟ کہ محمدؐ کو پھانسی دی جاتی اور تم اپنے گھر میں آرام سے ہوتے *

زیدؓ نے کہا۔ خدا کی قسم میں تو یہ بھی نہیں چاہتا۔ کہ میری رہائی کے بدلے نبی صلعم کے پائے مبارک میں اپنے گھر کے اندر بھی کانٹا لگے *

ابوسفیان حیران رہ گیا۔ اور یوں کہا۔ کہ میں نے تو کسی کو بھی نہ دیکھا۔ جو دوسرے شخص سے ایسی محبت رکھتا ہو۔ جیسے اصحاب محمدؐ کو محمدؐ سے ہے *

عبیداللہ بن یزید صحابی کا ذکر ہے۔ انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کی کہ حضورؐ مجھے اپنے اہل و مال سے زیادہ پیارے ہیں۔ جب حضورؐ مجھے یاد آتے ہیں۔ تو میں گھر میں ٹک نہیں سکتا۔ آتا ہوں۔ اور حضورؐ کو دیکھ کر تسلی پاتا ہوں۔ مگر میں اپنی موت اور حضورؐ کی موت کا تصور کر کے کہا کرتا ہوں۔ کہ حضورؐ تو فردوس بریں میں انبیاءؑ کے درجہ بلند پر ہونگے۔ میں اگر بہشت میں پہنچا بھی تو کسی ادنی مقام میں ہونگا اور وہاں حضورؐ کا دیدار نہ پا سکوں گا۔ نبی صلعم نے اُسے یہ آیت پڑھ کر سنائی اور اُس کے قلب کو سکینہ عطا فرمایا:۔

| | |
|---|---|
| وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ | جو کوئی اللہ اور رسولؐ کی اطاعت کرتا ہے وہ اُن |
| فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ | لوگوں کے ساتھ ہو گا۔ جن پر خدا کا انعام ہؤا * |

ایک اور صحابی کا ذکر ہے۔ وہ نبی صلعم کی خدمت میں آتے۔ تو حضورؐ ہی کی جانب تاک لگائے دیکھتے رہتے۔ نبی صلعم نے پوچھا۔ یہ کیا بات ہے۔ وہ بولے میں سمجھتا

ہوں۔ کہ دنیا ہی میں اِس دیدار کی بہار لوٹ لوں۔ آخرت میں حضورؐ کے مقام رفیعہ تک تو ہماری رسائی بھی نہ ہوگی۔ اِس واقعہ پر اللہ تعالیٰ نے آیت بالا وَمَنْ یُّطِعِ اللّٰہَ وَالرَّسُوْلَ کو نازل فرمایا۔

اور نبی صلعم نے حدیث انسؓ میں صاف ہی فرما دیا:۔

مَنْ اَحَبَّنِیْ کَانَ مَعِیَ فِی الْجَنَّۃِ جو کوئی مجھ سے محبت رکھتا ہے وہ میرے ساتھ جنت میں ہوگا[1]

اِس حدیث کی ابتدا میں ہے کہ نبی صلعم نے مجھے فرمایا۔ اگر تو ایسی صبح و شام میں زندگی بسر کر سکتا ہے کہ تیرے دل میں کسی کا کینہ نہ ہو۔ تو ضرور ایسا ہی کر۔ پھر فرمایا یہی میری روش ہے۔ جس نے میری روش کو زندہ کیا۔ اُس نے مجھ سے محبت کی۔

جنگ احد کا ذکر ہے۔ ایک عورت کا بیٹا بھائی شوہر قتل ہو گئے تھے۔ وہ مدینہ سے نکل کر میدان جنگ میں آئی۔ اُس نے پوچھا۔ کہ نبی صلعم کیسے ہیں۔ لوگوں نے کہا بحمد اللہ وہ تو بخیریت ہیں۔ جیسا کہ تو چاہتی ہے۔ بولی نہیں مجھے دکھا دو۔ کہ حضورؐ کو دیکھ لوں۔ جب اُس کی نگاہ چہرہ مبارک پر پڑی تو وہ جوش دل سے بول اُٹھی۔ کل مصیبۃ بعدک جلل۔ آپ زندہ ہیں۔ تو اب ہر مصیبت کی برداشت آسان ہے[2]۔

عبداللہ بن ابی رئیس المنافقین تھا۔ اور اس کا فرزند عبداللہؓ صادقین میں سے تھا۔ اُس نے نبی صلعم سے گذارش کی۔ لَوْشِئْتَ لَاَتَیْتُ بِرَاْسِہٖ۔ اگر حضور چاہیں۔ تو میں اپنے باپ کا سر کاٹ کر لے آؤں۔ نبی صلعم نے انکار فرما دیا۔

---

[1] رواہ الترمذی۔

[2] زرقانی جلد ۶ صفحہ ۲۹۰۔ یہ خاتون بلند پایہ ہند زوجہ عمرو بن الجموح انصاریہ ہیں۔ محمد سلیمان

عمرو بن العاص کہتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بڑھکر مجھے کوئی بھی پیارا نہ تھا۔ مگر میرے دل میں حضورؐ کا جلال اس قدر تھا۔ کہ میں آنکھ بھر کر حضورؐ کو نہ دیکھ سکتا تھا۔

انسؓ کہتے ہیں۔ نبی صلعم کے اصحاب مہاجرین و انصار بیٹھے ہوتے۔ اُن میں ابوبکرؓ و عمرؓ بھی ہوتے۔ حضورؐ باہر تشریف لاتے تو کوئی بھی حضورؐ کی جانب نگاہ بلند نہ کرتا۔ ہاں ابوبکرؓ و عمرؓ دیکھا کرتے۔ حضورؐ اُن کو دیکھا کرتے۔ حضورؐ بھی تبسم فرماتے۔ اور وہ بھی متبسم ہوتے تھے۔

نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صلح حدیبیہ کے موقع پر حضرت عثمان غنیؓ کو مکہ میں اپنا سفیر بنا کر بھیجا۔ قریش نے کہا۔ تم بیت الحرام میں آگئے ہو۔ طواف تو کر لو۔ انہوں نے جواب دیا۔ کہ نبی صلعم سے پیشتر میں کبھی طواف نہ کروں گا۔

علی مرتضیٰؓ سے کسی نے پوچھا۔ کہ رسول اللہ صلعم کے ساتھ تمہاری محبت کیسی ہوتی تھی۔ فرمایا بخدا نبی صلعم ہم کو مال و اولاد۔ فرزند و مادر سے زیادہ محبوب اور اس سے زیادہ پیارے تھے۔ جیسا ٹھنڈا پانی پیاسے کو ہوتا ہے[1]۔

# جذباتِ محبّت کو دیکھنا ہو

تو اُس وقت دیکھو جب کوئی صحابی نبی صلعم کا ذکر کرتا ہو:۔

حضرت انسؓ فرماتے ہیں:۔

[1] یہ مثال عرب جیسے ملک میں بخوبی سمجھ میں آ سکتی ہے۔ جہاں پانی نہ ملنے سے بیسیوں اشخاص جنگلوں میں مر جایا کرتے تھے۔

كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ اَحْسَنِ النَّاسِ خُلُقًا وَلَا مَسِسْتُ خَزًّا وَلَا حَرِيْرًا وَلَا شَيْئًا كَانَ اَلْيَنَ مِنْ كَفِّ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا شَمِمْتُ مِسْكًا قَطُّ وَلَا عِطْرًا كَانَ اَطْيَبَ مِنْ عَرَقِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ [1]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خوش خلقی میں سب لوگوں سے بڑھے ہوئے تھے۔ میں نے ریشم کا دبیز یا باریک کپڑا یا کوئی ور شئے ایسی نہیں چھوئی جو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہتھیلی سے زیادہ نرم ہو۔ میں نے کبھی کوئی کستوری یا کوئی عطر ایسا نہیں سونگھا جو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پسینہ سے زیادہ خوشبو والا ہو۔

جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کسی شخص نے پوچھا۔ کہ کیا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا چہرہ تلوار جیسا چمکیلا تھا۔ تو وہ بول اٹھے:۔

لَا بَلْ كَانَ مِثْلَ الشَّمْسِ وَالْقَمَرِ [2]

نہیں نہیں حضورؐ کا چہرہ تو آفتاب و ماہتاب جیسا تھا۔

انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں:۔

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَزْهَرَ اللَّوْنِ كَانَ عَرَقَهُ اللُّؤْلُؤُ [3]

نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا رنگ سفید روشن تھا پسینہ کی بوند حضورؐ کے چہرہ پر ایسی نظر آتی تھی۔ جیسے موتی۔

جابرؓ بن سمرہ کہتے ہیں۔ نبی صلعم مسجد سے نکل کر گھر کو چلے۔ تو بچوں نے حضورؐ کو گھیر لیا۔ حضورؐ ہر ایک کو پیار دیتے۔ اُس کے منہ پر ہاتھ پھراتے تھے۔ میرے رخسارہ پر بھی حضورؐ نے ہاتھ رکھا۔ میرے ٹھنڈک سی پڑ گئی۔ اور ایسی خوشبو آئی۔ گویا وہ ہاتھ ابھی جونہ عطار سے نکالا گیا تھا۔ [4]

---

[1] شمائل ترمذی۔ صحیحین میں عطر کی جگہ عنبرۃً اور عرق کی جگہ رائحۃً ہے۔ [2] رواہ مسلم۔
[3] صحیحین۔ [4] صحیح مسلم۔

علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:-

مَنْ رَاٰہُ بَدِیْھَۃً ھَابَہٗ وَمَنْ خَالَطَہٗ مَعْرِفَۃً اَحَبَّہٗ یَقُوْلُ نَاعِتُہٗ لَمْ اَرَ قَبْلَہٗ وَلَا بَعْدَہٗ مِثْلَہٗ[1]۔

جو کوئی یکایک حضورؐ کے سامنے آجاتا۔ وہ دہل جاتا۔ جو پہچان کر پاس آبیٹھتا وہ شیدا ہو جاتا۔ دیکھنے والا کہا کرتا۔ کہ میں نے حضورؐ جیسا کوئی بھی اس سے پہلے یا پیچھے نہیں دیکھا۔

رُبَیِّعْ بنت مُعوِّذ صحابیہ ہیں۔ اُنسے عمار بن یاسرؓ کے پوتے نے کہا تھا۔ کہ نبی صلعم کا کچھ حلیہ بیان فرمایئے۔ انہوں نے فرمایا:-

لَوْرَاَیْتَہٗ رَاَیْتَ الشَّمْسَ طَالِعَۃً — اگر تو حضورؐ کو دیکھ لیتا تو سمجھتا کہ سورج نکل آیا۔

جابر بن سمرہؓ کہتے ہیں۔ چاندنی رات تھی۔ نبی صلعم حُلّہ حمراء اوڑھے ہوئے لیٹ رہے تھے۔ میں کبھی چاند کو دیکھتا تھا۔ کبھی حضورؐ پر نگاہ ڈالتا تھا۔

فَاِذَا ھُوَ اَحْسَنُ عِنْدِیْ مِنَ الْقَمَرِ[2] — بالآخر میں نے تو یہی سمجھا کہ حضورؐ چاند سے زیادہ خوشنما ہیں

اس روایت میں لفظ عِنْدِیْ عجیب طور پر لذت دید اور ذوق نظارہ کو ظاہر کر رہا ہے۔

وہی چہرہ جس کے دیدار سے جابرؓ کی آنکھیں روشن ہوتی ہیں۔ عبداللہ بن سلامؓ کے قلب کو منور کرتا ہے۔ حدیث ترمذی میں ہے۔ حضرت عبداللہؓ کہتے ہیں۔ میں آپ کو دیکھنے گیا تھا۔ فَلَمَّا اسْتَبَنْتُ وَجْھَہٗ عَرَفْتُ اَنَّ وَجْھَہٗ لَیْسَ بِوَجْہِ کَذَّابٍ۔ یعنی مجھے تو چہرہ نظر آتے ہی عرفان ہو گیا۔ کہ جھوٹے میں یہ بات کہاں۔

ام سلیمؓ جو انس بن مالکؓ کی والدہ ہیں۔ ایک نیک بائی ہیں۔ نبی صلعم کبھی

---

[1] رواہ الترمذی۔ [2] رواہ الترمذی والدارمی۔

کبھی دوپہر کو ان کے گھر سوتے۔ بستر چمڑے کا تھا۔ حضورؐ کو پسینہ بہت آیا کرتا تھا ام سلیمؓ پسینے کی بوندوں کو جمع کر لیتی اور شیشی میں باحتیاط رکھ لیتی تھیں۔ نبی صلعم نے اُن کو ایسا کرتے دیکھا۔ تو پوچھا۔ یہ کیا۔ تو انہوں نے کہا:۔

| | |
|---|---|
| عَرَقُكَ نَجْعَلُهٗ فِیْ طِیْبِنَا وَهُوَ مِنْ اَطْیَبِ الطِّیْبِ۔ (متفق علیہ) | یہ حضورؐ کا پسینہ ہے۔ ہم اسے عطر میں ملا لیں گی اور یہ تو سب عطروں سے بڑھ کر عطر ہے۔ |

عمرؓ ایام خلافت میں رات گوگشت کے لئے نکلے۔ سنا کہ ایک عورت دھنک رہی ہے اور یہ اشعار پڑھ رہی ہے۔

علی محمد صلوٰۃ الابرار ۔۔۔ صلی علیہ الطیبون الاخیار[1]
قد کنت قواما بکی بالاسحار ۔۔۔ یالیت شعری والمنایا اطوار
هل تجمعنی وحبیبی الدار۔

حضرت عمرؓ وہیں بیٹھ گئے۔ روتے رہے اور چند دن تک صاحب فراش رہے۔
مجھے جذبات محبت کا دکھانا مقصود ہے۔

ذرا حسانؓ ثابتؓ کے ان چند اشعار کو دیکھو۔ جو وفات نبویؐ پر ہیں۔

جنبًا یقیك الترب لهفی لیتنی ۔۔۔ غُیِّبْتُ قبلك فی بقیع الغرقد
اَاُقِیْمُ بَعْدَكَ بالمدینۃ بینهم ۔۔۔ یالهف نفسی لیتنی لم اولد
فظللت بعد وفاتہ متلدّدًا ۔۔۔ یالیتنی اُسْقِیْتُ سُمَّ الاسود
او حل امر اللہ فینا عاجلًا ۔۔۔ من یومنا فی دوحۃ او فی غد

[1] محمدؐ پر ابرار کے درود۔ اُس پر طیبون و اخیار درود پڑھ رہے ہیں۔ وہ تو راتوں کو جاگنے والے سحر کو رونے والے تھے۔ موت تو بہتیری طرح آتی ہے۔ کاش مجھے یقین ہو جائے کہ مرنے کے بعد بھی مجھے حضورؐ کی زیارت نصیب ہو گی۔

فتقوم ساعتنا فنلقی طیبًا ۔۔۔ محضًا ضرائبہ کریم المحتد

واللہ اسمع ما حییت بھالکٍ ۔۔۔ الا بکیت علی النبی محمدؐ

صلی الالہ ومن یحف بعرشہ ۔۔۔ والطیبون علی المبارک احمدؐ

ترجمہ:۔ جب مٹی نے آپ کو چھپایا تو مجھے دریغ آتا تھا۔ کہ میں کیوں اس سے پیشتر قبر میں نہیں جا چکا تھا۔ کیا اب میں حضورؐ کے بعد مدینہ میں لوگوں کے اندر بھی بیٹھا کروں گا۔ ہائے افسوس۔ میں پیدا ہی نہ ہوا ہوتا۔ میں تو وفات نبی صلعم کے بعد از ہوش رفتہ بن گیا ہوں۔ کاش کوئی کالا سانپ آئے مجھے ڈس جائے۔ یا الٰہی آج ہی یا کل ہی تک موت آجائے۔ یا قیامت ہی کھڑی ہو جائے۔ کہ ہم طیب پاک کریم النفس جمیل الشیم نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جا ملیں خدا خوب سنتا ہے۔ میں تو جب تک زندہ رہوں گا۔ محمدؐ نبی صلعم پر روتا ہی رہوں گا۔ خدا۔ اور حاملان عرش اور سب طیب لوگ احمد صلعم پر درود بھیجیں ۞

صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سمجھے ہوئے تھے۔ کہ محبت صرف ایمائے لفظی سے ثابت نہیں ہو سکتی ہے۔ ودود الغفور نے بھی اُن لوگوں کو جو محبت خدا کا دعویٰ رکھتے تھے۔ صاف طور پر فرما دیا تھا:۔

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ ۔ اگر خدا سے محبت ہے تو رسول صلعم کا اتباع کرو ۞

اس لئے صحابہؓ نے اتباع رسول صلعم میں وہ وہ کام کئے۔ جو ہزاروں سال تک اسلام کی صداقت اور صحابہؓ کے خلوص اور محبۃ النبی صلعم کے صحیح معنی کا مفہوم ظاہر کرتے رہیں گے ۞

صحابہؓ کے حالات سے واضح ہوتا ہے کہ وہ نبی صلعم کا ادب اور توقیر و تعظیم کیونکر کیا کرتے تھے۔ مغیرہؓ کی روایت میں ہے۔ کہ اگر کسی صحابی کو حضورؐ کے در دولت پر

دستک کی بھی ضرورت پڑا کرتی۔ تو وہ اپنے ناخنوں کے ساتھ دروازہ کو کھٹکھٹایا کرتا تھا کوئی صحابی حضورؐ کے سامنے ایسی آواز سے نہ بولتا۔ کہ اُس کی آواز حضورؐ کی آواز سے اونچی ہوتی اس ادب کی تعلیم خود خدائے برتر نے دی تھی ؂

لَا تَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ۔ | لوگو اپنی آواز کو نبی صلعم کی آواز سے بلند نہ کرو ؂

ائمۂ علام اس حکم کو دوام کے لئے قرار دیتے ہیں۔ حدیث نبوی صلعم صوت النبی ہے۔ حدیث پاک کے ہوتے اپنی قال وقیل کو پیش کرنا یا اپنی رائے اور سمجھ کو شامل کرنا صوتِ نبی صلعم پر اپنی صوت کو بلند کرنا ہے۔ نہی بالا کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے اُن لوگوں کی مدح بھی فرمائی ہے۔ جو اِن آداب کی پابندی کرتے ہیں۔ فرمایا:۔

اِنَّ الَّذِيْنَ يَغُضُّوْنَ اَصْوَاتَهُمْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ امْتَحَنَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ لِلتَّقْوٰى ؂ | جو لوگ رسول اللہ صلعم کے سامنے اپنی آواز کو پست رکھتے ہیں۔ یہ وہی ہیں جن کے دلوں کا امتحان خدا تعالیٰ نے تقویٰ میں لیا ہے ؂

پس محبۃ النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ایک علامت ہمارے لئے یہ ہے۔ کہ حضورؐ کے کلام اور فرمودہ کی عزت ہمارے دل میں ہو۔ اور جب کوئی حکم صحیح طور پر نبی معصوم سے جس کی اطاعت خدا نے ہم پر فرض کی ہے۔ ہم کو مل جائے۔ اُس وقت اُس کی قبولیت اور تعمیل میں ہم کو ذرا تامل اور عذر باقی نہ رہے ؂

محبت النبی صلعم کی ایک علامت یہ ہے کہ حضورؐ کا ذکر خیر زبان پر اکثر جاری رہے۔ حدیث میں ہے:۔

مَنْ اَحَبَّ شَيْئًا اَكْثَرَ مِنْ ذِكْرِهٖ ؂ | جس کسی کو کوئی چیز پیاری ہوتی ہے وہ اُس کا اکثر ذکر کیا کرتا ہے ؂

محبت النبی صلعم کی ایک علامت یہ ہے۔ کہ آل نبیؐ کے ساتھ سچے دل اور

؂ زرقانی صفحہ ۲۶۵ جلد ۶ ؂

شفافِ قلب سے محبت ہو۔
عمر فاروقؓ کے حال میں ہے کہ جب وہ صحابہؓ کے روزینے مقرر کرنے لگے۔ تو عبداللہ بن عمرؓ اپنے فرزند کا روزینہ تین ہزار مقرر کیا۔ اور اسامہ بن زیدؓ کا روزینہ تین ہزار پانسو سالانہ۔ عبداللہؓ نے کہا۔ اسامہؓ کو کونسی فضیلت حاصل ہے۔ وہ کسی غزوہ میں میری طرح حاضر نہیں رہا۔ فاروقؓ نے کہا۔ اُس کا باپ تیرے باپ سے اور وہ خود تجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو زیادہ پیارے تھے۔ اس لئے میں نے اپنے پیارے پر نبی صلعم کے پیارے کو ترجیح دی ہے۔

امامین شہیدین حسنین علیہما السلام اور اُنکے ابوین طیبینؓ کی محبت عین محبت النبی صلعم ہے۔ اُن کے فضائل یاد رکھنا۔ بیان کرنا۔ اُن کے اسوۂ حسنہ پر عمل کرنا عین محبت نبوی ہے۔

مہاجرین و انصار رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے جن کے اوصاف قرآن مجید و احادیث پاک میں بکثرت موجود ہیں۔ محبت رکھنا عین محبت النبی صلعم ہے۔ اتباع صحابہ اور متابعت سنت خلفاء عین محبت النبی صلعم ہے۔ اس بحث کی تکمیل انشاء اللہ تعالیٰ جلد ثالث میں کی جائے گی۔

اَللّٰھُمَّ ارْزُقْنَا حُبَّکَ وَحُبَّ مَنْ یُّحِبُّکَ وَحُبَّ عَمَلٍ یُّقَرِّبُنَا اِلٰی حُبِّکَ

# باب ہشتم

## وَلِتَعْلَمُوا عَدَدَ السِّنِيْنَ وَالْحِسَابَ

واقعاتِ سیرت کو قلمبند کرتے وقت بڑے بڑے فاضل مصنف واقعات کو یوم وتاریخ کے ساتھ بیان کرتے ہیں دیکھا جاتا ہے کہ کبھی دن صحیح ہوتا ہے تو تاریخ غلط ہوتی ہے۔ کبھی تاریخ صحیح ہوتی ہے تو دن غلط۔ اس لئے سنہ ہجری کے متعلق مختصر طور پر لکھا جاتا ہے۔ تاکہ تصحیح وتطبیق ایام وتواریخ ہجری کے لئے کارآمد ہو۔ اس بارہ میں تمام مبحث جو موجب طوالت اور ہمارے موضوع سے زائد ہیں چھوڑ دئے گئے ہیں۔

## (۱) سنہ ہجری

(۱) یہ سنہ خالص قمری ہے قمری ہجری سال ۳۵۴ دن سے کم اور ۳۵۵ دن سے زیادہ کا نہیں ہوتا۔ یہ سنہ جولین پیریڈ کے ۱۹۴۸۴۳۹ دن گزرنے سے بعد شروع ہوا ہے۔

(۲) اہل ہیئت نے سنین قمری کو دورِ صغیر وکبیر پر تقسیم کیا ہے ۳۰ سال قمری کا دورِ صغیر۔ اور (۷) دورِ صغیر یعنی ۲۱۰ سال قمری کا دورِ کبیر[1] ہوتا ہے دورِ صغیر

[1] سنہ ہجری کا پہلا دورِ کبیر ۲۱۰ ہجری کو ختم ہوتا ہے۔ اس میں دس سال عہد نبوت کے ہیں۔ باقی دوسو سال وہ ہیں جو حدیث الآیات بعد المائتین کے ہیں۔

کے ۳۰ سال میں سے ۱۹ سال ۳۵۴ دن کے اور ۱۱ سال ۳۵۵ دن کے ہوتے ہیں اور بلحاظ تعداد ایام ہر دورِ صغیر ۱۰۶۳۱ دن کا۔ اور دورِ کبیر ۱۷۴۴۷ دن کا ہوتا ہے۔

(۳) ہر دورِ صغیر دوسرے دورِ صغیر کے ساتھ یہ مماثلت رکھتا ہے کہ جس ترتیب کے ساتھ پہلے دورِ صغیر میں قمری مہینے ۲۹-۲۹ یا ۳۰-۳۰ دن کے آتے تھے۔ اس سے ملحق دوسرے دور میں بھی وہ سب قمری مہینے اسی ترتیب کے ساتھ ۲۹-۲۹ یا ۳۰-۳۰ دن کے آئیں گے اور پچھلے دورِ صغیر کے تمام سال اور مہینے اپنے سے پہلے دور کے برسوں اور مہینوں سے بالترتیب پانچ دن بعد شروع ہوا کرتے ہیں۔

(۴) دورِ کبیر کی خصوصیت یہ ہے کہ وہ اپنے سے پہلے دور کے برسوں اور مہینوں کے مطابق ہوتا ہے یعنی برسوں اور مہینوں کے شروع ہونے کے دن اور ان کے دنوں کی تعداد بالترتیب بالکل وہی ہوتی ہے جو اس سے ماسبق دور میں تھی۔

(۵) نقشہ مندرجہ ذیل میں سنہ ہجری سے ۱۴۷۰ھ تک سالہائے ہجری کے شروع ہونے کا دن رویتِ عرب کے مطابق درج کیا گیا ہے اور ۳۵۵ دن کے برسوں کو خطوط وحدانی میں دکھایا گیا ہے۔

# غرہ سنہ ہجری کے دریافت کرنیکا قاعدہ

نقشہ مندرجہ ذیل سے کسی سال ہجری شروع ہونے کا دن معلوم کرنے کے لئے اس سال کو ۲۱۰ پر تقسیم کریں۔ بعد تقسیم جس قدر سال باقی رہیں۔ ان کو سالہائے ہجری کے خانے میں دیکھیں۔ خانہ (الف) کے ہندسہ کی سیدھ میں خانہ (ب) کے ہندسہ کے نیچے جو دن لکھا ہوا ملے گا۔ اسی دن سے وہ سال ہجری شروع ہوگا۔ ان میں سے خانہ (ب)

کے زیادہ سے زیادہ سال جو کم ہو سکتے ہوں۔ انکے نیچے اور ان برسوں کے کم ہونے کے بعد جس قدر سال باقی رہتے ہوں۔ ان کے مقابل ہیں۔

# نقشہ غرہ سنین قمری ہجری

| سالہائے ہجری (الف) | | | | | | دورہائے ۳۰ سالہ (ب) | | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| سالہائے ہجری | | | | | | ۰ | ۱ | ۲ | ۳ | ۴ | ۵ | ۶ |
| | | | | | | ۲۱۰ | ۳۰ | ۶۰ | ۹۰ | ۱۲۰ | ۱۵۰ | ۱۸۰ |
| ۱ | | ۹ | ۱۷ | ۲۵ | (۰) | یکشنبہ | جمعہ | چہارشنبہ | دوشنبہ | شنبہ | پنجشنبہ | سہ شنبہ |
| (۲) | | ۱۰ | ۱۸ | ۲۶ | یہ جدول جنتری کے مطابق ہے | جمعہ | چہارشنبہ | دوشنبہ | شنبہ | پنجشنبہ | سہ شنبہ | یکشنبہ |
| | | ۱۱ | ۱۹ | ۲۷ | | سہ شنبہ | یکشنبہ | جمعہ | چہارشنبہ | دوشنبہ | شنبہ | پنجشنبہ |
| | ۴ | ۱۲ | ۲۰ | ۲۸ | | شنبہ | پنجشنبہ | سہ شنبہ | یکشنبہ | جمعہ | چہارشنبہ | دوشنبہ |
| | (۵) | (۱۳) | (۲۱) | ۲۹ | | پنجشنبہ | سہ شنبہ | یکشنبہ | جمعہ | چہارشنبہ | دوشنبہ | شنبہ |
| | ۶ | ۱۴ | ۲۲ | | | دوشنبہ | شنبہ | پنجشنبہ | سہ شنبہ | یکشنبہ | جمعہ | چہارشنبہ |
| | ۷ | ۱۵ | ۲۳ | | | شنبہ | پنجشنبہ | سہ شنبہ | یکشنبہ | جمعہ | چہارشنبہ | دوشنبہ |
| ۳ | (۸) | (۱۶) | (۲۴) | (۳۰) | | چہارشنبہ | دوشنبہ | شنبہ | پنجشنبہ | سہ شنبہ | یکشنبہ | جمعہ |

(۷) سنین ہجری و عیسوی کی تواریخ و شہور کی مطابقت کے لئے ذیل میں جدول تعداد ایام سالہائے ہجری درج کی جاتی ہے۔ جب کسی سال ہجری کا غرہ اور اس کے مطابق عیسوی تاریخ ماہ و سنہ معلوم کرنا ہو تو جس قدر پورے سال ہجری گذر چکے ہوں۔ ان ہجری سالوں کے دن جدول تعداد ایام سالہائے ہجری سے معلوم کر کے انہیں ۲۲۷۰۱۵ دن جمع کریں مجموعہ ایام کے برابر دنوں کا شمار یکم جنوری سنہ عیسوی یوم دوشنبہ سے بحساب جدید شمار کریں۔ جیسا کہ سنہ عیسوی جدید کے ضمن میں بیان کیا گیا ہے۔

جس سال مہینے تاریخ عیسوی پر وہ دن ختم ہوں اسی تاریخ عیسوی کو سنہ مطلوب ہجری کا یکم محرم ہوگا۔

## جدول تعداد ایام سالہائے ہجری

| تعداد ایام عیسوی از یکم جنوری سنہ یوم دوشنبہ تا آغاز یکم محرم سنین مندرجہ ذیل | سالہائے ہجری | تعداد ایام | میزان افزودن ایام |
|---|---|---|---|
| ۲۲۷۰۱۴ | ۱ | ۱ | ۳۵۴ |
| ۲۲۷۰۶۸ | (۲) | ۳۵۵ | ۷۰۹ |
| ۲۲۷۷۲۳ | ۳ | ۳۵۴ | ۱۰۶۳ |
| ۲۲۸۰۷۷ | ۴ | ۳۵۴ | ۱۴۱۷ |
| ۲۲۸۴۳۱ | (۵) | ۳۵۵ | ۱۷۷۲ |
| ۲۲۸۷۸۶ | ۶ | ۳۵۴ | ۲۱۲۶ |
| ۲۲۹۱۴۲ | ۷ | ۳۵۴ | ۲۴۸۰ |
| ۲۲۹۴۹۵ | (۸) | ۳۵۵ | ۲۸۳۵ |
| ۲۲۹۸۵۰ | ۹ | ۳۵۴ | ۳۱۸۹ |
| ۲۳۰۲۰۴ | ۱۰ | ۳۵۴ | ۳۵۴۳ |
| ۲۳۰۵۵۸ | (۱۱) | ۳۵۵ | ۳۸۹۸ |
| ۲۳۰۹۱۳ | ۱۲ | ۳۵۴ | ۴۲۵۲ |
| ۲۳۱۲۶۷ | (۱۳) | ۳۵۵ | ۲۶۰۷ |
| ۲۳۱۶۲۲ | ۱۴ | ۳۵۴ | ۴۹۶۱ |
| ۲۳۱۹۷۶ | ۱۵ | ۳۵۴ | ۵۳۱۵ |
| ۲۳۲۳۳۰ | (۱۶) | ۳۵۵ | ۵۶۷۰ |
| ۲۳۲۶۸۵ | ۱۷ | ۳۵۴ | ۶۰۲۴ |
| ۲۳۳۰۳۹ | ۱۸ | ۳۵۴ | ۶۳۷۸ |
| ۲۳۳۳۹۳ | (۱۹) | ۳۵۵ | ۶۷۳۳ |
| ۲۳۳۷۴۸ | ۲۰ | ۳۵۴ | ۷۰۸۷ |
| ۲۳۴۱۰۲ | (۲۱) | ۳۵۵ | ۷۴۴۲ |
| ۲۳۴۴۵۷ | ۲۲ | ۳۵۴ | ۷۷۹۶ |
| ۲۳۴۸۱۱ | ۲۳ | ۳۵۴ | ۸۱۵۰ |
| ۲۳۵۱۶۵ | (۲۴) | ۳۵۵ | ۸۵۰۵ |
| ۲۳۵۵۲۰ | ۲۵ | ۳۵۴ | ۸۸۵۹ |
| ۲۳۵۸۷۴ | ۲۶ | ۳۵۴ | ۹۲۱۳ |
| ۲۳۶۲۲۸ | (۲۷) | ۳۵۵ | ۹۵۶۸ |
| | ۲۸ | ۳۵۴ | ۹۹۲۲ |
| | ۲۹ | ۳۵۴ | ۱۰۲۷۶ |
| | (۳۰) | ۳۵۵ | ۱۰۶۳۱ |

## جدول دورہائے صغیر قمری مع تعداد ایام

| تعداد سالہائے قمری | تعداد ایام |
|---|---|
| ۳۰ | ۱۰۶۳۱ |
| ۶۰ | ۲۱۲۶۲ |
| ۹۰ | ۳۱۸۹۳ |
| ۱۲۰ | ۴۲۵۲۴ |
| ۱۵۰ | ۵۳۱۵۵ |
| ۱۸۰ | ۶۳۷۸۶ |
| ۲۱۰ | ۷۴۴۱۷ |

## جدول دورہائے کبیر قمری مع تعداد ایام

| تعداد سالہائے قمری | تعداد ایام |
|---|---|
| ۴۲۰ | ۱۴۸۸۳۴ |
| ۶۳۰ | ۲۲۳۲۵۱ |
| ۸۴۰ | ۲۹۷۶۶۸ |
| ۱۰۵۰ | ۳۷۲۰۸۵ |
| ۱۲۶۰ | ۴۴۶۵۰۲ |
| ۱۴۷۰ | ۵۲۰۹۱۹ |

(۸) اسلام میں سنہ ہجری کا استعمال بعہد خلافت عمرؓ فاروق جاری ہؤا یوم الخمیس ۲۰ جمادی الثانی سنہ ۱۷ھ م ۹/۱۲ جولائی سنہ ۶۳۸ء علی مرتضیٰؓ کے مشورہ سے سنہ کا شمار واقعہ ہجرت نبویہ سے کیا گیا۔ اور عثمان ذوالنورینؓ کے مشورہ سے محرم کو اولین شہور مقرر کیا گیا۔

(۹) سنہ ہجری میں ایک عجیب فضیلت پائی جاتی ہے۔ کہ وہ شروع سے حال تک اپنی صورت محجوزہ پر چلا آتا ہے۔ جو دنیا کے مروجہ سنین میں سے غالباً کسی سنہ میں نہیں پائی جاتی۔

دوسری عجیب خصوصیت اس کی یہ ہے۔ کہ بلحاظ تداول و استعمال بھی سنہ ھ دنیا کے اکثر مروجہ سنین سے قدیم سنہ ہے۔ اگرچہ وہ اپنے اعداد کے لحاظ سے سنہ ہجری سے زیادہ پرانے معلوم ہوتے ہیں۔ مثلاً یکم محرم سنہ ۱ھ ۱۶ جولائی سنہ ۵۳۳۵ جولین کے مطابق۔

الف۔ جولین پیریڈ کا سنہ بظاہر سنہ ہجری سے سنہ ۵۳۳۴ سال پہلے کا معلوم ہوتا ہے مگر حقیقت میں سنہ ہجری سے ۹۰۹ سال بعد سنہ ۱۵۸۲ء میں وضع ہؤا ہے۔

ب - سنہ عبرانی کے مطابق یکم محرم سنہ ۱ ہجری کے دن ۳۔ آب سنہ ۴۳۸۲ عبری تھا اس لئے بظاہر سنہ عبرانی سنہ ہجری سے سنہ ۴۳۸۱ سال پہلے کا معلوم ہوتا ہے مگر دراصل یہ سنہ سنہ ۱۵۸۲ء میں وضع ہؤا ہے۔ ملاحظہ ہو انسائیکلوپیڈیا برطانیکا

ج - سنہ کل جگ سنہ ہجری سے ۳۷۲۳ سال پہلے کا معلوم ہوتا ہے۔ مگر یورپین مورخ اور ہیئت دان تسلیم کرتے ہیں۔ کہ یہ سنہ چوتھی صدی عیسوی میں وضع کیا گیا تھا یعنی اپنے حساب سے ۳۴ صدیوں کے گزرنے کے بعد اس کا نام عالم وجود میں لایا گیا تھا۔

د - سنہ سکندری سنہ ہجری سے ۹۳۲ سال پہلے کا ہے۔ مگر اپنی موجودہ ہیئت

میں نوزائیدہ ہے۔ کیونکہ یہ شروع میں کئی صدیوں تک قمری مہینوں پر چلتا رہا ہے۔ اور اب اسے شمسی مہینوں میں تبدیل کر دیا گیا ہے ؎

ہ۔ سمت بروشٹہ کے مطابق یکم محرم سنہ ۱ھ کے دن ۲۶۔ ساون سمت ۶۷۹ تھا۔ اس لئے بظاہر سمت بروشٹہ سنہ ھ سے ۶۷۸ سال پہلے کا معلوم ہوتا ہے۔ بگر ہندو اور یورپین محققین کی تحقیقات سے ثابت ہے کہ سمت ۸۹۸ بروشٹہ سب سے پہلا سال ہے جو سمت بروشٹہ کے نام سے موسوم ہوا ہے۔ چونکہ یکم بیار (طرہ اوّل) سمت ۸۹۸ بروشٹہ ۲۳ جمادی الاوّل سنہ ۲۲۶ھ کے مطابق ہے۔ اس حساب سے سمت بروشٹہ سنہ ہجری سے ۲۲۵ سال بعد شروع ہوتا ہے ؎

و۔ تاریخی طور پر سنہ ۂ سب سے پہلی دفعہ سنہ ۴۷۸ء مطابق سنہ ۱۳۰ھ میں لکھا گیا تھا دیکھو کلاسیکل ڈکشنری جی۔ چمراتز مطبوعہ لندن سنہ ۱۸۳۱ء ؎

ز۔ عیسوی قدیم انگلستان میں ۲ ستمبر سنہ ۱۷۵۲ء یوم چارشنبہ مطابق ۳ ذیقعدہ سنہ ۱۱۶۵ھ تک جاری رہا۔ ۴ ذی قعدہ سنہ ۱۱۶۵ھ یوم پنجشنبہ کو حساب جدید کے مطابق ۱۴ ستمبر سنہ ۱۷۵۲ء لکھا گیا ؎

(۱۰) اسلام نے سال کا شمار قمری حساب پر رکھا ہے اور اس حساب کو شمسی حساب کے برابر کرنے کے لئے کوئی لوند (کبیسہ) کا مہینہ اختیار نہیں کیا۔ کیونکہ اسلام دین الفطرت ہے۔ اس لئے ضرور تھا۔ کہ شارع علیہ السلام اس نہج حساب کو پسند فرماتے جو فطرت کے اصول پر اور مبنی بر مصلحت دین ہے۔ اسلام کی اعلیٰ خصوصیات میں سے ایک خصوصیت مساواۃ بھی ہے۔ اور ایک خصوصیت اُس کی ہمہ گیری بھی ہے۔ اسلام نے ان خصائص کی حصانت وحمایت میں یہ پسند فرمایا۔ کہ اسلامی مہینے ادلتے بدلتے موسم

میں آیا کریں اور لوند وغیرہ کے اضافے سے اِس صفت تقلب ایام کا سدباب نہ کیا جائے ذرا اسلام کے رکن چہارم ماہ رمضان پر غور کرو۔ کہ اگر نبی صلعم ماہ صیام کے لئے کوئی شمسی مہینہ مقرر فرما دیتے یا قمری حساب میں کبیسہ (لوند) لگانا منظور فرما لیتے۔ تو نتیجہ کیا ہوتا۔ حضور کا مقرر کردہ مہینہ خواہ گرم موسم کا ہوتا۔ یا سرد موسم کا مگر لابدی حالت یہ ہوتی۔ کہ نصف دنیا کے مسلمان ہمیشہ کے لئے آسانی میں اور نصف دنیا کے مسلمان ہمیشہ کے لئے تنگی و سختی میں پڑ جاتے۔ کیونکہ ایک عالم علم جغرافیہ سے یہ امر پوشیدہ نہیں ہے کہ دسمبر جو نصف شمالی دنیا کا سرد اور سب سے چھوٹے دن کا مہینہ ہے وہ نصف جنوبی دنیا کا گرم اور طویل دن کا مہینہ ہے پس اسلام کی مساوات و جہانگیری کا اقتضا ہی یہ تھا۔ کہ اسلامی سال قمری حساب پر ہوتا۔ اور قمر کی حرکات کو انسانی اختراع لوند وغیرہ کی شمولیت سے کالعدم نہ کر دیا جاتا۔ و لِلّٰہ الحجۃ البالغہ؛

## ۲۔ جولین پیریڈ (دَور جولیانی)

| ۱ | ۲ | ۳ | ۴ | ۵ | ۶ |
|---|---|---|---|---|---|
| شروع سنہ کا پہلا دن | سال کا پہلا مہینہ | مقدار سال | تعداد ایام جولین پیریڈ قبل از آغاز سنہ ہذا | شروع سنہ کی قمری تاریخ قبل از شروع سنہ ہجری | تعداد ایام شروع سنہ سے تاریخ ولادت نبوی تک جس میں یوم ولادت بھی شامل ہے |
| شنبہ | جنوری | ۳۶۵ دن ۶ گھنٹے | | ۲۰ شعبان سنہ ۵۴۹۹ | ۱۹۲۹۷۲۵ [۱] |

[۱] اس سنہ کا آغاز سنہ عیسوی سے ۴۷۱۳ سال پہلے شمار کیا گیا ہے۔ یعنی جولین پیریڈ کا سال (۱۰۲۲۷) دن کا ہے۔ اس کے بعد تمام سال۔ مہینے اسی طرح ایام ہفتہ کے مطابق ہیں جس طرح دور سابق میں واقع ہوئے تھے؛

سنہ جولین پیریڈ جو ۱۵۸۲ء مطابق ۹۹۰ھ میں وضع کیا گیا تھا۔ اس کا آغاز مختلف سنین و تواریخ کی تصحیح و تطبیق کی غرض سے سنہ عیسوی سے ۴۷۱۳ سال (شمسی) پہلے قرار دیا گیا ہے۔ اس لئے سنہ عیسوی میں ۴۷۱۳ سال جمع کرنے سے جولین پیریڈ کا سال معلوم ہو جاتا ہے۔ سال کی مقدار ۳۶۵ دن ۶ گھنٹے ہے۔ مگر تین سال تک ۶ گھنٹے کی کسر کو ترک کیا جاکر ہر سال ۳۶۵ دن کا رہ جاتا ہے۔ جب چار سال میں ۶ گھنٹے کی سالانہ کسر سے ۲۴ گھنٹے کا پورا ایک دن ہو جاتا ہے۔ تو وہ ایک دن فروری کے مہینے میں شامل ہو کر فروری کا مہینہ ۲۸ دن کے بجائے ۲۹ دن کا ہو جاتا ہے اور ہر چوتھا سال ۳۶۶ دن کا ہوتا ہے ؀

سنہ جولین پیریڈ کا دور صغیر ۲۸ سال کا ہے۔ جس کے بعد سال کے مہینے اور دن بدستور سابق واقع ہوتے ہیں۔ اس لئے ذیل میں ۲۸ سالہ دور جولین پیریڈ کا نقشہ درج کیا جاتا ہے۔ جس میں جولین پیریڈ کے ہر سال کے شروع ہونے کا دن درج ہے ؀

## ۳۔ سنہ عبرانی

| ۱ | ۲ | ۳ | ۴ | ۵ | ۶ |
|---|---|---|---|---|---|
| شروع سنہ کا پہلا دن | سال کا پہلا مہینہ | مقدار سال | تعداد ایام جولین پیریڈ قبل از سنہ ہذا | شروع سنہ کی قمری تاریخ قبل از سنہ ہجری | تعداد ایام شروع سنہ سے تاریخ ولادت نبوی تک ہمیں یوم ولادت بھی شامل ہے |
| دوشنبہ | تِشری | ۱۲/۱۳ ماہ قمری | ۳۴۷۹۹۷ | ۲۸ شعبان ۴۵۱۷ھ | ۱۵۸۱۷۲۸ |

نبی کریم صلعم کی ولادت مبارک کا سال جولین پیریڈ ۵۲۸۴ھ ہے۔ اس کو ۲۸

سال پر تقسیم کرنے سے ۲۰ سال باقی رہتے ہیں۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ سنہ ۵۲۸۴ جولین پیریڈ اسی دن سے شروع ہوگا جس دن سے دور صغیر کا بیسواں سال شروع ہوا تھا نقشہ مندرجہ بالا سے ظاہر ہے کہ بیسواں سال بدھ کو شروع ہوا تھا۔ اس لئے سنہ ۲۰ کی یکم جنوری بدھ کے دن سے شمار کرتے ہیں۔

انبیائے بنی اسرائیل کے زمانے میں سال کا آغاز ماہ نیساں سے کیا جاتا تھا مگر یہود نے اپنا سال قبل از موسیٰؑ فصل خریف میں ماہ تسری سے شروع کرنا اختیار کر لیا۔ پھر موسیٰؑ کے حکم سے سال کا آغاز ماہ نیساں سے کرنے لگے۔ پھر اسے چھوڑ کر ماہ تسری ہی سے آغاز سال مانا گیا۔ یہ تبدیلی سنہ ۳۵۰ء میں ہوئی تھی۔ مگر دسویں صدی عیسوی مطابق ہشتم صدی ہجری تک یہود کا اپنا سنہ کوئی نہیں تھا۔ اس وقت تک وہ سنہ سکندری کو اسرائیلی مہینوں کے ساتھ استعمال کرتے تھے۔ پندرھویں صدی عیسوی مطابق نہم صدی ہجری میں یہود نے اپنا سنہ سنہ پیدائش کے نام سے قرار دے کر اس سنہ کا آغاز بحساب خود پیدائش آدمؑ سے ایک سال پہلے اور سنہ سکندری سے ۳۴۴۹ سال پہلے شمار کیا ہے۔ بروئے حساب یہود پیدائش آدم کو سنہ سکندری تک ۳۴۴۸ سال گزرے تھے۔ اولین سال یہود کے نخستین ماہ تسری کی پہلی تاریخ ۷۔ اکتوبر سنہ ۹۵۳ جولین یوم دوشنبہ کے مطابق تھی۔ سنین یہود کا حساب دور ۱۹ سالہ پر رکھا گیا ہے۔ سنہ ۴۳۳۱ یہود $\frac{16}{18}$ قمر سنہ ۵۷۰ء کو سہ شنبہ کے دن مطابق ۲۹۔ رجب شروع ہوا تھا۔ یہ سال ۳۵۴ دن کا تھا۔

دورہ ۱۹ سالہ میں بارہ سال بارہ بارہ ماہ قمری کے اور سات سال تیرہ تیرہ ماہ قمری کے ہوتے ہیں۔ ۱۲ ماہہ سال کو سال بسیط اور ۱۳ ماہہ سال کو سال کبیسہ

کہتے ہیں۔ پھر سال مکبوس و مبسوط کو تین اقسام پر منقسم کیا جاتا ہے

| سالہائے مبسوط | سالہائے مکبوس |
| --- | --- |
| سال بسیط ناقص = ۳۵۳ دن۔ | سال کبیسہ ناقص = ۳۸۳ دن۔ |
| سال بسیط معتدل = ۳۵۴ دن۔ | سال کبیسہ معتدل = ۳۸۴ دن۔ |
| سال بسیط کامل یا زائد = ۳۵۵ دن۔ | سال کبیسہ کامل یا زائد = ۳۸۵ دن۔ |

۳۵۳ دن کا سال ایام ہفتہ میں سے شنبہ یا دوشنبہ کو شروع ہوگا۔ ۳۵۴ دن کا سال ایام ہفتہ میں سے سہ شنبہ و پنجشنبہ کو شروع ہوگا۔ ۳۵۵ دن اور ۳۸۳ دن اور ۳۸۵ دن کا سال شنبہ و دوشنبہ و پنجشنبہ کو۔ ۳۸۴ دن کا سال ہمیشہ سہ شنبہ سے شروع ہوگا۔

یہود کا کوئی سال جمعہ۔ اتوار۔ بدھ سے شروع نہیں ہوتا۔

سنہ عیسوی میں ستمبر سے پہلے ۳۷۶۰ سال اور ستمبر کے بعد ۳۷۶۱ سال جمع کر دینے سے عبرانی سال معلوم ہو جاتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیدائش مبارک تک دور صغیر ۲۱۱ ۱۵۷۵۳۱۱۔ دن کے۔

| | | |
| --- | --- | --- |
| ۱۷ سال | ۶۲۰۰ | دن کے۔ |
| ۷ مہینے | ۲۰۷ | دن کے۔ |
| آٹھویں مہینے کے | ۱۰ | دن |
| | ۱۵۸۱۷۲۸ | کل دن ہوئے تھے۔ |

اس سنہ کے مطابق تاریخ ولادت ۱۰۔ آیار سنہ ۴۳۳۱ عبرانی ہے۔

# ۴- نوح یا سنہ طوفان

| ۱ | ۲ | ۳ | ۴ | ۵ | ۶ |
|---|---|---|---|---|---|
| شروع سنہ کا پہلا دن | سال کا پہلا مہینہ | تعداد ایام سال | تعداد ایام جولین پیریڈ قبل از آغاز سنہ | شروع سنہ کی قمری تاریخ قبل از سنہ ہجری | تعداد ایام شروع سنہ سے تاریخ ولادت نبوی تک جس میں یوم ولادت بھی شامل ہے |
| پنجشنبہ | توت | ۳۶۵ | ۵۸۸۴۶۴ | ۲۷- ربیع الاول سنہ ۳۸۳۶ ق | ۱۳۴۱۲۶۱ |

طوفان سے ولادت مسیح تک کی مدت میں عیسائی علماء میں اختلاف ہے کیونکہ توراۃ عبرانی سے ۲۳۴۸- تورات سامری سے ۲۹۹۸- توراۃ یونانی سے ۳۱۲۸ سال شمسی مدت کا استخراج ہوتا ہے یعنی ۱۳۰ سال سے ۷۸۰ سال تک کا باہمی فرق پایا جاتا ہے۔ سنہ طوفان کا دور سات سال کا ہے۔ اس کے بعد سال مہینے ہفتے کے ایام بدستور سابق واقع ہوتے ہیں۔ ابو معشر بلخی نے بحساب رفتار کو کب طوفان کا تعین اُس وقت سے کیا ہے۔ جب سبع سیارہ کا اجتماع برج حوت کے ۲۷ درجے سے برج حمل کے پہلے درجہ تک ہوا تھا۔ اسی طرح ابو معشر کے حساب سے سنہ عیسوی تک ۳۱۰۲ سال شمسی کی مدت ہوتی ہے۔ اس لئے ابو معشر کی قرار دادہ مدت آغاز طوفان عیسائیوں کی استنباط کردہ مدت از توراۃ یونانی سے ۲۶ سال بعد ہے

ابو معشر اور ابو ریحان کے حساب سے طوفان کا آغاز سنہ ہجری سے ۱۳۵۹۹۷۵ دن قبل ہوا تھا۔

اس حساب سے سنہ طوفان کا پہلا دن سنہ عیسوی سے ۳۱۰۲ سال پہلے ۱۷- فروری سنہ ۱۶۱۲ جولین یوم پنجشنبہ کے مطابق آتا ہے۔ پروفیسر جرمن یونیورسٹی نے

جس نے البیرونی کی کتاب الآثار الباقیہ کا عربی سے جرمن زبان میں ترجمہ کیا ہے۔ طوفان کا پہلا دن یوم جمعہ شمار کیا ہے۔ یہ اختلاف اس لئے ہے کہ طوفان کا وقت ابن البازیار نے کتاب القرآنات میں پنجشنبہ و جمعہ کی درمیانی رات کو شروع ہونا لکھا ہے۔ اس لئے طوفان کا پہلا دن۔ بعض اہل علم نے شب طوفان سے پہلے دن یوم پنجشنبہ کو قرار دیا۔ اور بعض اہل علم نے شب طوفان سے بعد کے دن جمعہ کو قرار دیا۔ قدیم کتب ہیئت میں سنہ طوفان کا آغاز پنجشنبہ کے دن سے شمار کیا گیا ہے۔ ابو معشر بلخی نے سنہ شمسی کی مقدار ۳۶۵ دن ۶ گھنٹے تسلیم کرنیکے باوجود سنہ طوفان کو شمسی حساب سے قرار دے کر سال ۳۶۵ دن کا رکھا ہے۔ جس کا ہر مہینہ ۳۰-۳۰ دن کا شمار ہوتا ہے۔ اور ۵ دن آخر سال میں بڑھا کر سال کو ۳۶۵ دن پر ختم کیا گیا ہے۔

## ۵۔ کل جُگ

| ۱ | ۲ | ۳ | ۴ | ۵ | ۶ |
|---|---|---|---|---|---|
| شروع سنہ کا پہلا دن | شروع سال کا پہلا مہینہ | مقدار سال<br>سال۔ گھنٹے۔ منٹ<br>۳۶۵ - ۶ - ۱۲<br>سکنڈ | تعداد ایام جولین پیریڈ قبل از شروع سنہ | شروع سنہ کی قمری تاریخ قبل از سنہ ہجری | تعداد ایام شروع سنہ سے تاریخ ولادت نبوی تک اسمیں یوم ولادت بھی شامل ہے |
| جمعہ | بیساکھ | ۲۶۵۵۵۸۵۳ | ۵۸۸۴۶۵ | ۲۸ ربیع الاول ۳۸۳۹ سنہ | ۱۳۴۱۲۶۰ |

سال مبداء کل جگ یوم اعتدال ربیعی سے ۵۸ دن پہلے ۱۷-۱۸ فروری کی درمیانی شب کے ۱۲ بجے سے شروع ہؤا تھا۔ اس سال میں اعتدال ربیعی کا دن ۱۶ اپریل سنہ ۱۲ ۱ ۱۶ مطابق ۹ ۲ جیٹھ یوم یکشنبہ کو ہؤا تھا۔ اور سنہ ایک کلجگ کا شمار اس سے

ایک سال بعد کیا جاتا ہے۔ مبداء کل جگ کو علم ہیئت کی اصطلاح میں سال صفر کل جگ کہتے ہیں +

سنہ طوفان اور سنہ کل جگ کے جداگانہ ہونے کی وجہ سے بظاہر سنہ طوفان و سنہ کل جگ دو مختلف سنہ معلوم ہوتے ہیں۔ مگر سنہ طوفان و سنہ کل جگ دونوں ایک ہیں۔ دونوں کا آغاز شب طوفان سے ہوتا ہے۔ سنہ کل جگ کا آغاز بھی طوفان نوحؑ کے واقعۂ عظیمہ کی یادگار ہے سنہ کل جگ کے مطابق تاریخ ولادت یکم جیٹھ سمت ۳۶۷۲ ہے +

# ۶- سنہ ابراہیمی

| ۱ | ۲ | ۳ | ۴ | ۵ | ۶ |
|---|---|---|---|---|---|
| شروع سنہ کا پہلا دن | شروع سال کا پہلا مہینہ | مقدار سال<br>دن گھنٹے منٹ | تعداد ایام جولین پیریڈ قبل از شروع سنہ | شروع سنہ کی قمری تاریخ قبل از سنہ ہجری | تعداد ایام شروع سنہ سے تاریخ ولادت نبوی تک اسمیں یوم ولادت بھی شامل ہے |
| یکشنبہ | اکتوبر | ۳۶۵ - ۶ - ۰ | ۹۸۵۷۱۷ | ۵- ربیع الثانی سنہ ۲۷۱۷ ق۔ ھ | ۹۴۴۰۰۸ |

سنہ عیسوی میں سنہ ۲۰۱۴ سال ۳ ماہ جمع کرنے سے اسی سنہ عیسوی کے مطابق کا سنہ ابراہیمی ہوتا ہے +

آرک بشپ اُشر نے ولادت ابراہیمؑ کا زمانہ سنہ عیسوی سے ۱۹۹۶ سال قبل تحریر کیا ہے۔ انسائیکلوپیڈیا برطانیکا (دیکھو جلد چہارم مطبوعہ دفعہ نہم صفحہ ۶۸۱) نے ولادت ابراہیمؑ کو ۲۰۱۵ قبل عیسوی تحریر کیا ہے۔ جو مطابق یکم اکتوبر سنہ ۳۶۹۹ جولین پیریڈ کے ہے۔ ہم نے اس نقشہ میں انسائیکلوپیڈیا کے بیان کو ترجیح دی ہے۔ اس سنہ کے مطابق

ولادت مبارک ساتویں مہینے کی ۲۰ تاریخ کو تھی ؎

## ۷۔ بخت نصری

| ۱ | ۲ | ۳ | ۴ | ۵ | ۶ |
|---|---|---|---|---|---|
| شروع سنہ کا پہلا دن | شروع سال کا پہلا مہینہ | مقدار سال | تعداد ایام جولین پیریڈ قبل از شروع سنہ | شروع سنہ کی قمری تاریخ قبل از سنہ ہجری | تعداد ایام شروع سنہ سے تاریخ ولادت نبوی تک اس میں یوم ولادت بھی شامل ہے ؎ |
| چہارشنبہ | توت | ۳۶۵ | ۱۴۴۸۶۳۷ | ۴ شعبان ۱۴۱۱ سنہ ق | ۴۸۱۰۸۸ |

یہ سنہ بخت نصر اول کے یوم جلوس ۲۶ فروری سنہ ۳۹۶۷ جولین ا در سنہ ۷۴۷ سال قبل مسیح سے شروع ہوتا ہے۔ یہ بخت نصر وہ نہیں جس نے بیت المقدس کو ویران کیا۔ وہ تو اس سے ۱۴۳ سال بعد تھا۔ اس سنہ کا دور سات سال کا ہے۔ اس کے بعد سال مہینے۔ اُن ہی ایام ہفتہ کو ہوتے ہیں جس طرح سات سال پہلے گزرے تھے ؎

اس سنہ کے مطابق تاریخ ولادت نبوی ۸ اتوت سنہ ۱۳۱۹ بخت نصری ہے ؎

## ۸۔ سکندری

| ۱ | ۲ | ۳ | ۴ | ۵ | ۶ |
|---|---|---|---|---|---|
| شروع سنہ کا پہلا دن | شروع سال کا پہلا مہینہ | مقدار سال | تعداد ایام جولین پیریڈ قبل از شروع سنہ | شروع سنہ کی قمری تاریخ قبل از سنہ ہجری | تعداد ایام شروع سنہ سے تاریخ ولادت نبوی تک اس میں یوم ولادت بھی شامل ہے ؎ |
| دوشنبہ | تشرین اول | دن ۳۶۵ گھنٹے ۶ | ۱۶۰۷۷۳۸ | ۲۴-رجب سنہ ۹۶۲ | ۳۲۱۹۸۷ |

سنہ سکندری آج کل قسطنطنیہ میں سنہ رومی کے نام سے بحیثیت سال شمسی جاری

ہے۔اس سنہ کا چوتھا سال جس کو ۴ پر تقسیم کرنے سے ۳ باقی رہتے ہوں۔ ۳۶۶ دن کا ہوتا ہے۔جس میں ماہ شباط بجائے ۲۸ دن کے ۲۹ دن کا لیا جاتا ہے۔اس سنہ کا دور ۲۸ سال کا ہے جس کے بعد سال و ماہ و ایام ہفتہ دور سابق کے مطابق ہوتے ہیں*

اس سنہ کو اہل یورپ مقدونوی یا سلوکسی سنہ کہتے ہیں۔یہ سنہ سکندر کی وفات سے بارہ سال بعد اس کے جانشین جنرل سلوکس نے بابل فتح کرنے پر جاری کیا تھا۔اس کا شمار سنہ عیسوی سے ۳ ماہ ۳۱۱ سال قبل یکم اکتوبر ۴۴۰۲ سنہ جولیانی سے ہوتا ہے۔اس سنہ کے مطابق ولادت نبوی۔ ۲۰ نیسان ۸۸۲ سنہ سکندری کا ہے*

# ۹-بکرمی پروشٹہ

| ۱ | ۲ | ۳ | ۴ | ۵ | ۶ |
|---|---|---|---|---|---|
| شروع سنہ کا پہلا دن | شروع سال کا پہلا مہینہ | مقدار سال | تعداد ایام جولین پیریڈ قبل از شروع سنہ | شروع سنہ کی قمری تاریخ قبل از شروع سنہ | تعداد ایام شروع سنہ سے تاریخ ولادت نبوی تک اس میں یوم ولادت بھی شامل ہے |
| شنبہ | بیساکھ | دن گھنٹے منٹ ۳۶۵ - ۶ - ۱۲ سکنڈ ۳۶ء۵۵۸۵۳ | ۱۷۰۰۶۷۵ | ۲۸ - شوال ۷۰۰ سنہ ق - ۵ | ۲۲ ۹۰۵۰ |

سمت پروشٹہ اگرچہ بظاہر شمسی سال معلوم ہوتا ہے۔مگر حقیقت میں یہ سنہ شمسی نہیں۔بلکہ شمسی کوکبی سال ہے کیونکہ شمسی سال کے مطابق تو دن رات کا برابر ہونا۔اور بہت چھوٹا اور سب سے بڑا دن ایک ہی مقررہ تاریخ پر واقع ہوتے ہیں۔اور سمت پروشٹہ میں فصل ربیع و خریف میں دن رات کا برابر ہونا اور سب سے بڑا اور سب سے چھوٹا دن مختلف مہینوں اور تاریخوں میں ہوتا رہتا ہے۔چنانچہ سنہ پروشٹہ کا یکم بیساکھ سنہ عیسوی

سے ۶۰۵ سال ۹ ماہ ۱۹ اون قبل ۱۳ مارچ ۴۶۵۷ جولین کو آفتاب کے برج حمل میں داخل ہونے سے ۱۰ دن پہلے تھا۔ ہمارے زمانے میں سنہ بکرمی پروشٹہ یوم اعتدال ربیعی سے ۲۳ دن بعد ۱۳۔اپریل کو شروع ہوتا ہے۔ اس سنہ کے مطابق تاریخ ولادت یکم جیٹھ سمت ۶۲۸ ہے۔

# ۱۰۔ بکرمی قمری شمسی سال

| ۶ | ۵ | ۴ | ۳ | ۲ | ۱ |
|---|---|---|---|---|---|
| تعداد ایام شروع سنہ سے تاریخ ولادت نبوی تک اس میں یوم ولادت بھی شامل ہے۔ | شروع سنہ کی قمری تاریخ قبل از شروع سنہ ھ | تعداد ایام جولین پیریڈ قبل از شروع سنہ | مقدار سال | سال کا پہلا مہینہ | شروع سنہ کا پہلا دن |
| ۲۲۹۰۵۰ | ۲۰۔ شوال ۷۰ ق ھ | ۱۷۰۰۶۷۵ | $\frac{۱۲}{۱۳}$ ماہ قمری | چیت | شنبہ |

ہندی قمری شمسی بکرمی سال $\frac{۱۲}{۱۳}$ ماہ قمری کا ہوتا ہے۔ ہر ماہ قمری ۱۵-۱۵ دن کے دو حصوں پر تقسیم ہے نصف اول کو بدی پکش کہتے ہیں۔ جو عموماً چاند کی ۱۴ تاریخ سے شروع ہو کر ۲۰ کو ختم ہوتا ہے نصف دوم کو شدی پکش کہتے ہیں۔ یہ پکش رویت ہلال سے ایک دو دن پہلے شروع ہو کر چاند کی ۱۳ کو ختم ہوتا ہے۔ بدی پکش سے پندرھویں دن کا نام اماوس (اجتماع نیرین) ہے۔ شدی پکش کے پندرھویں دن کا نام پورنماشی (بدر) ہے۔ یہ سال اس وقت شروع ہوتا ہے۔ جب ماہ چیت کے ۱۵- دن گذر کر ۱۵ دن باقی رہتے ہیں۔ اس طرح ماہ چیت قمری کا نصف اول سال ماقبل میں اور نصف دوم سال مابعد میں شامل ہوا کرتا ہے۔ سال ۱۳ ماہ کا اس وقت ہوتا ہے جب شمسی

سال کے کسی شمسی مہینہ میں اجتماع نیرین دو دفعہ واقع ہوتا ہے۔ یہ اُن شمسی مہینوں میں ہوتا ہے۔ جو ۳۰ دن سے زائد کے ہوتے ہیں۔ تیرہویں مہینے کا نام ادہک ماس ہے۔ جسے لوند بولتے ہیں۔ لوند کا مہینہ سوریا سدہانتا کے قاعدہ سے اُس وقت زیادہ کیا جاتا ہے۔ جب معمولی مہینے کا نصف اول گذر چکا ہو اور نصف ثانی باقی ہو۔ مگر جنوبی ہندوستان میں لوند کا پورا مہینہ معمولی مہینہ سے پہلے زیادہ کرتے ہیں۔ جب کسی ماہ شمسی میں اجتماع نیرین ایک دفعہ بھی نہیں ہوتا۔ تو اس ماہ شمسی کے قمری مہینہ کا نام سال کے مہینوں میں شمار نہیں کیا جاتا۔ اُس مہینے کو کشیا (متروک) کہتے ہیں۔ کشیا کا مہینہ منگسر۔ پوس ماگھ کے سوا نہیں ہوسکتا۔ کشیا کی وجہ سے سال ۱۱ ماہ کا رہ جاتا ہے۔ اس کمی کو پورا کرنے کے لئے اصل قمری مہینہ کے عوض لوند کا مہینہ زیادہ کیا جاتا ہے۔ اکثر ایسا ہوتا ہے۔ کہ کشیا کا مہینہ اسی سال میں واقع ہوتا ہے۔ جس سال کے ایک ماہ شمسی میں دو دفعہ اجتماع نیرین ہوتا ہے۔ اندریں صورت کشیا کے سال میں ۱۱ مہینے قمری تو اصل ہوتے ہیں اور دو مہینے لوند کے (ایک کشیا کے عوض کا۔ ایک ادہک ماس کا ہوتا ہے) اس لئے کشیا کا سال اکثر ۱۳ مہینے کا اور شاذ ۱۲ مہینے کا ہوتا ہے۔

نبی صلعم کی پیدائش مبارک تک ۶۲۷ قمری شمسی سالوں میں ۳۹۶ سال ۱۲ ماہ اور ۲۳۱ سال تیرہ ماہ۔ یعنی کل ۷۷۵۵ ماہ گزرے تھے۔ منجملہ ان کے ۳۶۴۱ ماہ ۲۹-۲۹ دن کے اور ۴۱۱۴ مہینے ۳۰-۳۰ دن کے تھے۔ اسی طرح ۶۲۷ قمری شمسی سالوں کے ۲۲۹۰۰ دن ہوتے ہیں۔ ان میں ۱۵- دن چیت شدی ۶۲۸ کے ۱۵ دن بیساکھ بدی ۶۲۸ کے۔ ۱۱ دن بیساکھ شدی ۶۲۸ کے شامل کرنے سے تاریخ ولادت باسیادت آنحضرت صلعم تک ۲۲۹۰۵- دن ہو جاتے ہیں۔ اس طرح آنحضرت

کی ولادت مبارک موہنی اکادشی کے دن ہوتی ہے، جو ہنود کے اعتقاد میں نہایت مقدس دن سمجھا جاتا ہے۔

# ۱۱۔ عیسوی قدیم

| ۱ | ۲ | ۳ | ۴ | ۵ | ۶ |
|---|---|---|---|---|---|
| شروع سنہ کا پہلا دن | شروع سال کا پہلا مہینہ | مقدار سال | تعداد ایام دورہ جولیانی قبل از شروع سنہ | شروع سنہ کی قمری تاریخ قبل از سنہ ہجری | تعداد ایام شروع سنہ سے تاریخ ولادت نبوت تک اس میں یوم ولادت بھی شامل ہے |
| شنبہ | جنوری | دن گھنٹے ۳۶۵ — ۶ | ۱۷۲۱۴۲۳ | ۱۶ جمادی الاول سنہ ۶۴۱ ق۔ھ | ۲۰۸۳۰۲ |

سنہ عیسوی حضرت مسیح کے سال پیدائش سے شروع کیا گیا تھا۔ مگر زمانہ حال کے محققین یورپ نے تسلیم کیا ہے کہ حضرت مسیح کی ولادت اس سنہ سے ۴ سال پہلے کی ہے۔ تاریخی طور پر سنہ عیسوی کا سب سے پہلی دفعہ لکھا جانا سنہ ۷۴۸ء مطابق سنہ ۱۳۰ ہجری سے ہے۔ اس سنہ کا دورہ ۲۸ سال کا ہے۔ جس کے بعد سال مہینے اور مہینوں کی تاریخیں انہیں ایام ہفتہ کو واقع ہوتی ہیں۔ جس طرح ۲۸ سالہ دور گزشتہ میں ہوئی تھیں مختلف ممالک میں مارچ یا ایسٹر یا کرسمس یا ستمبر سے شروع کیا جاتا تھا۔ انگلستان نے سنہ ۱۷۵۲ سے جنوری سے آغاز کیا۔ اب یورپ و امریکہ میں سال کا آغاز اس مہینہ سے مانا جاتا ہے۔

اس سنہ کے مطابق ولادت مبارک ۲۰۔ اپریل سنہ ۵۷۱ء کو ہے۔

# ۱۲۔ عیسوی جدید

| ۱ | ۲ | ۳ | ۴ | ۵ | ۶ |
|---|---|---|---|---|---|
| شروع سنہ کا پہلا دن | سال کا پہلا مہینہ | مقدار سال<br>دن ۔ گھنٹے ۔ منٹ ۔ سیکنڈ | تعداد ایام جولین پیریڈ قبل از شروع سنہ | شروع سنہ کی قمری تاریخ قبل از سنہ ہجری | تعداد ایام شروع سنہ سے تاریخ ولادت نبوی تک اس میں یوم ولادت بھی شامل ہے |
| دوشنبہ | جنوری | ۳۶۵ دن ۔ ۵ گھنٹے ۔ ۴۸ منٹ ۔ ۴۶ سیکنڈ | ۱۷۲۱۴۲۵ | ۱۴-جمادی الاول ۶۴۱ سنہ ق ھ | ۲۰۸۳۰۰ |

قدیم حساب میں سال کی مقدار صحیح مقدار سے ۱۱ منٹ ۱۴ سکنڈ زیادہ تھی۔ اس لئے اعتدال ربیعی کا دن ۲۱ مارچ تھا۔ اور ۱۵۸۲ سنہ میں ۱۱۔ مارچ۔ اس روزافزوں غلطی کی درستی کے لئے اصلاح کرنی پڑی۔ حالیہ قاعدہ سے یوم اعتدال ربیعی وخریفی سب سے بڑا اور سب سے چھوٹا دن اپنی مقررہ تاریخوں پر ہوتے ہیں اور وہ اندیشہ بھی نہ رہا کہ کبھی سرد موسم کے مہینے گرما میں یا گرم موسم کے مہینے سردی میں آجائیں گے۔ قدیم حساب میں یوم دوشنبہ کو ۳۔ جنوری سنہ ۱ عیسوی تھی۔ حساب جدید میں دوشنبہ کو یکم جنوری سنہ ۱ قرار دی گئی ہے۔ بحساب قدیم ہر پوری صدی کا سال ۳۶۶ دن کا۔ اور صدی ۳۶۵۲۵ دن کی ہوتی تھی۔ اب بحساب جدید پہلی صدی سے ۳۹ صدیوں تک جس صدی کو ۴۰۰ پر تقسیم کرنے سے باقی کچھ نہ رہے۔ اس پوری صدی کا سال ۳۶۶ دن کا۔ اور وہ صدی ۳۶۵۲۵ دن کی ہے۔

اور جو پوری صدیاں ۴۰۰ پر تقسیم کرنے سے پوری تقسیم نہیں ہو سکتیں۔ اُن کا سال ۳۶۵ دن کا اور وہ صدیاں ۳۶۵۲۴ دن کی ہیں۔

اس سنہ کے مطابق ولادت مبارک ۲۲۔ اپریل سنہ ۵۷۱ء کو ہے۔

# ۱۳- قبطی جدید

| ۱ | ۲ | ۳ | ۴ | ۵ | ۶ |
|---|---|---|---|---|---|
| شروع سنہ کا پہلا دن | سال کا پہلا مہینہ | مقدار سال | تعداد ایام دور جولیانی قبل از شروع سنہ | شروع سنہ کی قمری تاریخ قبل از شروع سنہ ہجری | تعداد ایام شروع سنہ سے تاریخ ولادت نبوی تک اس میں یوم ولادت بھی شامل ہے ؛ |
| جمعہ | توت | ۳۶۵ دن - ۶ گھنٹے | ۱۸۲۵۰۲۹ | ۲۹- رمضان ۳۴۹ سنہ ق ھ | ۱۰۴۶۹۶ |

یہ سنہ روما کے آخری بُت پرست بادشاہ دقلطیانوس انطاکی کے یوم جلوس ۲۹- اگست ۲۸۴ء یوم جمعہ سے شروع ہوتا ہے۔ آج کل مصر میں جاری ہے۔ اس سنہ میں ۳ سال ۳۶۵ دن کے اور سال چہارم جسے ۴ پر تقسیم کرنے سے ۳ باقی رہ جائیں۔ ۳۶۶ دن کا ہوتا ہے۔ ہر مہینہ ۳۰ دن کا۔ ۳۶۵ دن کے سال میں ۱۲ مہینوں کے بعد ۵ دن نسئی کے اور ۳۶۶ دن کے سال میں ۶ دن نسئی کے زیادہ کر لیتے ہیں ؛

اس سنہ کا دورہ ۴ سال کا ہے۔ اس سنہ کے مطابق ولادت مبارک ۲۵ برموده ۲۸۷ سنہ کو ہوتی ہے ؛

# ۱۴- جلوس نوشیروانی

| ۱ | ۲ | ۳ | ۴ | ۵ | ۶ |
|---|---|---|---|---|---|
| شروع سنہ کا پہلا دن | سال کا پہلا مہینہ | مقدار سال | تعداد ایام دور جولیانی قبل از شروع سنہ | شروع سنہ کی قمری تاریخ قبل از شروع سنہ ہجری | تعداد ایام شروع سنہ سے تاریخ ولادت نبوی تک اس میں یوم ولادت بھی شامل ہے ؛ |
| شنبہ | خُرداد | ۳۶۵ | ۱۹۱۵۲۶۰ | ۱۴- جمادی الاولیٰ ۹۴ سنہ ق ھ | ۱۴۴۶۵ |

مجوس میں سنہ کا استعمال ہر بادشاہ کے سال جلوس سے ہوتا تھا۔ نئے بادشاہ کے جلوس سے پہلا مستعمل سنہ متروک ہو جاتا تھا۔ نوشیرواں کا جلوس۔ آغاز سال مجوس سے ۶۳ دن بعد بروز شنبہ ۱۳/۱۵ ستمبر ۵۳۱ء مطابق ۱۴ ماہ خرداد کو ہوا تھا۔ اور نبی صلعم کی ولادت باسعادت یوم جلوس نوشیروانی سے ۱۴۴۶۴ دن کے بعد ۴۰ سنہ جلوس نوشیروانی میں ۱۰ ماہ دے مطابق ۲۰/۲۲ اپریل ۵۷۱ء کو ہوئی۔

مجوس کا مستقل سال ۳۶۵ دن ۶ گھنٹے کا ہے۔ مگر ۱۱۹ سال تک ۶ گھنٹے کی سالانہ کسر کو شمار میں نہیں لاتے۔ جب ۱۲۰ سال میں ۶ گھنٹے سالانہ کی متروک کسروں کے مجموعہ سے ۳۰ دن بن جاتے ہیں۔ تب ایک مہینہ کبیسہ کا ۱۲۰ ویں سال میں اضافہ کر دیتے ہیں۔ ۱۲۰ سال کا دور صغیر۔ اور ۱۲ دور صغیر یعنی ۱۴۴۰ سال کا دور کبیر ہوتا ہے کبیسہ کا مہینہ ہر دور صغیر کے بعد اس طرح اضافہ کرتے ہیں۔ کہ پہلے دور کے ۱۲۰ ویں سال میں ماہ اول دوبار۔ دوسرے دور کے ۱۲۰ ویں سال میں دوسرا مہینہ دوبار۔ تیسرے دور کے ۱۲۰ ویں سال میں تیسرا مہینہ دوبار اسی طرح دور اعظم کے ۱۴۴۰ ویں سال کے بارہ مہینے دوبار شمار ہو کر از سرِ نو ماہ اول سے ماہ کبیسہ کا شمار کرتے ہیں *

یزدجرد۔ آخری بادشاہ فارس کے بعد کبیسہ کے بڑھانے کا دستور تو جاتا رہا ہے۔ اب پارسیوں میں یزدجردی سال ۳۶۵ دن کا اس طرح مستعمل ہے کہ مہینہ ۳۰ دن کا شمار ہوتا ہے۔ اور ۵ دن خمسہ مسترقہ کے اضافہ کر کے سال کو ۳۶۵ دن کا شمار کرتے ہیں۔ ۵ دن مجوس ماہ آبان کے بعد زیادہ کرتے ہیں اور اہل اسلام آخری ماہ کے بعد بڑھاتے ہیں۔ اس طرح ماہ دے سے آخر سال تک پارسیوں کی تاریخ مورخین اسلام کی

تاریخ سے ۵ دن کم ہوتی ہے۔ سنہ مجوسی کا دور سات سال کا ہے۔

# ۱۵۔ عام الفیل

| ۱ | ۲ | ۳ | ۴ | ۵ | ۶ |
|---|---|---|---|---|---|
| شروع سنہ کا پہلا دن | سال کا پہلا مہینہ | مقدار سال<br>منٹ۔ گھنٹے۔ دن | تعداد ایام دور جولیانی قبل از شروع سنہ | شروع سنہ کی قمری تاریخ قبل از سنہ ہجری | تعداد ایام شروع سنہ سے تاریخ ولادت نبوی تک اس میں یوم ولادت بھی شامل ہے۔ |
| یکشنبہ | جمعرات محرم | ۳۵۴ - ۸ - ۴۸<br>سکنڈ<br>۳ ۴ ۶ ۴ ۴ | ۱۹۲۹۶۵۷<br>۱۹۲۹۶۷۴ | ۱۸ محرم سنہ ۵۳ ق۔ھ | ۵۱/۶۸ |

اصحاب الفیل کا حملہ مکہ معظمہ پر محرم کی ۱۷ تاریخ کو ہوا تھا۔ اس لئے سنہ اصحاب الفیل کا شمار ۱۸ محرم یوم یکشنبہ سے کیا گیا ہے۔ یہ واقعہ پیدائش نبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے ۵۰ دن پہلے کا ہے۔

محرم کے ۱۳ دن

صفر کے ۲۹ دن

ربیع الاول کے ۸ دن = ۵۰ دن

اس سنہ کے مطابق ولادت مبارک ۹۔ ربیع الاول سنہ عام الفیل ہوئی۔

# جدول آغاز شہور قمری بابت بعثت و سہ سال نبوت محمدیہ صلعم بقید دوم و تطبیق تاریخ و ماہ و سال مسیحیہ متعلق جلد دوم کتاب رحمۃ للعالمین

| سنین الاسلام | محرم | صفر | ربیع الاوّل | ربیع الثانی |
|---|---|---|---|---|
| ۴۱ میلاد نبوی | خمیس ۴-۱۲-۶۰۹ | شنبہ ۳-۱-۶۱۰ | یکشنبہ ۱-۲-۶۱۰ | سہ شنبہ ۳-۳-۶۱۰ |
| (۴۲) | دوشنبہ ۲۳-۱۱-۶۱۰ | چارشنبہ ۲۳-۱۲-۶۱۰ | جمعہ ۲۲-۱-۶۱۱ | شنبہ ۲۰-۲-۶۱۰ |
| ۴۳ | شنبہ ۱۳-۱۱-۶۱۱ | یک شنبہ ۱۲-۱۲-۶۱۱ | سہ شنبہ ۱۱-۱-۶۱۲ | چارشنبہ ۹-۲-۶۱۲ |
| (۴۴) | چارشنبہ ۱-۱۱-۶۱۲ | جمعہ ۱-۱۲-۶۱۲ | شنبہ ۲۰-۱۲-۶۱۲ | دوشنبہ ۲۹-۱-۶۱۳ |
| ۴۵ | دوشنبہ ۲۲-۱۰-۶۱۳ | منگل ۲۰-۱۱-۶۱۳ | خمیس ۲۰-۱۲-۶۱۳ | جمعہ ۱۸-۰-۶۱۴ |
| ۴۶ | جمعہ ۱۱-۱۰-۶۱۴ | شنبہ ۹-۱۱-۶۱۴ | دوشنبہ ۹-۱۲-۶۱۴ | بدھ ۸-۱-۶۱۵ |
| (۴۷) | منگل ۳۰-۹-۶۱۵ | خمیس ۳۰-۱۰-۶۱۵ | جمعہ ۲۸-۱۱-۶۱۵ | اتوار ۲۸-۱۱-۶۱۵ |
| ۴۸ | اتوار ۱۹-۹-۶۱۶ | دوشنبہ ۱۸-۱۰-۶۱۶ | بدھ ۱۷-۱۱-۶۱۶ | خمیس ۱۶-۱۲-۶۱۶ |
| ۴۹ | خمیس ۸-۹-۶۱۷ | شنبہ ۸-۱۰-۶۱۷ | اتوار ۶-۱۱-۶۱۷ | منگل ۶-۱۲-۶۱۷ |
| (۵۰) | دوشنبہ ۲۸-۸-۶۱۸ | بدھ ۲۷-۹-۶۱۸ | خمیس ۲۶-۱۰-۶۱۸ | شنبہ ۲۵-۱۱-۶۱۸ |
| ۵۱ | شنبہ ۱۸-۸-۶۱۹ | اتوار ۱۶-۹-۶۱۹ | منگل ۱۶-۱۰-۶۱۹ | بدھ ۱۴-۱۱-۶۱۹ |
| (۵۲) | بدھ ۶-۸-۶۲۰ | جمعہ ۵-۹-۶۲۰ | شنبہ ۴-۱۰-۶۲۰ | دوشنبہ ۳-۱۱-۶۲۰ |
| ۵۳ | دوشنبہ ۲۷-۷-۶۲۱ | منگل ۲۵-۸-۶۲۱ | خمیس ۲۴-۹-۶۲۱ | جمعہ ۲۳-۱۰-۶۲۱ |
| ۱ ہجری | جمعہ ۱۶-۷-۶۲۲ | یکشنبہ ۱۵-۸-۶۲۲ | دوشنبہ ۱۲-۹-۶۲۲ | منگل ۱۲-۱۰-۶۲۲ |
| (۲) | منگل ۵-۷-۶۲۳ | خمیس ۴-۸-۶۲۳ | جمعہ ۲-۹-۶۲۳ | اتوار ۲-۱۰-۶۲۳ |
| ۳ | اتوار ۲۴-۶-۶۲۴ | دوشنبہ ۲۳-۷-۶۲۴ | بدھ ۲۲-۸-۶۲۴ | خمیس ۲۰-۹-۶۲۴ |
| ۴ | خمیس ۱۳-۶-۶۲۵ | شنبہ ۱۳-۷-۶۲۵ | اتوار ۱۱-۸-۶۲۵ | منگل ۱۰-۹-۶۲۵ |
| (۵) | دوشنبہ ۲-۶-۶۲۶ | بدھ ۲-۷-۶۲۶ | خمیس ۳۱-۷-۶۲۶ | شنبہ ۳۰-۸-۶۲۶ |
| ۶ | شنبہ ۲۳-۵-۶۲۷ | اتوار ۲۱-۶-۶۲۷ | منگل ۲۱-۷-۶۲۷ | بدھ ۱۹-۸-۶۲۷ |
| ۷ | بدھ ۱۱-۵-۶۲۸ | جمعہ ۱۰-۶-۶۲۸ | شنبہ ۹-۷-۶۲۸ | دوشنبہ ۸-۸-۶۲۸ |
| (۸) | اتوار ۳۰-۴-۶۲۹ | منگل ۳۰-۵-۶۲۹ | بدھ ۲۸-۶-۶۲۹ | جمعہ ۲۸-۷-۶۲۹ |
| ۹ | جمعہ ۲۰-۴-۶۳۰ | شنبہ ۱۹-۵-۶۳۰ | دوشنبہ ۱۸-۶-۶۳۰ | منگل ۱۷-۷-۶۲۹ |
| ۱۰ | منگل ۹-۴-۶۳۱ | خمیس ۹-۵-۶۳۱ | جمعہ ۷-۶-۶۳۱ | اتوار ۷-۷-۶۳۱ |
| ۱۱ | شنبہ ۲۸-۳-۶۳۲ | دوشنبہ ۲۷-۴-۶۳۲ | بدھ ۲۷-۵-۶۳۲ | خمیس ۲۵-۶-۶۳۲ |

| سنین الاسلام | جمادی الاولیٰ | جمادی الاخریٰ | رجب | شعبان |
|---|---|---|---|---|
| ۴۱ میلاد نبوی | چہارشنبہ ۱ - ۴ - ۶۱۰ | جمعہ ۱ - ۵ - ۶۱۰ | شنبہ ۳۰ - ۵ - ۶۱۰ | دوشنبہ ۲۹ - ۶ - ۶۱۰ |
| (۴۲) | دوشنبہ ۲۰ - ۳ - ۶۱۱ | شنبہ ۱۴ - ۴ - ۶۱۱ | خمیس ۲۰ - ۵ - ۶۱۰ | جمعہ ۱۸ - ۶ - ۶۱۱ |
| ۴۳ | جمعہ ۱۰ - ۳ - ۶۱۲ | یکشنبہ ۹ - ۴ - ۶۱۲ | دوشنبہ ۸ - ۵ - ۶۱۲ | چارشنبہ ۷ - ۶ - ۶۱۲ |
| (۴۴) | شنبہ ۲۷ - ۲ - ۶۱۳ | خمیس ۲۹ - ۳ - ۶۱۳ | جمعہ ۲۷ - ۴ - ۶۱۳ | یکشنبہ ۲۷ - ۵ - ۶۱۳ |
| ۴۵ | اتوار ۱۷ - ۲ - ۶۱۴ | دوشنبہ ۱۸ - ۳ - ۶۱۴ | بدھ ۱۷ - ۴ - ۶۱۴ | خمیس ۱۶ - ۵ - ۶۱۴ |
| ۴۶ | خمیس ۶ - ۲ - ۶۱۵ | شنبہ ۸ - ۳ - ۶۱۵ | اتوار ۶ - ۴ - ۶۱۵ | منگل ۶ - ۵ - ۶۱۵ |
| (۴۷) | دوشنبہ ۲۶ - ۱ - ۶۱۶ | بدھ ۲۵ - ۲ - ۶۱۶ | جمعہ ۲۶ - ۳ - ۶۱۶ | شنبہ ۲۴ - ۴ - ۶۱۶ |
| ۴۸ | شنبہ ۱۵ - ۱ - ۶۱۷ | اتوار ۱۳ - ۲ - ۶۱۷ | منگل ۱۵ - ۳ - ۶۱۷ | بدھ ۱۳ - ۴ - ۶۱۷ |
| ۴۹ | چہارشنبہ ۴ - ۱ - ۶۱۸ | جمعہ ۳ - ۲ - ۶۱۸ | شنبہ ۴ - ۳ - ۶۱۸ | دوشنبہ ۳ - ۴ - ۶۱۸ |
| (۵۰) | دوشنبہ ۲۵ - ۱۲ - ۶۱۹ | منگل ۲۳ - ۱ - ۶۱۹ | خمیس ۲۲ - ۲ - ۶۱۹ | جمعہ ۲۲ - ۳ - ۶۱۹ |
| ۵۱ | جمعہ ۱۴ - ۱۲ - ۶۲۰ | شنبہ ۱۲ - ۱ - ۶۲۰ | دوشنبہ ۱۱ - ۲ - ۶۲۰ | منگل ۱۱ - ۳ - ۶۲۰ |
| (۵۲) | منگل ۲ - ۱۲ - ۶۲۱ | خمیس ۱ - ۱ - ۶۲۱ | جمعہ ۳۰ - ۱ - ۶۲۱ | اتوار ۱ - ۳ - ۶۲۱ |
| ۵۳ | اتوار ۲۲ - ۱۱ - ۶۲۲ | دوشنبہ ۲۱ - ۱۲ - ۶۲۲ | بدھ ۲۰ - ۱ - ۶۲۲ | خمیس ۱۸ - ۲ - ۶۲۲ |
| ۱ ہجری | خمیس ۱۱ - ۱۱ - ۶۲۳ | شنبہ ۱۱ - ۱۲ - ۶۲۳ | اتوار ۹ - ۱ - ۶۲۳ | منگل ۸ - ۲ - ۶۲۳ |
| (۲) | دوشنبہ ۳۱ - ۱۰ - ۶۲۳ | بدھ ۳۰ - ۱۱ - ۶۲۳ | خمیس ۲۹ - ۱۲ - ۶۲۳ | شنبہ ۲۸ - ۱ - ۶۲۴ |
| ۳ | شنبہ ۲۰ - ۱۰ - ۶۲۴ | اتوار ۱۸ - ۱۱ - ۶۲۴ | منگل ۱۸ - ۱۲ - ۶۲۴ | بدھ ۱۶ - ۱ - ۶۲۵ |
| ۴ | بدھ ۹ - ۱۰ - ۶۲۵ | جمعہ ۸ - ۱۱ - ۶۲۵ | شنبہ ۷ - ۱۲ - ۶۲۵ | دوشنبہ ۶ - ۱ - ۶۲۶ |
| (۵) | اتوار ۲۸ - ۹ - ۶۲۶ | منگل ۲۸ - ۱۰ - ۶۲۶ | خمیس ۲۷ - ۱۱ - ۶۲۶ | جمعہ ۲۶ - ۱۲ - ۶۲۶ |
| ۶ | جمعہ ۱۸ - ۹ - ۶۲۷ | شنبہ ۱۷ - ۱۰ - ۶۲۷ | دوشنبہ ۱۶ - ۱۱ - ۶۲۷ | منگل ۱۵ - ۱۲ - ۶۲۷ |
| ۷ | منگل ۶ - ۹ - ۶۲۸ | خمیس ۶ - ۱۰ - ۶۲۸ | جمعہ ۴ - ۱۱ - ۶۲۸ | اتوار ۴ - ۱۲ - ۶۲۸ |
| (۸) | شنبہ ۲۶ - ۸ - ۶۲۹ | دوشنبہ ۲۵ - ۹ - ۶۲۹ | بدھ ۲۵ - ۱۰ - ۶۲۹ | خمیس ۲۳ - ۱۱ - ۶۲۹ |
| ۹ | خمیس ۱۶ - ۸ - ۶۳۰ | جمعہ ۱۴ - ۹ - ۶۳۰ | اتوار ۱۴ - ۱۰ - ۶۳۰ | دوشنبہ ۱۲ - ۱۱ - ۶۳۰ |
| ۱۰ | دوشنبہ ۵ - ۸ - ۶۳۱ | بدھ ۴ - ۹ - ۶۳۱ | خمیس ۳ - ۱۰ - ۶۳۱ | شنبہ ۲ - ۱۱ - ۶۳۱ |
| (۱۱) | شنبہ ۲۵ - ۷ - ۶۳۲ | اتوار ۲۳ - ۸ - ۶۳۲ | منگل ۲۲ - ۹ - ۶۳۲ | بدھ ۲۱ - ۱۰ - ۶۳۲ |

| سنین الاسلام | رمضان | شوال | ذی قعدہ | ذی الحجہ |
|---|---|---|---|---|
| ۴۱ میلاد نبوی | شنبہ ۲۸-۷-۶۱۰ | خمیس ۲۷-۸-۶۱۰ | جمعہ ۲۵-۹-۶۱۰ | یکشنبہ ۲۵-۱۰-۶۱۰ |
| (۴۲) | یکشنبہ ۱۸-۷-۶۱۱ | دوشنبہ ۲۶-۸-۶۱۱ | بدھ ۱۵-۹-۶۱۱ | خمیس ۲۴-۱۰-۶۱۱ |
| ۴۳ | خمیس ۶-۷-۶۱۲ | شنبہ ۵-۸-۶۱۲ | دوشنبہ ۴-۹-۶۱۲ | شنبہ ۳-۱۰-۶۱۲ |
| (۴۴) | دوشنبہ ۲۵-۶-۶۱۳ | چہارشنبہ ۲۵-۷-۶۱۳ | جمعہ ۲۴-۸-۶۱۳ | شنبہ ۲۲-۹-۶۱۳ |
| ۴۵ | شنبہ ۱۵-۶-۶۱۴ | اتوار ۱۴-۷-۶۱۴ | منگل ۱۳-۸-۶۱۴ | بدھ ۱۱-۹-۶۱۴ |
| ۴۶ | بدھ ۴-۶-۶۱۵ | جمعہ ۴-۷-۶۱۵ | شنبہ ۲-۸-۶۱۵ | دوشنبہ ۱-۹-۶۱۵ |
| (۴۷) | دوشنبہ ۲۴-۵-۶۱۶ | منگل ۲۲-۶-۶۱۶ | خمیس ۲۲-۷-۶۱۶ | جمعہ ۲-۸-۶۱۶ |
| ۴۸ | جمعہ ۱۳-۵-۶۱۷ | شنبہ ۱۱-۶-۶۱۷ | دوشنبہ ۱۱-۷-۶۱۷ | بدھ ۱۰-۸-۶۱۷ |
| ۴۹ | منگل ۲-۵-۶۱۸ | خمیس ۱-۶-۶۱۸ | جمعہ ۳۰-۶-۶۱۸ | اتوار ۳۰-۷-۶۱۸ |
| (۵۰) | اتوار ۲۲-۴-۶۱۹ | دوشنبہ ۲۱-۵-۶۱۹ | بدھ ۲۰-۶-۶۱۹ | خمیس ۱۹-۷-۶۱۹ |
| ۵۱ | خمیس ۱۰-۴-۶۲۰ | شنبہ ۱۰-۵-۶۲۰ | اتوار ۸-۶-۶۲۰ | منگل ۸-۷-۶۲۰ |
| (۵۲) | دوشنبہ ۳۰-۳-۶۲۱ | بدھ ۲۹-۴-۶۲۱ | خمیس ۲۸-۵-۶۲۱ | شنبہ ۲-۶-۶۲۱ |
| ۵۳ | شنبہ ۲۰-۳-۶۲۲ | اتوار ۱۸-۴-۶۲۲ | منگل ۱۸-۵-۶۲۲ | بدھ ۱۶-۶-۶۲۲ |
| ۱ ہجری | بدھ ۹-۳-۶۲۳ | جمعہ ۸-۴-۶۲۳ | شنبہ ۷-۵-۶۲۳ | دوشنبہ ۶-۶-۶۲۳ |
| (۲) | اتوار ۲۶-۲-۶۲۴ | منگل ۲۷-۳-۶۲۴ | خمیس ۲۶-۴-۶۲۴ | جمعہ ۲۵-۵-۶۲۴ |
| ۳ | جمعہ ۱۵-۲-۶۲۵ | شنبہ ۱۶-۳-۶۲۵ | دوشنبہ ۱۵-۴-۶۲۵ | منگل ۱۴-۵-۶۲۵ |
| ۴ | منگل ۴-۲-۶۲۶ | خمیس ۶-۳-۶۲۶ | جمعہ ۴-۴-۶۲۶ | اتوار ۴-۵-۶۲۶ |
| (۵) | اتوار ۲۵-۱-۶۲۷ | دوشنبہ ۲۳-۲-۶۲۷ | چارشنبہ ۲۵-۳-۶۲۷ | خمیس ۲۳-۴-۶۲۷ |
| ۶ | خمیس ۱۴-۱-۶۲۸ | جمعہ ۱۲-۲-۶۲۸ | اتوار ۱۳-۳-۶۲۸ | منگل ۱۲-۴-۶۲۸ |
| ۷ | دوشنبہ ۲-۱-۶۲۹ | بدھ ۱-۲-۶۲۹ | خمیس ۲-۳-۶۲۹ | شنبہ ۱-۴-۶۲۹ |
| (۸) | شنبہ ۲۳-۱۲-۶۲۹ | اتوار ۲۱-۱-۶۳۰ | منگل ۲-۲-۶۳۰ | بدھ ۲۱-۳-۶۳۰ |
| ۹ | بدھ ۱۲-۱۲-۶۳۰ | خمیس ۱۰-۱-۶۳۱ | شنبہ ۹-۲-۶۳۱ | دوشنبہ ۱۱-۳-۶۳۱ |
| ۱۰ | اتوار ۱-۱۲-۶۳۱ | منگل ۳۱-۱۲-۶۳۱ | بدھ ۲۹-۱-۶۳۱ | خمیس ۲۷-۳-۶۳۲ |
| (۱۱) | جمعہ ۲۰-۱۱-۶۳۲ | شنبہ ۱۹-۱۲-۶۳۲ | دوشنبہ ۱۸-۱-۶۳۳ | منگل ۱۶-۲-۶۳۳ |

# جدول واقعات عظیمہ متعلق سیرت نبویہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والتحیہ

| نمبر شمار | واقعہ | ایام | سنہ قمری اسلامی: تاریخ | ماہ | سنہ ولادت | سنہ نبوت | سنہ ہجری | سنہ شمسی عیسوی: تاریخ | ماہ | سال | سنہ عیسوی قمری[۱] |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| ۱ | ولادت باسعادت | یکشنبہ | یکم | محرم | ۱ | ۰ | ۰ | ۱۲/۱۵ | فروری | ۵۷۱ | ۵۸۸ |
| | | دوشنبہ | ۹ | ربیع الاول | ۱ | ۰ | ۰ | ۲۰/۲۲ | اپریل | ۵۷۱ | ۵۸۸ |
| ۲ | بعثت نبوت | دوشنبہ | ۹ | ربیع الاول | ۴۱ | ۱ | ۰ | ۹/۱۲ | ۲ | ۶۱۰ | ۶۲۸ |
| ۳ | نماز فجر و عصر کا مسلمانوں پر فرض ہونا | دوشنبہ | ۹ | ” | ۴۱ | ۱ | ۰ | ” | ” | ” | ” |
| ۴ | آغاز نزول قرآن مجید | شب جمعہ | ۱۷ | رمضان | ۴۱ | ۱ | ۰ | ۱۴/۱۷ | ۸ | ۶۱۰ | ۶۲۸ |
| ۵ | ہجرت صحابہ بملک حبش | ۰ | ۰ | رجب | ۴۵ | ۵ | ۰ | ۰ | ۴ | ۶۱۴ | ۶۳۲ |
| ۶ | نبی صلعم کا محصور ہونا | شنبہ | یکم | محرم | ۴۷ | ۷ | ۰ | ۳۰/۳ | ۹/۱۰ | ۶۱۵ | ۶۳۴ |
| ۷ | سفر طائف | ۰ | ۰ | جمادی الثانی | ۵۰ | ۱۰ | ۰ | ۰ | ۲ | ۶۱۹ | ۶۳۷ |
| ۸ | معراج و فرضیت نماز خمسہ | دوشنبہ | شب ۲۷ | رجب | ۵۰ | ۱۰ | ۰ | شب ۱۹/۲۲ | مارچ | ۶۱۹ | ۶۳۷ |
| ۹ | ابتدائے ایمان اہل مدینہ | ۰ | ۰ | ذی الحج | ۵۰ | ۱۰ | ۰ | ۰ | ۷ | ۶۱۹ | ۶۳۷ |
| ۱۰ | بیعت عقبہ اولیٰ | ۰ | ۰ | ” | ۵۲ | ۱۲ | ۰ | ۰ | ۷ | ۶۲۱ | ۶۳۹ |
| ۱۱ | بیعت عقبہ ثانیہ | | ۰ | ” | ۵۳/۵۴ | ۱۳/۱۴ | ۰ | | ۶ جون | ۶۲۲ | ۶۴۰ |
| ۱۲ | ہجرت از مکہ و داخلہ غار | شب جمعہ | ۲۷ | صفر | ۵۴ | ۱۴ | ۱ | شب ۱۰/۱۳ | ۹ ستمبر | ۶۲۲ | ۶۴۱ |
| ۱۳ | داخلہ قبا | دوشنبہ | ۸ | ربیع الاول | ۵۴ | ۱۴ | ۱ | ۲۰/۲۳ | ۹ ستمبر | ۶۲۲ | ۶۴۱ |
| ۱۴ | داخلہ مدینہ طیبہ | جمعہ | ۱۲ | ” | ۵۴ | ۱۴ | ۱ | ۲۴/۲۷ | ۹ ستمبر | ۶۲۲ | ۶۴۱ |
| | | دوشنبہ | ۲۲ | ” | ۵۴ | ۱۴ | ۱ | ۴/۷ | ۱۰ اکتوبر | ۶۲۲ | ۶۴۱[۲] |
| ۱۵ | بنیاد مسجد نبوی | ۰ | ۰ | ” | ۵۴ | ۱۴ | ۱ | ۰ | ۱۰ اکتوبر | ۶۲۲ | ۶۴۱ |
| ۱۶ | ظہر و عصر و عشا کی نماز میں اضافہ | ۰ | ۰ | ربیع الثانی | ۵۴ | ۱۴ | ۱ | ۰ | ۱۰ اکتوبر | ۶۲۲ | ۶۴۱ |
| ۱۷ | تحویل قبلہ | شنبہ | ۱۵ | شعبان | ۵۵ | ۱۵ | ۲ | ۱۱/۱۴ | ۲ فروری | ۶۲۴ | ۶۴۲ |

ے ۱۔ اگست ۵۷۱ء یوم چہارشنبہ کو محرم کی پہلی تاریخ تھی۔ ہم نے سنہ عیسوی قمری کا آغاز اسی تاریخ سے کیا ہے۔ ہم نے عیسوی قمری سنہ اس لئے وضع کیا تاکہ یہ معلوم ہوتا رہے کہ ایک مدت معینہ میں شمسی اور قمری برسوں میں کس قدر تفاوت ہو جاتا ہے۔ ۲ے یہ تاریخ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی تحقیق کے مطابق ہے۔ دیگر علماء سیر نے داخلہ مدینہ کی تاریخ جمعہ ۱۲ ربیع الاول اختیار کی ہے۔

| نمبر شمار | واقعہ | یوم | سنہ قمری اسلامی: تاریخ | ماہ | سنہ از ولادت نبوی | سنہ از نبوت | سنہ ہجری | سنہ شمسی عیسوی: تاریخ | ماہ | سال | سنہ [illegible] عیسوی |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| ۱۸ | فرضیت کے بعد رمضان کا سب سے پہلا روزہ | یک شنبہ | یکم | رمضان | ۵۵ | ۱۵ | ۲ | ۳۶/۲۹ | ۲ فروری | ۶۲۴ | ۶۴۲ |
| ۱۹ | فرضیت زکوٰۃ | ۔ | ۔ | ۔ | ۵۵ | ۱۵ | ۲ | ۔ | ۔ | ۶۲۴ | ۶۴۲ |
| ۲۰ | فرضیت جہاد | ۔ | ۔ | ۔ | ۵۵ | ۱۵ | ۲ | ۔ | ۔ | ۶۲۴ | ۶۴۲ |
| ۲۱ | جنگ بدر کا دن | سہ شنبہ | ۱۷ | رمضان | ۵۵ | ۱۵ | ۲ | ۱۳/۱۶ | ۳ مارچ | ۶۲۴ | ۶۴۲ |
| ۲۲ | تحریم خمر | ۔ | ۔ | ۔ | ۵۶ | ۱۶ | ۳ | ۔ | ۔ | ۶۲۵ | ۶۴۳ |
| ۲۳ | حکم حجاب نساء | جمعہ | یکم | ذیقعدہ | ۵۷ | ۱۷ | ۴ | ۴/۷ | ۴ اپریل | ۶۲۶ | ۶۴۴ |
| ۲۴ | تبلیغ اسلام بسلاطین عظام | چار شنبہ | یکم | محرم | ۶۰ | ۲۰ | ۷ | ۱۱/۱۴ | ۵ مئی | ۶۲۸ | ۶۴۷ |
| ۲۵ | فتح المبین مکہ | پنجشنبہ | ۲۰ | رمضان | ۶۱ | ۲۱ | ۸ | ۱۱/۱۴ | ۱ جنوری | ۶۳۰ | ۶۴۸ |
| ۲۶ | فرضیت حج | ۔ | ۔ | ۔ | ۶۲ | ۲۲ | ۹ | ۔ | ۔ | ۶۳۱ | ۶۴۹ |
| ۲۷ | اولین حج اسلام جو بامامت صدیق اکبر ہوا | دو شنبہ یا شنبہ | ۹ | ذی الحجہ | ۶۲ | ۲۲ | ۹ | ۱۸/۲۱ | ۳ مارچ | ۶۳۱ | ۶۴۹ |
| ۲۸ | حجۃ الوداع نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم | جمعہ | ۹ | ؍؍ | ۶۳ | ۲۳ | ۱۰ | ۶/۹ | ۳ مارچ | ۶۳۲ | ۶۵۰ |
| ۲۹ | ابتدائے مرض نبوی | دو شنبہ | ۲۹ | صفر | ۶۴ | ۲۴ | ۱۱ | ۲۵/۲۸ | ۵ مئی | ۶۳۳ | [illegible] |
| ۳۰ | وفات پر آیات | چاشت دو شنبہ | ۱۳ | ربیع الاول | ۶۴ | ۲۴ | ۱۱ | ۸/۱۱ | ۶ جون | ۶۳۳ | ۶۵۱ |
| ۳۱ | تدفین پیکر اطہر صلعم | شب چار شنبہ نصف شب بعد از وفات | ۱۴ | ؍؍ | ۶۴ | ۲۴ | ۱۱ | ۹/۱۲ | ۶ جون | ۶۳۲ | ۶۵۱ |

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی
اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ۔ اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ
مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ۔

تمت

# فہرست کتب جن سے جلد دوم کتاب رحمۃ للعالمین میں استفادہ کیا گیا

۱ قرآن مجید
۲ موطا امام مالکؒ۔ طبع دہلی ۱۲۹۳ھ
۳ کتاب الام۔ تالیف امام شافعیؒ طبع بولاق مصر ۱۳۲۶ھ۔
۴ کتاب الخراج۔ قاضی القضاۃ ابو یوسفؒ طبع مصر
۵ صحیح بخاریؒ۔ طبع بمبئی ۱۲۶۸ھ۔
۶ صحیح مسلمؒ طبع دہلی ۱۲۹۴ھ
۷ سنن ابوداؤد۔ طبع دہلی ۱۳۰۵ھ
۸ سنن نسائی۔ طبع دہلی ۱۲۹۲ھ
۹ شمائل ترمذی۔ طبع مصر ۱۳۱۸ھ
۱۰ سنن دارمی مطبوعہ دہلی ۱۳۳۷ھ
۱۱ دارقطنی۔ مطبع فاروقی دہلی۔
۱۲ دلائل النبوۃ۔ ت حافظ الکبیر ابونعیم اصفہانی۔ ط دکن ۱۳۲۰ھ
۱۳ تاریخ الامم والملوک۔ ابن جریر طبری ط حسینیہ مصر
۱۴ طبقات الکبیر لابن سعد۔ ط لیدن ۱۳۲۲ھ
۱۵ الاصول الکافی۔ شیخ الکبیر محمد بن یعقوب کلینی۔ ط نول کشور ۱۳۰۲ھ
۱۶ الاستیعاب۔ ابن عبدالبرؒ دکن ۱۳۱۸ھ
۱۷ کتاب الفصل فی الملل والنحل۔ ابو محمد علی بن احمد بن حزم۔ ط مصر ۱۳۲۰ھ۔
۱۸ کتاب الشفاء قاضی عیاض غرناطی۔ ط صدیقی بریلی ۱۲۸۶ھ
۱۹ زاد المعاد۔ ابن القیم الجوزی الدمشقی ط نظامی کانپور ۱۲۹۸ھ
۲۰ جلاء الافہام ابن القیم ط الکتاب والسنتہ امرتسر
۲۱ الطرق الحکمیہ ابن القیم ط مصر ۱۳۱۷ھ
۲۲ نہج البلاغۃ۔ سید شریف من کلام امیرالمومنین علی مرتضیٰؑ۔ ط تبریز ۱۲۶۷ھ
۲۳ کتاب الکامل ابوالعباس مبرد۔ ط بیروت ۱۳۱۷ھ
۲۴ معجم البلدان۔ یاقوت حموی۔ ط مصر ۱۳۰۹ھ
۲۵ کتاب بکر و تغلب محمد بن اسحاق ط بولاق ۱۳۱۷ھ
۲۶ فتح الباری۔ ط حسینیہ مصر ۱۳۱۴ھ
۲۷ تاریخ ابوالفدا۔ ط حسینیہ مصر ۱۳۲۵ھ
۲۸ کتاب الارشاد۔ شیخ مفید ط تبریز ۱۲۷۱ھ
۲۹ اعلام النبوۃ

۳۰ تیسیر الوصول - ابن اثیر - ط لکھنؤ -
۳۱ مدارج النبوۃ - شیخ عبدالحق محدث دہلوی ط شاہدرہ ۱۲۸۱ھ
۳۲ زرقانی - ط ازہریہ مصر ۱۳۲۸ھ
۳۳ انسان العیون - علامہ علی الحلبی - ط مصر ۱۳۲۸ھ
۳۴ سیرت محمدیہ (تلخیص عیون الاثر) مولوی کرامت علی دہلوی - ط دکن
۳۵ تاریخ العرب - پروفیسر سیڈیو - ط مصر ۱۳۰۹ھ
۳۶ تاریخ دول العرب و الاسلام محمد طلعت بک - ط الہ آباد -
۳۷ خطبات احمدیہ - سرسید احمد - ط علی گڈھ -
۳۸ حسن الصحابہ تالیف جابی زادہ - ط قسطنطنیہ ۱۳۲۴ھ
۳۹ الفارق بین المخلوق و الخالق - احمد القرافی ط موسوعات مصر ۱۳۱۸ھ
۴۰ ہدایت الحیاری - ابن القیم الجوزی - ط مصر ۱۳۱۸ھ
۴۱ عمدۃ المطالب - ط لکھنؤ ۱۲۷۰ھ
۴۲ تجرید اسماء الصحابہ - ذہبی - ط دکن ۱۳۱۵ھ
۴۳ ہدایت السائل نواب صدیق حسن خان مرحوم ط بھوپال ۱۲۹۲ھ
۴۴ کتب العہد القدیم و الجدید - ط اوکسفورڈ ۱۸۷۱ء
۴۵ مجموعہ بائیبل اردو - آرفن سکول پریس ۱۸۷۰ء آرہ -
۴۶ مروج الذہب مسعودی - ط مصر ۱۳۰۵ھ
۴۷ نتائج الافہام محمود پاشا فلکی - ط مصر ۱۳۰۵ھ
۴۸ ازالۃ الخفا حکیم الامۃ شاہ ولی اللہ دہلوی ط صدیقی بریلی ۱۲۸۶ھ
۴۹ انڈین کرونالوجی - مدراس ۱۹۱۱ء
۵۰ انڈین اے راز کننگھم - کلکتہ ۱۸۸۳ء
۵۱ انڈین کلینڈر - رابرٹ سیول لندن ۱۸۹۶ء
۵۲ الآثار الباقیہ عن القرون الخالیہ - ابوریحان بیرونی - ط لیپ زک جرمنی ۱۸۷۸ء
۵۳ انسائیکلو پیڈیا - برطانیکا طبع نہم لندن


و آخر دعونا ان الحمد للہ رب العالمین

احقر
محمد سلیمان - سلمان منصورپوری

بسم اللہ الرحمن الرحیم

# قصیدہ

## در حمد باری تعالیٰ جلّ جلالہ عمّ نوالہ

خدائے عزّوجل کے لئے ہے شکرِ نعم
زیادہ حدّ و عدد سے ہیں جس کے فضل و کرم

وہی مَلِک ہے۔ وہی مستعاں۔ وہی معبود  —  وہی اِلٰہ وہی ہادیٔ رہِ اَقوَم
وہی ہے غافرِ ذنب اور وہی ہے قابلِ توب  —  وہی ہے فاطرِ ارض و سما و نور و ظُلَم
وہی ہے رافعِ عزّ و علا و مجد و عطا  —  وہی ہے دافعِ درد و بلا و رنج و سقم
جلال اُس کا ہی آفاق کے لئے ہے محیط  —  نوال اُس کا ہے ارزاق کے لئے مقسم
کمالِ عقل ہے عرفانِ کُنہ میں قاصر  —  زبانِ نُطق بیانِ ثنا میں ہے ابکم
نمونہ قدرتِ باری کا ہے کہ صفحۂ چرخ  —  ہجومِ نجم سے ہوتا ہے اطلسِ مُعلَم
ہے شانِ صنعتِ صانع کہ ارض کا یہ کرہ  —  وفورِ سبزہ سے بنتا ہے صفحۂ مُلحَم

اسی کے حکم سے قائم جبالِ شامخ ہیں — اُسی کے امر سے سائر ہے نیّرِ اعظم

اُسی کے فیض سے باغِ حدوث ہے شاداب — اُسی کے نام سے قلبِ سلیم ہے خرّم

اُسی کی داد سے مہ کو ملا ہے سکۂ سیم — اُسی کے جود سے ماہی کو کیسۂ دِرہم

اُسی نے فرشِ زمیں کو بچھا دیا ہموار — اُسی نے سلکِ ثریا کو کر دیا درہم

اُسی کے قصد میں پوئندہ ہیں اُلوفِ ملل — اُسی کی حمد میں گویندہ ہیں صنوفِ اُمم

اُسی کے خوض میں ہے تہ نشینِ دریا دُر — اُسی کے شوق میں ہے آسماں گرا شبنم

اُسی کا نور ہے چشمِ جہاں کی بینائی — اُسی کا حکم بقا و فنا کا مستلزم

اُسی کی آیتِ قدرت ہے ہبوبِ ریاح — جو بادلوں کو ہے کرتی فراہم و درہم

اُسی کی آیتِ قدرت ہے تلمّعِ برق — چمک میں جس کی ہے بیم و رجا کی شان بہم

اُسی کی آیتِ قدرت ہے نزولِ میاہ — کہ برگ و زیست کی ملتی نظیر ہے پیہم

اُسی کی آیتِ قدرت ہے کہ مُردہ زمیں — حیاتِ تازہ سے بار دگر ہوئی منضم

اُسی کی آیتِ قدرت ہے کہ خاکِ سیاہ — ہزاروں بیش بہا گنج کی بنی مدغم

اُسی کی آیتِ قدرت ہے کہ لیل و نہار — ہمیں سکھاتے ہیں طرز و طریقِ رامش و رم

اُسی کی آیتِ قدرت ہے کہ بینِ بحار — بنا دئیے ہیں جزیرے مثالِ باغِ اِرم

اُسی کی آیتِ قدرت ہے کہ گنبدِ چرخ — مثالِ سقف بغیر از عمد رہا ہے تھم

اُسی کی آیتِ قدرت ہے کہ انساں کی — لسان و لون میں نوعیں جدا جدا ہیں عَلَم

اُسی کی آیتِ قدرت ہے کہ ہوتا ہے — یہ موسموں کا تغیر یہ انقلابِ اُمم

اُسی کے امر سے تھامے ہوئے ہیں سب طائر — فضا میں جسم کو اپنے بلا تردد و غم

اُسی کے حکم سے ٹھہرے ہوئے ہیں یہ امواج — کہ موج موج کا اندر رہے اپنی حد کے قدم

| | |
|---|---|
| اُسی کے نور تجلی سے طور ہے روشن | اُسی کی ذرہ نوازی سے نخل ہے مُلہم |
| اُسی کی ذاتِ مقدس حقیقتِ سجدہ ہے | اُسی کے اسمِ معظم کے واسطے ہے قسم |
| اُسی جناب میں ہوتی ہے عرض ربِّ اغفر | اُسی سے کہتے ہیں وارحم کہ سب سے ہے ارحم |
| اُسی کی غایتِ حمد و ثنا ہے لا اُحصی | اُسی کے اول اور اک پر ہے لا اَعلم |
| وہی ہے ایک و حید اور لاشریک لہ | کہ ملک و حمد اُسی کو ہے اور کبر و قدم |
| غنی و مقتدر و باسط و ودود و جلیل | کبیر و قادر و بر و رؤف و حی و حکم |
| سلام و مومن و قدوس و والی و باری | غفور و باقی و ستار اور حکیم حکم |
| احد ہے اور صمد لم یلد و لم یولد | مثال و کفو سے ہے پاک تر بجدِ اتم |
| ہے شرک جو اُسے کہتا ہے صرف ربّ النوع | وہ ہے مصوّرِ اشیا و خالقِ عالم |
| شریکِ خلق ہیں اُس کے نہ مادہ ہے نہ روح | مشیر امر ہیں اُس کے وزیر ہیں نہ خدم |
| اُسی کے خلق ہیں اور اُس کو پا نہیں سکتے | حواس سمع و بصر عقل۔ درک لمس اور شم |
| دگر ہے صدقِ ارادت تو برگ برگ گیاہ | ہے بامِ معرفتِ لایزال کا سُلّم |
| مرے کریم مرے ذوالجلال والاکرام | عمیم ہیں ترے احسان کثیر تیری نعم |
| ہے ایک حکم میں تیرے حیات اور ممات | ہے سب کا تیرے ہی دو حرف میں وجود و عدم |
| نہیں وجود عوالم سے تیری قدرت بیش | نہ انعدام خلائق سے تیری صنعت کم |
| ہو تیری عفو و رحیمی کا جس جگہ اظہار | ہے مستحقِ کرامت گناہ اور ظلم |
| مقربین ہیں بینِ رجا و خوف ترے | کہ ہے حجابِ عدالت میں رحمت اور کرم |
| فرشتگانِ مکرّم کہ انبیائے کرام | عبودیت پہ تری شاد ہیں بفخرِ اتم |
| تری جناب میں سب کی ہے التماسِ دعا | تری حضور میں سب کا سرِ ارادت خم |

نہ مال میرا مآلِ طلب نہ حشمت و جاہ — کہ سب ہیں مشتمل اس فیض میں بنی آدم
یہ التجا ہے۔ یہی آرزو۔ یہی خواہش — مدام دل کی تمنا یہی بدیدۂ نم
رہوں سدا متمسک نبیؐ کی سنّت سے — قدم ہوں میرے صراطِ ہُدیٰ پہ مستحکم
رگوں میں جوش۔ لہو میں محبتِ اسلام — بدن میں جان رہے جب تک اور دم میں دم
ترے حبیب نے جو اُمیوں کو دی تعلیم — وہی ہو میرا عقیدہ۔ نہ اُس سے بیش نہ کم
رسول سیّد اَبرار۔ بندۂ رحمٰن — نبی جہاں کے لئے رحمت اور مُطاعِ اُمَم
سراج و شاہد و داعیؐ بشیر و مُنذِر — ملاذِ کعبہ و حامیٔ قُدس و شاہ حرم
ہماری جان پہ ہم سے سوا رؤف و رحیم — شفیع و حامد و احمد محمّد و خاتم
عوام کا اَب و جَدّ سے ہے مایۂ نازش — ہیں اُس کی ذات پہ نازاں خلیلؑ اور آدمؑ
درود اُس پہ اور اصحاب و آل پر اُس کے — کہ پُر ہے اُن کے فضائل سے مصحفِ محکم
تو قبر کی متوحش جگہ میں ہو مونس — تو ہولناک قیامت میں بن مرا ہمدم
الٰہی رحم میرے والدین پر فرما — اسی سوال میں سارے سوال ہیں منضم

نفس ہے سینے میں سلمان کے رواں جب تک
نبیؐ کی نعت میں چلتی رہے زبان و قلم